DUE DATE

Cl. No. ______ Acc. No. ______

Late Fine Ordinary Books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night Book Re. 1/- per day.

المہدی کوئی ماہواری رسالہ نہیں کہ اسکے لئے کوئی قواعد اور ضوابط مقرر کئے جاویں یا اسکی سالانہ قیمت وصول کیجائے ہمیں صرف قابل قدر اہل قلم اصحاب کے نہایت بے نظیر اور مفید مضامین ہیں جنکا محفوظ رسالہ کی شکل میں نکلنا ضروری ہے۔ یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو مضامین اہل قلم قابل اصحاب کی طرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متنازعہ مابین فیہا امور یا غیر احمدیوں کے اعتراضات کے جواب میں ہوں یا مسیح موعود کے اثبات دعوے اور حمایت دین اسلام کے متعلق ہوں وہ المہدی میں شائع ہوا کریں +

قانون خریداری رسالہ المہدی

نمبر اول المہدی کا یہ شائع کیا جاتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی عمدہ اور اعلیٰ مضامین کے ساتھ دوسرا نمبر انشاء اللہ شائع ہوگا۔ اور اسی طرح انشاء اللہ بالترتیب یہ رسالہ نکلتا رہیگا۔ اسکی قیمت کا یہ طریق رکھا گیا ہے کہ جو نمبر شائع ہو اسکی قیمت دست بدست خریدار صاحبان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام روانہ کریں + جو صاحب ٹکٹ روانہ کریں وہ آدھ آنے والے ٹکٹ بھیجیں یا ایک آنہ والے دو دو یا چار آنے والے ٹکٹ روانہ نہ کریں۔ دور دراز بلاد کے رہنے والے جیسے مدراس یا ملک آسام یا ممالک متوسط یا ممالک غیر مثلاً افریقہ برما جن کو وہ یا تو اکٹھی دس بیس نمبروں کی قیمت پیشگی محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجدیں یا چند احباب ملکر اکٹھی جلدیں اسکی منگوایا کریں اور دو آنہ رجسٹری کے بھی علاوہ قیمت روانہ کریں۔ تاکہ رسالہ کے گم ہونے کا خطرہ نہ رہے +

جن صاحبان کے پاس یہ رسالہ بھیجنا مناسب ہے کہ وہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں۔ اور اس کے خریدار پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہو کوشش اور سعی کریں۔ اسکی قیمت اتنی کم رکھی گئی ہے کہ شاید ہی کوئی مذہبی رسالہ اتنے حجم اور اتنی قیمت کا کہیں سے آپ کو ملسکے۔ اور یہ بھی محض اسلئے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی اس سے مستفید ہو سکیں۔ نمبر اول کی قیمت صرف ۲ رہے

المہدی نمبروں کی قیمت سوائے محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کسی دوسرے کے نام نہیں بھیجنی چاہئے +

اسکے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ اگر احباب اسکے مستقل	المہدی کا نمبر کتنی مدت کے بعد نکلا کریگا

خریدار بن جاویں اور ہر ایک نمبر کی قیمت جلد جلد بھیجدیا کریں تو ممکن ہے کہ قیمت جلد وصول ہونے پر پندرہ روز کے بعد ہی دوسرا نمبر نکال دیا جاوے۔ اگر دیر سے قیمت وصول ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ کے بعد یا اس سے بھی دیر کرکے دوسرا نمبر شائع ہو بہر حال اس کا جلد نکلنا یا دیر سے نکلنا احباب کی توجہ پر منحصر ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

المہدی

للہ الحمد

اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ اللہ رب العالمین رحمن رحیم مالک یوم الدین کا شکر اور حمد کرتے ہوئے اسکو اپنا کافی ہادی اور نصیر مانتے ہوئے اسی کی نصرت اور توفیق چاہتے ہوئے اسی سے انبیاء اور رسل کی راہ پر چلنے اور خطاکاروں کی راہ سے بچنے کی دعا مانگتے ہوئے اسی کے فضل اور رحم کے بھروسہ پر اس رسالہ کو شروع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے۔ اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعے سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین

جس رسالہ کا نام جیسے عنوان میں لکھا ہے یعنی المہدی اُس کا اصل مقصد تبلیغ اسلام اور فرقہ ہائے اسلامیہ کے باہمی تنازعات پر ریویو کرنا اور احمدی قوم کے متنازعہ مسائل مثلاً (۱) نبوت مسیح موعود (۲) مسئلہ کفر و اسلام (۳) مسئلہ خلافت مسیح موعود (۴) المصلح الموعود (۵) اسمہ احمد پر حضرت مسیح موعود و مہدی معہود جناب مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تحریروں سے روشنی ڈالکر حقیقی احمدیت کو روشنی بخشنا ہے۔

اسلئے ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہے بصد ادب اور غربت عرض کیجاتی ہے کہ اس رسالہ المہدی کی اشاعت سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور منشا نہیں جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے بلکہ محض حق اور راستی کا ظاہر کرنا مراد دلی اور تمنائے قلبی ہے اور اس رسالہ میں اگر کسی خاص شخص کے خیالات کو حضرت مسیح موعود کے اقوال کے ذریعہ سے رد کیا جاویگا تو محض اسلئے کہ کسی امر پر استیفاء کرکے رد کر دینا اور کامل تحقیقات سے اصول حقہ اور قول کاملہ کا بیان کرنا محض اسی بات پر موقوف ہے کہ ان سب اشخاص کا جو برخلاف اصول حقہ کے رائے اور خیال رکھتے ہیں غلطی پر ہونا دکھلایا جائے پس اس حیثیت سے مخالف اشخاص کے خیالات کا ذکر کرنا اور پھر ان کے شکوک کو رفع دفع کرکے باطل کا سر کچلنا اور غلط اصولوں کا قلع قمع کرنا ضروری اور واجب ہے ورنہ ہم کو ہرگز منظور نہ تھا کہ اس رسالہ میں کسی اپنے مخالف کے خیالات و عقائد کا ذکر زبان پر لاتے۔ اب ہم اس دعا پر اس تمہید کو ختم کرتے ہیں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوت

از جناب مولوی محمد یٰسین صاحب مبلغ احمدیہ مانسہرہ ہزارہ

ہمارے غلطی خوردہ بھائیوں میں سے ایک نے عنوان "مسیح موعود کے متعلق عدل" کے نیچے یوں لکھا ہے۔ "جب ایک مومن کا مکفّر کافر ہو جاتا ہے۔ تو پھر ایک نبی کی نبوت (مسیح موعود) کا منکر تو اکفر ہوا مختصراً" حاصل مطلب یہ کہ تمام اہل قبلہ مسلمان خواہ وہ پکے احمدی ہیں۔ مگر جب تک حضرت مرزا صاحب کو حقیقی واقعی نبی اللہ رسول اللہ نہیں جانتے وہ کافر بلکہ اکفر ہو گئے اور اب اُن کے عقیدہ میں خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار اور قرآن شریف پر عملدرآمد گویا بے سود ہے۔ اب جن کا یہی ایمان ہے۔ کہ شریعت اسلام اور نبوت محمدیہ احمدی فرقہ کے لئے بیہودہ اور ناکافی ہے۔ وہ بتلا دیں کہ کہیں حضرت صاحب نے اپنی تصنیف میں یہ لکھا ہے کہ میں واقعی اور حقیقی نبی ہوں۔ اور جو مجھے نبی نہیں مانتا وہ کافر بلکہ اکفر ہے۔ جو صاحب حضرت مسیح موعود کو حقیقی واقعی نبی قرار دیتے ہیں۔ ان کیلئے میں چند مختصر حوالجات مسیح موعود علیہ السلام کی تالیفات سے نقل کر کے عرض کرتا ہوں کہ وہ ضرور ان عبارات کو کتب محولہ میں بچشم خود دیکھیں اور اپنے عقائد صحیح کریں +

حوالہ اول اور جب اسکی پیروی کمال کو پہنچتی ہے۔ تو ایک ظلّی نبوت اسکو عطا کرتا ہے۔ جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے۔ اسلئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ نادان آدمی جو در اصل دشمن دین ہے اسبات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ اسلام بھی اور دینوں کی طرح ایک مُردہ مذہب ہو جائے۔ مگر خدا نہیں چاہتا۔ نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو کثرت سے ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے الخ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے

کیا ہے۔ حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا
ہے ایسا کوئی دعوٰی نہیں کیا گیا صرف یہ دعوٰی ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو
سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے **فیض نبوت کی وجہ سے** نبی ہوں۔ اور نبی سے
مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے
کہ جیسا کہ **مجدد صاحب** سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے
بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت
اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی
کہلاتا ہے الخ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ و ما سوا اگر یہ اعتراض ہے کہ [illegible] نبوت کا دعوٰی کیا ہے
اور وہ کلمہ کفر ہے تو پھر اس کے کیا معنی لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ اور اگر اعتراض
ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنۃ اللہ
علی الکاذبین۔ انوار الاسلام صفحہ ۳۴

"یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے
انکار ہے۔ یا ہم خود دعوے نبوت کرتے ہیں۔ یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے۔ یا ملائکہ سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں"
انجام آتھم صفحہ ۴۵

"وللہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ و انھم یعطون صبغۃ
الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ" مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶

"منجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے اسکی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی
خدا تعالیٰ سے وحی پانیوالا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے
بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی
ہے۔" ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۰۱

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب
تو یہی ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی
لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور اس
سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کریگا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اسکے اس میں کچھ

شک نہیں۔ کہ یہ عاجز خداتعالیٰ کی طرف سے اس اُمّت کے لئے مُحدّث ہو کر آیا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوّت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خداتعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔ اور نبوّت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ توضیح المرام صفحہ ۹ طبع ثانی +

"خداتعالیٰ نے مکالمہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل وجہ پر اُن میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ اُن کے محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اُن کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا نبی اللہ وامامکم منکم۔ یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے۔ ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے" (بس یہی نکتہ ہے جس کو فرقہ محمودیہ نے نہ سمجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا جیسے کہ باقی مخالفین مسیح موعود نے بھی اس نکتہ کو نہ سمجھ کر انکار کی راہ اختیار کی) الوصیّت صفحہ ۲۵ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ۱ جلد ۵ +

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں۔ کہ نبوّت کے حقیقی معنوں کے رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پُرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے۔ کہ کسی مُلہم کو نبی کے لفظ سے یا مُرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تمہیں وہ حدیثیں نہیں پہنچیں جن میں رسول اللہ رسول آیا ہے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا۔ کہ مُرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے

سلہ ابھی مرزا صاحب کو نبی اور رسول کہہ کے پکارتے ہیں کیا فرق ہے کہ وہ سابقہ اولیاء اور مجددوں کو بھی نبی و رسول کے نام سے یاد کریں مثلاً

کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھیرانے کیلئے تمہارے ہاتھ میں کون سی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں۔ کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آتا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے" سراج منیر صفحہ ۳

بعض نادان حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کی اس عبارت (لیکن آخری زمانہ میں مطابق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا) سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ گویا مرزا صاحب نے اپنے آپ کو آیہ مبشراً برسول الخ کا مصداق قرار دیا ہے اور کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم اس کے مصداق نہیں مگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے تو خود ہی اس مختصر عبارت کی مفصل تفسیر اس طرح کر دی ہے:۔

"اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اسلئے رکھا گیا۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے۔ جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں میں اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ طیبہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد کا ظہور کریگا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گے" الخ دیکھو اشتہار واجب الاظہار محررہ ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مؤلفہ مسیح موعود +

"میں اُمتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں" مختصراً صفحہ ۸۸ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم +

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ (نبوۃ) نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے۔ کہ نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے" مختصراً از الحکم ۲۹ جلد ۳۔ ۷ اگست سنہ ۱۸۹۹ء

اب چونکہ مندرجہ بالا حوالجات میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی نبوت و رسالت کی تشریح خود ہی مفصل طور پر کر دی ہے۔ اب جس جگہ بلا کسی تشریح کے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی اور رسول لکھا ہے وہاں یہی ظلی یا مجازی نبوت مراد ہے نہ حقیقی نبوت و رسالت ؛

کلام المسیح المحمدی

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جس طرح ہو سکے اعمال صالحہ کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کر کے ثابت قدمی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ تب بے ذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار رہنا بہت مؤثر چیز ہے کیسی ہی بے ذوقی اور بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکا دینے والی چیز ہے۔ دعا کرو۔ صبح کو دعا کرو۔ جنگل میں جا کر دعا کرو۔ جماعت کے ساتھ دعا کرو اور تنہائی میں دروازہ بند کر کے دعا کرو۔ کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے جہاں تک ہو سکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو کیونکہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک ہو جاؤ کہ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کی رو سے اس کا منشا ہے کاہلی کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتا ؛

دنیا کی بے ثباتی

نظر اٹھا کر دیکھو کہ دنیا جس کے لئے انسان مرتا ہے اور کاہلی اختیار کرتا ہے کس قدر ثبات اور استحکام رکھتی ہے کیا حباب کی طرح نہیں جس کے عدم وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے خدا تعالیٰ سے توفیق بصیرت چاہو تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسی کی طرف قدم اٹھا سکو انسان کو اس کیا فائدہ کہ وہ ایک حصہ دراز تک مع اپنے اہل و عیال امن اور خوشی اور راحت سے گذارہ اور پھر آخر کار نالی ہاتھ جائے شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور سب سے بڑی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت کر دے۔ جو بیعت المسیح خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے۔ اور جس طرح ستارے جگنوں کی طرح ہے ہیں۔ اور گرتے نہیں اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ عہد پر ٹھہرا رہتا ہے اور گرتا نہیں ہے۔ آرام میں جب تک تھا آرام نہ پاؤ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بیخبر اور اسلام کی صورت پر ناز کرتے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کی طرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل و عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون + من الوقت المصری

اُمّتی ابنِ مریم

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن راولپنڈی

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جس زور شور اور وضاحت سے مسیح اسرائیلی کی وفات کو ثابت کیا ہے۔ وہ کسی کی تصدیق یا تعریف کا محتاج نہیں۔ دُنیا میں کسی انسان کی وفات کا ثبوت اس شد و مد سے بہم نہ پہنچا ہوگا۔ اور لطف یہ کہ سب کچھ قرآن مجید کی صریح آیات سے لیا گیا ہے۔ جس کو تحقیقِ حق کی تمنا ہو وہ اُن کی تصنیفات کو پڑھے اور اُن کے خدّام سے سُن لے۔ وفاتِ مسیح کے ثبوت کے بعد لازمًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر آنے والا ابنِ مریم کون ہے؟ جس کی نسبت کہتے ہیں کہ اُمّتی ہوگا۔ کسی گذشتہ نبی کا اپنے درجہ سے معزول ہو کر اُمّتی بننا تو بعید از قیاس امر ہے۔ اور وفاتِ مسیح نے ثابت ہو کر یہ دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ پس بہرحال آنیوالا اسی اُمّت میں سے ہونا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن کریم بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے خلفاء کا جہاں ذکر فرماتا ہے وہاں منکم ہی فرماتا ہے یعنی محمدی خلفا تم میں سے ہی پیدا ہوتے رہیں گے اور کسی باہر سے آنے کا کہیں ذکر نہیں فرماتا۔ صحیح بخاری نے ابن مریم کی نسبت امامکم منکم فرما کر یہی بات بتلائی کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ قرآن و حدیث کے اس صاف صاف فیصلہ کے بعد ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنیوالے موعود خلیفہ کا نام ابنِ مریم رکھنے میں کیا بھید ہے؟ اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں جن میں سے چار وجوہ میں اپنے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ اور وجہ چہارم کے لئے جناب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت مولانا روم کے اشعار بھی تائیداً پیش کروں گا +

(۱) توریت کی پیشگوئی کے مطابق رسول کریم صلعم مثیل موسیٰ تھے۔ جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا میں کما کا لفظ مماثلت کو ظاہر کر رہا ہے پھر آیت استخلاف میں محمدی خلفا کا سلسلہ موسوی خلفا کے سلسلہ کا مثیل ٹھیرایا گیا ہے۔ کیونکہ اُس آیت میں بھی کما کا لفظ دونوں سلسلوں کے مماثلت پر دلالت کر رہا ہے۔ ان دونوں آیات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح مسیح ابن مریم چودھویں صدی پر حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح چودھویں صدی کے سر پر جو مجدد خلیفہ ہو وہ ابن مریم کہلائے

تا مماثلت پوری طرح ظاہر ہو کر خدا کے کلام کی صداقت پر گواہ ہو جائے +

(٢) چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند — مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یعنے مسیحی قوم میں اشاعت اسلام کے کام کی مناسبت سے میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا ہے +

(٣) چوں کافرازستم بپرستد مسیح را — غیور ربّے خدا بسرش کرد ہمسرم

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے — جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

یعنے جب مسیحی لوگوں نے مسیح کی پرستش شروع کر دی۔ اور آنحضرت صلعم کی سخت توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے ایک غلام کو مسیح بنا کر بھیجدیا۔ تاکہ جہاں ایک طرف آنحضرت صلعم کی عظمت و شان، اور تمام نبیوں پر فضیلت ظاہر ہو۔ وہاں دوسری طرف یہ بھی مسیحی دُنیا پر حجت تمام ہو جائے۔ کہ جسے تم نے خدا بنا یا ہوا ہے۔ وہ بھی موجودہ مسیح محمدی کی طرح ایک انسان تھا۔ تھا۔ اور اِس طرح مسیح پرستی کا بُت توڑنا منظور تھا۔ اور نیز یہ بھی ظاہر کرنا تھا کہ آنحضرت صلعم کی وہ شان ہے کہ آپ کے غلاموں میں سے ایسے انسان پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو مسیح کے مثیل اور ہمسر ہوں +

(٤) قرآن کریم نے سورۂ تحریم میں مومنوں کے دو اقسام بیان فرمائے ہیں۔ اور اُن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو فرعون کی بی بی کی اور دوسری مریم کی۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ و ضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرءت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین ۰ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ و کانت من القنتین ۰ اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے ایماندار وں کی۔ ایک تو فرعون کی بی بی کی جو دُعا کیا کرتی تھی۔ کہ اے میرے ربّ اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنائیو اور مجھے فرعون اور اس کے کاموں سے نجات دے اور ظالموں کی قوم سے نجات عطا فرما۔ اور (دوسری) مریم بیٹی عمران کی مثال۔ جس نے اپنے سوراخوں کی حفاظت کی پھر ہم نے اُس میں اپنے کلام کو (یا روح کو) پھونکا۔ اور اپنے ربّ کے کلمات اور اسکی کتابوں کی وہ تصدیق کرتی تھی اور فرمانبرداروں میں سے تھی۔ ان دو تمثیلوں میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے۔ کہ مومنوں میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ دُنیا کی پیچیدگیوں میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بوجہ تعلّقات دُنیوی کے طرح طرح کے مخمصوں میں گرفتار رہتے ہیں جیسا کہ فرعون کی بی بی گرفتار تھی۔ مگر وہ اپنے ربّ سے دُعائیں کرتے رہتے ہیں کہ تا ان جھگڑوں سے نجات پا کر بکلّی خدا کی طرف رجوع کریں لیکن مومنوں میں ایک دوسرا گروہ ہوتا ہے

جو مریم کی طرح اپنے تمام قوٰے کو خدا کی طرف لگا دیتے ہیں۔ اور تمام تعلقات دنیوی اور قیود نفسانیت سے بکلی آزاد ہوکر انقطاع الی اللہ اور فنا فی اللہ کے اعلےٰ مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور فنائیت کے اس مقام پر وہ مریمیہ کہلاتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے ان میں ایک رُوح پھونکی جاتی ہے۔ اور وہ اس رُوح القدس سے رُوحانی طور پر مریم کی طرح حاملہ ہوتے اور نتیجہ میں اپنے اندر ایک نئی زندگی پیدا شدہ پاتے ہیں جو پہلی زندگی سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ چونکہ اُن کی یہ نئی زندگی پہلی زندگی کی جو مقام مریمی تھا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور یہ دوسری زندگی پہلی زندگی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے وہ ابن مریم کے مُعزز لقب سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ اور خدا کے کلام سے مشرف اور رُوح القدس سے تائید یافتہ ہوتے ہیں۔ پس اسی حالت کی نسبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ؎

دمبدم رُوح القدس اندر معینی مے دمد — من نمے گویم مگر من عیسیٔ ثانی شدم

یعنی معینی میں رُوح القدس دمبدم پھونکا جاتا اور نازل ہوتا ہے۔ میں کہوں یا نہ کہوں مگر میں تو عیسےٰ ثانی بن چکا ہوں یعنی حالتِ مریمی میں رُوح القدس کے پھونکے جانے کا نتیجہ مسیح بننا تھا۔ اِسی نکتۂ معرفت کو حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی کے دفتر دوم میں شرح وبسط سے بیان فرماتے ہیں۔ جس کے چند اشعار درج ذیل کرتا ہوں۔ جو نہایت غور طلب ہیں۔ انسان اور اللہ تعالیٰ کے تعلق اور اُس کے نتائج کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

آخر ایں جاں با بدن پیوستہ است — ہیچ ایں جاں با بدن مانندہ است
تابِ نورِ چشم با پیہ است جفت — نورِ دل در قطرۂ خونی نہفت
شادی اندر گردہ و غم در جگر — عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر
رائحہ در انف و منطق در لساں — لہو در نفس و شجاعت در جناں
ایں تعلقہا نہ بے کیف است و چوں — عقلہا در دانش چونی زبوں
جانِ کُل با جانِ جزو آسیب کرد — عقل ازو درّے ستد در جیب کرد
ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب — حاملہ شد از مسیح دلفریب
آں مسیح نے کہ بر خشک و تر است — آں مسیحے کز مساحت برتر است
پس ز جانِ جاں چو حامل گشت جاں — از چنیں جانے شود حامل جہاں
پس جہاں زاید جہانِ دیگرے — ایں حشر را وا نماید محشرے

تا قیامت گر بگویم بشمرم — من ز شرح این قیامت قاصرم

حضرت مولانا رومؒ نے پہلے تو اللہ تعالےٰ اور انسان کے باہمی تعلق کی کئی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً جس طرح جان کا تعلق بدن سے ہے۔ یا آنکھ کے نور کا تعلق آنکھ کے ڈھیلوں سے یا دل کے نور کا تعلق دل کے لوتھڑے سے ہے۔ یا شادی و غم کا تعلق جگر سے اور عقل کا تعلق دماغ سے ہے۔ خوشبو سونگھنے کا ناک سے یا قوت گویائی کا زبان سے ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کے تعلقاتِ باہمی کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی ہستی کو ماننا پڑتا ہے۔ مگر با ایں ہمہ ان کی کیفیت کے سمجھنے سے عقل قاصر ہے۔ اسی طرح خدا اور بندہ کا تعلق ہے۔ تعلق باہمی تو ضرور ہوتا ہے۔ اور یہ کروڑوں خدا کے برگزیدوں اور راستبازوں کا تجربہ ہے۔ مگر کیفیت کے سمجھنے سے عقل قاصر ہے اسی طرح خدا اور بندہ کا تعلق ہے تعلق باہمی تو ضرور ہوتا ہے۔ اور یہ کروڑوں خدا کے برگزیدوں اور راستبازوں کا تجربہ ہے۔ مگر کیفیت کے سمجھنے سے جب تک لطور حال کے وارد نہ ہو جاتے عقل قاصر ہے۔ حضرت مولانا رومؒ اس کے بعد اس تعلق باہمی کے نتائج کا ذکر فرماتے ہیں کہ خدا کُل ہے اور بندہ ایک جزو کا حکم رکھتا ہے۔ جانِ کُل کا جان جزو سے ملاپ ہوتا ہے تو عقل انسانی جو موجب شرف بنی آدم ہے اور درحقیقت جوہر انسانیت وہی ہے۔ ایک بیش بہا موتی حاصل کرتی ہے۔ اس موتی سے جو بمنزلہ نطفہ کے ہوتا ہے انسانی روح مریم کی طرح حاملہ ہو جاتی ہے۔ اور اس حمل سے مسیح پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا دلفریب اور عظیم الشان مسیح ہوتا ہے۔ کہ اس کی عظمت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اور اس مسیح سے جو دنیا میں ظاہری طور پر مریم سے پیدا ہوا تھا بہت بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے پھر چونکہ روح انسانی جانِ جہاں یعنے خدا کی روح سے حاملہ ہوتی ہے اسلئے ایسی روح انسانی سے ایک جہان زندہ ہو جاتا ہے یعنی اس برگزیدہ کی روح سے جو مسیح کہلاتا ہے ایک جہان فیض پاتا ہے۔ اسکے وقت میں ایک قسم کی قیامت قائم ہو کر ایک نیا جہان پیدا ہوتا ہے جس کے عجائبات اگر قیامت تک بیان کئے جاویں تو ختم نہ ہوں +

یہ ہیں وہ نکات معرفت جو حضرت مولانا رومؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ اور مریم اور ابن مریم کے وجود کو اُمت محمدیہ میں سے پیدا ہونے کی کیفیت کو تشریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہاں ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کے مریم کی طرح حاملہ ہونے اور عیسیٰ ابن مریم بننے پر ٹھٹھا کرنے والے۔ ادھر آئیں اور دیکھیں کہ مولانا رومؒ صاحب جو ایک مسلّمہ بزرگ ہیں اور بڑے برگزیدہ اصفیا کبار صوفی ہیں۔ کیا فرماتے ہیں۔ اہل انصاف کو چاہئے کہ ایک طرف آیت استخلاف میں منکم اور صحیح بخاری میں امامکم منکم پر غور کریں۔ دوسری طرف

سورۂ تحریم میں مومن کی مثال مریم سے اور پھر اس میں نفخ روح اور نفخ روح سے ولادتِ مسیح
پر غور کریں۔ اور مزید تشریح کے لئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور مثنوی مولانا رُوم
کے مذکورہ بالا اشعار کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچیں اور تدبر
کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کھول دیگا اور صاف نظر آ جائیگا۔ کہ ابنِ مریم اسی اُمت میں سے
کس طرح مبعوث ہونا مقدر تھا +

مفتی صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وہ زمانے تو لد گئے جب مفتی محمد صادق صاحب بلا خوف و خطر کبھی کبھی جماعت کو کچھ نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اب تو شاید وہ بلا اجازت کوئی کلمۂ حق بھی مُنہ سے نکالنا پسند نہیں کرتے۔ مگر ہم آج اُن کی ایک پُرانی روایت سے جو مشتمل بر نصیحت ہے۔ اور جسے انھوں نے مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۳ء کے اخبار بدر میں ذکرِ حبیب کے نیچے شائع فرمایا تھا فائدہ اُٹھاتے ہیں وھو ھذا:۔

"حضرت مسیح موعود کو جس قدر دُعاؤں کا جوش اُمتِ محمدیہ کی بہتری کے واسطے دیا گیا تھا اس کا کچھ اندازہ شاید اس شعر سے ہم لوگ لگا سکتے ہیں۔ جو آپ نے فرمایا ہے ؎

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز ویں طرفہ تر کہ من نگرانِ تو کافرم

کوئی موقع دُعا کا آپ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ایک دفعہ رمضان کے مبارک ماہ میں آپ اپنے مکان کی مسجد کے اوپر کی چھت پر مغرب کے قریب بیٹھ گئے۔ وہ اُس مہینہ کا آخری روزہ تھا۔ آپ کی توجہ دُعاؤں کی طرف ہوئی یعنی آپ نے ذکر کیا کہ سورج کے غروب کو میں دیکھتا تھا اور دعائیں کرتا تھا۔ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی ایک دفعہ ایسا محسوس ہوا جیسا کہ کوئی بڑی رحمت کا دروازہ یکبارگی بند ہو گیا تھا۔ گویا رمضان شریف کی برکات سے فائدہ اُٹھا سکنے کا وہ آخری وقت تھا۔ فرمایا۔ اُن دُعاؤں کے درمیان میں نے ایک دُعا یہ کرنی چاہی۔ کہ میری جماعت کے درمیان کبھی اختلاف نہ ہو۔ میری توجہ اُس دُعا سے پھیر دی گئی۔ اور یہ خیال دل میں آیا۔ کہ اختلاف تو ہوتے ہی رہیں گے۔ تب میں نے دُعا کی کہ ان لوگوں میں تفرقہ نہ قائم رہے۔ سو یہ خیال حضرت کا بہت ہی سچا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جن لوگوں کے درمیان کسی سبب سے کوئی اختلاف کسی خیال یا مسئلہ کے سبب سے ہو بھی جاتا ہے۔ وہاں بھی تقوے قائم رہتا ہے۔ ہمارے احباب کو چاہئے کہ معمولی اختلافات کی وجہ سے **نادان مُلّانوں کی طرح ہتک و بے ادبی کی طرف نہ جھکیں**۔ جو بہت جلد دوسرے کو **بے ایمان مفسدہ پرداز وغیرہ الفاظ بولنے تک جاتے ہیں**۔ اور بعض ایسے دنیوی معاملات کی وجہ سے بھی آپس میں خلل انداز نہیں ہونی چاہئے۔ ہم سب ایک دوسرے کے اعضا ہیں اور ہر عضو کا کام الگ ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر عضو سے دوسرے اعضا کے کام کا مطالبہ کیا جائے" +

مفتی صاحب کی اس نصیحت سے اُن کے کتنے دوستوں نے فائدہ اُٹھایا؟

راقم بشارت احمد عفی عنہ

تازہ تازہ

از جناب مرزا عبدالکریم صاحب پونچھ (بھیروی)

مَعْذِرَۃً اِلٰی رَبِّکُمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ

برادرانِ ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کون نہیں جانتا کہ یہ دار ناپائدار ایک نہ ایکدن ہم سے جدا ہونیوالا ہے۔ پھر اسمیں انسان کی دلبستگی کیا۔ پھر وہ کون سچا مومن ہے جو نہیں جانتا کہ ایکدن اُسے اپنے خالق اپنے مالک قادر اور مقتدر خدا کے حضور پیشی بھگتنی پڑیگی۔ جہاں نہ تو کسی زبردست کی زبردستی اور طاقت کام آویگی! ورنہ کسی مغرور کو اس کا تکبر یا غرور کام دیگا۔ اسی لئے سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

تکبر زدانا بود ناپسند　　　غریب آید ایں معنی از ہوشمند

مگر باوجود اس کے یہ کیسی بد قسمتی ہے۔ کہ عام طور سے ہمارے دلوں پر کچھ ایسی غفلت چھا رہی ہے۔ کہ الاماں والحفیظ ایک بیہودہ سی اکڑفوں ہے جو ہر ایک کے دماغ پر مستولی ہو رہی ہے

کیوں نظر آتی نہیں راہِ صواب　　　پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

جانتے ہو اس کا کیا سبب ہے؟ بس یہی کہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان نہیں رہا ورنہ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان وہ چیز ہے۔ کہ انسان کو ہر گندگی سے نکالکر مرنے سے پہلے ماردیتا ہے پس جو مرنے سے پہلے ہی مرچکے وہ کوئی فساد نہیں کرسکتے۔ اُن کو تو اپنی ہی فکر دامنگیر رہتی ہے وہ کسی دوسرے پر کیا لعن طعن کرینگے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ جب کسی کا کوئی بھائی بند سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوجاتا تھا تو لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ اس کی کوئی عمر تھی جو اس نے ایسا کیا گویا مسلّم طور پر احمدی ہوجانا مرگ کے برابر سمجھا جاتا تھا لیکن آج یہ زمانہ ہے۔ کہ احمدیت بھی مثل دیگر عام دل لگی کی باتوں کے ایک معمولی سا دل لگی کا مشغلہ یا تشیع کی مانند ایک باطل عقیدہ بنالیگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دیکھو میں ایمان سے حلفاً عرض کرتا ہوں۔ کہ جو احمدیت کفر اور فسق یا شرک و بدعت سکھاوے۔ اور مسلمانوں کی بربادی کا سبق پڑھائے وہ سچی احمدیت نہیں ہے۔ احمدیت سیکھنا چاہو تو کشتی نوح کو پڑھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا مطالعہ کرو۔ مگر نہ اِس لئے کہ دوسروں کی عیب جوئی کرو یا کسی پر بہتان باندھو۔ بلکہ تقویٰ اللہ کے لئے (مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَائِفِیْنَ)

ورنہ یاد رکھو کہ تقوے اللہ کے ماسوائے سب راہیں مردود اور لعنتی ہیں۔ اگر انسان دیدہ دانستہ کھرو بن جاوئے۔ تو ایسی حالت میں تو خود قرآن کریم بھی کسی کو کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر میں کٹ حجتی جو مدعا ٹھیرا اس لئے مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ خدا کے لئے مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ تاکہ نفس سرکش کے پھندوں اور دُنیا کی تلخیوں سے ابدی نجات پاؤ۔ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا ؎

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے ۔۔۔ کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے ۔۔۔ جو جلتا ہے وہی مُردے جلاوے
تمہیں دُور کا کب غیر کھاوے ۔۔۔ چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے ۔۔۔ غریق عشق وہ موتی اُٹھاوے

اب ایک طرف اپنی تُو تُو میں میں اور لعنتوں کی بھرمار کو رکھو اور کُفر اور فسق کے فتوؤں کو رکھو اور دوسری طرف حضرت اقدس کی اس تعلیم کو رکھ کر مقابلہ کرو۔ اِذَا لَمۡ تَسۡتَحۡیِ فَاصۡنَعۡ مَا شِئۡتَ۔ کیا تم احمدی ہو کر بھی ابھی زندہ ہو۔ العجب ثم العجب۔ یاد رکھو کوئی گھمنڈی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ دیکھو قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰھَا الآیہ۔ فتحمند وہی ہوا جس نے نفس کو پاک کیا اور تباہ وہی ہوا جس نے اُسے گناہوں میں آلودہ کیا۔ مگر تم دوسروں کی ایذا دہی پر تلے ہوئے ہو اور اپنے ایمان کی کچھ فکر ہی نہیں۔ دیکھو نرے دعوے کوئی چیز نہیں ہوتے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے ؎

سَارَتۡ مُشَرِّقَۃً وَّسِرۡتُ مُغَرِّبًا ۔۔۔ شَتَّانَ بَیۡنَ مُشَرِّقٍ وَّ مُغَرِّبٖ

ایکدفعہ جہلم میں کسی بزرگ نے کہا کہ جس نے مسیح موعود کو نہیں مانا۔ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں مانا۔ پھر جس نے اُن کو نہیں مانا اُس نے خدا تعالیٰ کو بھی نہیں مانا۔ اسی طرح شیعہ و خوارج بھی کہا کرتے تھے۔ شیعہ اِس طرح کہ ابوبکر عمرؓ نے حضرت بیوی فاطمۃ الزہراؓ کا دل دُکھایا اور باغ فدک چھین لیا۔ تو اُن کا نہیں بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل دُکھایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل دُکھایا۔ تو خود خدا تعالیٰ کا دُکھایا پس وہ جہنمی ہوئے (نعوذ باللہ) اور خوارج اس طرح کہ حضرت علیؓ نے مجول جنت کے سامنے نکاح ثانی کا قصد کر کے دل دُکھایا تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل دکھایا۔ پھر جب رسول اللہ کا دل دکھا

تو خود خدا تعالیٰ کا ٹھکانا کہاں وہ جنتی سمجھے (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات) ان کی بات تو سچی تھی
مگر میں بتاؤں مسیح موعود کا ماننا تو درکنار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا
کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ مسلمان وہ ہے جس کی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ اور کُلُّ الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَعِرْضُہٗ وَمَالُہٗ
مسلمان کی ہر ایک چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اور اس کا خون بھی اور عزت بھی اور مال بھی
بتاؤ کتنے ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مانا جب نہیں مانا تو آنحضرت کو کہاں مانا
پھر جب اُن کو نہ مانا تو خدا تعالیٰ کو کیونکر مانا؟ پھر سوچ لو یہی حساب ہر ایک بدی کے ارتکاب پر چلتا ہے
مگر باوجود اس کے کسی مسلمان کو خارج از اسلام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جزوی کفر تو انبیاء کے ماسوائے
ہر ایک میں موجود ہے۔ کون ہے جو اپنی پاکدامنی کا دعوے کر سکے پس ذرا اپنے کفر کی خبر تو لیجئے
اور آیت علیکم انفسکم تو یاد کیجئے +

کفر بھی ایک درخت کی مثال رکھتا ہے۔ جس کی شاخیں بیشمار ہیں۔ اور اسکی جڑ کفر
باللہ ہے۔ اور ایمان بھی ایک درخت کی مثال رکھتا ہے۔ جس کی شاخیں بیشمار ہیں اور اسکی
جڑ ایمان باللہ ہے پس جو جس جس شاخ کا مومن ہوگا۔ اسی اسی کا مومن ہوگا۔ اور جب تک
ایمان کے تمام شعبے اسمیں پائے نہ جائیں گے تب تک وہ کامل مومن نہیں کہلا سکتا۔ یوں تو
اسلام کی حد بندی بیشک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بصدق دل قائل ہونا ہے مگر صرف اتنا کہنے سے کوئی کامل
مومن نہیں کہلا سکتا جبتک کہ وہ ایمان اور اسلام کے تمام شعبے عملا طے نہ کرے اسی طرح سے جو شخص ایمان کی جس
جس شاخ کا منکر ہوگا اسی کا منکر کہلائیگا۔ اور کُلی کفر کا فتوے تو اس پر جبھی عاید ہوگا۔ کہ سرے
سے خدا اور رسول کا منکر ہو۔ نہ حضرت صاحب حقیقی نبی اور رسول ہیں اور نہ کافر بالمحمد اور کافر بالمسیح برابر ہیں
اب دیکھنا یہ ہے کہ مسیح موعود کا وجود کیسا ہے۔ کیا آپ حقیقی نبی تھے یا مجازی نبی و رسول سو اسکے متعلق کافی
سے بڑھ کر اخبار پیغام صلح میں بحث ہو چکی ہے۔ اور حضرت اقدس کی خود اپنی تحریرات
سے یہ امر روز روشن کی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ آنجناب کا وجود حقیقی انبیاء کے زمرہ میں
ہرگز داخل نہیں۔ بلکہ مجازاً اور استعارتاً آپ کو نبی کا لقب دیا گیا۔ جیسا کہ بعض اور افراد
اُمت محمدیہ نے بھی بباعث کامل متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہی لقب پایا۔
پس آنجناب کا انکار ایک جزوی کفر ہوا نہ کہ کُلی کفر۔ آجکل بعض حضرات آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے انکار اور حضرت مسیح موعود کے انکار کو مساوی قرار دے رہے ہیں۔ ان کو خدا تعالے

کا خوف کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کوئی طفیلی یا مجازی نبی یا ظلی نبی نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ نبی ہیں۔ جن کی نسبت حضرت اقدس کا خود یہ اقرار موجود ہے۔ کہ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

ہاں آپ وہ نبی ہیں جو مسلّم طور پر تمام انبیاء کے مظہر اتم۔ سب کے سرتاج اور سب کے سرتاج نبی ہیں۔ کسی نبی کا پایہ آپکے پائے کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس آپکے ایک غلام کی حیثیت اپنی ذات سے بڑھا کر آپکے بالمقابل درجۂ مساوات پر کھڑا کر دینا یہ ظلم عظیم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کی غیرت جوش کر دکھادے کسی غلام کی بڑائی اپنے آقا کی برابری میں نہیں تی۔ لوگ تو برابری کا دعوےٰ باندھے بیٹھے ہیں مگر خدا کی شان اُس نے ابتدا سے ہی لفظ غلام میں جو حضرت اقدس کے نام کا ایک جزو ہے اُس کا جواب کہ فیصلہ کر دیا ہوا ہے۔ پس اب غلام سے آقا کسی کے بنائے سے کیونکر بن سکتا ہے۔ دیکھو ؎

احمد اندر جانِ احمد شد پدید اسم من گردید اسم آں وحید

اور من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی والا معاملہ دوسرا ہے۔ یہ اظہار محبت کیلئے صوفیاء کی ایک اصطلاح ہے اور کچھ نہیں۔ ورنہ اس طرح تو انسان نبی و رسول تو کیا بلکہ خدا بھی بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے۔ کہ مومن تقرب الی اللہ میں ایں تک ترقی کر جاتا ہے۔ کہ خدا ہی اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ مارتا ہے۔ اور خدا ہی اُس کے پیر ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ چلتا ہے۔ اور خدا ہی اس کے کان ہو جاتا ہے۔ جن سے وہ سنتا ہے۔ خدا ہی اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ مگر سچ کہنا کبھی کسی ایسے خدا کی خدائی کا ماننا یا اُس کی عبادت کرنا شریعت اسلام نے بھی جائز رکھا؟ (اگر فی الحقیقت کسی کا شرعی معنوں میں خدا یا رسول بن جانا ممکن ہو تو آج دنیائے اسلام میں بیشمار خدا و رسول پائے جاتے اور بندوں کیلئے بڑے مشکلات کا سامنا ہوتا) پس جب نہیں تو حضرت اقدس کو کس لئے حقیقی نبی بنایا جاتا ہے۔ ظلی اور بروزی نبوت اسیطرح کامل اطاعت خدا و رسول سے ملا کرتی ہے۔ اور اس کا دروازہ سب افراد اُمت محمدیہ کے لئے کھلا ہے حضرت مسیح کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں۔ کیا الوصیت میں تم نے نہیں پڑھا جہاں حضرت اقدس نے خود تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس قسم کی نبوت بعض افراد اُمت محمدیہ کو بھی باعث کامل پیروی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ملتی رہی۔ اور انہوں نے نبی کا لقب بھی پایا۔ مگر اس کو حقیقی نبوت کہنا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس بارہ میں مزید اطمینان کے لئے میں یہاں حضرت اقدس کی ایک تحریر کا بقلم جلی حوالہ پیش کئے دیتا ہوں چنانچہ حضرت اقدس ایام الصلح کے صفحہ ۱۴۶ میں فرماتے ہیں :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم النبیین نہیں ٹھیر سکتے ۔ اور نہ سلسلۂ وحی نبوت کا منقطع متصوّر ہوسکتا ہے۔ اگر فرض بھی کرلیں کہ حضرت عیسے اُمتی ہوکر آئیں گے تب بھی شانِ نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہوگی ۔ گو اُمتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کرسکتے ۔ کہ اس وقت وہ خدا تعالٰے کے علم میں نبی نہیں ہونگے ۔ اگر خدا تعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا ۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دُنیا میں آگیا ۔ اور اس میں آنحضرت کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے الخ ۔ اب ایک خدا ترس مومن کیلئے یہ عبارت کس قدر واضح اور تشفی بخش ہے۔ کہ اگر حضرت اقدس مسیح موعود خود بھی زمرۂ انبیاء میں داخل اور حقیقی نبی ہوتے تو ایسا کیوں فرماتے ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم النبیین نہیں ٹھیر سکتے "۔ کیا یہ اس امر کی کافی دلیل نہیں کہ فی الحقیقت حضرت اقدس حقیقی نبوت پاکر دُنیا میں تشریف نہیں لائے اگر آپ حقیقی نبی ہوتے تو آپ کا آنا بھی تو اُسی طرح خاتم النبیین کے منافی تھا۔ جیسا کہ کسی دوسرے نبی کا آنا پھر یہ کیوں فرمایا کہ اگر حضرت عیسٰی اُمتی ہوکر بھی آویں تب بھی اُنکی شانِ نبوت آنحضرت کی شان کے منافی ہے ۔ اگرچہ خدا کے علم میں ہی وہ نبی ہوں؟ کیا مسیح کا اُمتی ہوکر بھی آنا آنحضرت کی شان کے استخفاف کا باعث ہوسکتا ہے ۔ مگر حضرت اقدس کی اپنی حقیقی نبوت آنحضرت کی شان کے استخفاف کا باعث نہیں ہوسکتی اسکی کیا وجہ ہے؟ جن لوگوں نے نفس نبوت کے مساوات کا ڈھکوسلا گھڑ رکھا ہے ۔ کیا وہ مہربانی کرکے بتلا سکتے ہیں کہ مسیح ناصری اگرچہ اُمتی ہوکر بھی آویں اور دُنیا میں نبی بھی نہ کہلائیں بلکہ صرف

خدا تعالیٰ کے علم میں ہی نبی ہیں تب تو آنحضرت کی شان کا استخفاف ہو جائیگے۔ مگر جب حضرت اقدس
خود حقیقی نبی بن کر آ جائیں (جیسا کہ آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔ اور خدا کے علم میں بھی آپ
نبی ہی ہیں) تو آنحضرت کی شان کا استخفاف کیوں نہیں ہوتا۔ اور آپ کی ختم نبوت کیے کیوں
خارج یا منافی نہیں۔ اور نص صریح قرآن کی اس سے کیوں تکذیب لازم نہیں آتی؟ کیا صرف
مسیح ناصری کا ہی یہ خاصہ ہے۔ کہ ہر حالت میں وہ آنحضرت کی ختم نبوت اور نص صریح قرآن
کے برخلاف رہتے ہیں یا حضرت اقدس کو (نعوذ باللہ) حضرت مسیح ناصری سے کوئی ذاتی
عناد تھا جو ایسا فرمایا؟ نہیں نہیں بلکہ سچی بات یہی ہے۔ کہ حقیقی شان نبوت کے ساتھ کوئی
شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آ سکتا ہی نہیں کیونکہ یہ امر آنحضرت کی شان نبوت اور
نص صریح قرآن کے برخلاف ہے۔ اگرچہ زید ہو یا عمر ہو بکر ہو یا خالد ہو مسیح ناصری ہو یا مسیح محمدی ہو ع
کافی ہے سمجھنے کو اگر اہل کوئی ہے + اس وقت رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء میرے
سامنے ہے جس میں میاں محمد سعید صاحب سعدی لاہوری کا ایک مضمون اسمہ احمد پر درج ہے میاں محمد سعید صاحب
رسالہ اسمہ احمد مؤلفہ حکیم مولوی محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے جواب میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس امر کا
فیصلہ ہر ایک منصف مزاج ہر دو رسالہ جات کو دیکھ کر خود کر لیگا۔ میاں صاحب مذکور نے ہر ایک امر میں
حضرت میاں صاحب محمود احمد کی کاسہ لیسی کی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ میرے خیال میں کچھ بھی کہہ
نہیں سکے۔ کاش کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کرتے صاحبزادہ کی ہاں میں ہاں ملانے سے کیا حاصل تھا
اگرچہ مجھے فرصت نہیں کہ میں اُن کے مضمون کا کوئی مفصل جواب عرض کروں۔ تاہم کچھ قدرے قلیل معروضات
پر اکتفا کرونگا۔ حضرت سعدی صاحب کے مضامین متعلقہ نبوت مسیح موعود اکثر اوقات الفضل و الحق
اور تشحیذ میں دیکھے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر بے اختیار مُنہ سے نکلجاتا ہے۔ کہ ع من حرایم طنبورہ من
چہ سراید۔ تحریف مطالب کا آپ کو خاص ملکہ ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت کا نام احمد نہ تھا۔ کیوں
حضرت حضرت امام بخاری نے جھوٹ لکھا۔ یا نعوذ باللہ پھر آپکے پیر و مرشد حضرت مسیح موعود نے جھوٹ لکھا

احمد اندر جان احمد شد پدید   اسم من گردید آں اسم وحید

بقول آپ کے صفت آں وحید کہنا چاہئے تھا نہ کہ اسم آں وحید پھر بزرگمان و ہم سے احمد کی شان کیا
تو جھوٹ کہا تیرے مُنہ ہی کی قسم میرے پیارے احمد کہا تو جھوٹ کہا؟ جب آنحضرت کا نام احمد
تھا ہی نہیں تو آپ غلام کس کے بنے پھر یہ ؎

کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے   سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

کس کی شان ہے کہا ۔ پس اگر احمد صفاتی نام ہے تو کیوں حضرت اسم محمد صفاتی نام نہیں پھر
اصلی نام اور صفاتی نام کا ڈھکوسلا کیا ۔ اچھا جب آنحضرت کا نام احمد تھا ہی نہیں تو بوقت
نزول آیت خدا تعالیٰ نے بھی بقول آپکے جھوٹ ہی بولا جہاں فرمایا فلما جاءھم
بالبینٰت ۔ پھر احمد ہوا ہی نہیں ۔ اور لوگ کافر پہلے ہی بننے لگ گئے عجب دماغ ہے جو ترنگ
آئے جھٹ سے بنا ڈالا [illegible] ۔ کیا آپکے پیر و مرشد نے بھی کہیں فرمایا کہ آنحضرت کا نام
احمد نہیں تھا ۔ یا آپ فنا فی الرشید اور بیٹے باپ سے بھی بڑھ گئے ہیں ؟ اسمیں شک نہیں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان بہر حال پورا ہو کر رہیگا ۔ کہ لتتبعن سنن من قبلکم
شبرا بشبر وذراعا بذراع پس جیسے پہلے حواریوں نے تحریف کی تم بھی کرو گے اور ضرور
کرو گے ۔ یہ کل پیشگوئی ہے مگر بدنصیب وہ جو اس کا مصداق بنے ۔ ومن اظلم
ممن افترى على الله الكذب وهو يدعى الى الاسلام والله لا يهدى القوم
الظلمین کا ترجمہ [illegible] جو رسالت صادقہ بالکل غلط ترجمہ ہے ۔ نہ اس آیت سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور نہ حضرت اقدس بلکہ بیان کفار کے متعلق ہے جنہوں نے ابوجہل
کی مانند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور تکذیب میں وہ غلو کیا کہ جھوٹ کو بالکل
سچ بنا دیا ۔ ایسے [illegible] مفتری علی اللہ میں داخل ہوتے ہیں ۔ جیسے کہ مشرکین عرب تھے
ایسے لوگ خدا کی منشا کے مطابق شرارت کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھا کرتے ہیں ۔
جیسے شرارتیں تو خود کرتے ہیں ۔ مگر جب ملزم کئے جائیں تو کہ دیتے ہیں ۔ کہ ہمارا ایسا کرنا خدا کی
منشا کے مطابق ہے ۔ اگر اس کی منشاء نہ ہوتی تو ہم ایسا نہ کرسکتے تھے ۔ اسلئے مفتری کہلاتے
ہیں ۔ یا مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے نبی مراد ہیں ۔ پھر غور کرو کہ اس سے اگلی آیت یریدون
لیطفئوا نور اللہ بافواھھم صاف اس عقدہ کو حل کر رہی ہے کہ وہ وہی لوگ ہیں جنہیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی کیونکہ یریدون کی ضمیر کا مرجع وہی لوگ ہیں
جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی ۔ اور آیت ماقبل ومن اظلم ممن افترى على الله الكذب میں
مذکور ہوئے +

احمد حضرت صاحب کا بھی نام ہے ۔ مگر نہ اس طرح سے جس طرح آپنے بیان کیا بلکہ بر ظلی
طور حضرت اقدس چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر تھے اسلئے آپ کو احمد کہا گیا ۔ ورنہ آپ کا
جو اصل نام رکھا وہ ہرگز احمد نہیں ہے بلکہ غلام احمد ہے ۔ یکنا کہ غلام احمد ثانی لفظ ہے

بالکل غلط اور بے بنیاد ہے خاندان مغلیہ کی دنیا میں کئی شاخیں موجود ہیں کسی میں بھی یہ لفظ خاندانی علامت کے ہرگز مستعمل نہیں ہے - اور اگر بالفرض ہوتا بھی یا آپ کا نام ماں باپ فقط احمد ہی کیوں نہ رکھ دیتے تب بھی فقط آپ ہی آیت کے ظاہری معنی کے مصداق نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ دنیا میں آپ سے پیشتر بھی بیشمار نام کے احمد موجود تھے اور قیامت تک آئندہ بھی ہوتے رہینگے بس یوں تو اسلامی دنیا میں آج جتنا پیغمبروں کے نام سے موسوم لوگ موجود ہیں - مگر کون کہ سکتا ہے کہ یہ وہی ہیں کہ جو پہلے پیغمبر ہو گزرے ہیں اگر صرف نام رکھا لینے سے کوئی احمد بن جاتا تو سب سے پہلے اس آیت کے نزول کے بعد جس شخص کا نام احمد رکھا گیا تھا وہی اس کا مصداق ہوتا مگر یہ بدیہی غلط ہے خاص کر حضرت امام احمد حنبل جیسے بزرگ امام تو خواہ مخواہ اس کے مصداق بآسانی ہو سکتے تھے مگر معلوم ہوا کہ وہ تو آپ سے بڑھ کر خدا ترس تھے - اسلئے انہوں نے اس قسم کی [illegible] کو کلام اللہ پر نہیں کی جیسی کہ آپ نڈر ہو کر کر رہے ہیں - میں بتاؤں کسی کی بیجا خوشامد آپ کو رہ مستقیم سے نہ ہٹاوے - ورنہ خود مسیح موعود بھی قیامت کے دن آپ سے بیزار ہو جائیں گے - اور کسی کی دھڑا بندی آپ کو نفع نہ دیگی - ہمارا خداوند وہ خدا ہے جو اپنے رسول کے لئے اور اپنے دین کے لئے بڑا غیور ہے اور ایسی افترا پردازی کی حالت میں وہ کسی کی بھی نہ سنیگا - دنیا روز چند آخر کار با خداوند - مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین - دیکھو فارقلیط کے معنے احمد کے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ کی فصل الخطاب پڑھو اور اپنے پیرو مرشد سے آگے مت بڑھو - بس آپ کا یہ کہنا کہ انجیل میں احمد کی پیشگوئی ہی نہیں غلط ہوا -

مولوی سرور شاہ صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں امّا یاتینکم رسل منکم الخ خاص کر حضرت صاحب کو مراد لینے میں بہت کچھ پیچ و تاب کھائے ہیں - کیونکہ آیت تو رسل بصیغہ جمع بہت سے رسول بتلا رہی ہے - اور آپ کا جی صرف ایک رسول (جس سے آپ حضرت مسیح موعود مراد لیتے ہیں) سے زیادہ مراد لینے سے ہچکچاتا ہے - کیونکہ بموجب تحریرات جماعت انصار اللہ حضرت اقدس کے ماسوائے امت محمدیہ میں کوئی نبی یا رسول کا لقب پانے والا ہے ہی نہیں - اب حقیقۃ الوحی صفحہ ٣٩١ کو مانیں یا قرآن شریف کو مانیں - سچ ہے ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

پس اب جبکہ بموجب تحریر حضرت اقدس مندرجہ بالا ہم ثابت [illegible]

کے بعد کوئی دوسرا شخص حقیقی نبوت پا کر دنیا میں آ سکتا ہی نہیں (کیونکہ اس سے آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف ہوتا ہے۔ اور یہ امر نص صریح قرآن کے بھی خلاف ہے) تو لامحالہ ماننا پڑا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت بھی حقیقی نبوت نہیں۔ چہ جائیکہ آپ کی شان آنحضرت کی شان کے مساوی ہو (کیونکہ آنحضرت تو افضل الانبیاء والمرسلین ہیں مگر حضرت مسیح موعود کی تو یہ حیثیت نہیں۔ بلکہ آپ تو محض آنحضرت کے غلام ہیں) لہذا کافر بالمحمد اور کافر بالمسیح بھی برابر نہ ہوئے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایسا کہنا بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں داخل ہے کیونکہ سب انبیاء کے انکار سے بڑھکر آپ کے انکار کا وبال ہے اسلئے کہ آپ تمام انبیاء و رسل سے اپنی شان میں افضل اور بزرگتر ہیں۔ اور بحیثیت انفرادی کوئی نبی یا رسول بھی آپ کی شان کو نہیں پہنچتا۔ پس مسیح موعود کا انکار آنحضرت کے انکار سے مساوی نہیں ہو سکتا۔ ہاں کافر بالمسیح ایک جزوی کافر ہے اور کافر بالمحمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جزوی نہیں بلکہ حقیقی اور کلی کافر کے حکم میں ہے۔ اور یہ ایسا کفر ہے جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر کے ابدی جہنمی بنا دیتا ہے دیکھو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے بھی حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا یا گذشتہ تمام مستقل انبیاء پر ایمان لانا ہرگز کافی نہیں جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جاوے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا تمام انبیاء پر ایمان لانے کا مترادف ہے۔ اور صرف آپ کا انکار سب انبیاء کے انکار کے مترادف ہے لہذا کوئی صورت نہیں کہ کافر بالمسیح الموعود (جو کہ ایک طفیلی اور مجازی یا ظلی نبی ہیں) اور کافر بالمحمد صلے اللہ علیہ وسلم (جو کہ مستقل اور حقیقی بلکہ سرتاج انبیاء نبی ہیں) یکساں ہو سکے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

باقی رہا مسئلہ خلافت سو عرض ہے کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ خلافت جو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے (۲) وہ خلافت جو گدی نشینوں میں رائج ہے۔ اور بلا امتیاز تقوی باپ کے بعد بیٹا یا کوئی قریبی رشتہ دار وغیرہ گدی نشین ہوتا چلا جاتا ہے (۳) وہ خلافت جو آیت جعلکم خلائف کے ماتحت تمام بنی آدم کی مشترکہ خلافت ہے مگر اس جگہ ہم صرف اسی خلافت کا ذکر کرینگے جو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے کیونکہ صاحبزادہ صاحب کو اور ان کے مبایعین کو اسی خلافت کا ادعا ہے۔ لہذا عرض کہ اس پہلی قسم کی خلافت کے لئے یہ شرط ہے کہ سلسلہ موسویہ کی خلافت کے بالکل ہمرنگ اور مشابہ ہو جیسا کہ حضرت اقدس نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶ تا ۶۳ میں بالتفصیل بیان فرمایا۔ اور اسکا اقتباس مندرجہ ذیل ہے:۔

"خدا تعالی نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسی علیہ السلام کا مثیل ٹھیرایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد [illegible] مسیح موعود تک سلسلہ خلافت ہے اس سلسلہ کو سلسلہ موسویہ کی خلافت سے مشابہ قرار دیا [illegible] جیسا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا......

جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہے لیکن جس آیت سے دونوں سلسلوں یعنی سلسلہ خلافت موسویہ اور سلسلہ خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے جس سے قطعی و یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ نبوت محمدیہ کے خلیفے سلسلہ نبوت موسویہ کے مشابہ اور مماثل ہیں وہ آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ (یعنے ایماندار وں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کریگا انہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے کئے تھے) اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں .... ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنیوالا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ حضرت یوشع بن نون کے بالمقابل اور اُن کا مثیل ہے۔ ... خدا نے یشوع بن نون کی طرح اسکو ایسا مبارک کیا جو کوئی دشمن اُس کا مقابلہ نہ کر سکا ... اور حضرت ابوبکر کی یشوع بن نون سے ساتھ ایک اور عجیب مناسبت یہ ہے جو حضرت موسیٰ کی موت کی اطلاع سب سے پہلے حضرت یوشع کو ہوئی ... جیسا کہ یوشع کو ہوئی جیسا کہ یوشع کی کتاب باب اول سے ظاہر ہے اسیطرح سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت پر حضرت ابوبکر نے یقین کامل ظاہر کیا ... اور جس طرح یشوع بن نون نے ادہن کے سخت دشمنوں اور مفتریوں مفسدوں کو ہلاک کیا تھا۔ اسیطرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور جسطرح حضرت موسیٰ راہ میں ایسے نازک وقت میں فوت ہو گئے ... اور بہت سے مقاصد باقی تھے اور دشمنوں کا شور تھا ... ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا اور کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے ... اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے ... یشوع کی کتاب باب اول آیت میں حضرت یوشع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر ... یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔ تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابوبکر بن قحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے استخلافی مماثلت نے اس جگہ کسکر اپنی مشابہت دکھلائی ہے ...

اس مشابہت کو جو یشوع بن نون اور حضرت ابوبکر میں ہے جو دونوں خلافتوں کے اول سلسلہ میں ہیں اور نیز اس مشابہت کو جو عیسیٰ ابن مریم اور اس امت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلافتوں کے آخر سلسلہ میں ہیں اجلیٰ بدیہیات کر کے دکھلایا ہے ... اور چونکہ ہر ایک سلسلہ میں خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ اس سلسلہ کا انتہا ... کہ جیسا آخر سلسلہ کا پہلے حصے سے مشابہ ہو جائے اسلئے ضروری تھا کہ موسوی ...

موسوی اور محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت کو چاہتا ہے (حاشیہ) ات
کے لفظ سے میری مراد یہ ہے۔ کہ جب ایک دائرہ پورے طور پر کامل ہو جاتا ہے تو جس نقطہ سے شروع ہ
تھا اسی نقطہ سے جاملتا ہے۔ اور جب تک اُس نقطہ کو نہ ملے اسکو دائرہ کاملہ نہیں کہ سکتے . . .
پس جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یشوع بن نون سے مشابہت تھی یہاں تک کہ نام میں بھی تشابہ تھا ایس
حضرت ابوبکر اور مسیح موعود کو بعض اتفاقات کے رُو سے شدت مشابہت ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکر کو خدا نے تحت
ارتداد اور فتنہ کے بعد مصطفےٰ کے عہد میں مقرر کیا تھا ایسا ہی مسیح موعود اس وقت ظاہر ہوا جبکہ تمام علامات صغریٰ
طوفان ظہور میں آ چکا تھا۔ اور کچھ کبریٰ بھی آ چکی ہیں ... ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعود اور حضرت ابوبکر میں
مشترک ہے۔ یہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابوبکر کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور اُن کے مرتبہ
اور بزرگی سے منکر ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعود کی تکفیر بھی کی جائیگی اور ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت
سے انکار کرینگے۔ کیونکہ اس آیت کے اخیر میں یہ آیت ہے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون - اس
آیت کے معنے ... یہی ہیں۔ کہ بعض لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام بلند سے منکر ہو جائینگے اور
اُن کی تکفیر کرینگے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی۔ کیونکہ وہ خلافت
کے آخری نقطہ پر ہے۔ جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے .... ہر ایک دائرہ کا عام قاعدہ
یہی ہے کہ اس کا آخری نقطہ پہلے نقطہ سے اتصال رکھتا ہے ... لہذا خلافت محمدیہ
کے دائرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ یعنے یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا
جس سے مراد مسیح موعود ہے جو اس سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دائرہ کے پہلے نقطہ
جو خلافت ابوبکر کا نقطہ ہے (جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا پہلا نقطہ ہے) .... وہ اس دائرہ کے انتہائی
نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے لہٰذا (یعنے دائرہ کا پہلا نقطہ اور پچھلا نقطہ دونوں مل کر
خلافت محمدیہ تمام ہوا کیونکہ دائرہ خلافت کامل ہو چکا ہے خاکسار راقم) پھر حضرت تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۶۳
متن میں فرماتے ہیں :۔

"سو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کر کے ان کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائیں
ایک شریعت موسویہ دوسری شریعت محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر
کئے ہیں۔ اور درمیانی بارہ خلیفے جو ان دونوں شریعتوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہ ہر دو نبی صاحب
شریعت کی قوم میں سے ہیں۔ یعنے موسوی خلیفے اسرائیلی ہیں۔ اور محمدی خلیفے قریشی ہیں مگر آخری
دو خلیفے ان دونوں سلسلوں کے ان ہر دو نبی صاحب شریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں ..

رہے گی اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل ہے جس کا ایک پلید قوم
لئے سر کاٹا گیا سمجھنے والا سمجھ لے ... یعنے سید احمد صاحب بریلوی سلسلۂ خلافت محمدیہ کے بارھویں خلیفہ مسیح
حضرت یحییٰ کے مثیل اور سید ہیں" انتہٰی (یعنے سید صاحب بھی اسی طرح شہید کئے گئے تھے جس طرح کہ حضرت یحییٰ نبی اللہ
شہید کئے گئے جو سلسلۂ خلافتِ موسویہ کے بارھویں خلیفہ تھے راقم) +

حضرت اقدس کی اس تمام تقریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے (۱) چونکہ سلسلۂ محمدیہ سلسلہ موسویہ کا مثیل ہے اسلئے بموجب مفہوم آیت استخلاف دونوں سلسلوں کا سلسلۂ خلافت بھی ایک دوسرے سے بالکل ہمرنگ مثیل ہے (۲) جیسا کہ سلسلہ خلافت موسویہ کا دور تیرہ خلیفوں پر ختم ہوا اسی طرح سلسلہ خلافت محمدیہ کے بھی بموجب آیت استخلاف کے ماتحت تیرہ ہی خلیفے ہوئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے شریعت موسویہ اور شریعت محمدیہ دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں۔ دیکھئے [illegible] تحفہ گولڑویہ (۳) سلسلۂ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کے ہر دو تیرہ خلفاء اپنی کیفیت حالات کے لحاظ سے بھی اسی طرح باہم مشابہت رکھتے ہیں۔ جیسے کہ دونوں سلسلوں کے پیغمبر حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک دوسرے کے مثیل تھے (۴) سلسلۂ خلافت موسویہ کی بنیاد ڈالنے والا حضرت یوشع بن نون ہے اور اس کا آخری خلیفہ حضرت مسیح ابن مریم خاتم خلافت سلسلۂ موسویہ ہے۔ اسی طرح سلسلۂ خلافت محمدیہ کا پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور اس کا آخری خلیفہ مثیل مسیح یا مسیح موعود ہے جو سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کا اسی طرح خاتم ہے جس طرح مسیح ابن مریم سلسلہ خلافت موسویہ کے خاتم تھے (۵) خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ ہر ایک سلسلہ کا [illegible] ہوتا ہے کہ سلسلہ کا آخری حصہ پہلے حصہ سے مشابہ اور ملا ہوا ہو۔ اسلئے ضروری ہوا کہ موسوی اور محمدی سلسلہ کا پہلا خلیفہ موسوی اور محمدی سلسلے کے آخری خلیفہ سے مشابہ اور ملا ہوا ہو لہٰذا یوشع بن نون کو مسیح ابن مریم سے مشابہت تھی۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر کو حضرت مسیح موعود سے ہے پس دونوں سلسلوں میں خلافت کا ابتدائی نقطہ جو یوشع بن نون اور حضرت ابوبکر کا نقطہ ہے اپنے اپنے دائرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح ابن مریم اور مسیح موعود کا نقطہ ہے ملکر دائرہ خلافت دونوں سلسلوں کا کامل ہو کر ختم ہو گیا جس طرح کہ ہر دائرہ [illegible] پس حضرت اقدس مثیل مسیح اور سلسلہ محمدیہ کے خاتم الخلفاء ثابت ہوئے۔ ہاں دائرہ خلافت جس طرح ... سلسلہ موسویہ میں حضرت یوشع بن نون سے چلکر مسیح ابن مریم پر ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ میں بھی دائرہ خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے چلکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ کیونکہ سلسلۂ محمدیہ اسی سلسلۂ موسویہ کا مثیل ہے +

پس دوستو اگر مسیح ابن مریم کے بعد بھی کوئی دور خلافت چلا ہے تو آئندہ سلسلہ محمدیہ میں بھی مسیح موعود کے بعد چل سکتا ہے۔ اور اگر وہاں نہیں چلا تو یہاں کیسے چل سکتا ہے۔ مسیح ابن مریم کے بعد [illegible] حضرت [illegible]

فخر بنی آدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی آئے وہ بھی بہت دیر کے بعد جیسا کہ کسی فارسی شاعر کا مصرعہ ہے کہ ع

دیر آمدہ ز راہِ دُور آمدہ

اب بعض لوگ مثیل مسیح کے بعد اگر دور تسلسل خلفاء قائم ہو تو کیسے ہو؟ پھر وہ بھی آیت استخلاف کے ماتحت جو
کما استخلف الذین من قبلھم کا باواز بلند اشتہار دے رہی ہے ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

صاحبان اگر ہو تو کیونکر ہو جبکہ سلسلہ خلافت محمدیہ سلسلہ خلافت موسویہ کی مانند بموجب تحریر حضرت اقدس علیہ السلام کے مقرر کردہ تیرہ خلیفوں پر پورا ہو کر مسیح موعود پر ختم ہو چکا؟ کافر اور فاسق بنانے کے شوقین بھائی ذرا غور تو فرمائیں کہ فسق اور کفر کا نتیجہ تو جبھی نکلیگا کہ خلافت آیت استخلاف کے ماتحت قائم ہو؟ لیکن جبکہ وہ بات ہی نہیں رہی تو وہ دائرہ خلافت ہی بموجب تحریر حضرت اقدس سب سے آخری خلیفے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو چکا تو اب تحلیل شق کہاں سے لاؤ گے؟ کیا رخنہ انداز نہ کہلاؤ گے؟ ہاں جیسا کہ مسیح ابن مریم نے اپنی وفات کے بعد اپنے حواریین کی ایک جماعت جانشین چھوڑی اور قدرت ثانیہ کے نزول کی پیشگوئی کی اسیطرح ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی وفات کے بعد اپنے حواریین کی ایک جماعت جانشین چھوڑی اور قدرت ثانیہ کے نزول کی پیشگوئی کی اور جس طرح انہوں نے اپنے بعد حضرت فخر رسل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی اسیطرح ہمارے امام مسیح موعود نے بھی اپنے بعد ایک فخر رسل کی پیشگوئی کی جو کہ کان نزل من السماء کا مصداق ہوگا اور دین کا چراغ بنیگا۔ مگر اس کی نسبت یہ الہام بھی ہے کہ دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ +

ہاں مجھے یاد آگیا کوئی صاحب کہیں گے کہ جب فی الواقعہ دائرہ خلافت محمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو چکا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ کی خلافت کیونکر تسلیم کی گئی؟ سو بگوش ہوش عرض کہ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے رسول تھے اور ان کی زندگی میں ہی اُن کے رسول کہلائے۔ اسیطرح ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی خلیفے ہوئے۔ جو آپ کے نام پر آپ کی زندگی سے ہی لوگوں سے بیعت لیتے رہے اور لیتے رہینگے کیونکہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کے رسول بھی اُنہی کے نام پر لوگوں کو بپتسمہ دیتے رہے اور اب تک دیتے ہیں صرف نام کا فرق ہے +

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور رضی اللہ عنہ وہ پاک نفس انسان تھے جو بعض احادیث کے رُو سے ایک قسم کے مہدی بھی تھے۔ اور یہ تو مسلم ہی ہے کہ اُمت محمدیہ میں کثیر التعداد مہدی ہیں پس آپ مہدی ہیں جن کے متعلق آثار میں آچکا تھا کہ وہ مسیح موعود کی امامت کرائینگے۔ اور اُن کا جنازہ پڑھینگے اور اُن کا عرصہ خلافت ۶ سال تک ہوگا۔ مسیح موعود کی امامت کرانے سے خواہ اُن کی نمازوں کا پیش امام

سمجھ لیا اُن کے جنازہ کی امامت کرانیوالا سمجھ لو۔ دونوں طرح مطلب ثابت ہے۔ پس مہدی ابتدا سے ہی امام تھا
جس پر بصدق دل ہم ایمان لائے۔ کیونکہ واقعات نے اُسکی صداقت اظہر من الشمس کردیا۔ مفصل دیکھو رسالہ
خلافت احمدیہ تالیف جماعت انصار اللہ یا مرزا محمود احمد صاحب قادیان +

(۳) حضرت اقدس مسیح موعود نے جب مسیح ابن مریم کی مانند اپنے بعد اپنے حواریین کی ایک جماعت کو جانشین
چھوڑا تو اُس جانشین کمیٹی نے بالاتفاق اپنی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے تمام اختیارات خلافت و
جانشینی قائممقامی کے طور پر بطیب خاطر سپرد کر دیئے پھر ہر ایک نے اُن کے آگے گردن اطاعت جھکا دی
بنابریں بباعث امیر قوم ہونے کے آپ امیر المومنین اور بباعث مختار کار یا قائممقام ہونے جانشین کمیٹی کے جسکو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی الوصیت میں اپنا جانشین قرار دیا تھا۔ آنجناب خلیفۃ المسیح
(رضی اللہ عنہ) کہلائے۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی اپنی شہادت
بھی اس بارہ میں بحروف جلی کر دیجائے جو بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ تاکہ کسی کو مغالطہ نہ لگے۔ چنانچہ
آنحضور نے فرمایا کہ "حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے
میں تمہیں کھولکر سُناتا ہوں۔ کہ خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خدا کے
سپرد کر دیا۔ اور اُدھر ۱۴ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح
ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی
ہے پھر ان چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی
کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف
چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا
خلاف کرنیوالا ہے۔ وہ خدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرمایا وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار
دیا ہے۔ اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی چودہ
متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا
اپنی تقوے کی راہ سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا
خلیفہ وامیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا
جس پر خود سوار ہوئے تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑہ غرق کر دیگا

مگر اب یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس **کھلی کھلی حضرت خلیفۃ المسیح کی اپنی شہادت کے بھی جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں** ہمارے بھولے بھائی (اللہ تعالےٰ جلد اُن کو ہدایت بخشے) ناحق کا شور مچا رہے ہیں۔ اور اصلیت کو کیا چھپا رہے ہیں کہ ساری جماعت کا شیرازہ بکھر گیا ہے ناواقف لوگ یہی خیال کرتے ہونگے کہ ہمارے قادیانی بھائی بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آج کل ہمارے پیارے بھائی محض ہوائے نفس کے تابع ہو کر نہایت مکروہ راگ الاپ رہے ہیں جس چٹان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو اس جالی زمانہ میں پناہ گزین کیا تھا اور فتنۂ دجال سے نجات دلائی تھی آج کل ہمارے بھائی اس مرکز سے پھسل رہے ہیں۔ بڑے بڑے متدین علمائے بھی مثل دیگر علماء زمانہ کے وہ وہ خیالی تک بندیاں شروع کر رکھی ہیں کہ واللہ میں تو پڑھ پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ ابھی کل تک جو چنگے بھلے تھے آج انہیں کیا ہو گیا جماعت کے لئے ایک دوسری مصیبت کھڑی کر رہے ہیں۔ جو جو باتیں بفوات کے رنگ میں مخالفین سلسلہ کیجانب سے حضرت اقدس یا دیگر افراد جماعت کو پیش آتی رہیں۔ اور ان کی بارہا تردیدات ہو کر قلع قمع ہو چکے بدقسمتی سے آج پھر وہی اتہامات خود احمدیہ جماعت کے افراد میں پھیل رہے ہیں۔ ذرا الحکم اور بدر کے پچھلے فائلوں کو اُٹھا کر کوئی مطالعہ کرو۔ تو حقیقت کھل جائے یہ اُن مُلّا صاحبان کو ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی زندگی بھر تو مسیح ناصری کے حواریوں کی مانند خاموش بیٹھے رہے مگر جونہی کہ اُن کی بند ہوئیں تو ان لوگوں کو کچھ اور ہی خواب آنے لگے گستاخی معاف اسیطرح سے مسیح ابن مریم کے حواریوں کو بھی اُن کی وفات کے بعد ہی اُن کی خدائی کا ڈھکوسلا سوجھا ورنہ زندگی میں تو خدائی چھوڑ پیغمبری بھی بمشکل ہی مانی گئی یعنیہ ہمارے نرم دل بھائیوں کے بھی دل اگرچہ مسیح موعود کی خدائی کی طرف تو ابھی مائل نہیں ہوئے مگر اسمیں شک نہیں کہ آپ کی خدائی منوانے کی ابتدائی اینٹ یعنی حقیقی نبوت تو خواہ مخواہ گھڑ ہی لی۔ اس خود غرضی کا ستیاناس خلافت محمود ثابت کرنے کے لئے جب دلائل قویہ ہاتھ نہ آئے تو جھٹ حضرت اقدس کو نبی بنانا شروع کر دیا۔ جب اُدھر سے کچھ ہاتھ پلّے نہ آیا تو مصلح موعود کا مسئلہ پیش کر دیا خدا کے بندو کچھ اسے ڈرو۔ اللہ تعالےٰ اجر دیگا۔ اسی پر بھروسہ کرو دنیا کمانے کے اور تھوڑے شغل ہیں جو انسان اپنے دین کو ہی تباہ کرنے پر کمربستہ ہو جائے۔ اے میرے پاک مولا تو آپ اس باغ کا والی ہو۔ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ہدایت دے +

مکرمی جناب مولوی شیر علی صاحب نے ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء کے ریویو آف ریلیجنز میں احمدی بھائیوں کے خطاب کے عنوان سے ایک مضمون اثبات خلافت صاحبزادہ صاحب پر لکھا ہے۔ اور کیسے کیسے مگر خراش الزامات

پہلے احباب کو توجہ دلائی ہے کو کمال کرگئے ہیں۔ اور دوسروں کو اپنی رائے پر قطعاً اعتماد نہ کرنے کی
بھی خوش اسلوبی کے ساتھ نصیحت کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ جن صاحبان نے کسی عزیز یا بزرگ کی پیروی
کرکے ایک راہ اختیار کیا ہے وہ بھی ڈر جائیں کہ ایکدن ایسا آنیوالا ہے جبکہ کوئی قرابت اور کسی کی بزرگی
اُن کے مفید نہ ہوگی ... کیا آپ کو اپنی کھلی باتوں پر ان بنی اسرائیل کی نسبت زیادہ وثوق ہے جنہوں نے
مسیح کو اسلئے نہ مانا کہ ملاکی نبی کی پیشگوئی کے مطابق ایلیا مسیح سے پیشتر نازل نہ ہوا۔ .. میں امید نہیں
کرتا کہ تمہیں کسی اپنی دلیل پر اس سے زیادہ وثوق ہو۔ جتنا کہ مسیح ناصری کے زمانہ کے بنی اسرائیل
کو اپنی اس دلیل پر تھا۔" واقعی آپنے بہت خوب فرمایا۔ لہذا میں بھی تمام احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
کہ مولوی صاحب مذکور کا یہ فرمان نہایت ہی قابل قدر ہے جس کی دل سے ہم سب کو قدر کرنی چاہئے۔ مگر کیا
میں عرض کر سکتا ہوں کہ خود مولوی صاحب موصوف اور اُن کے ہمخیال گروہ کو بھی اسکی پابندی کرنی ویسی
ہی لازم ہے جیسی کہ اوروں کو کیونکہ اگر پہلے خود مولوی صاحب کا ہی اس پر عملدرآمد نہ ہو یا اُن کی
ہمخیال پارٹی صرف اوروں کو ہی یہ نصیحت کرتی ہے۔ تو وہ یاد رکھیں۔ کہ دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت
کا مصداق بننا طریق دانائی نہیں اسی لئے پاک قرآن نے کیا خوب فرمایا۔ کہ اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یعنے کیا تم لوگوں کو تو
نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بھولجاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب اللہ کو پڑھتے ہو؟ پس کیا عقل نہ کروگے؟)
پس میں بادب عرض کرونگا کہ خدارا پہلے خود ہی آپ اپنی اس نصیحت پر عمل فرمالیں۔ اور جو سوالات آپنے
اوروں کئے ہیں پہلے اپنے آپ پر اور اپنی ہمخیال پارٹی پر بھی کرکے جواب حاصل کرلیں کیونکہ اگر کسی اور کو
اپنے دلائل قوی نظر آسکتے ہیں۔ تو آپ یا آپکی پارٹی بھی اس سے مستثنے نہیں ہو سکتی جیسا کہ
قرآن کریم میں صاف آچکا ہے۔ کہ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ یعنے ہر ایک گروہ جو کچھ
اپنے پاس رکھتا ہے اس پر خوش ہونیوالا ہے پس جب تمام لوگوں کا یہی حال ہو تو آپ لوگ اپنے آپ کو
اس سے مستغنے کیسے کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ لوگوں کو فریق ثانی سے بھی بڑھ کر اپنے دلائل
قوی تر نظر آتے ہوں۔ مگر پھر بھی امید نہیں کہ آپ لوگوں کو بھی کسی اپنی دلیل پر اس سے زیادہ وثوق ہو
جتنا کہ مسیح ناصری کے زمانہ کے بنی اسرائیل کو اپنے دلائل پر تھا۔ لہذا خدا تعالیٰ سے ڈر کر غور
کرنا آپ کا بھی ویسا ہی فرض ہے جیسا کہ اوروں کا مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خود مسیح علیہ السلام
اُن کے اعتراض کے مقابل میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکے۔ کہ یوحنا ہی ایلیا ہے چاہو تو اسکو قبول
کرو اور چاہو تو اسکو قبول نہ کرو۔" لہذا عرض ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ یوحنا ہی ایلیا ہے یہودیوں پر حجت

ملزم ہے کیونکہ حضرت مسیح نے بحیثیت مامور من اللہ ہونے کے اُن کو ایسا کہا جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اذن اور اسی کے جتانے سے اُنہوں نے بھی بتایا۔ پس حضرت مسیح کی شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ وہ خدا کے سچے مامور اور مستقل نبی تھے کسی کی عامیانہ رائے نہ تھی جس کے قبول کرنے یا رد کرنے کا اُن کو اختیار ہوتا۔ مگر اس کے بالمقابل آپ لوگوں کے پاس حضرت صاحبزادہ صاحب کی خلافت پر کیا دلائل ہیں جن کی بنا پر آپ کسی پر حجتِ ملزمہ قائم کر سکیں؟ نہ تو خود میاں صاحب کو مصلح موعود ہونے کا کسی الہام ہی کی بنا پر دعویٰ ہے۔ اور نہ اس وقت آپ لوگوں میں کوئی شخص مسیح ناصری کی مانند مامور من اللہ موجود ہے۔ جو صاحبزادہ صاحب کی نسبت خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکے کہ یہی مصلح موعود ہیں۔ تو پھر یوں ہی آنکھیں بند کر کے پیر پرستوں کی طرح سے کوئی کیونکر اُن کا مصلح موعود ہونا تسلیم کر لے؟ جبکہ بارہا ہمیں خود حضرت اقدس مسیح موعود سمجھا چکے کہ پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔ یہودیوں پر کیوں غضب الٰہی آیا؟ اسی لئے کہ حضرت مسیح ناصری کی شہادت کو انہوں نے رد کر دیا۔ اور اپنی بات کی بیہودہ پیچ کی۔ صرف اپنی بات کی پیچ کرنا ہرگز ایمانداری نہیں پس ہم حضرت اقدس کے ارشادات کو کہ جو مامور من اللہ تھے پس پشت ڈالکر کسی غیر مامور کی اٹکل پچو رائے کو کیونکر آنکھیں بند کر کے قبول کر لیں۔ اُن واقعات میں جو مسیح ناصری کے وقت میں پیش آئے۔ اور ان موجودہ واقعات میں زمین و آسمان کا فرق ہے پس حق کو باطل کا پیرایہ پہنانا کوئی عقلمندی نہیں۔ آپ کو اقرار ہے کہ مسیح ناصری کی صداقت کے اور بھی کتنے دلائل تھے مگر یہاں آپ لوگوں کے پاس کیا ہے؟ کیا یہی کہ کسی نے ذرا کلمۃ الحق کہا تو اُسے جھٹ فاسق اور منافق اور بے ایمان اور بزدل وغیرہ کہدیا یا گستاخی پر محمول کر لیا؟ جس طرح کہ حضرت اقدس کے شروع ہونے کے زمانہ میں ملا لوگ حضرت اقدس اور آپ کی کمزور جماعت کے بالمقابل فسق اور کفر اور نفاق وغیرہ کے فتویٰ پھیلاتے رہے ہیں؟ افسوس کہ وہی حال اب بھی ان غریبوں کی تعبیر میں لکھا تھا۔ اب ہمیں غیر کا کیا گلہ اور غیر کا کیا شکوہ ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم | کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

اگر چپ رہیں تو بھی جھوٹے کہ ان کو کچھ آتا ہی نہیں۔ اور اگر کسی بات کا جواب دیں تو بھی جھوٹے گستاخ فاسق مفسد۔ بازی گر وغیرہ وغیرہ کہلائیں۔ دراصل ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا۔ تمام صادقوں نے یہی لقب پائے۔ حضرت اقدس نے جیسے تو فرمایا ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں | نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

پھر آگے چلکر مولوی شیر علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو اس وثیقے سے مخصوص

ہوتے تھے اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حَمْلٍ کہہ کر تسلی دی اسی طرح حضرت جماعت کو بھی یہ کہہ کر تشفی دی کہ دُرُود مت مومنو" (الہام ۵ مئی) مولوی صاحب نے ان الہامات کا مطلب یہ نکالا کہ خدا تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا ہے کہ جس طرح اس وقت تم میں ایک وحدت ہے مسیح کی وفات کے بعد بھی میں تمہارے لئے ایسا ہی سامان کروں گا کہ یہی وحدت تمہارے اندر قائم رہے (یعنی مسیح موعود کی وفات کے بعد تم میں سلسلۂ خلافت قائم کروں گا) اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ اے دوستو بتاؤ کہ خدا نے اپنے اس وعدہ کو کس طرح پورا کیا ... تم کہتے ہو کہ مسیح موعود نے الوصیت میں اپنے بعد کے لئے یہ انتظام کیا تھا کہ مجلس معتمدین اس کی جانشین ہو .... یہ وہ انتظام ہے جو تم میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد کیلئے تجویز کیا تھا .... مگر دوستو بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کا فعل اس انتظام کے مطابق واقع ہوا یا اسکے بالکل برخلاف؟....

اگر خدا کے برگزیدہ خلیفہ نے اپنے بعد کیلئے ایسا ہی انتظام کیا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور اسکے سوائے اور کوئی اور انتظام کرنا الوصیت کرنا الوصیت کی خلاف ورزی تھی تو اس کے مطابق عمل کیا جاتا اور الوصیت کی منشا کے مطابق مجلس معتمدین کے ۱۴ ممبروں کو خلافت کے تخت پر بٹھایا جاتا۔ اب سوال تو یہ سوچنا ہے۔ کہ کیا الہام اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حَمْلٍ اور دُرُود مت مومنو کا یہ مطلب صحیح ہے جو مولوی شیر علی صاحب نے بیان فرمایا؟ کہ مسیح کی وفات کے بعد تمہارے لئے ایسا انتظام کروں گا کہ یہی وحدت تمہارے اندر قائم رہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ دنیا میں کوئی بھی عقلمند انصاف کی رُو سے یہ معنے کر سکے۔ عربی الہام کا ترجمہ تو اسقدر ہے کہ خدا تعالیٰ ہر ایک بوجھ کو اٹھا لیگا یعنی وہ تمام ضروریات کا کفیل ہو جائیگا ہر ایک ضرورت کو پورا کر دیگا۔ اب اس الہام سے یا دُرُود مت مومنو کے الہام سے یہ مطلب نکالنا کہ خدا تعالیٰ گویا یہ عہد کر رہا ہے۔ کہ مسیح موعود کے بعد میں تمہارے لئے سلسلۂ خلافت چلا کر تمہارے اندر اسی طرح وحدت قائم رکھونگا جیسی کہ خود مسیح موعود کے وقت میں تھی یہ وا ورد و چار رو پیا کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے اگلی عبارت سے مولوی شیر علی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ تم تو کہتے ہو کہ مسیح موعود نے اپنے بعد مجلس معتمدین کو الوصیت میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کو ان کا جانشین مقرر کر کے اپنی فعلی شہادت سے اس بات کی تکذیب کر دی کہ یہ مطلب غلط سمجھا گیا تھا اگر فی الحقیقت مجلس معتمدین آپ کی جانشین ہوتی تو حضرت اقدس کی وفات کے بعد کیوں اسکے ۱۴ ممبروں کو تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا۔ لیکن مولوی صاحب نہیں سمجھتے کہ یہ مطلب نہ ہمیں لوگوں نے نہیں سمجھا بلکہ خود خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مطلب جانا اور سمجھا ہوا تھا۔ جیسا کہ میں دو تقلیم جلی اُن کی اپنی شہادت سے ثابت کر چکا ہوں۔ پس اگر آپکے اندر خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا تو جس شخص کو آپ نے

اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا تھا۔ اسکی صریح خلاف ورزی نہ کرتے۔ کیا آپ پھر بھی اپنی ہی چلائے جائینگے
آپ کی اس نئی وحدت قائم کرنے کے ڈھکوسلے کی تردید تو خدا تعالےٰ نے اپنی اس فعلی شہادت
سے دیدی جو حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد واقع ہوئی کہ جماعت کے دو گروہ ہوگئے۔ اگر آپ حضرت
مسیح موعود کی وفات کے بعد کے واقعہ کا نام خدا کی فعلی شہادت رکھتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ حضرت
خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد کے واقعہ کا نام خدا کی فعلی شہادت نہ رکھیں۔ اگر اسی کا نام خدا کی فعلی
شہادت ہوتا ہے۔ تو ہر دو واقعات خدا کی فعلی شہادت میں داخل ہیں پس سب پر ایمان لانا چاہئے
افتومنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض شیوہ مسلمانی نہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ
مجلس معتمدین کو خدا کے مسیح نے اپنی الوصیت میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ دیکھو خدا سے ڈرو
حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بھی یہی بتلایا ہے غور کرو آپکے الفاظ یہ ہیں۔ میں نے الوصیت کو
خوب پڑھا ہے۔ واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی
فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی چودہ متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا
اپنے تقوے کی راہ سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ اور امیر مقرر کیا" الخ

پس جب بقول حضرت خلیفۃ المسیح ان چودہ آدمیوں کے مجموعہ نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے
منتخب فرمایا تھا اپنی مرضی اور اپنے تقوے کی راہ سے اپنی اجماعی رائے سے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے تمام
اختیارات سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کردیا تو پھر یہ اعتراض کیسا۔ کہ مسیح موعود کی وفات کے
کیوں یہ چودہ ممبر تخت خلافت پر نہیں بٹھائے گئے۔ کیا ان کا یہ فعل ناجائز تھا جو انہوں نے اپنی بجائے
حضرت خلیفۃ المسیح کو تخت خلافت پر بٹھا دیا۔ وہ تو ایک ہی بات تھی کہ خواہ وہ خود بیٹھتے یا حضرت
مولوی صاحب کو بٹھا دیتے۔ پس چونکہ مسیح موعود کے ان چودہ خلیفوں کی اجماعی رائے قطعی تھی اسلئے
جو مناسب تھا انہوں نے اپنی اجماعی رائے سے انتظام کردیا پھر خدا تعالےٰ نے بھی ساری قوم کو انکی رائے کے ساتھ
متفق کردیا لیکن اب اس سے یہ ناجائز فائدہ اٹھانا کہ اب بھی جانشین کمیٹی صاحبزادہ صاحب کے لئے
یا کسی اور شخص کے لئے خواہ مخواہ ویسا ہی منظور کرے یہ بالکل واہیات ہے۔ جانشین کمیٹی ہر ایک کیلئے
ویسا ہی منظور کرنے پر مجبور نہیں ہو سکتی پیارے نور الدین کو انہوں نے اسکی بے نظیر قابلیت اور پاک نفسی وغیرہ
کی وجہ سے اپنا سردار منتخب کرلیا مگر اب انکو جماعت میں کوئی ویسا قابل آدمی نظر نہیں آتا اسلئے وہ کسی دوسرے
آدمی کو اس مقام پر کھڑا نہیں کرسکتے جس مقام پر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے نور الدین کو کھڑا کیا تھا
نظیر اسکی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا   اگرچہ تو عمّاں ہے مگر لعل بدخشاں ہے

ہاں جب کبھی کوئی ویسا قابل ثابت ہو جائیگا جیسا کہ پیارا نور الدین تھا۔ تو اس کے لئے خود خدا تعالےٰ بغیر کسی کوشش یا سفارش کے ویسا ہی سامان بھی مہیا کر دیگا جیسا کہ اس نے نور الدین کیلئے کر دیا تھا۔ ورنہ صرف نفسانیت کی وجہ سے اُس کے مقام کی ریس کرنا طریق عقلمندی نہیں ہے۔

ع ۔ نہ ہر کہ دلق بپوشد زاولیا باشد

اب آپ سوچ لیں کہ وہ ہم امبر جو بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح تھے اپنی مجموعی رائے سے اپنا با اختیار ایک قائمقام مقرر کر کے اسکے ذریعہ سے تختِ خلافت پر متمکن ہوئے یا نہیں؟ خدا کی فعلی شہادت نے بھی بتا دیا کہ اس وقت یہی مناسب تھا جو ظہور میں آیا۔ لیکن یہ تو کوئی ضروری نہ تھا۔ کہ وہ ہم امبر ہمیشہ کیلئے پیارے نور الدین کی ریس کر کے قاعدہ ہی بنا لیتے کہ آئندہ بلا امتیاز بھی ہر ایک کیلئے یکے بعد دیگرے پیر پرستوں کی مانند مطیعِ فرمان ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ تو قرآن کریم کی تعلیم کے بھی سراسر خلاف ہے۔ وہاں تو لکھا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم الآیہ۔ مگر ہم لوگ آنکھیں بند کر کے ایک قسم کی بھیڑ چال مقرر کر لیں۔ گویا یہ بھی ایک بچوں کا کھیل ہے۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں کیا پہلے حضرت مولوی صاحب کے وقت میں اُن کیلئے ایسا ہوا کہ یونہی اندھا دھند اُنکو خلیفہ بنا دیا گیا جو اب ایسا چاہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ نور الدین کے مُسلّم امتیاز نے ہر ایک کو خود بخود ایسا جذب کر لیا کہ کسی کو چون و چرا کرنے کی مجال ہی نہ رہی تھی۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ پہلے تو کسی امتیاز کی مُسلّمہ قابلیت یا نفسی تجربہ کاری تبحر علمی کے لحاظ سے ایسا منظور کر لیا گیا تھا۔ اب اُسکے بعد ان چیزوں کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ اب صرف لکیر پیٹنا کافی ہے؟ حاشا وکلّا ۔ م ا

نوٹ ۔ مولوی خیر علی صاحب کا مضمون چونکہ بہت طول طویل ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ اُنکے ارشادات کو لفظ قولہ اور اپنے معروضات کو اقول کے طریق پر مختصراً بیان کر دیا جائے وباللہ التوفیق

قولہ ۔ حضرت مسیح موعود کا کسی شخص کو جانشین قرار دینا الوصیت کے رُو سے ناجائز ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کا جانشین قرار دیا گیا اسلئے مولوی نور الدین صاحب کی خلافت ناجائز ہے۔

اقول ۔ مولانا خدا کے مسیح نے انجمن کو اپنے بعد اپنا جانشین اور خلیفہ مُقرر فرما دیا۔ اگر یقین نہ ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا شہادت کا پھر دوبارہ سہ بارہ مطالعہ کیجئے۔ پس یہ قول کہ الوصیت کی رُو سے مسیح موعود کا کسی کو جانشین مقرر کرنا ناجائز ہے صحیح نہ ہوا۔ پھر جب مسیح موعود کا مقرر کردہ خلیفہ یعنے انجمن موجود ہے۔ تو یہ کہاں ممانعت آئی ہے۔ کہ جو اُن کا جانشین ہے اگر چاہے تو اپنا قائمقام یا مختار کار بھی کسی کو نہ بنائے۔ پس جب اس بات کی کوئی ممانعت نہیں تو

نورالدین کو امسیح جانشین نے ہر طرح سے اس بات کا اہل سمجھا اور باتفاق رائے انکو اپنے تمام اختیارات بطیب خاطر سپرد کر دیئے پھر ساری قوم کو بھی انکی خلافت پر مجتمع کر دیا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ جملہ قوم نے انکو نہ صرف انتظامی خلیفہ قبول کیا بلکہ اپنا پیر و مرشد بھی مان لیا لہذا حضرت مولانا کی خلافت ناجائز نہ ہوئی +

قولہ خدا نے . . . . ایک ایسے شخص کو مسیح موعود کی جگہ بٹھا دیا جو اس راہ کا سخت مخالف اور خطرناک دشمن تھا . . . . وہ بڑے زور سے خلافت کا حامی اور انجمن کے خلیفۃ المسیح ہونیکے عقیدہ کا دشمن تھا +

اقول مولانا کیا آپ سچ فرمارہے ہیں یا خواب دیکھ رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین رح نے آپ کا کیا بگاڑا کہ آپ بلا دریغ اُن پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ آہ اسلئے کہ اب وہ ہم میں موجود نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کوئی دوسرا شخص ان پر افترا کرتا تو چنداں افسوس تھا۔ مگر آپ جیسے فاروق رشید کا یہ فعل سراسر بے ہنگم اور ظلم عظیم ہے۔ کیا اس کھلی کھلی شہادت کے ہوتے بھی (جسے ہم اسی عریضہ میں بقلم جلی درج کر چکے ہیں) کوئی اہل انصاف یا سعید الفطرت شاگرد ایسی تک بندی کر سکتا ہے جیسی کہ آپنے کی ہے؟ اور لکھ دیا کہ "وہ بڑے زور سے خلافت کا حامی اور انجمن کے خلیفۃ المسیح ہونے کے عقیدہ کا سخت دشمن تھا"۔ کیا جو اس عقیدہ کا سخت دشمن ہو وہ اسطرح اعلان کیا کرتا ہے کہ میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے . . . . انہی چودہ متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا اپنے تقوی کی راہ سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ اور امیر مقرر کیا"۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ بات یہ ہے کہ نزدیکان بے بصر کی مانند جنہوں نے اُس دُر یکتا اور لعل بے بہا کو شناخت ہی کیا انہوں نے انکی پند و نصائح کا یا نکات معرفت کا مغز ہی کیا پایا تھا؟ وہ اپنے ہی خیال خام میں کچھ ایسے محو رہے کہ ہر بات میں اپنے ہی خیال کی تائید سمجھتے رہے اسلئے محروم رہے۔ اگر وہ خالی الذہن ہو کر آنحضور کے نکات عجیبہ و غریبہ کا مطالعہ کرتے اور خدا تعالی سے انکے سمجھنے کی توفیق چاہتے تو کچھ پالیتے مگر اُسی کیلئے کھولا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے مگر جس کو ہر حالت میں اپنا ہی اُلو سیدھا کرنا ہو وہ ہدایت کہیں پا سکتا۔ میں نہیں کہتا کہ خدانخواستہ آپ بھی اسی زمرہ میں داخل ہیں۔ لہذا میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ بار بار حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کو سوچیئے تو اصلیت کو انشاءاللہ پالینگے کیونکہ اگر فی الواقع آپکا کہنا ہی صحیح ہوتا تو حضرت خلیفۃ المسیح یہ کیوں فرماتے۔ کہ "واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے" وغیرہ

قولہ انجمن کو خلیفہ کا محکوم اور مقہور بنانا شروع کر دیا +

اقول یہ کہنا تب صحیح ہوسکتا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح پہلے انجمن کو خدا کے فرستادہ کی جانشین تسلیم

بھی نہ کرتے پس جب یہ امر واقعہ ہے کہ انہوں نے انجمن کو جانشین مسیح بھی تسلیم کر لیا ہوا تھا۔ اور خود بھی جبراً بلا رضامندی انجمن کے خلیفہ نہیں بنے بلکہ انجمن نے خود بحیثیت خلیفہ المسیح ہونے کے جھنڈا کر کے بالاتفاق آپ کو اپنے تمام اختیارات بطیب خاطر سپرد کر دیئے اور خود ہی اپنی مرضی سے ان کا ماتحت اور محکوم ہونا بخوشی قبول کر لیا تو پھر اعتراض کیسا؟ پس حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی جبریہ کارروائی نہیں کی جس پر کسی کو طعن دینے کا موقعہ ہو +

قولہ خلفاء کا سلسلہ تجویز کر کے انجمن کو اُن کا بھی ہمیشہ کیلئے محکوم بنا گیا +

اقول دروغ گویم بر روئے تو دلیری اسی کا نام ہے کیوں حضرت ایمان سے کہنا۔ اگر یہی سچ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خلفاء کا سلسلہ تجویز کر کے انجمن کو اُن کا بھی ہمیشہ کیلئے محکوم بنا دیا تھا۔ تو اُن کی وفات کے موقع پر جماعت انصار اللہ کو عوام الناس کے آگے ووٹ حاصل کرنے کو ہاتھ پھیلانے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی کیوں نہ خاموشی سے مطمئن بیٹھ رہے؟ اُن کی بیقراری اور عوام کے آگے ہاتھ پھیلانا آپ کی اس من گھڑت کی قلعی کھولنے کو کافی ہے۔ پھر کیا مولوی شیر علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی کوئی دستی تحریر دربارۂ تجویز سلسلہ خلفاء پیش کر سکتے ہیں؟ اگر کوئی ایسی تحریر اُن کے پاس موجود ہے تو کیوں شائع نہیں کرتے۔ کہ سارا جھگڑا ابھی طے ہو جائے؟ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قیامت تک وہ ایسی کوئی تحریر حضرت خلیفۃ المسیح کی دکھا نہیں سکتے۔ پس فضول طور پر مخلوق خدا کو گمراہ کرنے سے کیا حاصل؟ ہمیں تو جہاں تک معلوم ہے سوائے اپنے مشروط جانشین والی تحریر کے حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی تحریر دربارہ تجویز سلسلہ خلفاء ہرگز کسی کو نہیں دی۔ اور نہ کوئی ویسے سلسلہ خلفاء قائم یا مقرر کیا ہے پس ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین +

قولہ موجودہ صورت میں کایا پلٹنے والا قادیان کا وہ بڈھا تھا +

اقول۔ یہ عیسائیوں کی سی باتیں ہیں۔ کہ عیب کمانا خود اور بزرگوں کے سر تھوپنا کہ آپ غریب اور مواخذہ سے بچے رہیں مگر لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ +

قولہ حکم دیا کہ آیندہ بھی یہ انجمن سلسلہ خلفاء احمدیہ کے ماتحت اور اُنکی محکوم رہے +

اقول۔ کیا کوئی ایسا مرد میدان ہے جو اس حکم کو پبلک میں پیش کرے؟ اگر نہیں اور یقیناً یقیناً نہیں تو یوں ہی مسیح ناصری کے حواریوں کا مثیل بن کر اپنے پیر و مرشد پر افترا کرنا چہ معنے دارد یہ کوئی ایمانداری ہے یا تقویٰ اللہ ہے؟ خدا سے ڈرنا چاہئے آخر مرنا ہے۔ سید یدالہ باشی جن کی غلط

شدہ اپنے پیر و مرشد کا کیا ادب ہے۔ کیا تہذیب ہے جیتے جی قبلہ و کعبہ تھا۔ اب قادیان کا بڈھا بن گیا +

ہے انسان جھوٹ بول لیتا ہے کسی کام نہ آویگی۔ صرف چند روزہ مشغلہ ہے۔ اور اسر تعداد ہو فنا ہے پس خدا کے بندے ان بار باشیوں پر مغرور نہ ہوں +

قولہ انجمن جو...... آپ کی خلیفہ تھی نہ صرف انکو مسند سے معزول کردیا بلکہ اس پر ایسا جادو کردیا کہ اس نے خود بہات کو تسلیم کرلیا۔ کہ میں خلافت کی حقدار نہیں بلکہ میرا کام خلیفہ کی فرمانبرداری اور اطاعت ہے +

اقول۔ کیا کوئی اعلان معزولی انجمن منجانب حضرت خلیفۃ المسیح آپ پیش کر سکتے ہیں؟ یا کوئی ایسی تحریر انجمن کی آپکے پاس موجود ہے؟ جسمیں اس نے یہ اقرار کیا ہو کہ میں خلافت کی حقدار نہیں۔ یا کوئی ایسی تحریر کہ میں ہمیشہ ہر ایک شخص کو بلا امتیاز تقویٰ خلیفۃ المسیح مانتی رہونگی پس جب ایسی کوئی تحریر آپ لوگوں کے پاس موجود نہیں تو یہ دعویٰ باطل کیسا؟ اور خصوصیات نورالدین کی رٹیں کیا معنے؟ نورالدین کو خدا تعالیٰ نے وہ کچھ بخشا جو اس زمانہ کسی کو بھی نہیں بخشا پس نکی ریس اور ریسی امر فضول ہے۔ بجائے ریس کرنے منصب نورالدین حاصل کرنے کے خصائل و فضائل نورالدین حاصل کرنے چاہئیں تاکہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تمہیں بھی ویسا ہی بنا دیوے مگر جب عملاً نورالدین بننا چاہتے ہو تو ان طفلانہ حرکات سے محترز رہو کیونکہ اسکی عالی بارگاہ میں خود پسندوں کو کوئی راہ نہیں +

قولہ۔ جب آپنے اس زبردست لسان کے آگے یہ درخواست پیش کی...... کہ ہم آپ کو حضرت مسیح موعود کا جانشین تجویز کرتے ہیں الخ +

اقول۔ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ انجمن کا کسی شخص کو اہل سمجھکر اپنی رضی سے اپنے تمام اختیارات سپرد کر دینا جس کی وجہ سے وہ خلیفۃ المسیح کہلائے ناجائز نہیں کیونکہ انجمن بحیثیت خلیفۃ المسیح ہونے کے سب سے بہتر جانشین مقرر کرنے یا نہ کرنے کی حقدار ہے کیونکہ خدا کے فرستادہ کی وہ جانشین ہے۔ پس ایک موقع پر انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو اپنی اجماعی رائے سے خلیفۃ المسیح منتخب کرلیا۔ اور خود بھی انکی اطاعت بطیب خاطر قبول کرلی تو کچھ گناہ نہیں کیا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے یا آیندہ کسی دوسرے کو اس منصب پر کھڑا کردیں۔ تو وہ مجبور یا ملزم نہیں ٹھیر سکتے۔ نورالدین کے اندر اللہ تعالیٰ نے وہ بات رکھی جو کسی دوسرے میں قیامت تک بھی پیدا ہونی مشکل امر ہے۔ پس وہ اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے خلیفۃ المسیح تسلیم کیا گیا۔ یختص برحمتہ من یشاء خدا جسے چاہے اپنی رحمت کے لئے مختص کرے کسی کا کوئی اجارہ نہیں۔ نورالدین کو بسبب حقیقی معنوں میں نورالدین ہونے کے جو کچھ ملا سو ملا دوسرا کوئی بھی اگر وہی منصب پانا چاہے تو پہلے اپنے آپ کو ویسا بنا کر ثابت تو کر دے۔ کہ میں بھی نورالدین ہوں پھر جو چاہے شکایت کرے +

قولہ - جھگڑا پہلی دفعہ پیدا ہوتا تو انجمن کو خلیفۃ المسیح سمجھنے والے اپنے خیالات کے ساتھ قوم کے عظیم حصہ کو ہمخیال بنانے اور خلافت کو اُڑا دینے میں کامیاب ہو جاتے مگر حضرت مسیح موعود کے بعد ہی قصداً یکقدر اُن لوگوں کے مخالف ہو گئی ✦

اقول - آفرین باد پیر و مُرشد حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ پر خوب پھبتی اُڑائی ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کیونکہ سب سے پہلے انجمن کو خلیفۃ المسیح سمجھنے والا اور اسبات کا اعلان کرنے والا وہی مرحوم و مغفور ہے حق گروہ و وفا داری ادا ہو تو ایسا ہی ہو - ذرا ان کی تقریر مندرجہ بالا کا مطالعہ تو کیجیئے آپنے کس پیرا کہا وہ جو کل تک آپ کا قبلہ و کعبہ تھا لیکن آج کچھ بھی نہ رہا سب سے پہلے جھگڑے کو اُٹھانیوالا اور قوم کے ایک عظیم حصہ کو اپنے ساتھ ملانے والا وہی ہے کوئی اور نہیں - پس اگر قصداً قدرے بھی مخالفت ہوئی ہو گی تو سب سے پہلے انہی کے مخالف ہوئی ہو گی - کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا الآیہ ✦

قولہ - اگر یہی راہ راست تھی تو پھر تمہیں لوگوں نے پہلے کیوں الوصیۃ کی سند پیش کر کے ہم کو ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرائی ✦

اقول بیعت اسلئے کرائی کہ حضرت مولوی صاحب ہر طرح ایک پاک نفس اور قوم کے سنبھالنے کے اہل اور خدا رسیدہ مہدی تھے - انکی ذات ستودہ صفات سے قوم کو بیشمار فوائد پہنچنے کا یقین تھا - کوئی اندھیرے کا تیر نہیں چلایا گیا - بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ نور الدین بے طرح یگانہ روزگار تھا - اور احمدی قوم تو درکنار ساری دنیا میں بھی اُس کا نظیر نہیں ملتا پس اُس سے فیض حاصل کرنے کا واسطے تعلق بیعت کوئی معیوب امر نہ تھا - مگر اسلئے تو اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرائی گئی تھی کہ یوں ہی رسمی طور پر پیر پرستوں کی مانند قوم ہمیشہ لکیر کی فقیر بنکر ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ دیتی پھرے - یہ تو ایک بازیچۂ طفلاں ہوا - مومن کبھی بے حقیقت کام نہیں کرتا - باقی رہی الوصیت کی سند والی بات سو عرض ہے کہ الوصیت سے جہاں متعدد پاک نفس بیعت لینے والوں کا جواز ثابت ہوتا ہے وہاں اس امر کی ممانعت بھی تو کہیں نہیں آئی - کہ اگر کسی ایک ہی ایسے بڑھکر پاک نفس پر جو ساری قوم کا اجماع ہو جائے تب بھی ماننا پس الوصیت کے برخلاف کیونکر ہوا ؟ اگر اب بھی قوم کا اسیطرح کسی فرد واحد پر اجماع ہو جاتا - تو کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ تھی - مگر خدا کے نزدیک حقیقی نور الدین ہی ایک ہی تھا - جو گذر چکا اب بتکلف سے کسی کو وہ مرتبہ ملنا ممکن ہوتا تو سارے ہی نور الدین بن جاتے - مگر ع نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیا باشد ✦

قولہ - آپ نے اپنی وفات سے چند روز پہلے اپنے جانشین کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک وصیت لکھی -

اقول لاریب وصیت لکھی مگر پیر پرستی کی بنیاد قائم کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ قوم خود متقی بنے اور متقیوں کی قدر کرنا سیکھے پس غور کرو - اس وصیت کے یہ الفاظ "میرا جانشین" قابل غور ہیں ان سے کسی اور خلیفۃ المسیح کا وجود ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح مسیح کا خلیفہ خود مسیح نہیں کہلا سکتا اسیطرح خلیفۃ المسیح کا جانشین یا خلیفہ خلیفۃ المسیح نہیں کہلا سکتا - پیارے نورالدین کی باتوں کو سمجھنے والے کہاں ہیں غور کریں اُنکی کیسی احتیاط ہے کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح کا لفظ تک اپنی تحریر میں استعمال نہیں فرمایا جس سے ٹھوکر لگ سکے - مگر بات کا بتنگڑ بنانیوالے نچلے کب بیٹھ سکتے ہیں انکو لفظ جانشین پر بھی بڑی بڑی بحثیں کرنی پڑی ہیں - اگر بالفرض وہ خلیفۃ المسیح کا لفظ ہی لکھ دیتے تب تو یہ لوگ اندھیر مچا دیتے - مگر بھائیو نورالدین ہرگز نادان نہ تھا - اس کا مقام بہت اعلےٰ و ارفع ہے اُس نے دیدہ و دانستہ اس لفظ کو ترک کر دیا - اور اس خانہ ساز منصوبہ کو خاک میں ملا دیا کیونکہ مسیح کے بعد دور تسلسل خلفاء کہیں ثابت نہیں ہوتا ؛

نوٹ ؛ اب مولوی شیر علی صاحب کے اعتراضات کا تو کسی قدر جواب آچکا ہے اور خط بھی بہت لمبا ہوگیا ہے اسلئے میں اپنی تقریر کو اس جگہ ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ارحم الراحمین ہم عاجز بندوں کی خود دستگیری فرماوے ہر آن ہم اُسی کے محتاج ہیں جبتک وہ خود ہی کسی کو توفیق نہ بخشے راہ راست نہیں پا سکتا کسی کا دل دکھانے کی نیت سے میں نے یہ عریضہ نہیں لکھا اور نہ میں کسی پر فقرے بازی کرتا ہوں لیکن برادران ملت عاجز کی معروضات کا خوشدلی سے مطالعہ فرما کر دعا سے یاد فرماویں - اگر خدا نے چاہا تو کسی آیندہ نمبر میں مسئلہ کفر و اسلام پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ بعض بھائی ہمیں پھر اُسی ہلاکت اور پیر پرستی کے گڑھے کی طرف بلاتے ہیں جس سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہم کو خدا تعالیٰ نے نجات دلائی اسلئے میں ان دوستوں کو صاف کہے دیتا ہوں - کہ اب ہم پھر کبھی اس نجاست کو قبول نہیں کرینگے جس سے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ نے ہم کو محض اپنے فضل سے نجات دلائی - پیارے مسیح موعود کی گریہ زاری انشاءاللہ کبھی ضائع نہ جائیگی بلکہ ایسے دوستوں کو چاہئے کہ جس شاہراہ پر مسیح موعود کی ہدایت کے مطابق تم اُن کے دم واپسیں تک قدم زن رہے اُس راہ کو نہ چھوڑو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے - نئے نئے ڈھکوسلے یا عقیدے تراش تراش کر غریب جماعت کو ابتلا میں ڈالو اور اسی حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رکھو جسے مسیح موعود نے تمہیں پکڑایا - مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ پس فضول منازعات ترک کردو - دیکھو کافر بالمحمد اور کافر بالمسیح کا ڈھکوسلا بھی نیا ہے - میں ایمان سے کہتا ہوں کہ کافر بالمحمد اور کافر بالمسیح ہرگز ہرگز یکساں نہیں - تعدد ازدواج بغیر ضرورت شرعی ہرگز جائز نہیں - حضرت صاحب ہرگز ہرگز حقیقی شان نبوت نہیں رکھتے

اگر ایسا مانا جائے تو حضرت اقدس کی تحریرات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو خاتم النبیین ٹھہر سکتے ہیں اور نہ قرآن شریف صحیح ٹھہر سکتا ہے۔ پس منہاج نبوت بھی کوئی جدید قابل پذیرائی نہیں۔ اور نہ کوئی جدید منہاج نبوت بن سکتا ہے۔ اسمہٗ احمد سے مراد خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آنحضرت کا نام جیسا محمد رکھا گیا ویسا ہی احمد بھی رکھا گیا جھوٹ بولتا ہے وہ جو کہتا ہے کہ آنحضرت کا نام احمد نہ تھا۔ سلسلۂ خلفاء محمدیہ بماتحت آیت استخلاف مسیح موعود پر ختم ہو چکا جیسا کہ سلسلہ خلافت موسویہ میں مسیح ابن مریم پر ختم ہو گیا تھا کوئی مصلح موعود سنت اللہ کے برخلاف قبل از وقت نہیں آسکتا۔ اس صدی کے مصلح کی وفات پر ابھی تو چند ہی سال گذرے ہیں پس اس قدر جلد کوئی مصلح موعود خلاف حدیث کیونکر آوے۔ دین کی تکمیل ہو چکی اور قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی جھوٹا ہے وہ شخص کہتا ہے کہ تکمیل دین مرزا صاحب نے کی مرزا صاحب ایک دین کے خادم تھے انہوں نے تکمیل دین نہیں بلکہ تکمیل اشاعت دین کی جو اُن کیلئے ابتدا سے مقدر تھی پس ہم کو نہیں مسئلہ بروز صاف صاف ہے۔ کسی کی خو بو پر کوئی آئے تو اُسے اس کا بروز کہا جاتا ہے اس سے عین وہی شخص اُسی شان وحیثیت مراد لینا بالکل غلط ہے۔ اور حضرت اقدس کی اپنی تحریرات کے سراسر خلاف ہے۔ آیت و آخرین منہم بتلا رہی ہے کہ کوئی دوسری رسالت یہاں ہونے والی نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنیوالے محمدی سارے ہی آخری ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت بھی آخری ہے پس ہر زمانہ کا وہی ایک ہی رسول ہے جو سب پہلوں اور پچھلوں کا سرتاج ہے۔ اس کے روحانی فرزند ہمیشہ ہر صدی پر آکر اُس کے دین کی آبیاری کر جاتے ہیں خود رسول اللہ بننے کو نہیں آتے۔ یہ آنحضرت کی ہتک میں داخل ہے۔ مجازاً یا استعارتاً لغوی عام معنوں میں اُنہیں رسول یا نبی کہنے میں مضائقہ نہیں۔ مگر پھر بھی عام بولچال یا تحریر میں لانا عیب میں داخل ہے کیونکہ اس سے عام مخلوقات کو دھوکا لگتا ہے بیجا محبت انسان کو گمراہ کر دیتی ہے جیسے عیسائی بگڑے اور بیجا عداوت مغضوب علیہم میں داخل کر دیتی اور کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ جیسے یہودیوں کا حال ہوا۔ حدیث شریف میں آچکا ہے کہ ضرور ضرور تم یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلوگے پس خوش قسمت ہے وہ جو اس عیب سے فائدہ اُٹھاوے۔ رسمی خلافت بغیر امتیازی نشان تقوے کے کوئی چیز نہیں اس سے نقصان دین ہوتا ہے۔ امیر قوم باہم مشورت سے مقرر کرنے میں مضائقہ نہیں مگر دھڑہ بندی ہر حال میں مردود ہے۔
غیر احمدیوں کے کفر و اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے مگر وہ جو اپنے آپ سے ہم کو کافر کہکر خود کافر بن جاویں الیسوں کو ہم بھی مسلمان نہیں کہہ سکتے کیونکہ حدیث شریف میں صاف آ چکا ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے جماعت کو اُن سے علیحدہ نماز پڑھنے کی تاکید بھی اسی لئے کی کہ وہ ہم کو کافر سمجھتے ہیں رشتہ ناطہ بھی اسی لئے اُن سے بند کیا کہ فساد کا اندیشہ ہے مگر جو لوگ اب یہ ڈھکوسلا بنائے بیٹھے ہیں۔ کہ چونکہ وہ کافر تھے اسلئے ان سے یہ سلوک کیا گیا بالکل جھوٹے اور دشمنان مسیح موعود ہیں ؎

کسی سے کینہ نہیں بھائیو نصیحت ہے غرباً
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

دجّال

از قلم مولوی فضل الٰہی صاحب نو مسلم منشی فاضل سابق پروفیسر گارڈن مشن کالج راولپنڈی و رنگ محل ہائی سکول لاہور۔ حال واعظ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

لفظ دجال ایک ایسا عام لفظ ہے۔ کہ اہل اسلام اور فرقہ عیسائی دونوں اس لفظ سے بخوبی واقف ہیں۔ البتہ عیسائی صاحبان کی کتابوں میں اس کا دوسرا نام مخالف مسیح بھی ہے۔ مگر کیا عوام عیسائی اور کیا عوام اہل اسلام۔ دونوں نے اس کے مفہوم سمجھنے میں سخت مغالطہ کھایا۔ اور ابھی تک ہر دو فریق منتظر ہیں کہ دجّال آوے گا۔ اور پھر المسیح کی آمد ثانی ہوگی۔ حالانکہ دجّال آچکا ہے۔ اور المسیح کی آمد ثانی بھی ہو چکی ہے۔ لہٰذا ہم محض بغرض افادہ عوام لفظ دجّال پر تین پہلوؤں سے غور کرینگے۔ اوّل بلحاظ کتب لغت کے۔ دوم بلحاظ اُن علامات کے جو دجال کی نسبت بائبل میں پائی جاتی ہیں۔ سوم بلحاظ اُن علامات کے جو دجال کے بارے میں کتب اہل اسلام میں درج ہیں۔

۱۔ بلحاظ کتب لغت کے لفظ دجال کی تحقیق و تشریح

دجّال بروزن صرّاف صفت مشبّہ کا صیغہ ہے۔ اور دجل سے مشتق ہے +

صاحب قاموس اللغۃ لکھتے ہیں۔ الدجل الکذب۔ بنابریں دجال کے معنے کثیر و مکر کرنیوالا گروہ ہے۔ جس کے حق میں قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے (آیہ) انھم یکیدون کیداً ۝ واکید کیداً ۝ القرآن الحکیم ۸۶: ۱۵

ولیم گسینیوس صاحب William Gesenius اپنی لغات عبرانی میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ دجل کے معنے حق کو پوشیدہ کرنا ہے۔ تو اس لحاظ سے وہ گروہ دجال ٹھیرا جن کے حق میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وانّ فریقاً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ۝ القرآن الحکیم ۲: ۱۴۳ +

صحاح جوہری جو عربی لغت میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ دجّال بمعنے کذّاب یعنی دروغ گو گروہ ہے۔ تو اس کے مطابق وہ لوگ ہوئے جن کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قالوا اتخذ اللّٰہ ولداً ما لھم بہٖ من علمٍ ولا لاٰبآئھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً ۝ القرآن الحکیم ۸: ۴

نیز صحاح جوہر قاموس اللغۃ میں دجالی بمعنے المسلح نے الارض بھی درج ہیں یعنی تمام دنیا پر دورہ کرنیوالا گروہ جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ
اور اگر لفظ دجال دجالۃ سے مشتق ہے۔ اور دجالۃ کے معنے صاحب قاموس اللغۃ۔ فرقۃ عظیمۃ تحمل المتاع للتجارۃ لکھتا ہے۔ تو اس کے مطابق دجال سے مراد وہ گروہ ہے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ +

نوٹ۔ آخر معنوں کے لحاظ سے لفظ دجال سے مراد عام سوداگر نہیں سکتے ہیں بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ خاص قسم کے سوداگروں کا گروہ مراد ہو سکتا ہے۔ اور وہ وہ لوگ ہیں جو بغرض تمتع دنیوی کلام میں تحریف کرتے اور اس کا مطلب غلط بیان کرتے ہیں +

۲۔ علاماتِ دجّال بلحاظ کُتب عیسائی صاحبان

بائبل (نیا عہد نامہ) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال مسیحی منادوں کا ایک ایسا گروہ ہوگا۔ جو مسیح کی تعلیم کے برخلاف تعلیم دیگا۔ اور عوام النّاس کو یہ دھوکا دیگا۔ کہ میں مسیح کی تعلیم کے مطابق تعلیم دیتا ہوں۔ اسی واسطے اس کا نام مخالفِ مسیح بھی لکھا ہے۔ چنانچہ انجیل متی باب آیت ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹے منادوں سے خبردار رہو۔ جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آئیں گے۔ پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑئیے ہیں" +

پھر یوحنا نقیہ کی رؤیا میں (جس کو مکاشفات کی کتاب بھی کہتے ہیں) دجال کے بارے مُفصّل طور سے بیان درج ہے۔ ملاحظہ ہو مکاشفات کی کتاب باب ۱۳ +

(۱) اور میں سمندر کی ریتی پر کھڑا تھا۔ اور دیکھا کہ ایک درندہ جانور سمندر سے نکلا جس کے سات سر اور دس سینگ تھے۔ اور اس کے سینگوں پر دس تاج۔ اور اس کے سروں پر کفر کے نام (۲) اور وہ درندہ جانور جو میں نے دیکھا تیندوے کی شکل تھا۔ اور اس کے پاؤں بھالو کے اور مُنہ اُس کا ببر کا سا۔ اُس اژدہے نے اپنا اقتدار اور اپنا تخت اور بڑا اختیار اُسے دیا۔ (۳) اور انہوں نے اس اژدہے کی جس نے اس جانور کو اختیار دیا پرستش کی۔ اور اس جانور کی بھی پرستش کی۔ اور یہ بولے کون اس جانور کی مانند ہے۔ کون اس سے لڑ سکتا ہے (۴) اور ایک منہ بڑا بول بولنے والا۔ اور کفر بکنے والا اسے دیا گیا۔ اور بیالیس مہینوں تک لڑائی کرنے کا اسے اختیار بخشا گیا (۶) اور اس نے خدا کی بابت کفر کہنے میں اپنا مُنہ کھولا۔ کہ

اس کے نام اور اس کے جسم۔ اور اُن کے حق میں جو آسمان پر رہتے ہیں کفر بکے (۷) اور اسے دیا گیا کہ مقدس لوگوں سے مقابلہ کرے۔ اور اُن پر غالب آئے۔ اور سب فرقوں اور اہل زبان پر اسے اختیار عنایت ہوا (۸) اور زمین کے سب رہنے والے اس کی پرستش کریں (۹) اگر کسی کے کان ہوں تو سُنے (۱۱) پھر میں نے دیکھا کہ ایک اور درندہ جانور زمین میں سے اُٹھا بکرے کی مانند اس کے دو سینگ تھے۔ پر اژدہے کی طرح بولتا تھا (۱۲) یہ پہلے جانور کا سارا اختیار رکھ کے اُس کے آگے عمل کرتا ہے۔ اور زمین اور اس کے رہنے والوں سے پہلے جانور کو جس کا زخم کاری چنگا کیا گیا تھا پجواتا ہے (۱۳) اور وہ بڑی کرامات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی نظر میں آسمان سے زمین پر آگ نازل کرتا ہے (۱۴) اور اُن کرامات سے جنہیں اس درندے جانور کے سامنے اسکو کرنے کو دیا گیا۔ زمین کے رہنے والوں کو دغا دیتا ہے۔ کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا ہے کہ تم اس جانور کی جسمیں تلوار کا گھاؤ تھا۔ اور وہ تو بھی جیا ایک مورت بناؤ (۱۶) اور وہ سب چھوٹے بڑے دولتمند اور غریب آزاد اور غلام سبھوں کے دہنے ہاتھ یا ماتھے پر ایک نشان کروا دیتا ہے (۱۸) حکمت اس میں ہے۔ وہ جو سمجھ رکھتا ہے۔ اس جانور کا عدد گن جائے کیونکہ وہ انسان کا عدد ہے۔ اور اس کا عدد چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ ہے۔ انتہیٰ کلامہ

مندرجہ بالا چیپٹر کی شرح میں پادری ڈبلیو ہوپر صاحب ایم اے کتاب مکاشفات کی تفسیر میں جو کہ بزبان اُردو لاہور میں ۱۸۸۵ء میں طبع ہوئی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

درندہ جانور سے مُراد مخالف مسیح ہے۔ اور وہ رومن کیتھولک پوپ ہے۔ اژدہا سے مراد شیطان ہے جو پوپ میں رہتا ہے۔ دس سینگوں سے مُراد پوپ کی دس سلطنتیں ہیں۔ اور سات سروں سے مُراد روما کی سات پہاڑیاں ہیں۔ اور آیت (۱۱) میں جو دوسرا درندہ جانور ہے۔ اُس سے پوپ کا نائب مراد ہے +

۶۶۶ عدد سے جرمن مفسر مخالف مسیح کہتے ہیں۔ اور دوسرے مفسر لکھتے ہیں۔ کہ عدد ۶۶۶ سے لفظ لاٹینس بنتا ہے۔ اور یہ نام قدیم روما کا ہے۔ کیونکہ اسمیں پہلے پہل لاٹین قوم آباد ہوئی تھی۔ اور یہاں ہی ابتداءً پاپاؤں کی بادشاہت قائم ہوئی +

اس کے بعد پادری ہوپر صاحب مندرجہ بالا رویا کی تطبیق حرف بحرف رومن کیتھولک تواریخ خاندان کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ٹریکٹ میں گنجائش نہیں لہذا صرف اشارہ لکھدیا ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں +

۴ - علاماتِ دجّال بلحاظ کتب اہلِ اسلام

(۱) صاحب تفسیر معالم التنزیل - لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس الآیہ

ترجمہ - آسمان اور زمین کا پیدا کرنا الناس کی کارسازیوں سے بڑھ کر ہے + الناس سے مراد دجّال لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دجّال انسانی گروہ ہوگا - کیونکہ الناس صورت جمع میں ہے +

(۲) حدیث شریف میں وارد ہے کہ ان الدجال یطعم الطعام ویشرب الشراب ویمشی فی الاسواق یعنی دجّال کھانا کھائیگا - شراب پئیگا - بازاروں میں سیر کریگا +

(۳) حدیث شریف میں ہے - یخرج فی آخر الزمان دجّال - یختلفون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین - السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذئاب - ترجمہ - آخر زمانے میں دجّال خروج کریگا - اور وہ ایسا گروہ ہوگا کہ دنیا کو دین کے ساتھ ملاویگا - ظاہری طور سے دینداری کر کے لوگوں کے سامنے بھیڑوں کے بھیس میں ہونگے - لیکن اُن کے باطن (دل) بھیڑیوں کی مانند ہوں گے - اس کے ساتھ ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آئیں گے - پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہونگے +

(۴) مشکوٰۃ شریف بروایت ابن عباس حدیث ہے - کہ انہ اعور - وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیہ ک - ف - ر (ترجمہ) وہ اعور ہوگا اور تمہارا مالک اعور نہیں - اس کی پیشانی پر کفر ہوگا - ملاحظہ ہو کتاب مکاشفات باب ۱۳ درس اوّل - اُسکے سروں پر کفر کے نام تھے +

نوٹ کفر انگریزی ٹوپی کو بھی کہتے ہیں +

(۵) رنگ کی نسبت حدیث میں وارد ہے - کہ رجل احمر جسیم (رواہ مسلم عن ابن عمرؓ)

(۶) دجّال کی عمر کی نسبت لکھا ہے - کہ جوان ہوگا - اور بعض کہتے ہیں بوڑھا ہوگا - کتاب اشاعہ امام السیوطی میں لکھا ہے - کہ دونوں روایتیں صحیح ہیں - پس اس سے ثابت ہوا گروہ دجّال مختلف عمر کے لوگ ہونگے +

(۷) پھر لکھا ہے - کہ معہ مثل الجنۃ والنار - فالتی یقول انھا الجنۃ ھی النار

ترجمہ - اس کے پاس بہشت اور دوزخ جیسی کوئی چیز ہوگی - لیکن جس کو وہ بہشت کہیگا - وہ درحقیقت دوزخ ہوگی +

(۸) ابوداؤد اور ترمذی کی روایت ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا - من حفظ عشر آیات من اوّل سورۃ الکھف عصم من فتنۃ الدجال [illegible] من قراءۃ

الاخر (ترجمہ) جو سورۂ کہف کی دس آیات پہلی یاد کریگا۔ فتنہ دجال سے محفوظ رہیگا +
اب میری نہایت ادب سے حضرات مولوی صاحبان کیخدمت میں عرض ہے۔ کہ سورہ کہف کی پہلی دس آیات کو غور سے مطالعہ کریں۔ خاص کر آیت قالوا تخذ اللہ ولداً مالھم بہ من علم ولا لآبائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا
ترجمہ۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا نے بیٹا بنایا ہے۔ خدا ایسی باتوں سے پاک ہے۔ ان کو کچھ علم نہیں نہ اُنکے باپ دادوں کو۔ بڑے بول ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ بیشک وہ جھوٹ کہتے ہیں ؎
پھر سورۂ کہف کی آخری دس آیت کو غور سے مطالعہ کریں خاص کر آیت ۱۰۲ لغایت آیت ۱۰۶ افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جھنم للکافرین نزلا قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولٰئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ذٰلک جزاءھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ھزوا ۰ ترجمہ۔ کیا کُفّار گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ مجھ کو چھوڑ کر میرے عباد کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ بیشک ہم نے کُفّار کے واسطے دوزخ کی مہمانی تیار کی ہے۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا میں اکارت گئی۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے آیاتِ الٰہی اور اس کے لقاء سے کُفر کیا پس اُن کے اعمال اکارت گئے۔ سو نہیں قائم کرینگے ہم ان کے واسطے قیامت میں وزن۔ اُن لوگوں کی سزا جہنم ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے کُفر کیا اور میری آیات اور رسولوں کو مضحکہ بنایا +
اب جائے تامل ہے کہ کون لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا نے عیسیٰ کو بیٹا بنایا؟ کون خدا کا شریک گردان کر خدا کے حق میں کفر کہتے ہیں؟ کون ہیں جو بازاروں میں کھڑے ہو کر نبیوں کے حق میں بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور اُن کو گنہگار ثابت کرتے ہیں؟ کون لوگ ہیں جنہوں نے آیاتِ الٰہی کو مضحکہ بنا رکھا ہے؟
بیشک یہی لوگ دجّال ہیں حضرات کلام الٰہی کے حقائق و دقائق پر غور کریں +
بیشک اسی گروہ دجّال کے واسطے حقتعالیٰ نے مسیح موعود کو جو مجدّد اور مھدی اور ملہم ما ان تھا جن کا نام گرامی غلام احمد تھا مبعوث کیا تھا۔ اور اسی نے کلام معجز نظام اور براہین واضح سے اس دجال کا مقابلہ کر کے ایسی شکست دی جسکے سبب اب کوئی فرد فرقۂ دجال کا اس کے ادنے خادم یا غلام کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ الحمد للہ علی ذٰلک حمداً کثیرا +

تصدیق المہدی یعنی المسیح المحمدی

پیر بخش ہینڈ بل نمبر ۸ کا جواب

میرے ہاتھ یہی ایک ٹریکٹ آیا۔ اسلئے اس کا پہلے جواب لکھ دیا۔ ایڈیٹر

انجمن برائے نام تائید الاسلام کے سکرٹری منشی پیر بخش صاحب پنشنر پوسماسٹر لاہور نے نام خدا جھوٹ پھیلانے اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کرنے کا ٹھیکہ لیلیا ہے وہ ہر مہینے میں اپنے گندے اور ناپاک ٹریکٹ احمدیت کے خلاف شائع کرتا رہتا ہے مگر باوجود اسکی اس قدر بے سود کوشش اور لغویات کی اشاعت کے اس کے ناپاک خیالات کا ایک بھی احمدی پر اثر نہیں ہوا بلکہ دن دونے رات چوگنے احمدیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے کیونکہ سچ ہے کہ خدا پر ایمان لانے اور اپنی گردن خدا کے حکم کے تلے رکھدینے اور قرآن کو امام اور حکم اور کافی ہادی ماننے کے بعد مومن کیلئے پھر ایسے غلط عقیدوں میں مبتلا ہونا نہایت بعید امر اور موت ہوتا ہے۔ ایسا ضرر رساں انسان کے ساتھ کوئی کیا توجہ کرے کیونکہ اسکی تحریرات میں صریح گند اور بدبو بھری ہوئی ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ اس شخص کے دماغ میں شاید لونی کیڑا کا مادہ ہو۔ اور یہ خیال کرتا ہو۔ کہ میری تحریرات کا چونکہ کوئی احمدی جواب نہیں دیتا۔ اسلئے یہ صحیح ہیں مناسب سمجھا ہے کہ پبلک پر اس کے پراگندہ لغو اعتقادات کا اظہار کر دوں۔ وباللہ التوفیق +

رسالہ نمبر ۸ میں وہ شروع میں اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے حوالہ سے حضرتنا مسیحنا ومہدینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت نقل کرتا ہے جو یہ ہے:۔

طالب حق کیلئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں۔ کہ میرا کام جس کے لئے میں ان میدانوں میں کھڑا ہوں یہ ہے۔ کہ میں عیسٰی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد +

اس عبارت کے لکھنے کے بعد وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا اور عیسٰی پرستی کا زور ہے اور مسلمان لاکھوں کی تعداد میں قتل و غارت ہوئے۔ اسلامی ممالک اُن سے چھن گئے۔ اور بجائے توحید کے اور بجائے ترقی اسلام ترقی صلیب کی ہوئی۔ اسلئے (حضرت) مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اسلام کے واسطے ایک کسب وبال کا

عالمگیر بادل تھے۔ جو اسلامی دنیا کو برباد کر گئے" +

اور نادان مسیح موعود واسطے اس کے دنیا میں آئے کہ اسلام کو اصل اسلام پر قائم کریں۔ اور زنگ اسلام عقائد کو جن سے کہ ترقی اسلام کے ترقی سلیب کی تھی چھوڑائیں۔ جیسے کہ حیات مسیح کا مسئلہ شرک اور فساد کا مسئلہ جس سے ایک دنیا تباہ ہو گئی بڑے بڑے تیرہ جاہ اور مولویوں کے بیٹے بھی باطل عقیدہ حیات مسیح کی وجہ سے اطلاع پائے ہوئے گرجا گھروں میں جا بیٹھے اور مسیح عیسیٰ کو حی و قیوم اور عالم الغیب ماننے لگ گئے محیی اور ممیت اور لا یموت خالق بھی مسیح عیسیٰ کو کہنے لگے منصف سے منصف اور دشمن سے دشمن بھی جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے دنیا میں آ کر اسی مسئلہ کو ایسے براہین اور حجج قاطعہ سے سمجھایا۔ کہ اگر مسلمان اس مسئلہ پر قائم ہو جاویں تو عیسائیت مغلوب اور اسلام غالب ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر کوئی شخص عیسائی نہیں بن سکتا۔ بھلا وہ مذہب بھی کبھی حق اور اسلام کہلا سکتا ہے۔ جو ایک ناتوان عاجز مسکین خاکسار انسان مسیح عیسیٰ کو آج تک آسمان پر زندہ اور قائم مان رہا ہو۔ کوئی فلسفہ کوئی علم کوئی سچی مذہبی کتاب کوئی آلہی الہام کوئی عقل سلیم کوئی صحیح نقل کوئی خدا کا فعل کسی غیر محرف و مبدل کتاب آلہی کا ایک حرف بھی اس بات کی تصدیق نہیں کر سکتا کہ مسیح عیسیٰ آج تک زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ابھی تک نہیں مرا +

آپ لوگ ہی انصاف سے اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بتا دیں کہ حضرت مرزا صاحب اگر مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان ہو کر نہ آتے تو ان مسئلوں کی سمجھ کسی مسلمان کو کیسے آتی اور عیسائیوں کو اپنے دین کے نیست نابود ہو جانے کی فکر کیونکر لگتی۔ نام کے مسلمانوں ہی تو رونا ہے۔ کہ تم میں اسلام نہیں تھا۔ اس اسلام ہی کے سکھلانے کیلئے مسیح موعود کی ضرورت تھی۔ اگر مسلمان سچے مسلمان ہوتے اور اپنے دین پر پورے طور پر قائم ہوتے تو ان کے لئے خدا کا وعدہ تھا۔ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین مومن ہونے کی شرط ہے اس طرح کے مومن ہو کر دکھاؤ جس طرح کے مومنوں کی قرآن تعریف کرتا ہے پھر ناممکن ہے کہ مومن ہوں اور خدا ان کی مدد نہ کرے۔ مومن ہوں اور خدا ان کو یوں ہی چھوڑ دے یا مسلمان ہوں اور عیسائی ان کو عیسائی کر لیں سچا مسلمان تو جب تک اپنی جان نہ دیدے اپنا مذہب نہیں دے سکتا ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ کیا ۲۳ کروڑ مسلمان جو دنیا پر ہیں۔ ان میں سے صرف چار لاکھ احمدی ہی مسلمان ہیں اور باقی سب کافر مگر افسوس ہے کہ اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ ہم تو کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتے اور نہ کافر کہتے ہیں۔ اور نہ ہمیں کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا شوق ہے۔ وہ تو خود کافر بن رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر کافر بنا رہے ہیں۔ کیونکہ جب وہ مسلمان ہو کر عیسائیوں کے دین کو قوت دے رہے ہیں۔ تو پھر اس وقت کے مسلمان سچے مسلمان کس طرح سے کہلا سکتے ہیں مثلاً مسیح عیسیٰ کو

آسمان پر زندہ مان رہے ہیں۔ خدا کی طرح ایک ناتوان عاجز مسکین انسان کو کھانے پینے سونے اور گھٹنے گھٹنے بڑھنے تھکنے اور ماندہ ہونے اور ہر آن میں جو فنا انسان کو لگی ہوئی ہے۔ اس سے اسکو منزہ خیال کر رہے ہیں حضرت نبی کریم رؤف رحیم خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن ہوا ہوا اور مسیح کو آسمان پر حی و قیوم مان رہے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علو شان اور درجہ کی ہتک کر رہے ہیں۔ کیا یہی مسلمان ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ ان کو شرم نہیں آتی۔ کہ جب مسیح عیسی کی زندگی میں ہی حضرت رسول کریم صلعم پیدا ہو گئے اور زندہ ہی فوت ہو گئے۔ تو پھر تم کون ہو مسیح عیسی یا محمد صلعم ؟

میاں بخش صاحب لکھتے ہیں "مرزا صاحب نے ایک کام بھی مسیح موعود ہونیکا نہیں کیا"۔

بجواب اسکے صرف یہی لکھنا کافی ہے ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر میاں بخش کو حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا حضرت مرزا صاحب کے کاموں سے معلوم نہیں ہوا تو اسمیں حضرت مرزا صاحب کا کیا قصور ہے بصیرت اگر روشنی نہ دیکھنے کی وجہ سے سورج کا انکار کر دے تو بصیرت سے دیکھنے والے تو اس کا انکار نہیں کر سکتے دنیا جہان کو اسبات کا بخوبی علم ہو چکا ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں مردہ دین اسلام پھر زندہ ہوا۔ بد اعتقادات اور شرک و کفر کے خیالات بسیات مسیح عیسی کا رد ہوا۔ مسیح عیسی کے صلیب پر سے زندہ بچ جانے اور مرہم عیسی کے صلیبی زخموں پر لگنے سے شفا حاصل ہونے کا اور مسیح عیسی کا مختلف ملک دیار میں اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں جانے اور آخر کار کشمیر میں جا کر فوت ہونے کا راز آشکار ہوا اور صلیبی مذہب کا اس حربہ کاری سے قصہ تمام ہوا۔ اور کفارہ مسیح جیسے ایمان سوز عقیدہ کے بڑے حامی اور قائل حصوصاً مسیح دجال ڈوئی کا جو سخت دشمن اسلام اور دشمن رسول اللہ تھا مسیح موعود کی دعا سے ہلاک ہو کر کام تمام ہوا اور قتل خنزیر کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ پھر مسیح موعود کا تمام مذاہب کے مقابل اسلام کے لاثانی اور زندہ مذہب اور دین حق ہونے کے متعلق بیشمار رسائل و دولت کا پیش کرنا بفیض الملل حتی لا یقبل احدٌ کی پیشگوئی کا سچا ہونا ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ بیشمار کام ہیں جو حضرت اقدس غلام احمد مسیح موعود نے مسیح موعود ہو کر مسیح موعود ہونے کے کئے اور دنیا جہان نے دیکھے اور لاکھوں آدمیوں نے اس راستی کو راستی اور حق سمجھ کر قبول کیا۔ اور دھڑا دھڑ قبول کر رہے ہیں۔ افسوس

اُن پر جو خدا کے نشان کا اندھوں کی طرح انکار کر دیتے ہیں +

یہ اعتراض ہم پر بار بار کیا جاتا ہے۔ کہ ہم غیر احمدی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور نیز اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ناظرین انصاف فرمائیں۔ کہ کیا ہم ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جنہوں نے ہم پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ مسجدوں سے دنگا فساد کر کے نکال دیا اور جو عیسائیوں کی طرح مسیح عیسیٰ کو آسمان پر دو ہزار برس سے زندہ سمجھ رہے ہیں۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ یہ لوگ ہم کو کافر جانتے ہیں صرف اسلئے کہ ہم نے کیوں قرآن مجید کو اپنا امام اور حدیث رسول مقبول صلعم کو اپنا حکم مقرر کر لیا۔ اور ہم نے ان کے مُنہ کا نزاعی اعتقادات حیات مسیح وغیرہ میں اُن کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی۔ اور اسلئے بھی کہ ہم نے حسب موعودہ خدا و رسول حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود یقین کر لیا۔ ہم نے مسیح موعود کو اس کے نشانوں اور کاموں سے پہچان لیا کہ یہی ہے جو آنیوالا تھا۔ اور آپ کی پاک زندگی اور خلق اللہ پر نہایت درجہ کے شفیق ہونے نے ہمیں ثابت کر دیا۔ کہ بیشک یہ اپنی تمام باتوں میں پورا راستباز اور نہایت ہی خدا کا پیارا اور مقدس انسان ہے پھر ہم نے خود مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق لگا کر دیکھا ہماری حالتیں سُدھر گئیں ہم گندوں سے پاک صاف ہو گئے۔ اور ہم نے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کو مشاہدہ کیا۔ اور ہم خدا کی قسم کھا کر اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ اگر کسی کو اس بات کا یقین نہ ہو تو وہ اس وقت ہی آزمائش کے طور پر لاہور میں ہی حضرت امیر مجدالدین مولینا مولوی محمد علی صاحب کی صحبت میں ہی چند روز رہکر دیکھ لے۔ جو مسیح موعود کے شاگرد ہیں۔ ایک شاگردی کر اس کا باطن کیسا نورانی اور مصفے ہو جاتا ہے۔ اور کس طرح اسکو حق الیقین بلکہ عین الیقین کے رنگ میں اسلام اور اس کی سچائی نظر آجاتی ہے۔ کہ یہ سلسلہ سچ مچ آلہی سلسلہ ہے۔ اور اب اسکی مخالفت کرنا گویا خدا سے لڑنا ہے۔ یہ بھی مسیح موعود کا ایک معجزہ ہے۔ کہ جو اس پارس کے ساتھ لگا سونا ہو گیا۔ اور اس میں اسلام کی حمیت کی ایک روح پھونکی گئی۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے قرآن کا علم کس سے پڑھا مسیح موعود کی چند سالہ صحبت اور شاگردی نے اسے عالم دین اور مبلغ اسلام بنا دیا۔ ایک دو ہوں تو میں اُن کا نام بتاؤں بہت ہیں جو مسیح موعود کی صحبت میں بیٹھ کر ایسے پاک صاف اور نورانی ہو گئے۔ کہ بجز ایک خدا کے برگزیدہ کے دوسرے کی صحبت میں یہ فیض کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدارا حقیقت کو سمجھو اور خدا کے لئے انصاف سے کام لو۔ اور سوچو اور سمجھو اور غور کرو۔ اُٹھو اور مخالفت نہ کرو حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں دل لگا کر پڑھو تم خود ہی اُٹھو گے کہ نیم اعُذری ہی نور ہماری روح گواہی دیگی۔ کہ یہ سب سچ ہے جو لکھا گیا ہے۔ اور یہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔ اور اسی مسیح میں وہ نور محمدی ہے جو اسلام کے شروع میں خدا نے ظاہر فرمایا تھا +

اور یہ کہنا کہ مسیح موعود کے ظہور کے بعد کی جو پیشگوئیاں احادیث رسول اللہ میں آئی ہیں وہ تو بہت ہیں اور ابھی تک ان میں سے بعض ظہور میں نہیں آئیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سب کام تدریجاً ہوتے ہیں۔ خدائی کارخانوں میں خدا ہی اصل بات کو جانتا ہے۔ یا جو کچھ وہ انبیا کو بتلائے اور سکھائے وہ جانتے ہیں مثال کے طور پر حضرت ابراہیم نے ایک وقت دعا کی وابعث فیھم رسولاً جب دعا مانگی گئی تو اس وقت حضرت اسمٰعیل کو کون جانتا تھا۔ کہ کیا ہونگے پھر دیکھو کس طرح سے پیغمبر خدا صلعم آپ کی نسل سے عظیم الشان بادشاہ خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے۔ اور کتنے عرصے کے بعد بھیجے گئے علے ہذا القیاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوےٰ کیا تو مخالفین نے صرف یہی تکلیف سمجھی کہ ان کے بتوں کے خلاف آپ وعظ کرتے ہیں۔ ان کا خیال بھی نہ تھا کہ آپ کیا ہو جاوینگے۔ آخر خدا نے حضور سرور کائنات کو دو جہان کا بادشاہ بنا دیا۔ اُس زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مشکل کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ تو آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی کپڑا نہ تھا اور سرہانے کا تکیہ کھجور کی نیست کا بھرا ہوا تھا پھر سارے گھر میں کیکر کی پھلی کے دو ٹوکرے تھے۔ اور دو چمڑے بکری کے ایک کونے میں لٹکے ہوئے تھے۔ سوائے ان کے کوئی چیز گھر میں نہ تھی۔ تب انہوں نے بھی یہی سوال کیا جو اس وقت لوگ کرتے ہیں۔ کہ آپ تو وعدے کے رسول ہیں۔ کہ آپ کی کافۃ انبیاء و رسل پیشگوئی کرتے آئے تھے۔ اور آپ تو خدا کے بڑے بڑے وعدے لیکر آئے ہیں وہ کہاں ہیں آپ کی حالت تو یہ ہے۔ اور پھر قیصر و کسریٰ کو ہم دیکھتے ہیں تو وہ کتنے بڑے بادشاہ ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیصر و کسریٰ کی کنجیاں تو لوٹ رہا ہے۔ اب دیکھو یہ بات کیسی سچی ہوئی۔ ایک صحابی مالک بن خشن تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کی۔ کہ ہم سب غریب ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ہی مالک بن خشن ہے۔ میں تو ابھی یہاں پاس کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھوں میں قیصر و کسریٰ کے کڑے پہنائے گئے ہیں۔ اس صحابی کو فرمایا کہ تم جاؤ وہ غریب چلا گیا۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ وہ اُس وقت بھوکا ہی ہو یا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ گذر گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ گذر گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت قیصر و کسریٰ کے کڑے لوٹ میں آئے بہت جگمگاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مالک بن خشن کو بلاؤ اور کڑے پہناؤ اُسنے عرض کیا۔ کہ سونے کے کڑے مردوں کو حرام ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کانی بک کا معاملہ بھول گیا پس کڑے پہنا دئے گئے۔ اسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی بہت سی صداقتیں ہم اب اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مثلاً مسیح موعود کے ظہور کے بعد

یترکن القلاص فلا یسعٰی علیہا کی پیشگوئی کے مطابق حجاز میں حجاز ریلوے کا جاری ہونا
شروع ہو جانا۔ ایک ہی رمضان المبارک میں سورج اور چاند کو گرہن ہونا۔ ذوالسنین ستارہ کا نکلنا۔ طاعون اور عذاب الٰہی کا ظاہر
ہونا۔ حج بند ہونا وغیرہ وغیرہ اسی طرح یہ سچائی بھی ضرور ظاہر ہو کر رہیگی۔ اور وہ ساری پیشگوئیاں
بھی ضرور ہو کر رہینگی جو مسیح محمدی کے ظہور کے بعد کی ہیں۔ مسیح محمدی کے آنے سے یہ تو دنیا جہان پر
ظاہر ہو گیا۔ کہ بیشک یہی کسر صلیب کا وقت تھا۔ اب مسیح عیسٰی کو خدا ماننا جھوٹ ہو گیا۔ مسیح عیسٰی کا
صلیب پر مرنا جھوٹ ہو گیا۔ مسیح عیسٰی کا آسمان پر زندہ چڑھ جانا جھوٹ ہو گیا۔ اسلئے اب یہ جھوٹ
گر جائیگا۔ اور آگے نہیں چلیگا۔ جوں جوں لوگ حضرت مسیح موعود کی کتابیں پڑھینگے۔ قرآن کریم اور احادیث
پر غور کرینگے۔ ان کو اس سچائی پر یقین آتا جائیگا۔ حتّٰے کہ وہ دن آجائیگا۔ کہ عیسائی آخر تھک
جائینگے۔ اور اپنے مذہب کا بے بنیاد ہونا مان جائیں گے۔ اور صلیبیں ٹوٹ جائیں گی۔ اور آخر اسلام کی
فتح ہوگی۔ اور اس کے آثار ابھی سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہ ولایت جیسے ملک میں بڑے بڑے لارڈ دانا
اور علم کے ماہر اس مذہب عیسوی سے دستبردار ہوتے جاتے ہیں۔ آخر یہی سچائی ایکدن کامل طور پر
کسر صلیب کا باعث ہوگی لیکن یہ سلسلہ ان کیلئے ایک خطرہ بن رہا ہے۔ کہ آیا اس میں کوئی سچائی ہے یا نہیں
سچائی اگر ہے۔ تو وہ ضرور کامیاب ہوگی مسیح محمدی نے جو بیج بویا ہے وہ ضرور ایکدن بڑھ کر ایک بھاری درخت ہونیوالا ہے +

گو ہمارے ملک ہمارے ہاتھوں سے نکلکر سلطنتیں جاتی رہیں لیکن مسیح موعود کے آنے سے خدا پھر اسلام کی رونق اور
بحالی کے دن لے آیا ہے۔ اور ضرور ہے کہ خدا وہ دن بھی لائے کہ بادشاہ اس دین میں داخل ہوں جیسا کہ مسیح موعود
کے الہام میں خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" یہ دوبارہ ہے کہ ہم میں سے کوئی اس وقت
کو دیکھ سکے۔ حضرت رسول کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی بہت سی صداقتیں ہم اب
دیکھ رہے ہیں لیکن آنحضرت جو اس وقت دیکھ سکے۔ اسی طرح ساری دنیا پر سچائیاں کھل جائینگی۔ اب سوائے قرآن والوں کے
کوئی مذہب والا نہیں چل سکتا۔ ورنہ اس مذہب کا مقابلہ کوئی قوم کر سکتی ہے۔ اب وہ دن نزدیک ہیں کہ ساری دنیا کا مذہب صرف
اسلام ہو۔ ایسی سچی تعلیم ہے کہ عقلمندوں کو کھا جائیگی۔ اور مجبوراً ان کو یہ صداقت قبول کرنی پڑیگی۔ نوع
انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں
مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ مسیح ناصری کا آسمان پر بیٹھنا اور دمشق پر اترنا جھوٹ تھا۔ سچ یہ نکلا کہ خدا نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔ جس کا آنا اسلامی پیشگوئیوں کی تکمیل کیلئے
ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ دنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ
کے لئے دیا گیا تھا۔ سو خدا کی حمد اور تعریف ہمیشہ تک ہے کہ مسیح موعود کے آنے سے دین اسلام کی طاقت دوبالا ہو جاتی ہے

خط و کتابت

خط نشانِ فضل

نشان فضل نامی رسالہ ابھی مجھے ملا ہے۔ اسمیں حضرت صاحبزادہ صاحب کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا پسر موعود ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے پیشتر اسکے کہ اس رسالہ کا مفصل جواب لکھا جاوے میں ایک خط کا شائع کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ خط منشی محمد ظہیر الدین صاحب نے میری طرف لکھا ہوا ہے اور چونکہ اسمیں ایسی باتوں کا اندراج ہے جو رسالہ نشان فضل کی پیش کردہ باتوں کا خوب خاکہ اڑاتی ہیں اسلئے اس خط کو گو یہ پرائیویٹ خط ہے احمدی جماعت کی آگاہی کے لئے درج کردیا جاتا ہے امید ہے کہ پیر منظور محمد صاحب غور سے مطالعہ فرماوینگے اور پسر موعود کی بحث کی تکمیل کرینگے ۔

مکرمی اخویم حکیم مرہم عیسےٰ صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے پسر موعود یا ۱۸۸۶ء والے الہامی لڑکے کے متعلق مجھے حکم دیا تھا۔ کہ اسبارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کردوں۔ لہذا عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ۶۰ ایک خاص صفات والے لڑکے کی پیشگوئی ہے اور اسکے لئے ۹ سال کی میعاد بھی مقرر کی ہوئی ہے حقیقت میں ایسے لڑکے کے لئے ۱۸۸۴ء میں الہام ہوا تھا۔ اور حضرت صاحب کا ایک الہام

انا نبشرک بغلام حسین

اس وقت مجھے یاد آگیا ہے اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے متعلق حضرت صاحب نے خود لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں و بعض مولویوں و حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ گویا ایک خاص بیٹے کے حق میں ۱۸۸۴ء میں الہام ہوچکا تھا۔ اور اسبارہ میں زور شور سے اشتہار ۱۸۸۶ء میں دیا گیا +

حضرت مسیح موعود نے اس الہامی عبارت سے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے ایک ہی لڑکا سمجھا اور بشیر اول کو وہ پسر موعود قرار دیا لیکن بعد میں جب بشیر اول فوت ہوگیا تو ظاہر کیا گیا۔ کہ خدا نے تبلایا تھا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دو سعید لڑکوں کی پیشگوئی ہے اور الہام صرف یہی تھا کہ دو سعید لڑکوں کی پیشگوئی ہے اس الہام کے ماتحت تقسیم کی گئی وہ اجتہاد سے ہے اور یہی وجہ ہے ... اشتہار

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی تقسیم ایسے طور پر ہوتی رہی جس میں اور بھی ابتلاء بڑھ گیا۔ ایک طرف تو مبارک وہ جو آسمان
سے آتا ہے اس عبارت تک جو عبارت ہے اس کو بشیر اول پر لگایا گیا اور پھر اسی لفظ مبارک کی بنا پر مبارک احمد کو
اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا چوتھا لڑکا قرار دیا اور دوسری طرف بشیر اول کے فوت ہونے پر جب دوسرے
بشیر احمد فضل عمر یعنی عمر پانے والے لڑکے کی بشارت ملی تو پھر لفظ فضل کو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں
دیکھ کر **فضل** کو اس دوسرے بشیر کا نام قرار دے لیا۔ اور لفظ اس سے عبارت کا آغاز کر لیا گیا حالانکہ لفظ
میں اسم اشارہ سے کبھی عبارت شروع نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ آسمان سے آنے والا اس کا
مشار الیہ پہلے موجود ہے۔ اور چونکہ بعد کی عبارت میں یہی لفظ موجود ہے اس لئے ظاہر ہے کہ دوسرا حصہ
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے سے شروع ہوتا ہے۔ نہ کہ لفظ اس سے۔ اس اشتہار
میں نہایت صفائی سے **ایک لڑکے اور ایک غلام** کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور
صاف طور پر **دو سعید لڑکے** معلوم ہو رہے ہیں صرف لڑکے نے تو تخم مسیح موعود سے ہونا ہے
لیکن حضرت مسیح موعود نے لڑکے اور غلام کو ایک ہی قرار دیکر لفظ غلام کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) لکھ دیا
اور پاک لڑکا کا مہمان آتا یا جس کا پاک ہونا ان سب کو بشیر متوفی کے حق میں قرار دیا۔ جو حقیقت میں ہے
ہی درست لیکن اس طرف خیال ہی نہ کیا۔ کہ **لڑکا اور ہے اور غلام اور۔ یہ دو لڑکوں**
کی صریح پیشگوئی موجود ہے۔ دوسرے بشیر کا وجود ہو تو وہ بشیر اول کے مقابلہ پر ہو اور
بشیر اول کی جا بجا دوسرا بشیر دیا جانا ہے سو وہ محمود احمد ہیں۔ اور وہ بمقابلہ بشیر اول کے عمر بھی
پانے والے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ وہ حسن احسان میں مسیح موعود کے نظیر ہیں اور اپنے کام میں اولوالعزم
ہیں لیکن یاد رہے کہ اگر پیشگوئی میں یہ ہوتا کہ وہ **صاحب حسن و احسان ہو گا۔ یا حسن و**
احسان میں یکتائے زمانہ ہو گا۔ تو یہ نہایت خوبی تھی لیکن صرف دو باتوں میں مسیح موعود کا
نظیر ہونا یہ معمولی بات ہے۔ صرف حسن میں اور چہرہ کی شکل میں مسیح موعود سے مرزا محمود احمد صاحب ضرور
ملتے ہیں لیکن جسمانی بناوٹ اور شجاعت و حوصلہ اور دیگر اخلاق فاضلہ میں علم اور تقویٰ میں حضرت مسیح موعود
سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ احسان والی بات بھی درست ہے۔ حضرت مسیح موعود کب کسی کو جاگیر دے گئے
ہیں لیکن ۲۰ فروری والے پسر نے تو صاحب دولت اور صاحب شکوہ ہونا ہے۔ جس سے قومیں برکت پانی
ہے۔ اور اس کا مبارک نزول آسمان سے ہونا ہے۔ اور اسیروں کی رستگاری کا اس نے موجب ہونا ہے۔ احسان کی
صفت حضرت مسیح موعود میں بھی اس درجہ پر خصوصیت نہ رکھتی تھی۔ جو دنیا میں دوسرے لوگوں میں نظیر نہ ملے
اسی لئے لکھا کہ وہ بیٹا احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ گویا یہ نظیر خوبی نہیں۔ باقی رہا اولوالعزم ہونا تو یہ بھی

بات ہے محض اولوالعزمی تو غلط کاموں میں بھی ہو سکتی ہے۔ بعد دنیا میں خدا اور دھڑلے کے بڑے بڑے پکے منصوبہ باز موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اس ضد میں جان تک دیدیتے ہیں۔ بہر صورت اگر آدمی اگر نیکی میں اولوالعزم ہو تو اچھا ہے مگر ڈاکہ اور چوری میں اولوالعزم ہو تو اچھا نہیں یہی حال اولوالعزمی کا ہے کہ وہ بھی صبر یا عمدہ کاموں میں ہی اچھی ہے۔ کیونکہ غلط کاموں میں بھی ارادہ کی پختگی ہو سکتی ہے پھر غور کرلو کہ پیشگوئی میں تو لکھا ہے کہ وہ **اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا** - یہ نہیں لکھا کہ وہ احمدیت یا دین الٰہی کے کاموں میں اولوالعزم ہوگا - دوسروں پر کفر کا فتوے لگانا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا پسر موعود بننے کیلئے اپنے ساتھ الفضل نکالنا - اپنے ماتحت انصار اللہ کی جماعت بنالینا اور احمدی جماعت میں ایک اپنا علیحدہ گروہ بنالینا اپنی کمزوری پر بھی حاشیہ چڑھانا اسطرح جو جو کام کئے۔ تو آخر نہایت پختگی سے کئے - اس پر میں بہت کچھ لکھ سکتا ہوں لیکن ضرورت نہیں بہر صورت بشیر اول کی وفات پر دوسرے بشیر کا وعدہ ہے۔ اور میں فروری ۱۸۸۶ء میں بشیر اول کے ساتھ جس غلام کا وعدہ ہے وہ تخم سے نہیں ہوتا تخم کی شرط تو بشیر اول سے ہی ہے یا دوسرے لڑکوں سے غلام سے نہیں ان غلام کے معنی گو صلبی بیٹا بھی ہو سکتے ہیں لیکن جب ایک لڑکا اور ایک غلام ایک پیشگوئی میں ایک جگہ درج ہوں اور الہاماً اس پیشگوئی کو دو لڑکوں سے متعلق قرار دیا گیا ہو تب لڑکا اور غلام دو وجود ہی ماننے پڑینگے - شاید اور حضرت مسیح موعود نے ایک غلام والے فقرہ کو کبھی چھوا تک نہیں - ان کا خیال یہی تھا کہ ان کی جسمانی اولاد سے پسر موعود ہوگا مگر خدا نے فرمایا - دیر آمدہ زراہ دور آمدہ - یعنی وہ دور کی راہ سے اور باہر سے آویگا - اور صاف ظاہر ہے کہ لڑکا جس نے تخم سے ہونا تھا اور بطور مہمان کے آنا تھا بشیر اول تھا۔ جو فوت ہوگیا۔ غلام سو وہ تخم سے نہیں ہو سکتا - اور نہ ہی وہ محمود احمد ہو سکتے ہیں اگر اس بارہ میں کچھ لکھیں تو بات بہت لمبی ہو رہی ہے - اس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کو حضرت مسیح موعود نے مبارک احمد پر بھی لگایا لیکن اس کو بھی خدا نے موت دیدی - اور منزل مبارک ایک غلام کی بشارت دیدی - گویا جس طرح مبارک تین کو چار کرنے والا تھا - اسیطرح قائم مقام مبارک بھی تین کو چار کرے گا مگر وہ غلام ہوگا - نہ کہ مبارک احمد کیطرح تخم سے - اور در اصل مبارک احمد کی جا بجا کوئی لڑکا پھر پیدا بھی نہیں ہوا - اور پھر چھوٹا لڑکا یا بیٹا ہونا اور بات ہے - مگر تین کو چار کرنا اور بات ہے - گویا باہر سے دیکھنے والا - اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں بہت تضاد اور تخالف ہے اور یہ ان کی سادگی عدم بناوٹ اور سچائی پر ایک بھاری اور عظیم الشان نشان ہے اسی لئے خود حضرت مسیح کو الہام ہوا تھا کہ **وہ کلام جو تم سے ہے کیا وہ خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوا - خدا تیرے سے سچا ہے**

درست کر دے گا۔ اور اسی بناء پر میں سمجھتا ہوں۔ کہ قدرت ثانی وہی پسر موعود ہوگا جس کے ذریعہ سے مسیح موعود کی غلطیوں کو خدا درست کرے گا۔ اور صلح پھیلا دیگا۔ اگر خدا نے چاہا تھا سبین بحث مباحثے کراتے کراتے حق ظاہر ہو جاویگا۔ میں تو خادم ہوں۔ اگر میرے بھائی مجھ سے بیعت لیکر میرے بھائی بنے رہیں تو میں اُن کی بیعت کرنے کو تیار ہوں گو اعتقاد میرا وہی ہے جو عرصہ ہوا پیغام میں شائع کیا تھا۔ ایک احمدی کی بیعت کرنا کوئی نیکی نہیں۔ اور نہ بیعت کرنا کوئی گناہ نہیں محض فروعی بات ہے جس پر جھگڑا کرنا درست نہیں۔ قومی روپیہ انجمن کے سپرد نہ رہے تو قومی ترقی دینی رنگ میں ہو ہی نہیں سکتی۔ شخصی خلافت دینداری کے پہلو سے مضر چیز ہے +

اگرچہ مجھے الہام ہوا تھا اور خدا نے مجھے یوسف قرار دیا تھا لیکن آپ جانتے ہیں تعمیمی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے شیطان بھی ورغلاتا ہے۔ اور جو الہامات مجھے ہوئے ان پر عملدرآمد بھی مشکل ہے اسلئے جس قدر طاقت تھی میں نے کام کر دیا اب طاقت نہیں ہے اسلئے میں زور نہیں دے سکتا۔ آخر جیسے خدا چاہیگا ہو کر ہی رہیگا۔ میں نے جلد جلد یہ حروف لکھ دیئے ہیں آپ خود سوچ لیں اور اصل اصول پر مضامین لکھیں +

محمد ظہیر الدین

نوٹ۔ چونکہ جماعت میں آج کل چرچا مصلح موعود کا ہو رہا ہے۔ اور کثرت سے ایسے احباب ہیں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے حلقہ اطاعت میں محض اسی لئے منسلک ہیں کہ شاید حضرت صاحبزادہ صاحب مصلح موعود ہی نکل آویں اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اخویم منشی محمد ظہیر الدین صاحب کا ایک خط جو در بارہ مصلح موعود ہے اور میرے نام ہے درج کر دیا جاوے۔ اگرچہ ہماری جماعت میں مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری اور قاضی یار محمد صاحب ...پوری اور ماسٹر محمد سعید صاحب امرتسری آٹھ ماہ سے یوسف موعود اور پسر موعود کے دعوے کر رہے ہیں۔ گو صاحبزادہ صاحب نے ابھی تک مصلح موعود ہونے کا دعوے نہیں کیا لیکن پھر بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق محض اسلئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے فرزند جسمانی بھی ہیں۔ جماعت کے لوگوں کا خیال ہے کہ شاید یہی مصلح موعود ہوں۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ مصلح موعود کے بارہ میں عوام اور دلیل سے جو حق الامر ہے جماعت کے روبرو پیش ہو جاوے۔ اور جہاں تک اس بارہ میں میں سوچتا ہوں رسالہ المصلح الموعود نے حقیقت میں تمام بحثوں کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے بعد اب میرے کچھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں مدعی ہونے کی صورت میں اخویم منشی ظہیر الدین صاحب کے سوا دوسرا کوئی مجھے ایسا نظر نہیں آتا۔ جو مصلح موعود کے بارہ میں قلم اُٹھا سکے جب اور بعض ہوشیار ہو کر کسی مضمون پر قلم اٹھانا اور بات ہے مگر تحقیق حق کیلئے مضمون لکھنا امر دیگر ہے اور وہ ہر ایک کا کام نہیں ہے اسلئے میں منشی صاحب موصوف سے تمنا کرتا ہوں کہ مصلح موعود پر ایک مفصل

اور مبسوط آرٹیکل لکھیں اور ہر ایک پہلو سے ان پر روشنی ڈالیں ہیں ان کے اس مضمون کو سلسلہ وار المہدی میں درج کرتا رہونگا جو آخیر میں ایک رسالہ کی صورت میں بھی قوم کے ہاتھ میں ہوگا جناب صاحبزادہ صاحب کو مصلح موعود ثابت کرنے کی تائید میں آج تک جو مضامین شائع ہو چکے ہیں اور ایسے ہی ان مضامین کی تردید میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے امید ہے کہ منشی صاحب موصوف ان تمام مضامین کو بھی اپنے مدنظر رکھیں گے اور معقولی اور منقولی طریق سے حقائق حق کے لئے مضمون لکھ کر نہ صرف عنداللہ ماجور ہونگے بلکہ اپنے مضمون سے المہدی جیسے رسالہ کو مزین کر کے عندالناس بھی مشکور رہنگے۔

اگرچہ مندرجہ بالا خط ہی اس بات کے لئے کافی شہادت ہے کہ جس قدر رسالجات حضرت صاحبزادہ صاحب کو المصلح الموعود بنانے کی تائید میں شائع ہو چکے ہیں۔ وہ محض خوشامدانہ رنگ میں مریدان مے پرانند کا حقیقی مصداق ہیں لیکن پھر بھی ضرورت ہے کہ ان کے پیش کردہ تمام مواد پر رسالہ المہدی میں غور اور خوض کیا جاوے اسلئے دوبارہ منشی صاحب سے التجا کیجاتی ہے کہ وہ المہدی کے صفحات میں اپنا زور قلم دکھا دیں اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کا حوالہ دے کر نہایت مدلل اور موثر مضمون لکھیں ۔ ایڈیٹر

خط - ۲

ہمارے مکرم بھائی جناب محمد عثمان خاں صاحب احمدی مقیم رحمت منزل احاطہ خانم فقیر محمد خاں شہر لکھنو نے بعض خیالات اپنے بابت نبوت مسیح موعود کے پیش کر کے مخدومی جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب سے ان کا جواب طلب کیا ہے۔ جو آپ کے خط کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے صرف ناظرین کی آگاہی کیلئے بیتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مکرم بھائی وہی محمد عثمان صاحب احمدی ہیں جن کے ذریعہ ہمیں جناب صاحبزادہ ۔۔ کے متعلق عقیدہ نبوت متعلق مسیح موعود کا پتہ لگا تھا۔ اور پھر اس مکتوب کا عکس بھی پیغام صلح نمبر ۱۶ جلد ۲ میں چھپا تھا۔

محترم بندہ جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خاکسار کے خط کو سرسری طور پر ملاحظہ فرمایا۔ خدا نہ کرے کہ میرا جوش تبلیغ کبھی کم ہو حضرت فضل عمرؓ نہ کبھی پیر بننے کے مدعی ہوئے ہیں نہ الحمدللہ اب ہیں اور نہ ہم میں کوئی آپکو پیر سمجھتا ہے یہ بڑا بہتان عظیم ہے حضرت ممدوح خلیفہ ثانی ہیں خلیفہ پیر نہیں ہوتا خلیفہ کو پیر سمجھنا اس کے درجہ کو گرانا ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ کوئی مسلمان حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے خلفائے راشدین کیلئے پیر کہلانا پسند کریگا۔ جناب نبی اور ان کے خلفاء پیر نہیں ہوتے بلکہ پیر تو وہ ہیں کہ پیر پرستی کو دنیا سے نیست و نابود کرنے والے ہوتے ہیں پیر اور چیز ہے خلیفہ اور۔ پیر ایک وقت میں کئی ہو سکتے ہیں مگر خلیفہ ایک اور صرف ایک جائز خلیفہ کے بعد کوئی دوسرا خلیفہ چاہئے وہ امیر قوم کے گروہ میں ہو یا اس نے محی والدین وغیرہ پھر انتخاب ہے اسلامی حکومت میں صدر قابل ہوتا ہے مگر حضرت ابرہیم

برٹش گورنمنٹ کے عہد مبارک میں ہیں۔ اور گورنمنٹ کا ہر ایک قانون ہمارے لئے واجب التعمیل ہے پھر اسکی تعمیل کیا یہ ممکن ہے کہ میں تقلید اور پھر بیجا تقلید پر اڑا ہوا ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کاش کہ آپ نے وہ مسائل لکھ دیئے ہوتے کہ جہاں جہاں حضرت فضل عمر حضرت اقدس مسیح موعود سے اختلاف رکھتے ہیں +

معزز ڈاکٹر صاحب! اگر کوئی مسئلہ ایسا ہوتا تو سب سے پہلے غالباً میں اس کے خلاف حضرت موصوف سے عرض کرنے والا ہوتا۔ چنانچہ آپ نے جو میرا خط میری تعبیر اجازت اخبار پیغام جنگ میں چھاپ دیا ہے اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ جب میں نے اپنے اندر کچھ شکوک پائے تو فوراً حوالہ کاغذ کر دیئے۔ آپ نے تو اپنے عقائد چھ سال تک چھپا رکھے۔ کہ میں وہ ہی خیال تو نہیں کیا صرف اسی دور مبارک میں ہی میرا یہ دستور نہیں ہے۔ بلکہ اُس دور مبارک میں بھی جبکہ آپ تو کیا آپکے میاں محمد والدین کے بھی ہوش پران ہوتے تھے صاف صاف جو کچھ چاہتا تھا لکھ دیتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ میں نے اب تک کوئی اختلاف عقائد نہیں دیکھا اور نہ الحمد للہ ہے۔ ورنہ میں ضرور عرض کرتا۔ اور یہ آپ کا بہتان عظیم ہے۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید سے بچیے۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں آپ بھائی ڈاکٹر محمد عمر صاحب کو نہ لکھ بھیجیں کہ یار محمد عثمان نے مجھے گالیاں لکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! میں اور آپ کو گالیاں لکھوں نعوذ باللہ۔ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود مہدی معہود اور نبی ظلی بروزی حقیقی مگر غیر تشریعی بدل مانتا ہوں۔ اور حضرت مولانا نور الدین صاحب کو خلیفہ اول بلا فصل اور حضرت مرزا محمود احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر بدل و بشرح صدر مانتا ہوں۔ یہی میرا عقیدہ پہلے تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا۔ اور ان عقائد کے متعلق میرا جوش کبھی کم نہیں ہو سکتا انشاء اللہ +

محترم ڈاکٹر صاحب اگر آپ حضرات صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس کو مسیح موعود۔ مہدی۔ نبی نہیں مانتے اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے (نعوذ باللہ) اور اسلئے آپکا ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ کیونکہ آپ ضرور حقیقی نبی تھے اور قسم خدا کی ضرور بالضرور نبی تھے اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہو گا۔ کہ جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ رہونگا۔ آگے آپ لکھتے ہیں " صاحبزادہ صاحب کے بہت سے عقاید حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کے عقاید سے مختلف ہیں۔ اور آپ لوگ ان کی تقلید بیجا پر اڑے ہوئے ہیں "۔ الحمد للہ میں خوش ہوں کہ میں یعنی ہندوستان کا رہنے والا حضرت اقدس مرزا صاحب مغل تھے اور پنجابی مطلب یہ کہ

حضرت صاحب میرے ہموطن - نہ ہم خاندان - اور نہ کوئی اور رشتہ پھر جو ہم نے مانا تو کیوں ؟ صرف خدا کے لئے اور واللہ خدا کے لئے - خدا کے واسطے میرے خط کو خوب غور سے ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمائیے میرا یہ خط پبلک ہے اور آپ کو اس پر ہر طرح کا حق ہے اگر ضرورت ہو تو اخبار میں بھی جا سکتا ہے فقط

محمد عثمان احمدی بادنی

اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط ملا - تمام وکمال پڑھا معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو پیر کے لفظ سے چڑ ہے پیر ہمارے نزدیک دینی پیشوا ہوتا ہے - اگر آپ اپنے فضل عمر کو اپنا دینی پیشوا نہیں سمجھتے تو پھر کیا سمجھتے ہیں ؟ **خلیفہ** کا لفظ قرآن کریم میں یا تو بادشاہ کے معنوں میں آیا ہے - یا مامور ان الٰہی کے حق میں آیا ہے - یا باپ کے بعد بیٹے کے قائمقام باپ کے ہونے کے معنوں میں - گیتی ہی نشین یا سجادہ نشین کے واسطے خلیفہ کا لفظ قرآن کریم میں نہیں آیا - آپ اپنے پیر کا خواہ خلیفۃ ثانی نام رکھیں یا فخر رسل کے نام سے پکاریں آپ کا اختیار ہے ہم انکو ان ناموں کا حقیقی مصداق نہیں سمجھتے - ہاں یہ بات کو کہ قوم میں ایک امیر ہو صحیح تسلیم کرتے ہیں سو خدا کا شکر کس منہ سے کریں - کہ اُس نے محض اپنے فضل اور رحم سے ہماری دستگیری فرمائی - اور ہمیں نور الدین اعظم جیسا متبحر عالم اور قرآن اور حدیث کا ماہر بخشا فالحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ - یہ جناب کی ناواقفیت کی دلیل ہے کہ جناب حضرت امیر کے الہامی نام مجدد الدین کو مجید الدین لکھ رہے ہیں - یہ ایک الہامی نام ہے - کوئی ہمارا خود ساختہ نہیں - بلکہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو ہی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے نام حضرت امیر سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح منہ کا بتایا ہے اس پر ہنسی اڑانا اور تمسخر سے کچھ لکھنا خود خدا تعالیٰ کی وحی کی تحقیر کرنا ہے - یہ کسی صحیح حدیث میں نہیں کہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہوتا ہے - یہ تو صریح واقعات کے خلاف ہے دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہؓ ایک ہی وقت میں دو خلیفے تھے - اور یہ بھی محض غلط اور جھوٹی روایت ہے - کہ **ایک خلیفہ کی موجودگی میں اگر دوسرا خلیفہ ہونا چاہے تو اسلامی حکومت میں واجب القتل ہوتا ہے** کیونکہ صریح سے خلاف خلفائے راشدین کی خلافت میں دیکھتے ہیں - کہ ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا خلیفہ مقرر ہوا اور وہ واجب القتل نہیں ہوا - اور نہ اسے کوئی قتل کر سکا - بلکہ جو شخص دوسرا خلیفہ بنا وہ تو زندہ رہا پہلا خلیفہ اس کے سامنے شہید ہو گیا (مثال کے طور پر حضرت علی اور امیر معاویہ کی خلافت دیکھ لیں ایسی جو روایتوں کو ہم یقیناً یقیناً غلط اور جھوٹ یقین کرتے ہیں - کیونکہ واقعات نے ان کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا اور قرآن کریم اور حدیث شریف میں کوئی بات خلاف واقعہ نہیں ہو سکتی +

ہم بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود مہدی معہود مامور من اللہ ملہم مجدد محدث

امامِ زمان یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کو ظلی بروزی طور پر جزوی نبی بھی یقین کرتے ہیں مگر حقیقی مستقل شرعی غیر شرعی کامل نبی آپ کو کہنا آپ ہی کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں۔ اور حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت اقدس کے بعد اپنا ایک واجب الاطاعت امیر اور دینی پیشوا یعنی امام مانتے ہیں بلکہ بموجب بیث ذو شحیہ (دیکھو خلافت احمدیہ مصنفہ صاحبزادہ صاحب) مہدی بھی یقین کرتے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب کو ابن المسیح اور مسیح موعود کے دوسرے دو موعود لڑکوں اور عبد الحی کی طرح ان کو بھی ایک موعود لڑکا مانتے ہیں۔ البتہ ان کے عقاید کو ہم حضرت اقدس مسیح موعود کی تعلیم اور حضرت نور الدین اعظم کی تعلیم کے خلاف دیکھتے ہیں اسلئے اُن سے متفق نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہم امام کے سوا کسی غیر مامور کے ہاتھ پر احمدی کا احمدی سے بیعت کرنا صحیح جانتے ہیں +

مکرم عثمان۔ اگر آپ کو صرف مسئلہ خلافت کے انکار کی وجہ سے ہم سے رنج نہیں تو الحمد للہ کہ آپ نے یہ کلمۂ حق کہنے میں دلیری اور جرات سے کام لیا ورنہ یہ بات بھی تو آپ کے پیر مرشد جناب تحریر سل فصل کے اعتقاد کے صریح خلاف ہے +

برادر۔ یہ آپ کا ہم پر کس قدر بہتان ہے کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود سچا نہیں مانتے اگر قسم پر اعتبار ہے تو واللہ العظیم سے بڑھ کر کوئی قسم نہیں دل کو چیر کر دکھانا یا اپنے دل کے نقش کو پڑھوا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے واللہ باللہ ثم تاللہ ہم حضرت اقدس مرزا صاحب کو یقیناً یقیناً سچا مسیح موعود سچا مہدی معہود یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کو آپ کی تمام باتوں میں کامل راستباز یقین کرتے ہیں۔ اور ہم دل سے اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ایک باخدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے تھے نہایت مقدس تھے۔ لیکن یہ تعلیم ہم اُن کی نہیں جانتے جو آجکل اُن کو نبی اللہ اور رسول اللہ بنانے کی قادیان کے گدی نشین (یعنی صاحبزادہ صاحب) کی طرف سے دیجاتی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ کوئی مقدس ہم کو ہرگز قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا اور خاتم النبیین کے بعد کوئی مقدس یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو بھی آنحضرت صلعم کے بعد نبی مانو اور نہ حضرت اقدس نے کبھی کبھی ایسا حکم ہمیں دیا +

آپ لکھتے ہیں کہ "اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہیں تھے"۔ یہ آپکو سخت دھوکا لگا ہوا ہے کیا حضرت اقدس کے یہ الفاظ "میں مدعی نبوت نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" یا یہ الفاظ کہ "میں سیدنا و مولینا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی" +

آپکے مسلک پر نعوذ باللہ حضرت صاحب کے دعوے مسیح موعود ہونے کو باطل نہیں ٹھیراتے؟ اگر مسیح موعود کیلئے نبی ہونا شرط ہوتا تو حضرت اقدس کبھی بھی اپنے الہامی رسالہ توضیح مرام میں یہ لکھتے کہ **"ہمارے سید و مولیٰ نے آنیوالے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی"** پھر ازالۂ اوہام میں یہ بھی لکھتے کہ **"آنیوالا مسیح کوئی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ اُمتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا"**

اگر آپ فرماویں کہ نبوۃ کا دعوے آپ نے مسیح موعود ہونے سے بعد یا اپنی وفات سے تین چار سال پہلے کیا ہے تو یہ بھی سنت من قد ارسلنا من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا کے سنت انبیاء کے خلاف ہے دیکھو حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم اسرائیلی شروع میں ہی یہ دعوے فرماتے ہیں۔ "انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً"۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ اس کا بھی آپکے ہاتھ میں کوئی ثبوت نہیں۔ آپ حضرت اقدس کی کسی تحریر سے حضرت اقدس کا یہ دعوے دکھا دیں کہ **میں حقیقی نبی ہوں**۔ اور اگر بلفظ آپ حضرت اقدس کی کتابوں سے نہ دکھا سکیں تو یہی کہیں سے لکھا ہوا دکھادیں کہ **اگر میں نبی نہیں تو میں مسیح موعود بھی نہیں** تو بس فیصلہ ہی ہوگیا ہم آج ہی اعلان کر دینگے۔ کہ ہمنے غلطی کھائی تھی جو حضرت اقدس کو نبی نہیں سمجھا تھا وہ فی الواقعی نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں ورنہ آپ توبہ شائع کراویں۔ انبیاء سابقین کیطرح نبی ہونے کا دعوے حضرت اقدس کی کسی تحریر سے دکھادیں پس ہم آپ کو ضرور راستباز یقین کرلیں گے۔ باقی رہگیا یہ سوال کہ صاحبزادہ صاحب کے کونسے عقاید حضرت اقدس اور خلیفۃ المسیح کے عقائد کے خلاف ہیں سو وہ حسب ذیل ہیں:۔

میاں صاحب یعنی صاحبزادہ صاحب کا مذہب

۱۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں احمد آنحضرت صلعم کا نام نہیں۔ احمد حضرت صاحب کا نام ہے اسلئے اس آیت کا مصداق صحیح معنوں میں مسیح موعود ہی ہے آنحضرت نہیں۔ الفضل مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۱۴ء

۲۔ میاں صاحب حضرت اقدس کو احمد نبی اللہ لکھتے ہیں

مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کا مذہب

۱۔ احمد صرف آنحضرت کا ہی اسم مبارک ہے اور آنحضرت صلعم ہی صحیح معنوں میں اس آیت کے مصداق حقیقی ہیں (دیکھو تحفہ گولڑویہ و آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳) یہی حضرت خلیفۃ المسیح کا مذہب تھا دیکھو البدر ۹ ستمبر ۱۹۰۲ء یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر صحیح ہے حکیم فضل دین صاحب نے اگر اسکے خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے +

۲۔ یہ تو نام ہرگز ہرگز نام مسیح موعود کا نہیں تحریر و تقریر میں نہیں لکھتے

میاں صاحب	دونوں امام
۳۔ میاں صاحب اسلام کی حد بندی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے اس وقت مسیح موعود کا احمد نبی اللہ نام رکھ کر محمد رسول اللہ کی طرح احمد رسول اللہ و نبی اللہ منوانا اسلام کی حد بندی قرار دیتے ہیں +	۳۔ یہ دونوں امام اسلام کی حد بندی صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی یقین کرتے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام اُمّت کو سکھلایا گیا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ +
۴۔ مسئلہ کفر و اسلام ہے جس کے بانی خود میاں صاحب ہی ہیں آپ دوسرے تمام جہان کے مسلمانوں کو بلا استثنا دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتے ہیں +	۴۔ یہ دونو امام اس بات کے قائل نہیں وہ سوائے مکذّب اور مکفر کے تمام جہان کے مسلمانوں کو مسلمان یقین کرتے ہیں +
۵۔ میاں صاحب ظلی نبوۃ کو جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا اصلی نبوت یقین فرماتے ہیں +	۵۔ مگر یہ دونو امام ایسا ہرگز یقین نہیں فرماتے +

یہ مشتے نمونہ از خروارے چند اعتقادات ہیں جو صریح حضرت اقدس اور حضرت نور الدین اعظم کے خلاف ہیں۔ اگر ان پر مفصل بحث دیکھنا چاہیں تو پیغام صلح کے مندرجہ ذیل پرچے ملاحظہ فرماویں نمبر ۴ جلد ۲ نمبر ۳۵ جلد ۲ نمبر ۱۶ جلد ۲ نمبر ۱۷ جلد ۲۔ اور نمبر ۱ جلد ۲ ملاحظہ فرماویں۔

وما علینا الا البلاغ المبین +

خط - ۳

اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چوہدری عبد اللہ صاحب بہلولپوری کے استفسار پر **حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں الوصیت والا پسر موعود نہیں ہوں"**

۱۳ یا ۱۴۔ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ وہ شخص جو روح القدس کی تائید سے کھڑا ہوگا اور جس کا ذکر الوصیت میں ہے کیا وہ آپ ہی ہیں آپ نے فرمایا۔ کہ میری رائے میں تین پسر موعود ہیں ایک بشیر اول جو فوت ہوگیا۔ دوسرا مصلح موعود جس کی پیشگوئی سبز اشتہار میں ہے وہ میں ہوں الوصیت والا مامور ہوگا۔ میں مامور نہیں ہوں۔ اس واسطے یہ توجہ میں اپنے ذمہ

نہیں لیتنا + ۱۶ جولائی ۱۹۱۴ء   عبداللہ خان بقلم خود حیات کھرانج

مندرجہ بالا مضمون چوہدری عبداللہ خانصاحب کا اپنی قلم کا لکھا ہوا ازیم بخت قمرالدین صاحب گھڑی ساز جہلم کے پاس موجود ہے اور یہ نقل مطابق اصل ہے شائع فرما دیویں السلام

محمد جان سیکرٹری انجمن احمدیہ وزیر آباد

مندرجہ بالا خط ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو چوہدری عبداللہ خانصاحب نے میاں قمرالدین صاحب کو لکھ دیا ہے ہم سخت حیران ہیں - کہ ہم اس پر کیا رائے زنی کریں - اگر چوہدری صاحب کی روایت درست ہے تو پھر میانصاحب نے المصلح الموعود ہونے سے انکار کیا ہے - وہ سبز اشتہار جس میں بشیر اول کے بعد ایک بچہ کی پیدائش کا ذکر ہے جس کے بعض حالات بھی ذکر کیا گیا ہے - اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ میاں صاحب وہی ہیں جو ان کے مریدان کے متعلق منسوب کرتے ہیں لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آجکل میانصاحب کے متابعین کچھ کہتے ہیں اور میانصاحب کچھ کہتے ہیں - پرائیویٹ چٹھیاں کچھ لکھتے ہیں + ایڈیٹر

نظم

تو تو اور میں میں کس طرح جاوے

کچھ عرصہ ہوا کہ مولوی اللہ دتا صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ کی ایک **نظم** بعنوان

رہیگی شورش ہنگامۂ لاہوریاں **کب تک**

چھپی ہوئی دیکھی جس میں خود ساختہ خلافت سے انحراف کرنیوالوں کو گالیاں دیکر طبیعت کی روانی دکھائی ہے - اور نثر میں لکھا ہوا ہے - کہ بعض ... ماندان نبوت کو کوسا ہے کس قدر جھوٹ سے کام لیا ہے - نہ خدا کا خوف نہ رسول کا پاس - مگر مولوی صاحب کو شاید خیال ہوگا کہ اس میں کو خاص ہمارے ہی واسطے شاعری نے رکھا ہے - چنانچہ میں نے ان کے اس دعوے باطل کو توڑ کر یہ **نظم** جو حقیقت میں سچی ہے - ذیل کے عنوان سے لکھی ہے - اور مولوی صاحب کی بیہودہ **نظم** کا پورا پورا جواب دیا ہے - اور وہ یہ ہے :-

اور بتعمیل ارشاد خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا رڈ لکھ دیئے جو بحمد اللہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ تک پہنچے وہ حکم تھا۔ الدین النصیحۃ دین اسلام خیر خواہی کا نام ہے۔ والتراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء اور میرا خیال تھا اور ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی +

میں کوئی ترتیب اس مضمون کے متعلق نہیں رکھ سکتا کیونکہ یہ خط ہے رسالہ نہیں۔ جو کچھ لکھتے لکھتے مجھے خیال آتا جائیگا لکھوں گا +

اول۔ تراجم موجودہ نے قرآن کریم کے پاک اور نہایت ہی بے عیب الفاظ کو اپنے اپنے ناپاک اور گندہ محاورات میں ظاہر کیا ہے مثلاً بطور نمونہ از خروارے سکے سنو :۔

(۱) خدعہ کا لفظ ہے سورہ بقر کے دوسرے رکوع میں موجود ہے یخادعون اللہ وما یخدعون اور سورہ نساء رکوع ۲۰ میں وھو خادعھم اسکا ترجمہ مترجموں نے۔ دھوکا دیتے ہیں اللہ کو۔ اور دھوکا نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ دھوکا دیتا ہے اُن کو یا بجائے دھوکا فریب دیتا ہے دغا دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان ناپاک معنی کی تصدیق قرآن مجید میں نہیں فرماتا۔ اس ترجمے کے معائب یقیناً یا غالباً آپ پر ظاہر ہونگے۔ اسلئے مجھے شاید ضرورت نہیں۔ اب میں اس کے ایسے معنی عرض کرتا ہوں کہ جن کی تصدیق قرآن کریم میں ہے۔ اور لغت عرب اس کی تصدیق کرتی ہے یخادعون اللہ یترکون اللہ۔ قاموس میں ہے خادعہ۔ ترکہ ترجمہ اس کا چھوڑتے ہیں ترک کرتے ہیں اللہ کو۔ وھو خادعھم اور وہ چھوڑنیوالا ترک کرنیوالا ہے ان کو۔ قرآن کریم میں دوسرے موقعوں پر منافقوں کے حق میں فرمایا ہے وترکھم فی ظلمات۔ ویذرھم فی طغیانھم وغیرہ۔ یخدعون کے معنے یمسکون یبخلون کیا معنے خادع مزید کے معنی ہیں امسک۔ بخل اور یہ معنی صراح صحاح وقاموس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم ان معنوں کی تصدیق فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا (القرآن الحکیم) اور فرماتا ہے۔ ویبخلوا اور فرماتا ہے۔ یبخلون +

(۲) نسوا اللہ فانسٰھم (القرآن الحکیم) اس کا ترجمہ کرتے ہیں بھلایا انھوں نے اللہ کو پس بھلایا اللہ نے ان کو حالانکہ ماثور تفسیر صحابہ کرام ترکوا اللہ فترکھم موجود تھی +

(۳) کید کے معنی جیسے سیرۃ ابن ہشام مغازی محمد بن اسحٰق میں موجود ہے جنگ کرنے کے ہیں بار بار مغازی میں آتا ہے خرج رسول اللہ ولم یلق کیداً لم یحرباً لیس ا...

یکیدون کیداً و اکید کیداً (پ) کے معنے ہوئے۔ وہ خطرناک جنگ کی تیاریاں کرتے ہیں یا خطرناک جنگ کرنے کو ہیں۔ اور میں بھی ان سے جنگ کرونگا +

(۴) مکر کے معنے تدابیر دقیقہ اور ارادت محکم کے ہیں۔ پس مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کے معنے ہوئے کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکم کئے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالے نے بھی تدابیر دقیقہ اور محکم سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر بڑی بھلائی پر مبنی ہیں۔ خیر کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے۔ جس کے معنے شے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام پر صاف ہوئے ہے۔ جہاں ارشاد ہوا۔ اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (القرآن الحکیم)۔ اور تفصیل فرما دی کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سئی اور دوسرا خیر جیسے فرمایا۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ (القرآن الحکیم) +

(۵) روح کا لفظ ہے قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور اس لفظ کے معنے صریح موجود ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے وکذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا (القرآن الحکیم)۔ اور جبرئیل کو یا مسیح کو اسلئے روح فرمایا کہ ایک کلام الٰہی کے لانے والا۔ اور دوسرا کلام الٰہی کے پہنچانے والا ہے۔ اور اگر پندرھویں سیپارہ میں یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی پر گہری نگاہ کرو اور غور سے کام لو۔ تو صاف نظر آویگا۔ کہ روح وہاں کلام ہی کے معنی ہیں۔ کیونکہ یسئلونک عن الروح کے ماقبل دعوے ہوا ہے۔ وننزل من القرآن ما ھو شفاء پھر بیان ہوا ہے کہ یہود دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ روح۔ کیا معنی قرآن کہاں سے آیا ہے تو جواب دیا من امر ربی ہے۔ اب ہر دو دعوے بلکہ دعوے اخیر کی (کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے موضوع مفتری۔ اور مصنوع نہیں) دلیل دی ہے۔ کہ قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں یہی تو فرق ہوتا ہے کہ مصنوع قدرتی نہیں ہوتی۔ اور نہ قدرتی مصنوعی ہوتی ہے۔ غور کرو اس دلیل کو جو یسئلونک کے واقع ہوئی ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً۔ پس ترجمہ الفاظ میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے۔ تو لغوی معانی بے نیچے +

دوسرا امر جس پر توجہ ضروری ہے۔ وہ قصص ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں۔ مگر بعض مقامات ایسے ہیں جن کی تفصیل کے اس زمانہ میں سمجھنے مشکل ہیں +

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض ہمارے بھولے بھالے مفسرین نے یونانی سکندر کو جو ایک بت پرست تھا۔ اپنی طرف سے بنا دینے والا [illegible] ہے [illegible]

آجاتی ہے۔کیا قرآن کریم اس نابکار کا اس طرح تذکرہ کرتا ہے؟ اور پھر پتہ نہیں لگتا کہ یہود نے یہ سوال عن ذوالقرنین کس بنا پر کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم ہے۔ اس کا کیا دخل تھا اور خارج از بحث تذکرہ کرنے سے جناب ہادیئے کامل فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی۔ کہ اس کا ذکر فرماتے یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر۔ کافی۔ پاک۔ نور۔ ہدی۔ رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے۔ حالانکہ بات صاف تھی۔ دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب فخر عالم خاتم الانبیا کی بابت پیشگوئی کرنے اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتانے کیلئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے۔ دیکھو دانیال ۸: ۴ اور یہ ذوالقرنین ۱: ۴ دانیال کا سکندر رومی سے جس کو دانیال نبی نے ذوالقرنین کر کے بیان فرمایا ہے پہلے ہے دیکھو دانیال ۱۰: ۱- ۴۹ میں یہ بیان اس وقت نہیں کرتا۔ کہ دانیال کی کتاب سے کس طرح اس پاک زمانہ خیرالقرون کا پتہ لگتا ہے بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر اس جگہ سخن ہے پھر عیسائیوں نے اس امر کے مخفی کرنے کیلئے ذوالقرنین کے معنی میں بڑی بڑی شرارت کی ہے۔ جیسے اُن کی تفاسیر سے ظاہر ہے آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ کیفیاد یا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں سے اور یا تو کا ناپاک گندہ بہتان جو بیان کیا ہے ہمارے بعض بھولے مفسروں نے۔ بے تغیر یسیر لیلیا۔ اور جناب علی کا وہ پاک اثر جسے انھوں نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی قصاص اور یاہ الاقصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کریگا تم میں سے تو میں اُسے رجم کرونگا جیسے تفسیر کبیر کے رحمۃ اللہ علیہ مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ اُس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا۔ اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر عام نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ و نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات والمصائب۔ حالانکہ ہمیں اپنی تیمن کتاب میں جس میں صاف اللہ کریم فرماتے ہیں پتہ لگتا ہے کہ شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر جنمیں انبیا علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں میں اس زمیں ہیں۔ ہرگز کچھ دخل اور تصرف نہیں۔ ایسی ہی اللہ تعالیٰ نے طالوت کی مدح سرائی فرمائی ہے اور ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ کہ زادہٗ بسطۃ فی العلم والجسم اور یہ بھی فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (القرآن الحکیم) میں کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادوں کا ذکر ہے کہ اسنے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ افسوس پھر جب تاریخ قدیمہ سے بالکل ظاہر ہے کہ جالوت دو تھے ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد

کے مقابل اسی واسطے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں فھزموھم باذن اللہ پر
وقفہ کر کے قتل داؤد جالوت کا تذکرہ الگ کر دیا ہے۔ اور ساؤل کا کوئی قصہ قرآن کریم نے فرمایا؟
ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بے جوڑ محشیوں اور مفسروں نے بدون حجت نیرہ کتاب و
سُنّت۔ تفاسیر اور تراجم میں بھر دئیے ہیں انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ یہ تو بیرونی
قصص کا نمونہ تھا۔ اب اندرونی قصص پر گزارش کرتا ہوں۔ ہمارے ہادی کامل کے قصص
احادیث صحیحہ میں موجود ہیں مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ کہ انہوں نے ان صحیح
قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے نمونہ کے طور پر زینب صدیقہ ام المومنین کا قصہ
ہے جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زینب
کو دیکھ کر اُس پر عاشق ہو گئے۔ حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں۔
چہ جائیکہ عشق رسول اللہ زینب پر ہو۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ ام المومنینؓ آپ کی پھوپھی زاد
تھیں۔ اور آپ کے آزاد کردہ غلام جناب زید رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ اور
یہ نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا۔ اور اُس زمانہ میں حجاب کی رسم نہ تھی۔ یہ
عشق کیسا ہے۔ کیا آپ نے زینب کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ یا ماریہ قبطیہؓ کا ناپاک قصہ کہ حضور نے اپنی بی بی
کی لونڈی سے بدوں اجازت جماع کیا جس پر یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک نازل
ہوئی۔ حالانکہ اصل قصہ صحیح طور پر بخاری میں موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم الامت
نے بھی زینب کے قصہ میں لغزش کھائی ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھ دیا ہے جس سے
ایک مومن رنج اٹھاتا ہے غفرہ اللہ بفضلہ و منہ و کرمہ آمین فانہ کان
نعمۃ لاھل الھند و انا احبہ للہ و فی اللہ و باللہ +

تیسرا امر جس پر مترجم کا توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے متشابہ اور محکم کا لحاظ ہے شیعہ سُنیوں
کے دلائل میں جو آیات مذکور ہوتی ہیں۔ اُن کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور سُنی شیعہ کے دلائل پر بھی
اعتراض کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے انکو اُن کے مخالفوں
نے متشابہ کہا۔ غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے +

رحمۃ کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام قصوں کو پاک کر دیا ہے۔ کہ متشابہ
کے معنے لئے ہیں۔ یصدق بعضھا بعضاً۔ سبحان اللہ کیسی پاک اور صاف بات ہے جس نے
صدہا جھگڑے ختم کر دئیے۔ اور تمام تنازعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا +

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے۔ وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے۔ نواب صدیق حسن جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنے سے ڈرایا ہے۔ اور آپ نے امام شوکانی سے اس امر میں تمسک کیا ہے قابل مضحکہ ہے کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے خود افرمائی اور یوں نہیں کہہ دیا۔ کہ ان کے معنی کوئی نہیں جانتا۔ ہاں بات بہت باریک ہے۔ اور کسی قدر فارسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے کہیں کہیں اس کو خوب نباہا ہے۔ میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں اور میرے مقتدا ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں۔ سو الحمد للہ رب العٰلمین۔ اور ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ قرآن کریم اور اقوال سلف سے دیا ہے ۔

پانچواں مسئلہ جس پر بڑی غور ضرور ہے نسخ کا مسئلہ ہے میں اپنا ایک قصہ سنا کر اس بحث کو ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرمالیں جزاک اللہ احسن الجزاء میں ایام طالبعلمی میں مدینہ طیبہ پہنچا۔ اور مجھے اتباع نبوی اور اطاعت قرآن کریم کا جوش تھا۔ اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ آیات منسوخہ کو یاد کرلوں اسلئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا وہاں مجھے ایک کتاب ملی جسمیں پانچ چھ سو آیات منسوخ کا ذکر تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا اور ارادہ کیا۔ کہ یہ کتاب یاد کرلوں۔ مگر بعض آیات کو جو اس نے منسوخ کہا میں رسالہ والے کی ہاں میں ہاں اتفاق نہ کر سکا۔ بلکہ مجھے جرأت ہوئی تو میں نے اتقان پر نظر کی۔ یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس رنگ کی کتاب سنی و شیعہ خوارج میں میں نے نہ سنی نہ دیکھی۔ اور نہ مجھے امید ہے کہ ہو۔ اس میں بیس کے قریب آیات میری نگاہ میں پیش کی گئی تھیں۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان آیات پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب و غریب کتاب فوز الکبیر فی اصول التفسیر ملی۔ سبحان اللہ کیا نورانی کتاب ہے۔ اسمیں پانچ ہی آیت کو منسوخ قرار دیا۔ اللہ اللہ وہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب پیارے خوشی کے تھے جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا۔ کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہ دیا۔ کہ نورالدین قرآن میں آیت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آیت منسوخہ موجود نہیں۔ کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم مجھے ایما جناب باری سے یا جناب صادق مصدوق حبیبی و خلیلی سیدنا و مولینا رسولنا و نبینا اصفی الاصفیاء صلی اللہ علیہ و آلہ و ذریاتہ و اہل بیتہ سے یا حضرات خلفاء راشدین سے یا ابوبکر و عمر سے جو اُس شخص معصومین راشدین و علماء اُمت ہیں اُن سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر یعنی نسخ کا وہم علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے

جنب آیات کی تطبیق نہیں ہوئی تو دعویٰ کر دیا ایک آیت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آیت منسوخہ کا جو موجود
فی القرآن ہو قائل نہ رہا۔ شاید میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے منشا یہ ہے۔ کہ میں
اسبات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی منسوخ آیت موجود ہے۔ والحمد للہ رب العلمین
اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں ایسے مقام تھے۔ کہ
تفسیر کبیر جیسی عام تفسیر سے وہ معنی صاف حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور
اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے لاہور پہنچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہلحدیث کا مجھے
ملا۔ اُس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ناسخ کیا ہے اور منسوخ کہاں ہے۔
میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آیت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک
شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہنچایا۔ مجھ سے اُنھوں نے بیٹھتے ہی کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل
نہیں میں نے کہا کہ نسخ کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آیت منسوخ معلوم ہوئی ہے۔ تو مجھے
فرمائیے اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ شوکانی نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے
وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں شوکانی کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور نہ مجھے اُسکی اتباع
سے کام نہیں۔ آپ کوئی آیت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم سید احمد خاں کو جانتے ہو۔ میں اُس
وقت سید احمد کو نہیں جانتا تھا۔ لیس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ
قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرماویں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے
جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہراہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آیت میں تامل
ہے تو مجھے ارقام فرماویں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت
معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے۔ جیسے آپکے کارڈ سے میں تابت کر دونگا
انشاء اللہ تعالیٰ +

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک
ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قرآن کریم الحمد شریف سے سورہ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آیت
کہیں سے نکال ڈالیں تو قرآن قرآن نہیں رہتا +

ایک شخص صدیق حسن خان نام نواب بھوپال میں گزرا ہے۔ انھوں نے اپنی تفاسیر فتح البیان
جامع البیان کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے بڑی طول اور فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آیت
مکہ میں اتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں کوئی حضر میں کوئی صلح میں کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق

ہے۔ وہ جو قرآنی آیات کو مُرتب مانتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ اُن کے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدِّنظر حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا کہ قائم رہتی وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم سے بلکہ جنابِ باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم بڑی اور اول دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدِّنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے +

بے ریب یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بلند پروازی سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دوں گا۔ غرض مُترجم کو ضرور ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدِّنظر رکھ کر بتاتا جاوے۔ تفسیر کبیر تفسیر عزیزی تفسیر حسینی مسمیٰ بحیات سرمدی۔ اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے +

ساتواں امر جس کو ضرور ہے کہ مُترجم مدِّنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے جس کی بناء گو اکثر مشاہدہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں تھیوری قیاس۔ قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ایک طرف نو سید احمد خاں کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دب کر صلح کر لی ہے ڈریپر اور اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو اُن کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جز۔ اُمید قبولیت دُعا سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیاتِ نبوت اور مسئلہ الہام و وحی و ملائکہ و آخرت اور جنّت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ مٹیریلسٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑایا۔ کہ جہاں فلسفہ کو موئد نہ دیکھا وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے حسبِ خیال یہود اور نصاریٰ کے یا حسب خیال مُشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ لکھ دیا کہ اعُوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجِیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم بھی **ژند و ستا** سے گویا لئے گئے ہیں سبحان اللہ یہ ہے دین کی نصرت اور حمایت +

اب اُن کے مقابل مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے۔ زمین کی کُرویت سے منکر ہیں اس امر کے بھی منکر ہیں کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہنچ کر جاپان کی طرف آنکلے یا درکلکتہ سے بمبئی اور وہاں سے اسکندریہ پہنچے کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے

نوٹ مضامین کے علاوہ المہدی میں [illegible] ہے تاکہ ناظرین کو شوق
لگا رہے اور المہدی جلد جلد شائع ہو سکے [illegible] میں
وسیدنا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے تمام ملفوظات [illegible] ہو گئے [illegible] کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام احمد کے متعلق نہایت تحقیق سے ثبوت بہم
پہنچائے جاوینگے انشاء اللہ اور [illegible] رسالہ بطور تتمہ کے
ہوگا جسمیں ایک احمد آتا اور دوسرا احمد غلام [illegible] کی نسبت لکھائی جاویگی۔
المہدی ۱۸×۲۲ تقطیع [illegible]
اگلے نمبر [illegible] المہدی
کے [illegible] متعلق مسئلہ نبوت [illegible]
اور [illegible] سے اہل انصاف [illegible]

تأسف

مجھے سخت افسوس ہے کہ پہلے نمبر [illegible] بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں
جن کی وجہ سے میں نہایت شرمندہ ہوں [illegible] رسالہ جلدی میں لکھا گیا ہے
اور ایسی جلدی ہی اس کو چھاپا گیا ہے۔ کہ غلطیاں [illegible] کی بھی نوبت نہیں
آئی آئیندہ اسبات کا پورا [illegible] رکھا جاویگا [illegible] انشاء اللہ اسکو انجام
کرنے کی حتے الامکان کوشش جاری رہیگی۔ اگر منظور خدا ہے تو ضرور انشاء اللہ اسمیں
کامیابی ہوگی۔

التماس

اِس رسالہ المہدی کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا برا بھلا جیسا
کچھ ہے آپکے سامنے ہے اتنی عرض ضرور ہے کہ اگر پسند ہو تو الحمد للہ۔
ناپسند ہو تو رسالہ کے نقائص سے مطلع کیجئے میں ان نقائص کے دُور
کرنیکی ضرور کوشش کرونگا واللہ الموفق لیکن براہ کرم خاموش نہ رہئے
اس سے ہمارا نقصان ہوتا اور آپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا ❊
ایڈیٹر

وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عٰبدین

مشن احمدیت مسائل احمدیت احیاءِ احمدیت

کا

نمبروار سلسلہ

المھدی

نمبر ۲ و ۳

محرر خصوصی حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ

مہدی منزل احمدیہ بلڈنگز

لاہور

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور نے احمدیہ سٹیم پریس میں باہتمام [illegible] چھپوا کر شائع کیا

المہدی | ماہ جنوری فروری ۱۹۱۵ء مطابق ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲ و ۳

فہرست مضامین

قانون خریداری رسالہ المہدی

نمبر اول المہدی چھپ کر اس سے پہلے شایع ہو چکا ہے یہ دو نمبر اکٹھے شایع کئے جاتے ہیں اس کی قیمت کا حساب پہلے شایع کیا جا چکا ہے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو نمبر شایع ہو اس کی قیمت دست بدست [illegible] روانہ کریں اور محاسب [illegible] انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجیں [illegible] کے نام [illegible] رسالے اکٹھے خریدنے ہوں تو یہ رسالہ ویلیو پے ایبل یا نقد قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ ہو سکتا ہے جو صاحب ٹکٹ روانہ کریں وہ آدھ آنہ والے ٹکٹ بھیجیں یا ایک آنہ والے دو دو چار چار آنے والے ٹکٹ نہ بھیجیں قیمت ان [illegible] کی یہی ہے جو نمبر اول کی تھی یعنی دو آنے (۲ر)

ہمارے سامنے نہیں آتے۔ حالانکہ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں کہ آؤ اسی نبی کا ایک غلام تمہیں معجزہ دکھانے کو تیار ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کا وعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ خدا ایسا انتظام کرتا۔ کیونکہ اسلام اس وقت بیرونی اندرونی ہر دو حالتوں کے اعتبار سے خوشنما باغ بنا ہے کسی شخص کے گھر میں بوٹا ہو تو وہ اسے پانی دیتا ہے۔ پس کیا خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے لگائے ہوئے پودے کو یونہی چھوڑ دیتا؟ یاد رکھو کہ اسلام انہی راہوں سے ترقی کریگا۔ جن سے اس نے پہلے کی۔

وفات سے ایک روز پہلے کی تقریر

منقول از بدر مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ کالم ۳۔

دعوے رسالت۔ فرمایا ہم نے ان معنوں میں کوئی دعوے رسالت نہیں کیا جیسا کہ ملّاں لوگ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعوے ملہم اور منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے وہی ہمیشہ سے ہے آجکل کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء

وفات سے قریباً ۲ گھنٹے پہلے کی تقریر

(منقول از بدر ۱۹۰۸ء نمبر ۲۲ صفحہ ۷۔ (تقریر لاہور ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ظہر)

سلسلہ نبوت ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے لگا اس پر فرمایا میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نماز علیحدہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود۔ خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیا اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

آں نبیؐ وقت باشد اے مرید

محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ پس کیا سب کو کافر کہو گے۔ یاد رکھو کہ سلسلہ نبوت قیامت تک قائم رہیگا۔

مومن سمجھتے ہیں بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت
کو حکم دیدیتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں آپ ہمیں
شریعت اسلام سے باہر مجبور نہیں کر سکتے جب [illegible] یہ بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے کہ
مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے [illegible] ان مکفرین [illegible]
کو کافر نہ جانیں۔ ہم کس طرح سمجھیں کہ [illegible] جب ان کے دلوں میں نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی عظمت نہیں [illegible] مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے سید
و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کا پاس کرے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا اُسی کے
مطابق عقیدہ رکھے۔

اس پر اس شخص نے پھر مکرر وہی کہا آپ نے پھر [illegible] سمجھایا کہ دیکھو پہلے
اپنے ملاں لوگوں سے پوچھ تو دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں یہ ایسا کافر
ہے کہ یہود و نصاریٰ سے بھی اس کا کفر بڑھ کر ہے [illegible] علیہ السلام کو
جب مخلصی کا پیغام پہنچا تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے یہ تو پوچھو [illegible] کیا ہے سو
آپ صلح سے پہلے یہ تو پوچھئے کہ ہم میں کفر کی کونسی بات ہے ہم تو جو کچھ کرتے ہیں جو
کہتے ہیں سب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلال و عزت کا اظہار موجود
ہے قرآن مجید میں ہے۔ فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات ہم تو
تینوں صنفوں کے لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں مگر [illegible] کو کافر کہتے ہیں جو
ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک [illegible] نہ سمجھیں گے جب تک
کہ وہ ان سے اپنے الگ ہونے کا اعلان [illegible] نام بنام
یہ نہ لکھیں کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔

حضرت مہدی زمان نورالدین اعظم کی آخری تحریر مسئلہ تکفیر کے متعلق

مسئلہ تکفیر: مولوی عبدالماجد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے سوال کیا تھا کہ کیا
آپ غیر احمدی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں [illegible] آپ کافر
جانتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ

"ہم کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے" الخ

(منقول از بدر مورخہ [illegible] سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول و فعل شوریٰ کے متعلق

از جناب ڈاکٹر بشارت [illegible]

یہ مضمون میاں ان احمدی بھائیوں کی خاص توجہ کے قابل ہے جنہوں نے غلطی سے ایک غیر مامور کو خدائی سمجھ لیا ہے کیونکہ خلیفہ کو وہ صفت دی گئی ہے جو صرف خدا کی ہے یعنی خدا کی طرح قدوس مانا گیا کیونکہ قدوس وہ ہوتا ہے جس کے فعل میں کبھی کوئی غلطی نہ ہو۔ بالکل غلطی سے پاک ہو۔ پس خلیفہ کو قدوس سمجھنا گویا اُس کو خدائی صفت دینا ہے۔ اگر خلیفہ غلطی کر سکتا ہے تو اُس کو مشورہ لینا بھی ضروری ہے۔ اور پھر شوریٰ ایک لازمی امر ہے اور اُس میں کثرت رائے سے امور کا فیصلہ ایک سچی بات ہے اور اگر خلیفہ قدوس ہے یعنی کبھی غلطی نہیں کر سکتا تو پھر یہ خدائی ہے۔ انسان کے لئے تو خدا نے قرآن کریم میں یہی فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا اور فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ یعنی انسان کو کمزور پیدا کیا گیا اور ہر ایک صاحب علم اور دانا سے بڑھ کر صاحب علم اور دانا ہوا کرتا ہے۔ اور یہ صفت خدا نے صرف اپنی ہی بتائی ہے کہ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ نبی بھی دوسرے لوگوں سے اُن ہی علوم میں فوقیت جتلاتے ہیں۔ جو انہیں خدا سکھاتا ہے جیسے یعقوب علیہ السلام کا قول قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں علم رکھتے۔ یہاں مِنَ اللّٰهِ کا لکھنا ضروری تھا۔ ورنہ دوسرے علوم میں جو خدا کی طرف سے نہیں دیے گئے وہاں نبی بھی اپنی فوقیت نہیں جتلاتے۔ چنانچہ تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِدُنْیَاکُمْ کہ تم دنیا کے علوم میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ غرضنکہ یہ خدا ہی کی شان ہے کہ اُسے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ قدوس ہے۔ وہ اپنے فعلوں میں کبھی غلطی نہیں کرتا۔ انسان کی یہ شان نہیں کہ وہ مشورہ سے مستغنی ہو۔ اسی لئے قرآن کریم میں مومنوں کی شان یہی فرمائی ہے کہ

امرھم شوریٰ بینہم یعنی اُن کے کام آپس کے مشورے سے سرانجام پاتے ہیں اور پھر جب آنحضرت صلعم کو شاورھم فی الامر کا حکم ہوا یعنی اپنے کاموں میں لوگوں سے مشورہ کر لیا کرو۔ تو اور کسی کی کیا ہستی ہے کہ دعوےٰ کرے کہ اُسے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں یہ کس قدر خلاف عقل مسئلہ ہے۔ کہ ایک شخص جو دس منٹ پہلے دوسرے انسانوں کی طرح غلطی کر سکتا تھا وہ چالیس آدمیوں کے ہاتھ دھر دینے سے فوراً ایک ایسا انسان بن گیا جو خدا کی طرح قدوس ہے اب وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتا یہ محض خوش اعتقادی کے رنگ میں صرف ماننے کے لئے ہے۔ ورنہ عقل تو اِسے دھکے دیتی ہے پس اگر خلیفہ قدوس نہیں تو وہ غلطی کر سکتا ہے اور غلطی کر سکتا ہے تو بالکل ممکن ہے کہ بعض امور میں دوسرے لوگوں کی رائے صحیح ہو۔ اور خلیفہ کی غلط ہو۔ اور خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی ۲۰ فروری ۱۹۱۴ء کے الفضل میں اس پر بڑا زور دیا تھا۔ الغرض خلیفہ کی غلطی رائے کے تسلیم کر لینے سے خود بخود بطور نتیجہ کے مجلس شوریٰ کا وجود قائم ہو جاتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ پھر سب سے بہترین طریق کسی امر کے فیصلہ کرنے کا یہی ہے کہ مجلس شوریٰ میں طے ہو کر طے ہو۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں تجویز کیا کہ انجمن آپ کی جانشین ہو اور اسی پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔

اے عمرؓ کے مثیل کو ڈھونڈنے والو! کبھی اُس شخص کے قول اور فعل پر بھی نظر کی جس کا مثیل ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ یعنی حضرت عمرؓ فاروق کے طرز عمل اور آپ کے فتوے پر بھی کبھی غور کیا۔ میرے دوستو! صرف زبان سے کسی کو عمرؓ کہہ دینا کچھ چیز نہیں جب تک عمرؓ کے حقیقی کے قدم پر قدم نہ ہو۔ آؤ میں آج تمہیں حضرت عمرؓ کے طرز عمل کا ایک صحیح فوٹو دکھاؤں اور ان کا فتوے سناؤں۔ اور فتویٰ طرز عمل بھی اسی شوریٰ کے متعلق جس کا آج خاکہ اُڑایا جا رہا ہے۔ ہر ایک یگانہ و بیگانہ میں مولانا شبلی علم تاریخ کے ایک مسلمہ محقق مانے جا چکے ہیں ان کی کتاب الفاروق میں حضرت عمرؓ کی سوانح عمری مذکور ہے اس کتاب میں سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ جو خاص شوریٰ کے متعلق ہیں۔ اُن سے آپ لوگوں کو حضرت عمرؓ کا فتویٰ اور طرز عمل شوریٰ کے متعلق معلوم ہو جائیگا۔ اُس کے ساتھ پھر موجودہ خلافت کے نقشے کو ملا کر دیکھ لینا اور اپنے جی میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا وَھُوَ ھٰذَا

مولانا شبلی فرماتے ہیں :-

"غرض حضرت عمرؓ نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور اگرچہ وقت

کے اقتضا سے اُس کے تمام اصول و فروع مرتب نہ ہوسکے تاہم جو چیزیں حکومت جمہوری کی روح ہیں سب وجود میں آگئیں۔ ان میں سب کی اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا۔ یعنی جب کوئی انتظام پیش آتا تھا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور **کوئی امر بغیر مشورہ اور کثرت رائے کے عمل میں نہیں آسکتا تھا**۔ تمام جماعت اسلام میں اس وقت دو گروہ تھے۔ جو کل قوم کے پیشوا تھے اور جن کو تمام عرب نے گویا اپنا قایم مقام تسلیم کر لیا تھا یعنی مہاجرین و انصار۔ مجلس شوریٰ میں ہمیشہ لازمی طور ان دونوں گروہ کے ارکان شریک ہوا کرتے تھے۔ انصار بھی دو قبیلوں میں منقسم تھے اوس و خزرج چنانچہ ان دونوں خاندانوں کا مجلس شوریٰ میں شریک ہونا ضرور تھا۔ مجلس شوریٰ کے تمام ارکان کے نام اگرچہ ہم نہیں بتا سکتے تاہم اس قدر معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ معاذ بن جبلؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ اس میں شامل تھے (کنز العمال بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ حیدرآباد)۔ مجلس کے انعقاد کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ الصلوٰۃ جامعۃ یعنی سب لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تھے تو حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں جاکر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور بحث طلب امر پیش کیا جاتا (طبری صفحہ [illegible])۔ معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب کوئی امر اہم پیش آتا تھا تو مہاجرین اور انصار کا اجلاس عام ہوتا تھا۔ اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا۔ مثلاً عراق و شام کے فتح ہونے پر جب بعض صحابہ نے اصرار کیا کہ تمام مفتوحہ مقامات فوج کی جاگیر میں دیدئے جائیں۔ تو بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں تمام قدمائے مہاجرین اور انصار میں سے عام لوگوں کے علاوہ دس بڑے بڑے سردار جو تمام قوم میں مختار تھے۔ اور جنمیں سے پانچ شخص قبیلۂ اوس اور پانچ قبیلۂ خزرج کے تھے شریک ہوئے۔ کئی دن تک اس مجلس کے جلسے رہے اور نہایت آزادی و بیباکی سے لوگوں نے تقریریں کیں۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی (یہ تمام تفصیل کتاب الخراج قاضی ابو یوسف صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں ہے) اُس کے جستہ جستہ فقرے ہم اس لحاظ سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے منصب خلافت کی حقیقت اور خلیفۂ وقت کے اختیارات کا اندازہ ہوتا ہے۔ "انی لم ازعجکم الا لان تشرکوا فی امانتی فیما حملت

من اموركم فانى واحد كاحدكم ولست اريد ان تتبعوا هذا الذى هواى۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہیں اس لئے تکلیف دی ہے کہ تمہارے کاموں کا جو بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے اُس امانت کے اُٹھانے میں تم بھی میرے ساتھ شریک ہو۔ اور بیشک میں ایک ہوں تمہارے ایک کی مانند یعنی میں تمہارے جیسا ہی ایک آدمی ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ تم اُس چیز کی پیروی کرو جو میری خواہش ہو۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ نے یہاں اپنے تئیں دو آدمی کے برابر بھی نہیں گردانا۔ جیسا کہ پریذیڈنٹ کی رائے دو رائے کے برابر سمجھی جایا کرتی ہے بلکہ اپنی رائے پر صرف ایک ہی آدمی کی رائے کی حیثیت دی ہے اور صاف کہہ دیا کہ میری رائے کی خواہ مخواہ تقلید نہ کی جائے [illegible] (ناقل)

سنہ ۲۱ ہجری میں جب نہاوند کا سخت معرکہ پیش آیا۔ اور عجمیوں نے اس سر و سامان سے تیاری کی کہ لوگوں کے نزدیک خود خلیفۂ وقت کا اس مہم پر جانا ضروری ٹھہرا تو بہت بڑی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ حضرت عثمانؓ طلحہ بن عبید اللہ۔ زبیر بن العوام عبد الرحمٰن بن عوف وغیرہ نے باری باری کھڑے ہو کر تقریریں کیں۔ اور کہا کہ آپ کا خود موقع جنگ پر جانا مناسب نہیں۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کی تائید میں تقریر کی۔ غرض کثرت رائے سے یہی فیصلہ ہوا۔ کہ خود حضرت عمرؓ موقع جنگ پر نہ جائیں۔

اسی طرح فوج کی تنخواہ دفتر کی ترتیب۔ عمال کا تقرر۔ غیر قوموں کو تجارت کی آزادی اور اُن پر محصول کی تشخیص۔ اس قسم کے بہت سے معاملات ہیں جن کی نسبت تاریخوں میں تصریح مذکور ہے کہ مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر طے پائے۔ ان امور کے پیش ہونے کے وقت ارکانِ مجلس نے جو تقریریں کیں وہ بھی تاریخوں میں مذکور ہیں۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد اہل الرائے کے مشورات استحسان اور تبرع کے طور پر نہ تھی۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے مختلف موقعوں پر صاف صاف فرما دیا تھا۔ کہ مشورے کے بغیر خلافت سرے سے جائز ہی نہیں۔ اُن کے خاص الفاظ یہ ہیں لاخلافة الا عن مشورة (کنز العمال بحوالہ مصنف بن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

(کوئی ہے جو ٹھنڈے دل سے حضرت عمرؓ کے اس فتوے پر غور کرے۔ ناقل)

مجلس شوریٰ کا اجلاس اکثر خاص خاص ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت ہوتا تھا لیکن اس کے علاوہ ایک اور مجلس تھی جہاں روزانہ انتظامات اور ضروریات پر گفتگو ہوتی تھی

یہ مجلس ہمیشہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی۔ اور صرف مہاجرین صحابہ اس میں شریک ہوتے تھے صوبجات اور اضلاع کی روزانہ خبریں جو دربار خلافت میں پہنچتی تھیں حضرت عمر ان کو اس مجلس میں بیان کرتے تھے۔ اور کوئی بات طلب امر ہوتا تھا تو اس پر لوگوں سے استصواب کیا جاتا تھا۔ مجوسیوں پر جزیہ مقرر کرنے کا مسئلہ اول اسی مجلس میں پیش ہوا تھا۔ مورخ بلاذری نے اس مجلس کا حال ایک ضمنی تذکرہ میں ان الفاظ میں لکھا ہے۔ کان للمہاجرین مجلس فی المسجد فکان عمر یجلس معہم فیہ ویحدثہم عما ینتہی الیہ من امر الآفاق فقال یوماً ما ادری کیف

مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ عام رعایا کو بھی انتظامی امور میں مداخلت حاصل تھی۔ صوبجات اور اضلاع کے حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کئے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات بالکل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔ کوفہ، بصرہ اور شام میں جب عامل مقرر کئے جانے لگے۔ تو حضرت عمر نے ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص انتخاب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانت دار اور قابل ہو۔ چنانچہ کوفہ سے عثمان بن فرقد، بصرہ سے حجاج بن علاط، شام سے معن بن یزید کو لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا۔ اور حضرت عمر نے انہیں لوگوں کو ان مقامات کا حاکم مقرر کیا۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے اس واقعہ کو جن الفاظ میں بیان کیا ہے۔ کتب عمر بن الخطاب الی اہل الکوفۃ یبعثون الیہ رجلاً من اخیرہم و اصلحہم والی اہل البصرۃ کذلک والی اہل الشام کذلک قال فبعث الیہ اہل الکوفۃ عثمان بن فرقد وبعث الیہ اہل الشام معن بن یزید وبعث الیہ اہل البصرۃ الحجاج بن علاط کلہم سلمیون قال فاستعمل کل واحد منہم علیٰ خراج ارضہ (کتاب الخراج)

سعد بن ابی وقاص بہت بڑے رتبے کے صحابی اور نوشیروانی پایۂ تخت کے فاتح تھے۔ حضرت عمر نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا لیکن جب لوگوں نے انکی شکایت کی تو معزول کر دیا۔

حکومت جمہوری کا ایک بہت بڑا اصول یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حقوق اور اغراض کی حفاظت کا پورا اختیار اور موقع دیا جائے۔ حضرت عمر کی حکومت میں ہر شخص کو نہایت آزادی کے ساتھ یہ موقع حاصل تھا۔ اور لوگ علانیہ اپنے حقوق کا اظہار کرتے تھے۔ اضلاع سے قریباً ہر سال سفارتیں آتی تھیں جنکو وفد کہتے تھے۔ اس وفد سے

مقصد ہوتا تھا کہ دربارِ خلافت کو ہر قسم کے حالات اور شکایات سے مطلع کیا جائے اور دادرسی چاہی جائے۔ حضرت عمرؓ نے خود بار بار مختلف موقعوں پر اس حق کا اعلان کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خاص اس کے لئے مجمع عام میں خطبہ پڑھا۔ فرمانوں میں تصریح کی۔ اور ایک دفعہ تمام عمالانِ سلطنت کو حج کے مجمع عام میں طلب کر کے اس کا اعلان کیا۔ پوری تفصیل عمالوں کے بیان میں آئیگی۔

حکومت جمہوری کا اصلی نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ ہر قسم کے حقوق میں عام آدمیوں کے ساتھ برابری رکھتا ہو۔ یعنی کسی قانون کے اثر سے مستثنےٰ نہ ہو۔ ملک کی آمدنی میں سے ضروریاتِ زندگی سے زیادہ نہ لے سکے۔ عام معاشرت میں اس کی حاکمانہ حیثیت کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے اس کے اختیارات محدود ہوں۔ ہر شخص کو اس پر نکتہ چینی کا حق حاصل ہو۔ یہ تمام حضرت عمر کی خلافت میں اس درجے تک پہنچے تھے۔ کہ اُس سے زیادہ ممکن نہ تھے۔ جو کچھ ہوا تھا خود حضرت عمر کی طرزِ عمل کی بدولت ہوا تھا۔ اُنہوں نے اس کے متعلق جو تقریر کی تھی۔ اُس کے بعض بعض فقرے اس موقع پر لکھنے کے قابل ہیں۔ انما انا و مالکم کولی الیتیم ان استغنیت استعففت وان افتقرت اکلت بالمعروف۔ لکم علیّ ایہا الناس خصال فخذونی بہا۔ لکم علیّ ان لا اجتبی شیئا من خراجکم ولا مما افاء اللہ علیکم الا من وجہہ ولکم علیّ اذا وقع فی یدی ان لا یخرج منی الا فی حقہ ولکم علیّ ان ازید فی عطیاتکم واسد ثغورکم ولکم علیّ ان لا القیکم فی المہالک (دیکھو کتاب الخراج ۶۷)

(ترجمہ) مجھ کو تمہارے مال (یعنی بیت المال) میں اس قدر حق ہے۔ جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں اگر میں دولتمند ہونگا تو کچھ نہ لونگا۔ اور ضرورت پڑیگی تو دستور کے موافق کھانے کے لئے لونگا۔ صاحبو! میرے اوپر تم لوگوں کے متعدد حقوق ہیں۔ جن کا تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ ملک کا خراج اور مالِ غنیمت بیجا طور سے نہ جمع کیا جائے ایک یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت آئے۔ تو بیجا طور سے صرف نہ ہونے پائے۔ ایک یہ کہ میں تمہارے روزینے بڑھاؤں اور سرحدوں کو محفوظ رکھوں۔ ایک یہ کہ تم کو خطروں میں نہ ڈالوں۔

ایک موقع پر ایک شخص نے کئی بار حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ اتق اللہ یا عمر یعنی اے عمر خدا سے ڈر۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اُس کو روکا اور کہا کہ بس بہت ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ نہیں کہنے دو۔ اگر یہ لوگ نہ کہیں تو یہ بے مصرف ہیں اور ہم لوگ نہ مانیں تو ہم۔ (کتاب الخراج صفحہ) ان باتوں کا یہ اثر تھا کہ خلافت اور حکومت کے اختیارات

اور حدود تمام لوگوں پر ظاہر ہو گئے تھے۔ اور شخصی شوکت اور اقتدار کا تصور دلوں سے جاتا رہا تھا۔ معاذ بن جبل نے رومیوں کی سفارت میں حضرت عمر کی خلافت کے متعلق جو تقریر کی تھی۔ وہ درحقیقت حکومت جمہوری کی اصلی تصویر ہے۔ اور حکومت جمہوری کی حقیقت آج بھی اِس سے واضح تر اور صحیح تر نہیں بیان کئے جا سکتی"

حضرت معاذ بن جبل کی تقریر رومیوں کے دربار میں :-

"اگر تم آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔ تو ہم کو قلت اور کثرت کی پروا نہیں۔ ہمارے خدا نے کہا ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ تم کو اس پر ناز ہے کہ تم ایسے شاہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے۔ وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اُس کو دُرّے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں۔ وہ پردے میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اُس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔ یہاں تک الفاروق کی عبارت نقل کر کے میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت معاذ بن جبل کی مذکورہ بالا تقریر میں خلیفہ کے اختیارات پر روشنی پڑتی ہے وہاں اُن کا یہ فقرہ کہ ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے"

یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ انہوں نے خلیفہ کو بحیثیت ایک بادشاہ کے مانا ہوا تھا نہ بحیثیت پیرومرشد کے۔ اب میں اُسی کتاب الفاروق مصنفہ مولانا مولوی شبلی سے چند اقتباسات پیش کر کے یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اسلامی خلافت اُس مساوات اور حریت اسلامی کو جو توحید کا لازمی نتیجہ ہے ضائع نہیں کرتی۔ بلکہ قائم رکھتی اور اُبھارتی ہے اور فاروقی خلافت کے تو یہ ایک خاص خصوصیت ہے :-

"مختلف موقعوں پر تقریر و تحریر سے (حضرت عمر نے) جتا دیا کہ ہر شخص ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی کسی کے آگے ذلیل ہو کر نہیں رہ سکتا۔ عمرو بن العاص کے معزز فرزند نے جب ایک قبطی کو بے وجہ مارا تو خود اس قبطی کے ہاتھ سے مجمع عام میں سزا دلوائی۔ اور عمرو بن العاص اور ان کے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے مذکم تعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احراراً (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۵۵) یعنی تم لوگوں نے آدمیوں کو غلام کب سے بنا لیا؟ اُن کی ماؤں نے تو اُن کو آزاد جنا تھا۔ عرب میں جو لوگ بہت معزز ہوتے تھے وہ

اپنے قبیلہ کے سید یعنی آقا کہلانے تھے۔ اور اُن سے کم رتبہ لوگ ان کو ان الفاظ سے مخاطب کرتے تھے "جعلنی اللہ فداک بابی وامی یعنی خدا مجھ کو آپ پر قربان کر دے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ چونکہ ان الفاظ سے غلامی اور محکومی کی بو آتی تھی مختلف موقعوں پر اُن کی نسبت ناراضی ظاہر کی۔ ایک شخص نے خود انکی شان میں کہا تھا کہ جعلنی اللہ فداک تو فرمایا "اذاً یهینک اللہ" یعنی اگر خدا ایسا کریگا تو مجھ کو ذلیل کریگا۔ حضرت عمرؓ کے اس طریق عمل نے لوگوں کو جس قدر آزادی اور صاف گوئی پر دلیر کر دیا تھا اُس کا صحیح اندازہ ذیل کے واقعات سے ہوگا۔

ایک دفعہ انہوں نے منبر پر چڑھ کر کہا۔ صاحبو! اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم لوگ کیا کروگے؟ ایک شخص وہیں کھڑا ہوگیا۔ اور تلوار میان سے کھینچ کر بولا کہ تمہارا سر اڑا دینگے۔ حضرت عمرؓ نے اُسکے آزمانے کو ڈانٹ کر کہا کہ "کیا تو میری شان میں یہ لفظ کہتا ہے" اُس نے کہا "ہاں ہاں تمہاری شان میں" حضرت عمرؓ نے کہا "الحمد اللہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ میں کج ہونگا تو مجھ کو سیدھا کر دینگے"۔

ایک دفعہ بہت لوگ ابی بن کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے جب وہ مجلس سے اُٹھے تو ادب اور تعظیم کے لئے لوگ اُن کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمرؓ ادھر سے آنکلے یہ حالت دیکھ کر اُبی کے ایک کوڑا لگایا۔ ان کو نہایت تعجب ہوا اور کہا خیر ہے! یہ آپ کیا کرتے ہیں! فرمایا "او ما تری فتنة للمتبوع و ذلة للتابع" یعنی تم نہیں دیکھتے یہ امر متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت ہے"

عراق کی فتح کے بعد اکثر بزرگوں نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کر لیں تھیں حضرت عمرؓ نے حذیفہ بن الیمان کو لکھا کہ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اُنہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم آپ کی ذاتی رائے ہے یا کوئی شرعی حکم ہے؟ حضرت عمرؓ نے لکھا کہ میری ذاتی رائے ہے حذیفہ نے لکھ بھیجا کہ آپ کی ذاتی رائے کی پابندی ہم لوگوں پر ضرور نہیں چنانچہ باوجود حضرت عمرؓ کی ممانعت کے کثرت سے لوگوں نے شادیاں کیں۔ حذیفہ کو مطلع نکل جانے والے عہد کرد [illegible] ناقل)

ایک دفعہ ان میں اور اُبی بن کعب میں کچھ نزاع تھی۔ ابی نے زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ دائر کیا حضرت عمرؓ مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ زید نے تعظیم دی۔ حضرت عمرؓ نے [illegible]

یہ تمہارا پہلا ظلم ہے یہ کہکر اُبی کے برابر بیٹھ گئے۔ اُبی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا اُبی نے قاعدے کے موافق حضرت عمرؓ سے قسم لینی چاہی لیکن زید نے اُن کے رتبہ کا پاس کرکے اُبی سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرفداری پر نہایت رنجیدہ ہوئے۔ زید کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے" (یہ ہیں فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کے حقیقی معنی۔ ناقل)

علامہ بلاذری نے کتاب الاشراف میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کسی ایسے مسئلہ کو جو اُن سے پہلے طے نہیں ہوا تھا بغیر صحابہ کے مشورے کے فیصل نہیں کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کان من سیرۃ عمر انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ ویاتیہ الثلج فصار غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغاربھا (ترجمہ) حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ صحابہ سے مشورہ اور مناظرہ کرتے تھے یہاں تک کہ پردہ اٹھ جاتا تھا۔ اور یقین آجاتا تھا۔ اسی وجہ حضرت عمرؓ کے فتووں کی تمام مشرق و مغرب میں پیروی کی گئی۔

بیت المال یعنی خزانہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور کسی قسم کی رقم کو اس کے احاطہ سے باہر نہیں سمجھتے تھے۔ خانہ کعبہ میں مدت کا چڑھاوا جمع تھا۔ اس کی نسبت فرمایا کہ لقد ھممت ان لا ادع فیھا صفراء ولا بیضاء الا قسمتہ (صحیح بخاری باب کسوۃ الکعبہ) یعنی میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ جو کچھ اس میں (سونا چاندی) ہے سب لوگوں کو تقسیم کر دوں۔

ایک دفعہ بیمار پڑے۔ لوگوں نے علاج میں شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ لیکن بلا اجازت نہیں لے سکتے تھے۔ مسجد نبوی میں جاکر لوگوں سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۵۴) اس کارروائی سے طلب اجازت کے سوا یہ ظاہر کرنا تھا کہ خزانۂ عامرہ پر خلیفۂ وقت کو اتنا اختیار بھی نہیں۔

حضرت عمرؓ کی تقلید اور اُن کی تعلیم و ترتیب کا یہ اثر ہوا کہ جماعت اسلامی کا ہر ممبر پاکیزہ نفسی، نیکخوئی، حلم و تواضع، جرأت و آزادی، حق پرستی، بے نیازی کی تصویر بن گیا۔

یہاں تک ان اقتباسات کو نقل [illegible]

مرقع کو دیکھو اور پھر موجودہ خلافت کے رنگ ڈھنگ پر نظر کرو۔ وہاں خلافت ثانی نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی۔ اور لاخلافۃ الا عن مشورۃ کا فتویٰ جاری کیا تھا یعنی بغیر شوریٰ کی پابندی کے خلافت سرے سے جائز نہیں یہاں جسے خلافت ثانی کہا جاتا ہے اُس نے بنی بنائی مجلس شوریٰ کو کالعدم کر دیا یہاں تک کہ شوریٰ خلافت کے لئے ننگ و عار سمجھی جانے لگی۔ وہاں مساوات اور حریت نظر آتی ہے یہاں غلامی اور پیر پرستی کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ وہاں جرأت و آزادی اور حق گوئی موجب فخر ہے یہاں آزادانہ اظہار رائے سوءِ ادب اور گستاخی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم سے حق گوئی، حق طلبی اور اخلاقی جرأت کا مادہ کم ہونے لگا ہے۔ وہاں شریعت کے سوا خلیفہ کی ذاتی رائے کی پابندی ضروری نہ تھی۔ یہاں ذاتی رائے ہی دین و ایمان ہے کیونکہ ہر ایک غلطی اور خطا سے پاک ہے وہاں بیت المال سے مرض میں بھی شہد لینا بلا اجازت قوم جائز نہ سمجھا گیا۔ یہاں بیت المال کا وجود خلیفہ کی جوتیوں کی طفیل اور مہربانی سے ہے۔ کیونکہ قوم جو بھی روپیہ دیتی ہے وہ خلیفہ کو دیتی ہے نہ خدا کو۔ قوم کا مطلب خلیفہ کو راضی کرنا ہے۔ نہ کہ خدا کو۔ خلیفہ راضی ہوگا تو خدا خود بخود راضی ہو جائیگا چاہے کچھ اور نہ ہو سکے۔ مگر خلیفہ راضی رہے۔ کیونکہ عالم الغیب تو نہیں۔ اس لئے ظاہرداری یا مالی خدمت سے خوش ہو سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کا یہ فرمان بھول گیا۔ کہ فان ترضوا عنھم فان اللہ لا یرضیٰ یعنی کہ اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بھی خدا تو راضی نہ ہوگا اسی غلطی کو دور کرنے کیلئے حضرت مولانا نور الدین مرحوم و مغفور بعض دفعہ وقتی ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم نے مجھے خدا کا ایجنٹ سمجھ لیا ہے۔" پھر وہاں خلیفہ صرف امیر ہوا کرتا تھا یہاں اُسے پیر بھی ماننا ضروری ہے وہاں حضرت فاطمہؓ نے چھ ماہ تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کی اور فوت ہوگئیں اور حضرت علیؓ نے انکی وفات تک یعنی چھ ماہ تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کی جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علیؓ لیلاً ولم یؤذن بھا ابابکرؓ وصلی علیھا وکان لعلیؓ من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علیؓ وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشھر۔ (ترجمہ) پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اور حضرت فاطمہؓ کو حضرت ابوبکرؓ پر غصہ آیا۔ اُنہوں نے اُن کی ملاقات ترک کر دی۔ اور مرتے دم تک اُن سے بات نہ کی۔ وہ آنحضرت صلعم

کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں پھر جب وہ فوت ہوگئیں تو ان کے شوہر حضرت علیؓ نے رات ہی کو اُن کو دفن کر دیا۔ اور حضرت ابوبکر کو ان کی وفات کی خبر نہ دی۔ اور خود ہی اُن پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور جب تک حضرت فاطمہ زندہ تھیں تو لوگ حضرت علی پر بہت توجہ رکھتے تھے جب ان کی وفات ہوگئی تو حضرت علیؓ نے دیکھا کہ لوگوں کی توجہ اُن کی طرف سے پھری ہوئی ہے۔ اُس وقت اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے صلح کر لینا اور بیعت کر لینی چاہی اور اس سے پہلے ان چھ ماہ تک انہوں نے ابوبکر کی بیعت نہ کی تھی مگر باوجود اس عدم بیعت کے ان چھ ماہ میں حضرت علیؓ پر کسی نے (نعوذ باللہ) فاسق یا مرتد کا فتویٰ نہ دیا۔ اور نہ حضرت فاطمہ پر بیعت نہ کرنے اور خلیفہ سے ناراضگی کی حالت میں فوت ہو جانے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) کوئی اس قسم کا فتویٰ لگایا گیا۔ مگر یہاں چند دن بھی نہ گذرے کہ فاسق و منافق کا فتویٰ غیر مبائعین احمدیوں پر نہ در شور سے لگ گیا۔ وہاں خلیفہ کی یہ خصوصیت نہ تھی کہ دنیا کے کسی حصہ میں کوئی حلقۂ اسلام میں داخل ہو تو خلیفہ اور صرف خلیفہ کی ڈیوٹی ہے۔ کہ وہی داخل کرے۔ یعنی اسلام میں داخل ہونے کی کنجی ایک زمانہ میں دنیا میں صرف ایک ہی آدمی کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے۔ اور اگر دوسرا خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو کسی کو اسلام میں داخل کرے تو اُس کا سر اُڑا دیا جاوے اور وہ باغی اور طاغی اور فاسق اور ابلیس سمجھا جائے۔ مگر یہاں یہ فتویٰ ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کیلئے دنیا میں ایک ایک وقت میں ایک سے زیادہ آدمی نہیں ہو سکتا۔ اور وہ صرف خلیفہ ہے۔ اور بس۔ چالیس نہیں چالیس ہزار آدمی کسی کی نیکی پر گواہی دیں۔ دیا کریں۔ اگر وہ بزرگ کسی کو احمدی بنائیگا تو فاسق اور واجب القتل ٹھیر یگا۔ یہ بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ عبداللطیف یا کسی اور بزرگ کو بیعت لینے کی اجازت دیدی۔ یا مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور نے دو پٹھانوں کو بیعت لینے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ باتیں گذر چکیں اب زمانہ بدل گیا۔ اب مسیح موعود منوانا پیچھے رہا۔ پہلے خلیفہ کی شخصیت منوانی ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام اور احمدیت سمٹ کر خلیفہ کے قدموں میں آرہے ہیں۔ اب نجات کی کنجیاں خلیفہ کے پاس ہیں گویا مسیح موعود کی بعثت ہی (نعوذ باللہ) اسی غرض کے لئے تھی کہ وہ قیامت تک ایسے خلیفوں کا سلسلہ چلا جائیں۔ جو نجات کے کنجی بردار ہوں اسلام اور احمدیت میں داخل ہونے کے لئے بطور بابِ کے ہوں۔ اسی کا نام قدرت ثانیہ ہے جو قیامت تک رہے گی

یہ جڑ ہی کاٹ دی ایک انجمن کو اپنا جانشین بنایا اور کل مالی انتظام اُس کے ہاتھ میں دیدیا۔ دوسرا امر سلسلہ میں داخل کرنے کا جو تھا اُس کو ایسے بزرگوں کے سپرد کیا جن کے تقویٰ پر چالیس آدمی اتفاق کرلیں۔ یہ کہاں فرمایا تھا کہ جس کے ہاتھ پر چالیس آدمی بیعت کرلیں۔ پھر یہ قید لگائی کہ یہ چالیس آدمی اپنے نام پر نہیں بلکہ میرے نام پر یعنی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر بیعت لیں یعنی خود پیر نہ بنیں۔ بلکہ لوگوں کو اپنا پیر بھائی بنائیں اور اس طرح اپنے سلسلہ سے گدیوں اور پیر پرستی کی جڑ بنیاد ہمیشہ کے لئے اُکھاڑ دی۔ پھر کہیں یہ شرط نہیں لکھی کہ بیعت لینے والا صرف ایک شخص ہو اور نہ چالیس آدمیوں کے لئے کوئی خصوصیت قایم کی۔ کہ وہ ایک سے زیادہ شخص پر اتفاق نہیں کرسکتے۔ اور یہ اسی لئے تھا کہ بیعت لینے والوں کی تعداد محدود نہ ہو بلکہ ایسے سلسلہ کے لئے جس نے تمام دنیا میں پھیلنا ہو ایسی روکیں سم قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک طرف تو یہ پیشین گوئی ہو گی اور دوسری طرف یہ روک ڈالدی جائے گی کہ احمدیت میں سوا ایک آدمی کے کوئی دوسرا داخل نہیں کرسکتا۔ یہ خدائی سلسلہ کے متعلق تو کبھی درست نہیں ہوسکتا۔ گویا احمدیت کا دارومدار روپے اور ریل اور ڈاک پر رہ گیا۔ فرض کرو اگر جنگ کی وجہ سے یا کسی اور باعث سے کہیں بیعت کا خط ڈاک میں نہ آسکے اور بوجہ ناداری یا دیگر مشکلات کے کوئی قادیاں پہنچ کر بھی بیعت نہ کرسکے تو وہ بدنصیب کبھی بھی احمدیت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے حلقۂ خدام میں تو ایک ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی بھی لوگوں کو کلمہ پڑھا کر داخل کرسکتا تھا۔ مگر مسیح موعود کے خدام میں داخل کرنے کے لیے تمام دنیا میں صرف ایک ہی آدمی ہوسکتا ہے اور بس اس سے بڑھ کر شخصیت پرستی اور کیا ہوسکتی ہے۔

الغرض نہ قرآن نہ حدیث نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت سے کوئی خلیفہ در خلیفہ نکلتا ہے۔ مگر لوگوں نے میاں محمود احمد صاحب کو صرف خلیفہ در خلیفہ ہی بنا رکھا ہے۔ بلکہ آیت استخلاف کا مصداق گردان کر اور مسیح موعود کی حیثیت اُن کو دے کر تمام احمدی مبائعین کو فاسق بنا دیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) میں نے جہانتک غور کیا ہے سرے سے میاں صاحب کی خلافت ہی جائز نہیں۔ اوّل خلافت در خلافت کے لئے کوئی شرعی حجت موجود نہیں کیونکہ نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے۔ دوم مسیح موعود کی وصیت کے صریح خلاف ہے سوم مولوی نورالدین صاحب کی خلافت (جو کوئی شرعی حجت نہیں ٹھیر سکتی کیونکہ وہ کسی نص شرعی پر قائم نہ ہوئی تھی بلکہ استحبابی طور پر قوم کے اجماع سے قائم ہوئی تھی) کا [illegible]

میاں صاحب کی خلافت پر صادق نہیں آتی کیونکہ یہ مولوی نورالدین صاحب کی ذاتی قابلیت تھی جس کی وجہ سے قوم کا اجماع اُن پر ہو گیا۔ مگر میاں صاحب کو ہرگز یہ بات حاصل نہ تھی۔ جس کا یہ کافی ثبوت ہے کہ ان کی زبردستی کی خلافت نے جماعت کو دو ٹوک کر دیا۔ اور جو آدمی بھی اُنہوں نے بلوائے ہیں اُس کے لئے بڑی تگ و دو کرنی پڑی اور اُن کے نمائندے چاروں طرف دوڑتے پھرے اور ایک رقم کثیر خرچ کرنی پڑی اور اُنکے طرفداروں کی گورنمنٹ کو پہلے دن ہی غلط تار دینی پڑی کہ خلیفہ سب کی اتفاق رائے سے Unanimously منتخب ہوا۔ اور اسی قسم کی غلط تاریں تمام جماعتوں کو دیں۔ اور بہت سی غلط بیانیوں سے کام لینا پڑا۔ پس جب اجماع امت حاصل نہ تھا تو دوسری صورت یہ تھی کہ انتخاب کے وقت شوریٰ سے کام لیا جاتا۔ مگر میاں صاحب کی خدمت میں بار بار شوریٰ کے لئے عرض کرنے کے باوجود بھی قوم کے اہل الرائے لوگوں کو جمع ہونے اور ایک دوسرے کے خیالات ٹھنڈے دل سے سننے اور باہم مشورہ کرنے کا کوئی موقع نہ دیا گیا تا فتنہ نہ پیدا ہوتا۔ بلکہ برخلاف اس کے جہاں تک ہو سکا یہ کوشش کی گئی۔ کہ بلا سوچے سمجھے جھٹ پٹ لوگ بیعت کر لیں۔ اور کوئی مخالف آواز اگر اُٹھے تو اُسے دبا دیا جاوے۔ چنانچہ اسی لئے مولوی محمد علی صاحب کو جب وہ کچھ بولنا چاہتے تھے۔ تو روک دیا گیا۔ اور اس بدتہذیبی پر بجائے شرمندہ ہونے کے بعد میں فخر کیا گیا۔ اور اس کو نصرت الٰہی کہا گیا۔ اور اس فوری کارروائی کے لئے یہ عذر لنگ تراشا گیا کہ خلیفہ کی لاش کے دفن سے پہلے انتخاب خلافت ہونا ضرور ہے کہ خلیفہ ہی جنازہ پڑھائیگا۔ یہ نہ خدا کا قول۔ نہ رسول کا قول نہ کوئی حجت شرعی تھی جو پیش کی گئی تھی۔ صرف یار لوگوں کا ایک بہانہ تھا۔ حضرت عمرؓ کی وفات پر تو نماز جنازہ صہیب نے پڑھائی تھی۔ نہ کہ کسی منتخب شدہ خلیفہ نے۔ الغرض شوریٰ سے (جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل الرائے لوگ جمع ہو کر معاملہ کے ہر پہلو کو سوچ کر آپس میں ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے کے خیالات سُن کر کوئی فیصلہ کریں) ہرگز کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ کوشش یہ کی گئی کہ اس وقت فوراً کم سے کم چالیس آدمی اور زیادہ جس قدر ہو سکیں۔ بیعت کر لیں پیچھے رفتہ رفتہ لوگوں سے بیعت کرا لینگے۔ اس قسم کی بیعت جو نہ اجماع امت سے ہو اور نہ شوریٰ سے ہو کسی سمجھدار آدمی کے نزدیک جائز نہیں مگر میں یہاں اُن کا جن کی مماثلت کا دعوےٰ ہے یعنی خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی فتوےٰ اس قسم کی بیعت کے ناجائز ہونے کے متعلق سناتا ہوں

صحیح بخاری میں ایک لمبی حدیث میں ذکر ہے کہ کسی نے کہا کہ حضرت عمر کی وفات پر میں فلاں شخص (طلحہ) کے ہاتھ پر فوراً بیعت کر لونگا کیونکہ ابوبکر کی بیعت بھی اسی طرح ہوئی تھی اور وہ چل گئی۔ یہ خبر جب حضرت عمر کو پہنچی تو آپ بہت ناراض ہوئے اور جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں خطبہ پڑھا۔ میں اس خطبہ میں سے چند فقرات نقل کرتا ہوں حضرت عمر فرماتے ہیں ثُمَّ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ اَنْ يَقُوْلَ اِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ اَلَا وَاِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا وَلَيْسَ فِيْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْاَعْنَاقُ اِلَيْهِ مِثْلُ اَبِيْ بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً اَنْ يُقْتَلَا ترجمہ: پھر مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کسی نے یوں کہا ہے کہ اگر عمر مر گیا تو خدا کی قسم میں فلاں شخص سے بیعت کر لونگا۔ پس دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ ابوبکر سے بیعت ناگہانی بن سوچے سمجھے ہوئی تھی اور وہ چل گئی۔ یعنی بعد میں لوگوں نے اس پر اجماع کر لیا۔ سنو جی وہ بے شک ایسے ہی تھے لیکن ایسی ناگہانی بلا سوچے سمجھے ہوئے بیعت سے جو شر اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے ہی بچا لیا اور اب تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کے ملنے کیلئے ابوبکر کی مانند اونٹ چلائے جاتے ہوں (یعنی تم میں اب کوئی ایسا [illegible] جو ابوبکر کی مانند ایسی ذاتی قابلیت رکھتا ہو کہ لوگ دور دور سے اس کے ملنے کے لئے سفر کر کے آتے ہوں پس یہ ابوبکر کی ذاتی قابلیت تھی جو ایسی ناگہانی بیعت سے کوئی فتنہ نہ اٹھا۔ اور اب چونکہ ابوبکر کی طرح تم میں کوئی نہیں جس پر اجماع ہو سکے اس لئے ابوبکر کی نظیر ہرگز پیش نہیں کرنی چاہیے) پس جو کوئی بغیر مسلمانوں کے صلاح اور مشورے کے کسی کی بیعت کرے تو چاہیے کہ دوسرے لوگ اس بیعت کرنیوالے کی اور اس کی جس کی بیعت کی گئی ہے بیعت نہ کریں کیونکہ اندیشہ ہے کہ وہ دونوں اپنی جان گنوائینگے۔ (یعنی ایسی بیعت شر اور فتنہ کے اٹھنے کا موجب ہوتی ہے)

اوپر کی حدیث نہایت توجہ کے قابل ہے اس میں فَلْتَةً كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ [illegible] وَتَمَّتْ [illegible] ابوبکر قابل غور ہیں فَلْتَةً کی معنی مجمع البحار میں کرمانی شرح بخاری کے حوالے سے یہاں تحریر ہیں اَسے جَائِحَةً فَجَاءَةً مِنْ غَيْرِ تَدَبُّرٍ یعنی بغیر سوچے سمجھے [illegible] ناگہاں بیعت کر لی۔ اور پھر عینی شرح بخاری میں فَلْتَةً [illegible]

اِنّما وقعت من غیر مشورۃ مع جمیع کان ینبغی ان یشاوروا یعنی یہ بیعت واقع ہوئی بغیر مشورے اُن تمام لوگوں کے جو اس لایق تھے کہ اُن سے مشورہ لیا جاتا پھر مجمع البحار بنہایت ابن اثیر کے حوالہ سے فلتۃ کے معنی یوں تحریر ہیں اراد بالفلتۃ الفجاءۃ ابتدرھا عمرؓ ومن تابعہ ولم ینتظروا عامۃ الصحابۃ ومثل ھذہ البیعۃ جدیرۃ بان یکون مھیجۃ للشر یعنی عمرؓ اور اُن کے ساتھیوں نے ابو بکر کی بیعت کا ارادہ کیا اچانک اور گھبرا کر اور عام صحابہ کا انتظار نہ کیا۔ اور اس قسم کی بیعت اس قابل ہوا کرتی ہے کہ شر اور فتنہ کو اٹھا وے (یعنی ایسی بیعت شر اور فتنہ پیدا کرنے والی ہوتی ہے) پس اللہ نے ہی اُس موقعہ پر اس کے شر اور فتنہ سے بچا لیا۔ پھر فتنہ اور شر سے بچانے کا ذریعہ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر کی ذاتی قابلیت کو قرار دیتے ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر کہ تم میں اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ ابو بکر کی طرح مرجع عوام وخواص ہو۔ چنانچہ فتح الباری میں بھی اس کے معنی حضرت امام ابن حجر عسقلانی یہی فرماتے ہیں کہ من لا یوجد فیہ مثل صفاتہ یعنی اور کوئی ایسا نہیں ہے جس میں ابو بکر کی صفات پائی جاتی ہوں۔ اور یہی قسطلانی اور عینی شرح بخاری میں معنے کئے گئے ہیں۔ جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا مطلب صاف لفظوں میں یہ تھا۔ کہ خلافت اور بیعت ہمیشہ سوچ سمجھ کر مسلمانوں اور تمام ان لوگوں کے مشورے سے جو مشورہ دینے کے قابل ہوں ہونی چاہئے ورنہ وہ بیعت فتنہ ہو گی۔ جس کے معنے متفقہ طور پر یہ ہیں کہ من غیر مشورۃ مع جمیع کان ینبغی ان یشاوروا (دیکھو عینی شرح بخاری۔ قسطلانی۔ فتح الباری) یعنی بغیر مشورے اُن تمام لوگوں کے جو اس لایق ہیں کہ اُن سے مشورہ لیا جاوے اور یہ ناجائز ہے۔ پھر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت ابو بکر کی نظیر دینا درست نہیں۔ کہ وہ بیعت بھی تو دفعۃً ہو گئی تھی۔ اور چل گئی اور کوئی فتنہ اُس سے نہ پیدا ہوا کیونکہ یہ حضرت ابو بکر کی ذاتی قابلیت تھی کہ باوجود اس کے کہ ان سے بیعت دفعۃً ہو گئی لیکن کوئی فتنہ نہ پیدا ہوا۔ اور لوگوں نے بعد میں اجماع کر لیا مگر دوسرے لوگوں کے لئے یہ نظیر درست نہیں کیونکہ ان میں وہ صفات اور فضیلتیں ابو بکر کی طرح نہیں جو لوگوں کی گردنوں کو جھکا دیں۔ چنانچہ قسطلانی میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کا [illegible] لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر [illegible] نہ امید رکھے کہ [illegible] [illegible] کہ اس کی بیعت کر لی جاوے۔ اور دفعۃً اس کی بیعت پر لوگ اجماع کر لیں گے

کہ والذی یظہر من سیاق القصۃ ان انکار عمر انما ھو علی من اراد مبایعۃ شخص علی غیر مشورۃ من المسلمین ولم یتعرض لکونہ قرشیا اولا یعنی قصہ کے سیاق سباق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی ناراضگی اس شخص پر تھی۔ جو کسی شخص کی بیعت کا ارادہ کرے بغیر مسلمانوں سے مشورہ کرنے کے۔ اور ان کو اس سے تعرض نہ تھا کہ وہ قریشی ہو یا نہ ہو۔ پس اسی لئے حضرت عمرؓ ایسے شخص پر اظہار خفگی فرما کر حکم دیتے ہیں من بایع رجلا عن غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا (بخاری) پس جو کوئی بغیر مسلمانوں کے صلاح اور مشورے کے کسی کی بیعت کرے پس چاہیئے کہ اس کی اور جس کی بیعت اس نے کی ہے۔ بیعت نہ کی جاوے کیونکہ دونوں اپنی جان گنوائینگے۔ یعنی اس میں نہایت شرور فتنہ پیدا ہونے کا احتمال غالب ہے جس میں ممکن ہے دونوں کی جان تک چلی جائے۔

اب فرمایئے حضرت عمر کے اس خطبہ میں اگر ابو بکر کی جگہ نورالدین رکھ دیا جاوے تو کیوں ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کی اتباع میں اُنہی کے الفاظ میں یہ نہ کہیں کہ کسی شخص کو تم میں سے دھوکا نہ لگے۔ کہ نورالدین سے بیعت ناگہانی بے سوچے سمجھے ہوئی تھی اور وہ چل گئی یعنی بعد میں لوگوں نے اس پر اجماع کر لیا۔ سنو ! وہ بے شک ایسی ہی تھی لیکن ایسی ناگہانی بلا سوچے سمجھے بیعت سے جو شر اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اُس سے اللہ تعالے نے بچا لیا۔ اور اب تم میں کوئی ایسا نہیں۔ جس کے ملنے کے لئے نورالدین کی مانند اونٹ چلائے جاتے ہوں (یعنی تم میں) اب کوئی ایسا نہیں ہے جو نورالدین کی مانند ایسی ذاتی قابلیت رکھتا ہو کہ وہ مرجع خواص و عام ہو۔ پس یہ نورالدین کی ذاتی قابلیت تھی جو ایسی ناگہانی بیعت سے کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور اب چونکہ نورالدین کی طرح تم میں کوئی نہیں جس پر اجماع ہو سکے۔ ہاں میں زور سے کہتا ہوں لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل نورالدین اس لئے نورالدین کی نظیر ہرگز پیش نہیں کرنی چاہیئے) پس جو کوئی بغیر اُن تمام احمدی مسلمانوں کے صلاح اور مشورے کے جن سے مشورہ لیا جانا ضرور تھا۔ کسی کی بیعت کرے تو چاہیئے کہ دوسرے احمدی ہرگز اُس بیعت کرنے والے کی اور اُس کی جس کی بیعت کی گئی بیعت نہ کریں۔ کیونکہ اس سے فتنہ کا اندیشہ ہے" یہ میرا فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کا فتوی ہے۔ میں نے تو صرف ابو بکر کی جگہ نورالدین رکھ دیا ہے اور مسلمانوں کی جگہ احمدی۔ اور یہ فتوی جمعہ کے خطبہ میں بڑے بڑے اکابر صحابہ کی موجودگی

میں دیا گیا اور کسی نے اِس کی مخالفت نہ کی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اکابر صحابہ کا جو اُس جگہ موجود تھے اس پر اجماع تھا۔ وہ ایسی قوم نہ تھی کہ خلیفہ غلط فتویٰ دیتا تو وہ منہ میں گھنگھنیاں ڈالے چپ بیٹھے رہتے۔ادنےٰ ادنےٰ باتوں پر تو وہ فوراً اپنی رائے اگر خلاف ہوتی صاف ظاہر کر دیتے تھے پس یہاں سب کا خاموش رہنا ہی اجماع صحابہ پر اسی طرح دلیل ہے جس طرح مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے خطبہ پر سب صحابہ کا خاموش رہنا مسیح کی وفات پر اجماع صحابہ ہو جانے پر دلیل پکڑا ہے۔ پھر یہیں تک نہیں حضرت امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ایک اور حدیث لاتے ہیں وہو ہذا۔ فی روایۃ معمر عن عمر من دعی الی امارۃ من غیر مشورۃ فلا یحل لہ ان یقبل یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو امارت (دیکھو یہ خلافت کا ترجمہ ہے) کی طرف بلایا جاوے بغیر مشورہ کے پس اُس شخص کے لیئے حلال نہیں ہے کہ وہ ایسی امارت کو قبول کرے۔

اب خدا کے لئے انصاف کرو کہ میاں صاحب کی بیعت کیا فلتۃ نہ تھی ؟ جسے حضرت عمر ناجائز ٹھہراتے ہیں کسی اہل الرائے سے جن سے مشورہ لینا ضروری تھا مشورہ نہ لیا گیا ہاں یہ سچ ہے کہ کوئی مشورہ نہ ہوا بلکہ سر توڑ کوشش کی گئی کہ مشورہ نہ ہو۔ اور جو کچھ ہو فوری کارروائی ہو کیونکہ انصار اللہ بلوائے ہوئے پہلے سے جمع تھے۔ اور قادیان کے مدام الوگ لنگر کی روٹی کھانے والے پہلے سے شور مچانے کو حاضر تھے۔ پھر کیا تھا۔ اگر کسی نے کچھ کہنا چاہا بھی تو اُسے زبردستی روک دیا گیا۔ اس کا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت عمر نے پہلے سے فرمایا تھا کہ فتنہ و شر جماعت دو ٹوک ہو گئی جو باوجود رات دن کی تگ و دو اور بہت سے اخراجات کثیر کے ابھی تک میاں صاحب کے ہاتھ پر جمع نہ ہو سکی۔ دور کے لوگ مثلاً بنگالہ و دکن کے لوگوں کو اصل حال کی کیا خبر مگر جنہوں نے انتخاب خلافت کا نظارہ دیکھا ہے یا واقعات کا صحیح علم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کوئی مشورہ ہی نہ ہوا بلکہ اِس کے خلاف کارروائی ہوئی۔ غور کا مقام ہے کہ جب اجماع امت حاصل نہ تھا۔ تو بیعت کے لئے ایک ہی شکل تھی اور وہ مشورہ تھی اور یہی نہ ہوا اِس وجہ سے بموجب فتویٰ حضرت عمر کے یہ خلافت اور بیعت ناجائز ہے۔ اور خود میاں صاحب کو حضرت عمرؓ کے فتویٰ کے مطابق (من دعی الی امارۃ من غیر مشورۃ فلا یحل لہ ان یقبل) حلال نہیں تھا کہ اِس قسم کی خلافت کو قبول کرتے مولوی نور الدین صاحب باوجودیکہ حضرت ابوبکر کی طرح اُن کی ذاتی قابلیت بعد میں اجماع امت کروا دینے کے قابل تھی۔ اور جیسا کہ

بعد میں ہو بھی گیا۔ مگر اُنھوں نے اپنے جد امجد کے حکم کے مطابق خلافت قبول کرنے سے پہلے صاف کہہ دیا کہ جب تک تم سب کا میری خلافت پر اجماع نہ ہوگا۔ میں قبول کرنے کو تیار نہیں۔ مگر میاں صاحب نے باوجود سامنے اختلاف نظر آنے کے اور علم رکھنے کے چپ چپاتے خوشی خوشی خلافت منظور کر لی۔ اور قوم کے تفرقہ کی کوئی پروانہ کی حضرت صاحب کے پرانے احباب کے ساتھ بدتہذیبی اپنی آنکھوں دیکھی اور پرواہ نہ کی۔ بلکہ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ خوش ہوئے۔ جیساکہ الفضل کے درس کے نوٹوں سے ظاہر ہے۔ میاں صاحب کی خلافت نہ تو حضرت مولانا نورالدین کی طرح اجماع امت سے ہوئی اور نہ حضرت عثمان کی طرح شوریٰ سے ہوئی۔ اور نہ پہلے خلیفہ نے میاں صاحب کا نام لے کر وصیت کی۔ جیساکہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے لئے وصیت کر دی تھی۔ مولوی نورالدین صاحب مرحوم کا کسی کا نام نہ لینا میاں صاحب کے خلاف پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب مرحوم میاں صاحب کو خلافت کے لائق سمجھتے تو پھر انہیں کوئی اس بات کے لئے روک نہ تھی کہ وہ میاں صاحب کا نام نہ لیتے اُن کا نام نہ لینا ہی ظاہر کرتا ہے کہ اگر اور کوئی ایسا نہ تھا تو میاں صاحب تو ضرور ایسے نہ تھے کہ اُن کو وہ خلافت کے لایق سمجھتے ہوں۔ اس کی وجہ ایک جو ہے وہ یہ کہ میاں صاحب کی خلافت کے متعلق پہلے سے کھچڑیاں پکا کرتی تھیں یہاں تک کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کے متعلق کبھی کبھی اپنی تقریروں میں کچھ کہنا پڑا۔ اور اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو یہ بھی کہا کہ موت زندگی کا کیا اعتبار ہے کون جانتا ہے کہ پہلے کون فوت ہوگا خود میاں صاحب کو الفضل میں اپنی بریت کے لئے مضمون لکھنا پڑا۔

الغرض مولوی نورالدین صاحب مرحوم کو میاں صاحب کی خلافت پر چہ میگوئیاں ہونے کا علم تھا۔ اُن کو اس فتنہ کے روکنے کے لئے میاں صاحب کو اپنے بعد خلافت کیلئے نامزد کر دینے میں کیا چیز حایل تھی۔ جب مولانا گھوڑے سے گرے تھے اُس وقت کسی کا نام لکھا تھا جو بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ وہ میاں صاحب کا نام تھا تو پھر یہ بات میاں صاحب کے سخت خلاف ہے۔ کیونکہ جس کا نام اُس وقت لکھا تھا بعد کے تین برسوں میں ضرور ایسے واقعات پیش آئے۔ کہ وہ شخص مولانا مرحوم کی نظر وں سے گر گیا یا کم سے کم اُن کے خیال میں اس قابل نہ رہا کہ خلیفہ بن سکے۔ ورنہ اُسی شخص کا نام پھر لکھ دینے میں کیا دقت تھی۔ الغرض میاں صاحب کو نہ تو پہلے خلیفہ نے نامزد کیا

اور نہ اجماع امت اُن کو حاصل تھا۔ اور نہ شوریٰ ہوا۔ تو اب فرماؤ کہ حضرت عمرؓ کے فتوے کے مطابق اوّل تو خود میاں صاحب کو حلال نہ تھا کہ اس خلافت کو قبول کرتے۔ اور اگر اُنہوں نے قبول کر لیا تھا اور اُن کے خادموں اور دوستوں نے بیعت کر لی تھی تو پھر دوسرے احمدیوں کے لئے حضرت عمر کے فتوے کے ماتحت ہرگز جائز نہ تھا۔ اور نہ ہے۔ کہ وہ میاں صاحب کی بیعت کریں کیونکہ بغیر قومی مشورے کے خلافت اور بیعت جائز نہیں۔ (من بایع رجلاً غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی بایعہ الخ) (البخاری) حضرت عمر کا یہ فتویٰ وہ ہے جس پر کسی صحابی نے رد وکد نہ کی اور یہ ایسا حکمت اور حقیقت سے بھرا ہوا حکم تھا کہ جب بھی اس پر عمل نہ ہوا اُسی وقت جماعت دو ٹوک ہو گئی اور فتنہ پڑ گیا۔ پس ایک مسلمان کا کیا فرض نہیں ہے کہ وہ خدا کے حکم کے بموجب حضرت عمرؓ کے فتوے اور صحابہ کے اجماع کی اتباع کرے۔ کہ اسی میں خدا کی رضا مندی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (ترجمہ) اور مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور وہ لوگ جو خلوص دل سے اُن کی اتباع کرینگے اللہ راضی ہو گیا اُن سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے۔ خدا نے ان کے لئے بہشت کے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اُن میں ہمیشہ رہینگے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اب چاہیئے خدا کے حکم کے ماتحت حضرت عمرؓ فاروق اور صحابہ کے اجماعی فتوے کی اتباع کرو اور چاہے اُس سے انحراف کرو مگر ان مومنین کی راہ سے انحراف کرنے سے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ پر جو قرآن کریم میں وعید ہے اُس کو پڑھ کر خدا سے ڈرو۔

خلاصہ کلام یہ کہ (۱) میاں محمود احمد صاحب کی خلافت نہ تو قرآن سے ثابت ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف کے مصداق تو خلفائے محمدی ہیں اور میاں صاحب نہ تو بادشاہ ہیں کو نہ مجدد یا مامور من اللہ ہیں جو خلفائے محمدی کی شان ہے (۲) اور نہ حدیث میں کہیں ذکر ہے کہ مسیح موعود کے بعد خلفا کا سلسلہ چلیگا اُن کو مانتے چلے جانا۔ ورنہ فاسق ہو جاؤ گے۔ وہاں تو مجددین کا ذکر ہے جو صدی کے سر پر آتے ہیں یا مسیح موعود کا ذکر ہے جو آ چکا۔ (۳) اور نہ ہی مسیح موعود نے کہیں حکم دیا کہ میرے بعد خلفا کا سلسلہ چلیگا جن کی بیعت کرنا ہر ایک احمدی پر فرض ہوگا۔ خلافت کا ایسا اہم مسئلہ اور اُس پر ایک لفظ تک نہ لکھا اپنی وفات کے بعد

عملی درآمد کے لئے وصیت لکھی تو اس میں خلافت کو اڑا کے ایک انجمن کو اپنا جانشین بنا دیا۔

یہ تینوں مذکورہ بالا باتیں ایک احمدی کے لئے شرعی حجتیں تھی۔ سو تینوں میں میاں صاحب کی خلافت کا کہیں ذکر یا نشان نہیں ملتا۔ رہی ایک چوتھی بات جو شرعی حجت تو ہرگز نہیں صرف احمدی قوم کا ایک فعل ہے جس پر اُس نے اجماع کیا اور جو محض قوم کی اپنی مرضی پر منحصر ہے نہ کہ کسی شرعی حجت پر۔ وہ ہے مولوی نورالدین صاحب کی خلافت۔ سو اس کے لئے میں اوپر کافی بحث کر چکا ہوں۔ کہ بوجہ اجماع قوم ہو جانے کے اُن کی خلافت جائز ہو گئی۔ مگر صرف جواز کے رنگ میں نہ کہ فرض کے طور پر کیونکہ یہ قوم کا اپنی خوشی سے ایک فعل تھا۔ نہ کہ کسی شرعی حجت کی بنا پر تھا۔ قوم اگر ایک بات پر جمع ہو گئی جو ممنوع نہ تھی تو قوم کے اتفاق سے اُس کا کر لینا صرف جواز کے رنگ میں درست ہو گیا قوم اُس کے کرنے کے لئے ہمیشہ کے واسطے مجبور نہیں ہو سکتی۔ رہا یہ کہ مولانا نورالدین صاحب کے سوا اور کسی پر اجماع کیوں نہیں کرتے۔ یہ ایک نادانی کا سوال ہے۔ اجماع کا ہو جانا خدا کے فضل اور کسی شخص کی ذاتی قابلیت پر منحصر ہوتا ہے یہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو حاصل ہو گئیں اور کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں تو اس میں قوم ملزم نہیں ہو سکتی۔ پس میاں صاحب کو اگر اجماع قومی نصیب نہ ہوا تو میاں صاحب قوم کو ملزم نہیں کر سکتے اور نہ مجبور کر سکتے ہیں اور مولانا نورالدین کے بعد اجماع نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ نورالدین جیسا باکمال انسان اور کوئی نہ تھا۔ میں یہ اُسی طرح کہتا ہوں جس طرح حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر تم میں کوئی ابوبکر کی صفات کا انسان موجود نہیں جو مرجع خواص و عوام ہو۔ پس ایسی حالت میں میاں صاحب کو لازم تھا کہ حضرت عمرؓ کے فتوے پر چل کر شوریٰ سے کام لیتے اور اگر شوریٰ لوگ نہ کرتے تو ایسی خلافت کو جو بغیر مشورہ تمام اہل الرائے لوگوں کے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ اور جو فلتۃ کا حکم رکھتی تھی نہ قبول کرتے کیونکہ یہ اُن کے لئے حلال نہ تھی جیسا کہ حضرت عمر فرماتے ہیں من دعی الی امارۃ من غیر مشورۃ فلا یحل لہ ان یقبل یعنی جس شخص کو امارت کی طرف بلایا جاوے بغیر مشورہ کے۔ پس اُس شخص کو حلال نہیں ہے کہ وہ ایسی خلافت کو قبول کرے۔ اور اگر اُنہوں نے قبول کر لی تھی تو احمدیوں کا یہ فرض تھا کہ ہرگز بیعت نہ کرتے کیونکہ حضرت عمرؓ کے فتوے کے مطابق یہ بیعت ناجائز تھی جیسا کہ حضرت عمرؓ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں من بایع رجلا عن غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی تابعہ یعنی جو کوئی بغیر مسلمانوں کے صلاح و مشورے کے کسی شخص کی بیعت کر لے پس چاہیے کہ نہ اس کی

اور نہ اُس کی جس کی اُس نے بیعت کی ہے۔ کوئی بھی بیعت کرے کیونکہ نتیجہ فتنہ اور شر ہے مگر حضرت عمرؓ کے فتوے کی نہ تو میاں صاحب نے کوئی پروا کی اور نہ اُن احمدیوں نے جنہوں نے میاں صاحب کی بیعت کی۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جو حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ فتنہ اور جماعت میں تفرقہ۔ پس حضرت عمرؓ کے فتوے کے مطابق اس تمام فتنہ اور تفرقہ کا بار اُن کی گردن پر ہے جنہوں نے بغیر اتباع قومی یا مشورہ قومی کے ایک ایسی خلافت اور بیعت کی بنیاد ڈالی جو نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ مسیح موعود کے کسی حکم سے۔ بلکہ جو حضرت عمرؓ فاروق کے فتوے اور اجماع صحابہ سے صریح طور پر ناجائز ہے۔ کیونکہ بوجہ نہ ہونے اتباع قومی اور نہ ہونے مشورۂ قومی کے موجب فتنہ اور تفرقہ ہے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ ادھر تو میاں صاحب فضل عمر کہیں کہ جو میری بیعت نہ کریگا وہ فاسق ہے۔ اُدھر حقیقی عمرؓ فرماتے ہیں کہ فضل عمر جیسی خلافت سرے سے جائز ہی نہیں اور جو اس خلافت کی بیعت کریگا وہ ایک ناجائز فعل کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ یہ خلافت اور بیعت موجب فتنہ ہے اب ہم فضل عمر کے فتوے کو مانیں یا حقیقی عمرؓ کے فتوے کو۔ ظاہر ہے کہ حقیقی عمرؓ کے فتوے کو۔ اس لئے کہ وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ؁

(خاکسار بشارت احمد عفی عنہ)

نکتۂ معرفت

از تحریر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور۔ الحکم نمبر ۹ ج جلد ۳

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرۃ امام صاحب کی محبت میں فنا شدہ ہیں آپکی خدمت میں عرض کیا کہ کیوں نہ ہم آپکو مدارج میں شیخین سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم کے قریب قریب مانیں۔ اللہ اللہ اس بات کو سنکر حضرۃ اقدس کا رنگ اُڑ گیا اور اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب اور بے تابی مستولی ہو گئی۔ میں خدائے غیور و قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضرت اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کر دیا آپ نے برابر چھ گھنٹہ کامل تقریر فرمائی۔۔۔۔۔۔ اس سارے مضمون میں آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرمائے۔ اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکپا ہوں۔۔۔۔۔ غرض محبت کے جوش میں اپنی زبان اور دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہیئے +

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

(۳)

حضرت حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قرآن کے ذریعہ لوگوں کو مغالطہ دہی ایسی بُری ہے کہ اس سے شراب خوری اور رندی ہزار درجہ بہتر ہے اُس کی وجہ یہ کہ رندی سے تو ایک شخص اپنا ہی نقصان کرتا ہے مگر قرآن کے ذریعہ مغالطہ دینے سے وہ اپنے ساتھ قوم کے دین و مذہب کا نقصان کرتا ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ اور اپنے ایک ناجائز فعل کو خدا و رسول کا حکم بتلا کر نہ صرف دنیا کو دھوکا دیتا ہے۔ بلکہ اسلام کے خوش نما چہرہ پر ایک بدنما دھبہ لگاتا ہے۔ وہ اپنے ایک غیر معقول فعل کو لوگوں کی نظروں میں مستحسن بنانے کے لئے خدا و رسول کی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کو بدنام کر کے خود نیک نام بنتا ہے اس شعر کو میں نے اس لئے لکھا ہے۔ کہ ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء کے الفضل میں میں نے ایک مضمون پڑھا ہے جس کا عنوان ہے۔ ہمارے تعلقات کس کے ساتھ ہوں" بہت اچھا اُن کو اختیار ہے جس کے ساتھ دل چاہے تعلق رکھیں اور جس کے ساتھ دل نہ چاہے نہ رکھیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کے ساتھ تعلق رکھنا نہ چاہیں نہ رکھیں دشمن سلسلہ احمدیہ پیسہ اخبار اور غیر احمدی والئے ریاست کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیں رکھیں کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ اپنے اخبار میں جتنی مرضی چاہیں گالیاں دیں فتوے دیں۔ فاسق ۔منافق ۔ابلیس ۔مرتد۔ سب ہی کچھ تو کہہ لیا۔ اب اگر کچھ اور باقی رہ گیا ہو تو وہ بھی کہہ لیں ؎ کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب ۔ ہم سب کچھ سننے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے خداموں اور پرستاروں۔ دوستوں اور مریدوں کو دوسرے احمدیوں کے ساتھ۔ سلام کلام طعام بند کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ بہت اچھا کیا۔ اُن کو اختیار ہے۔ کسی کو شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ اپنی چیز پر سب کو اختیار ہے۔ لیکن افسوس جس بات پر ہے وہ یہ ہے کہ الفضل نے اپنے اس فتوے کی بنیاد قرآن اور حدیث کو ٹھیرایا ہے۔ اور یہ صریح مغالطہ ہے۔ وہ جو چاہتا فتوے دیتا۔ مگر اس کی بنا قرآن و حدیث بتلا کر دھوکا کیوں دیتا ہے آیات قرآنی سے صریح غلط استدلال کر کے اور واقعات کو اُلٹا پلٹا کر دانستہ دنیا کی آنکھ میں خاک

جھونکی جا رہا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ الفضل کی نوبت یہاں تک پہنچ جائیگی۔ کہ وہ ان چھوٹے تمسیار عل پہ اتر آئیگا کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر صریح آیات قرآنی کے خلاف لوگوں کے سامنے پیش کریگا۔ تا اُس کے فتوے کی بنا قرآن و حدیث قرار پاکر اُس کی خوشنودی ہو۔ الفضل کا احمدی ہوکر پھر اپنی خلافت کا سرکاری اخبار ہوکر واقعات کو غلط رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ایسا امر ہے جس سے احمدیت کی پیشانی عرق ندامت سے تر ہوجاتی ہے۔ اور حق پرستی کی آنکھ سے لہو ٹپکتا ہے۔ (۱) سارے فتوے کی بنا ایک تو آیت لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم جس کے معنی الفضل یوں کرتا ہے کہ تم ظالموں کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی آگ چھو جائے گی جس میں وہ خود پڑے ہیں یعنی اگر تمہارے تعلقات ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن کے ایمان یا اعمال میں کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص ہے تو ضرور ہے کہ ان کی تاثیرات سے تم بھی متاثر ہو۔ اور پھر انجام کے لحاظ سے تم ان نتائج میں شامل ہونگے جن میں وہ ظالم خود گرفتار ہونے والے ہیں۔ پس ہماری مواکلت۔ مجالست و مولفت والمومنون اولیاء بعضھم لبعض کے مطابق انہی سے ہونی چاہئیں جو صاحب ایمان ہوں اور جو ایک دوسرے پر نیک اثر ڈالیں اور باہمی ارتباط اور اتحاد سے روحانیت میں ترقی کر سکیں۔ نہ اُن لوگوں سے جن کی صحبت ایک زہر کا اثر رکھتی ہے اور جن سے ایک گھڑی کا تعلق بھی بست سالہ نیکیوں کو وا عذار بنا دے سکتا ہے۔ (۲) دوسری بنا فتوے کی شیطان کا وہ قول ہے جو اُس نے آدم و حوا کو کہا تھا۔ کہ وقاسمھما انی لکما من الناصحین یعنی ابلیس نے خیر خواہی کے لباس میں اُن کو دھوکا دینا چاہا۔ پس خیر خواہی جتانے والوں سے بچنا چاہیئے (۳) تیسری بنا فتوے کی آنحضرت صلعم کا وہ حکم ہے جو غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے تین صحابی سے کلام بند کر دینے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ جس کو الفضل یوں بیان کرتا ہے۔ پھر یہ واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ کہ بعض صحابی کسی جنگ میں دوسرے مومنین کے ساتھ نہیں گئے تو ان سے رسول اللہ نے سلام گفتگو۔ میل جول کی قطعی مقاطعت کر دی۔ یہاں تک کہ ان کی عورتوں کو ان سے الگ کر دیا۔ حالانکہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتے تھے شریعت کے احکام کی تعمیل میں ہمہ تن حاضر تھے صرف ایک تفرقہ والی حرکت سرزد ہوئی تو اس کی سزا میں دوسرے مومنوں کو حکم ہوا کہ ان سے بول چال قطعی بند کر دیں۔

اب میں اہل انصاف سے پوچھتا ہوں کہ فتوے کی یہ تینوں بنیادیں اگر صحیح ہیں اور استدلال معقول ہیں تو غیر احمدی مولویوں نے اگر احمدیوں کے خلاف ان ہی استدلال کے ماتحت اپنے لوگوں کی بول چال بند کرادی تو کیا بُرا کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیوں شکایت کی "کہ نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہوگیا۔ (حقیقۃ الوحی) غیر احمدی بھی تو یہی تینوں استدلال پیش کرتے ہیں وہ احمدیوں کو ظالم سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ احمدیوں کی خیر خواہی کو نعوذ باللہ ابلیس کی خیر خواہی سمجھتے ہیں۔ وہ احمدیوں کے وجود کو الفضل کی توجیہ کے مطابق تفرقہ کا باعث قرار دے کر ان سے بولنا چالنا حرام سمجھتے ہیں اگر تمہارے لئے یہ استدلال جائز نہیں تو ان کے لئے کیوں نہیں اب میں تینوں باتوں کو علیحدہ علیحدہ لیتا ہوں، اور انشاء اللہ دکھلاتا ہوں کہ تینوں بنیادیں قرآن کریم کے خلاف ہے۔ (۱) اگر لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی یہی معنی ہے جو الفضل نے کئے ہیں۔ یعنی جسکے ایمان یا اعمال میں کسی قسم کا بھی ظلمت یا نقص ہو۔ اس کے ساتھ مواکلت مجالست موانست جائز نہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ خود قرآن کریم نے یہود اور نصاریٰ کے ساتھ جن کو خود قرآن نے ظالم قرار دیا ہے مواکلت اور مجالست اور موانست بلکہ مناکحت کیوں جائز رکھی ہے چنانچہ قرآن کریم ہی فرماتا ہے: "وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسٰفحین ولا متخذی اخدان"

(ترجمہ) اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے اور مسلمان بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن میں کی بیبیاں تمہارے لئے حلال ہیں۔ جب تم اُن کے مہر اُن کو حوالہ کردو۔ اور تمہارا ارادہ قید نکاح میں لانے کا ہو۔ نہ کھلم کھلا بدکاری کرنیکا۔ نہ چوری چھپے آشنائی کرنے کا اب فرمائیے ہم قرآن کا حکم مانیں یا الفضل کا۔ احمدی تو ناسخ منسوخ کے قائل نہیں ورنہ ان آیات کو منسوخ کہہ دیتے۔

خدانخواستہ اگر الفضل کا کہنا مانیں تو کوئی کسی کے ساتھ بھی سلام کلام طعام کا تعلق نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ الفضل صاحب تمام ان لوگوں سے قطع تعلق کا حکم دیتے ہیں جن جن کے ایمان یا عمل میں کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص ہو۔ پھر نبیوں کے سوا کوئی نہیں جس کے عمل میں کسی کا بھی نقص نہ ہو پس چاہیئے کہ کسی سے بھی تعلق نہ رکھیں

دنیا میں کوئی نقص نہ رکھیں۔ اگر بیوی کے عمل میں ذرا سا بھی نقص ہو تو اُس کو بھی طلاق
دیدیں۔ والدین کے ذرا سا نقص ہو تو اُن کو بھی نکال باہر کریں اولاد میں ذرا سا نقص ہو
تو اُس کو عاق کر دیں۔ غرضیکہ جنگل میں تنہا جا کر رہیں۔ خلیفہ صاحب کے مبائعین سے
بھی نہ ملیں کیونکہ اُن کے عمل بھی نقص سے خالی نہیں ہو سکتے ملازم ملازمت چھوڑ دیں۔
سوداگر بیوپار چھوڑ دیں۔ پھر میں پوچھتا ہوں ....
کہ کون نہیں جانتا کہ یہودیوں کی نسبت ہی آیا ہے کہ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون (بقرہ)
فبدل الذین ظلموا اور کون نہیں جانتا کہ ان الشرک لظلم عظیم کہ شرک ظلم عظیم ہے اور عیسائی اس کے
مرتکب ہیں لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین (مریم) عیسائیوں کے لئے آیا ہے پھر من اظلم ممن افترے
علے اللہ کذبا او کذب بایٰتہ کے ماتحت اُنکا اظلم ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اب اگر لا ترکنوا
الی الذین ظلموا کے یہی معنی ہیں جو الفضل نے کئے ہیں تو پھر قرآن شریف یہود اور نصاریٰ جیسے
ظالموں کے ساتھ مواکلت اور مجالست اور مناکحت کی اجازت دے کر خود اپنی آپ تردید
کرتا ہے جو بالبداہت باطل ہے پھر صحابہ نے اپنے فعل سے اِس معنی کی تردید کر دی جیسا کہ
الفضل کہتا ہے کہ مومنین ..... یہود اور عیسائیوں کے ساتھ برابر گفتگو کرتے اور ملتے جلتے
دوسرے لفظوں میں الفضل نے صحابہ کا ملنا اور ملنا جلنا یہود اور عیسائیوں سے بیان
کر کے اپنے معنی کی آپ تردید کر دی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ آیت لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم
میں ظالموں کی طرف میلان اُنہی باتوں میں ممنوع ہو سکتا ہے جو خدا کے حکم کے خلاف
ہوں اور جسکا نتیجہ آگ ہو۔ اور یہ بالکل سچ ہے نہ کہ بولنا اور ملنا جلنا بند کرنا مقصود ہے
اگر ایسا ہو تو پھر تبلیغ اور وعظ اور پند نصائح ظالموں کو کس طرح کی جا سکتی ہے اور اشاعت
اسلام کی خاک ہو سکتی ہے۔ کیا مبلغین کے لئے کوئی اس ایت میں استثنا موجود ہے؟
خدا کے لئے انصاف کرو اور سوچو۔ (۲) اگر کوئی شخص خیر خواہی سے کسی کو کچھ کہنا چاہئے تو
ہم کو الفضل صاحب ابلیس کی خیر خواہی بتلاتے ہیں اور ابلیس کا یہ قول وقاسمہما انی لکما لمن
النٰصحین یعنی شیطان نے ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ بیشک میں تم دونوں کا خیر خواہ
ہوں۔ دلیل میں پیش کرتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ پھر کوئی کسی ناصح کی بات نہ سنے اور
جو خیر خواہی جتلاوے اور نصیحت کرنا چاہے تو اُس کی بات سننے سے پہلے ہی اُس کو ابلیس
سمجھ لے۔ خواہ وہ اپنا باپ ہو یا نعوذ باللہ امام ہو۔ یا پیر و مرشد ہو۔ یا کسی اخبار کا ایڈیٹر ہو

بغیر سنے ہوئے ہی یہ سمجھ لے کہ جو بات کہیگا وہ تباہی انگیز ہوگی۔ کیا نبیوں نے اپنے آپ کو قوم کے سامنے بطور ناصح کے نہیں پیش کیا اور قوم نے اس ناصح کی باتوں کو تباہی انگیز نہ سمجھا۔ مثال کے طور پر سورۂ اعراف میں حضرت صالح علیہ السلام کا یہی حال ہے۔ فتولی عنھم وقال یاقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین (ترجمہ) پس صالح اُن کے پاس سے ٹل گئے اور کہا کہ اے میری قوم میں نے تو اپنے رب کے احکام تم کو پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی مگر تم خیرخواہوں ناصحوں کو اپنا دوست نہیں سمجھتے اب فرمائیے کہ ثمود کی قوم کو کیوں حق پر نہ سمجھا جائے جو الفضل کے قول کے مطابق صالح کی بات کو تباہی انگیز سمجھی تھی حضرت صالح تھے بھی اُن کے اپنے۔ اور آئے بھی تھے خیرخواہوں کے رنگ میں۔ پس مومن کا فرض ہے کہ وہ سچے خیرخواہ میں اور ابلیس میں فرق کرے۔ دونو فریقوں کی سنے اور خود اپنی عقل سلیم اور خدا اور رسول کے حکم کے موافق فیصلہ کرے۔ ابلیس وہی ہے جو خدا و رسول کے حکم کے خلاف چلا دے۔ خواہ وہ زید ہو یا بکر مگر بغیر بات سنے ہوئے پہلے سے ہی کسی کو ابلیس سمجھ لینا داناؤں کا کام نہیں۔ اور قرآن کے خلاف ہے قرآن تو عین جنگ کی حالت میں حکم دیتا ہے کہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا یعنی ہر بات کی تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہاری طرف سلام بھیجے یا صلح کا پیام دے تو اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے اللہ اللہ کیا پاک تعلیم ہے جنگ جاری ہے ایک شخص یا ایک گروہ صلح کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی نسبت تحقیق کرو اور چھوٹتے ہی اُن کی نسبت یہ نہ کہہ دو کہ تم مومن نہیں ہو اور ابلیس کی شکل میں ہمیں دھوکا دینے آئے ہو اس لئے ہم تم سے کوئی بات نہیں کہتے اور تمہاری کوئی بات نہیں سنتے مگر الفضل کہتا ہے کہ نہیں جو بھی اپنا بھائی صلح کے لئے بڑھے اُسے کہہ دو کہ تم مومن نہیں ہو بلکہ ابلیس ہو جو اپنا بن کے دھوکا دینے آئے ہو۔ (۳) غزوۂ تبوک میں تین صحابی اپنی سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ کعب بن مالک۔ ہلال بن اُمیہ۔ مرارہ بن ربیع۔ جن کا ذکر سورۂ توبہ میں ان الفاظ میں ہے وعلی الثلثة الذین خلفوا یعنی خدا نے مہربانی کی اُن تین شخصوں پر جو پیچھے رکھے گئے تھے یا بہ انتظار امر خدا ملتوی رکھے گئے تھے پھر ان بزرگوں کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی ہے ان سے جناب رسول خدا صلعم نے وحی الٰہی کے نزول تک ترک سلام اور کلام بند کرا دیا تھا اس لئے کہ ان کا جہاد سے پیچھے رہ جانا شبہ میں ڈالتا تھا کہ ممکن ہے کہ یہ بھی منافقوں میں سے

ہوں منافقوں سے مشابہت پیدا ہو جانے کی وجہ سے نزول وحی الٰہی تک ان سے سلام کلام بند کر دیا گیا۔ اور وجہ مشابہت یہ تھی کہ دوسرے منافقوں کی طرح یہ بھی جہاد میں شامل نہ ہوئے تھے گو منافقوں کا شامل نہ ہونا نفاق کی وجہ سے تھا اور ان کا کاہلی کی وجہ سے۔ مگر جب ظاہر شکل یکساں تھی تو تاوقتیکہ وحی الٰہی نہ فیصلہ کرے۔ اُن سے کلام بند کر دیا گیا۔ وحی الٰہی کے نزول کے بعد قصور کی معافی کی خوش خبری سنائی گئی اور ان کی طرف سے شبہ جاتا رہا۔ الفضل کہتا ہے کہ ان سے "صرف ایک تفرقہ والی حرکت سرزد ہوئی تو اس کی سزا میں دوسرے مومنوں کو حکم ہوا کہ ان سے بول چال قطعی بند کر دیں"۔ کیا یہ مغالطہ اور دھوکا دہی نہیں ہے۔ کیا یہ واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا نہیں ہے۔ کیا الفضل قرآن یا حدیث سے کہیں سے ثابت کر سکتا ہے کہ انہوں نے مومنوں میں تفرقہ ڈالا۔ یا مومنوں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے گئے یا مومنوں سے ناراض ہو کر یا اختلاف عقائد یا اور کسی قسم کے اختلاف کی وجہ سے مومنوں کے ساتھ نہ جانا چاہا تھا اور یا مدینہ میں رہ گئے تھے اور یہ سزا مومنوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی وجہ سے اُنہیں ملی تھی۔ بلکہ قرآن صاف لفظوں میں پیچھے رہ جانے والوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ رسول کے ساتھ جہاد کے لئے کیوں نہ نکلے چنانچہ اُسی سورۃ توبہ میں یہ مذکور ہے۔ فرح المخلفون بمقعدھم خلف رسول اللہ وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا۔

(ترجمہ) جو لوگ کہ پیچھے چھوڑ دیئے گئے وہ اللہ کے رسول کی منشا کے خلاف اپنے گھروں میں بیٹھ رہنے سے بہت خوش ہوئے اور اُن کو ناپسند ہوا کہ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے اور لوگوں کو یہ کہنے لگے کہ ایسی گرمی میں گھر سے نہ نکلنا۔ اے پیغمبر کہہ دے جہنم کی آگ بہت زیادہ سخت ہے۔ اے کاش یہ سمجھتے۔ ان تینوں صحابیوں سے چونکہ یہ حرکت کاہلی کی وجہ سے ہوئی تھی نہ کہ نفاق سے اسلئے انکا قصور معاف ہو گیا۔ منافقوں سے مشابہت کی وجہ سے ان سے کلام بند ہوا تھا سو بعد قبول توبہ اور نزول وحی ان کا حال کھل گیا۔ ان تینوں صحابیوں کا تفرقہ ڈالنا الفضل کا افترا ہے اور واقعات کو غلط رنگ میں بیان کر کے ناواقفوں کو دھوکا دینا مقصد قابل افسوس ہے جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ فتوے تو سب بہانے ہیں مطلب یہ ہے کہ اسپین میں جو حلقے میں نہ ہمارے غلامی سے نکل جاویں یہاں حق کی بیعت یہ سب کچھ کھلوا رہی ہے آخر میں الفضل کو عقلاً دیتا ہوں کہ ہمارا ملجا و ماویٰ تو اللہ ہے خود قرآن کہتا ہے لا ملجا من اللہ الا الیہ خدا سے اُسی کے سوا اور کہیں جائے پناہ نہیں اور فاللہ خیر حافظا اللہ ہی سب سے بہتر نگہبان ہے ہم اسے شرک سمجھتے ہیں کہ خلیفہ کو ایسا سمجھا جاوے جیسا الفضل سمجھاتا ہے تو وہ یہ مصیبت اور ابتلا کیونکر [illegible] جس طرح کہ مرغی کے پروں کے نیچے چوزے آ جاتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ ایک موحد کی زبان سے الفاظ نکل رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

(خاکسار بشارت احمد عفی عنہ)

مرزا محمود احمد صاحب کا حملہ حضرت امام حسن علیہ السلام پر

(از جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب دات)

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست کش ہوجاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو انکی اس ناشکری کے طفیل خداتعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے انکے خاندان سے سلطنت چھین لی یہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا وغیرہ وغیرہ مختصراً۔

اس سے معلوم ہوا کہ میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک حضرت امام معصوم بڑا ہی ناشکر گذار بندہ تھا جو خلاف تقویٰ ہے۔ دوم حضرت امام معصوم علیہ السلام نے یہ بھی غلطی کی کہ رسول اللہ صلعم کی وہ پیشگوئی پوری کی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا تھا کہ امام حسن کی طفیل مسلمانوں کے دو عظیم الشان گروہوں میں صلح ہوگی رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم تو امام حسن کی ترک سلطنت کو فخریہ طور پر انکے فضائل میں بیان فرماویں اور مرزا صاحب ترک سلطنت کو ان کے جرایم میں ایک جرم قرار دیں خداتعالیٰ تو فرمائے کہ فاصلحوا بین اخویکم اور میاں صاحب صرف اس برائے نام خلافت کی خاطر فا فسدو بلین اخویکم پر عامل ہیں۔ اگر جلسہ میں کوئی بھی ذی عقل ذی انصاف ذی علم ہوتا تو کہہ سکتا تھا کہ حضور اگر امام حسنؑ نے اس عام نعمت سلطنت کو جسمیں کافر مسلمان یکساں حصہ رکھتے ہیں چھوڑ دیا تو خداتعالیٰ نے وہ خاص الخاص نعمت سلطنت روحانی امام حسن کے خاندان میں قایم کر دی اور چودہ پندرہ اشخاص تو ان کے خاندان میں ایسے پیدا ہوئے کہ جن کی عظمت اور تعظیم دنیا میں پرستش کی حد تک پہنچ چکی ہے جیسے سید عبدالقادر جیلانیؒ وغیرہ بارہ امام انکے علاوہ انکی عام اولاد کے ناموں کے ساتھ بھی سید اور شاہ کے خطاب خاتمہ دنیا تک لازم و ملزوم ہوگئے اور مسلمان تو درکنار غیر قومیں بھی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور اس دنیاوی سلطنت کے شکر گذار معاویہ کی سلطنت اور اولاد کا جو حشر ہوا وہ ناگفتہ بہ اور اظہر من الشمس ہے اب ہم دیکھینگے کہ صاحبزادہ صاحب نے جو متاع قلیل کی خاطر قوم کے مطاع بن کر اپنے ہی فرقہ میں تفرقہ ڈال کر تکفیر و تفضیل تفسیق کا رجسٹر کھول کر اپنے ہی مبایعین کو ایک غلط راہ پر ڈال دیا ہے اس شکر گذاری کا ان کو کیا ثمرہ ملتا ہے اور اگر اس موجودہ بے تمیزی کی اصلاح نہ کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ عرصہ چھ سال تک اس خلافت کی حقیقت دنیا پر کھل جاویگی انصاری احمدان کے ہم نوا سطور زیر لکیر کو نوٹ کرلیں سخت افسوس ہے کہ صاحبزادہ کے نزدیک اگر الوصیت کی مخالفت ہو تو ہو مگر انکے خاندان سے برائے نام کی خلافت نہ جانے پائے تھا

قادیان بامسلام کے خلیفہ صاحب اور اُنکے مریدین

اے عزیزو۔ اس قدر کیوں ہو گئے تم بے خطا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے نہیں خوف خدا

آہ وہ قادیان جہاں قرآنی علوم کے چشمے بہتے تھے جہاں حقیقی پاکیزگی کا سبق دیا جاتا تھا جہاں قرآن کے حقائق اور معارف سکھائے جاتے تھے جہاں ایک مقدس وجود کے سبب نورالدین ہجرت کر کے آیا تھا جہاں اہل اللہ نے سکونت اختیار کی تھی نورالدین کے اُٹھ جانے کی دیر ہوئی کہ آج وہاں وہی خوش اعتقادی اور بیجا تقلید کی باتیں آگئیں اور دین کھیل اور ہنسی ہوگیا۔ کفر و فسق کے فتوؤں کے سوا اور اسلام کے سچے خادموں کی توہین اور مزعومہ خلافت کے ذکر کے بغیر اور کچھ دین ہی نہیں رہا۔ وہ اگلی باتیں خواب و خیال ہوگئیں۔ آج اگر کوئی اس کے اول حال سے اس کے آخر یعنی موجودہ حال کو ملا دے تو زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ جب کوئی قوم تباہ ہوئی ہے تو غیر معصوم انسان کی تقلید سے ہی تباہ ہوئی ہے اگلے اہل کتاب ایسی ہی تقلید کرتے تھے جس کی برائی خدا نے اپنی کتاب قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمائی ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کہ اہل کتاب نے اپنے عالموں اور پیروں کو اپنا رب ٹھہرا لیا ہے اور خدا کو چھوڑ دیا ہے"۔ حالانکہ کوئی اہل کتاب اپنے عالموں اور پیروں کی عبادت نہ کرتا تھا مگر اُن کو ایسا معصوم سمجھ لیا تھا کہ جس کو وہ حلال کہہ دیتے تھے اُسی کی حلت کے معتقد ہو جاتے اور اپنے مطاع یعنی رسول اور نبی کے اقوال اور احکام پر بمقابلہ اُن کے قولوں اور حکموں کے عمل نہ کرتے تھے یہی حال آج قادیان کا ہوا ہے ایک غیر معصوم انسان کو جو ابھی اپنی رشد کی عمر کو بھی نہیں پہنچا اپنا پیر اور رہبر بنا لیا ہے اُس کے قول اور فعل کو ہی مستند سمجھ کر اپنے اُس سلسلہ کو جو مذہب اسلام کے شیوع کے لئے خدا نے قایم کیا تھا۔ اُس کی خاطر سے تباہ کر دیا ہے۔ اُن لوگوں کو جنہوں نے تمام دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر محض خدا کی خوشنودی کے لئے مسیح موعود کا دامن پکڑا تھا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ اور جن کی خدمات سے خدا نے یہ دن دکھائے تھے کہ پھر دین میں رونق اور بہار کے دن نظر آنے لگے تھے اُن کو یہ لوگ سلسلہ کے دشمن

قرار دے رہے ہیں اور اُن پر فسق وکفر کے فتوے لگا رہے ہیں صرف وجہ دشمنی یہ بیان کی جاتی ہے کہ قادیان کے گدی نشین کی بیعت کیوں نہیں کی گئی اور حضرت امام کی طرح خلیفۃ الرسول اُسکو کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا ہر شخص جس کو خدا نے عقل سلیم دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایسے گدی نشین بھی ویسے ہی خلیفۃ الرسول سمجھے جاویں جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفا تو پھر ان گدی نشینوں اور اُن خلفاء میں کوئی مابہ الامتیاز قایم نہیں رہتا۔ کیا کوئی سمجھ دار انسان ہے یہ سمجھا سکتا ہے کہ آیت استخلاف جو حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ خلیفۃ الرسول ہونے کے ثبوت میں پیش فرمایا کرتے تھے وہ استدلال اور آج اسی آیت استخلاف کا استدلال جو قادیان کی گدی نشین کی خلافت پر کیا جاتا ہے یعنی خلیفہ کے خلیفہ ہونے پر کیا یہ درست ٹھہر سکتا ہے؟ جب ہم مسیح موعود کی کتابوں کو دیکھتے اور پڑھتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی نبی اور پیغمبر نہ تھے صرف ایک امام یا نائب رسول اللہ تھے۔ اور حضرت نبی کریم کے خلفا میں سے ایک تھے اور جیسا کہ حضرت اقدس شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷ میں فرماتے ہیں کہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے"۔ آپ انہی معنوں میں ظلی رسول تھے اب سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص خود ایک رسول کا ظل ہے پھر اُس کا آگے ظل کوئی کیسے ہو سکتا ہے کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ ظل کا ظل بھی ہوا ہے۔ یہ تو مشاہدہ کے بھی خلاف ہے مسیح موعود و مہدی معہود تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظل ہو کر خلفاء امت محمدیہ میں سے ایک خلیفہ ہیں۔ اب خلیفہ کا خلیفہ ہونا کونسی آیت اور حدیث سے نکلتا ہے آج یہ لوگ صرف اُن مسائل اعتقادی اور عملی کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت نہیں ہوتے۔ مگر محض قیاسات بعیدہ ان لفظوں سے اُنکا استنباط کیا جاتا ہے اُنکو تو یہ اجب العمل اور واجب الیقین جانتے ہیں مگر جو اصل اصول ہے اس کو یہ چھوڑتے ہیں اور اسی خیال بے بنیاد پر جس کو اپنا مخالف سمجھتے ہیں فتوے فسق وکفر لگاتے ہیں حالانکہ ان کو اس امر عادمتعدی میں بالکل نظر نہیں آتا کہ مسایل اعتقادی عملی دو قسم ہوتے ہیں ایک وہ جو صاف صاف اور واضح لفظوں میں ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا نماز روزہ حج و زکوٰۃ کا فرض ہونا ایسے مسایل اعتقادی

عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہے دوسرے وہ جو لفظوں سے بہ تاویل بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اصول موضوعہ استنباط کئے جاتے ہیں جیسا کہ مسائل متعلق خلافت مسیح موعود و مسایل امامت بعد مسیح موعود وغیرہ ہیں ان مسایل میں سے کوئی مسئلہ صراحتاً ثابت نہیں کسی نے کچھ سمجھا ہے کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر ہیں اور بعض غلطی پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے منکر قرآن اور فاسق نہیں سمجھا جاویگا۔ اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے مسایل اعتقادیہ کا نہ ماننا انکار قرآن ہے تو یہ اُنکی حماقت ہے کیونکہ اسلام و ایمان کا مدار نہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے معتقدات پر ہے اور نہ صاحبزادہ صاحب موصوف کے اپنے سمجھے ہوئے مسائل پر بلکہ اسلام و ایمان وہ ہے جو قرآن نے بتلایا اور خاتم النبیین نبی برحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے خود مسیح موعود مہدی معہود تو خدا اور رسول کے قولوں کے شارح تھے مگر صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب تو ابھی اُس رُتبہ کو نہیں پہنچے اور نہ ہی حضرت نور الدین اعظم کے ہی رتبے کو پہنچے ہیں جہاں صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب صواب پر ہیں وہ ہم مانینگے جہاں اُن سے غلطی اور خطا ہوئی ہے اُسے ہم واجب القبول نہ جانینگے جب ہم اور کل احمدی حضرت مسیح موعود کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خلیفہ سمجھتے ہیں اور مسیح موعود کی ہر کتاب کو کتاب اللہ کے برابر اور ہر قول کو قول رسول اللہ کے برابر یقین نہیں کر سکتے تو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب جنکو ہم مسیح موعود تو کیا حضرت نور الدین اعظم کا بھی عشر عشیر نہیں جانتے کس طرح بغیر اس کے کہ خدا انکو مامور کرے ہم مان لیں کہ جنکو وہ کافر کہیں وہ کافر ہے اور جنکو وہ فاسق قرار دیں وہ فاسق ہو جاتا ہے

اسوقت ایک اور بات مجھے یاد آگئی ہے جس کا ذکر کرنا بھی انشاء اللہ مفید ہوگا وہ یہ کہ چونکہ قادیان پارٹی کے احمدی احباب سات آٹھ مہینے سے بے طرح سر توڑ کوششیں کر رہے تھے کہ کسی طرح کوئی ایک احمدی بھی حضرت امیر مجدد الدین سیدنا محمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وایدہ اللہ بروح القدس سے بہ نیت استفادہ مزید یا دین وبشورہ اعلاء کلمۃ اسلام وشرع متین ملاقات نہ کرنے پائے مگر جب ان کی سب کوششیں رائیگاں گئیں اور وہ سب لوگ جو مخالفت کے لئے اُٹھے خائب و خاسر ہوئے تو اب آخری حیلہ اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ نکالا کہ اخبار الفضل مورخہ ۳ دسمبر ۱۴ء میں اس عنوان کے تحت کہ

"تمہارے تعلقات کس کے ساتھ ہوں گے"

محض ناسمجھی اور تعصب اور کورانہ تقلید کی بنا پر اس آیت قرآن کو لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار لکھ کر ہم پر ظالم ہونے کا فتوےٰ لگایا ہے اور اپنے ہم مشربوں کو بتلایا ہے کہ یہ لوگ چونکہ ظالم ہیں ان کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہونا ورنہ تمہیں بھی وہ آگ چھو جائیگی جسمیں وہ خود پڑے ہیں"۔

اب منصف مزاج لوگ ایسا نہ کہیں کہ ایسے مولویوں اور مفتیوں کا قادیاں میں پیدا ہو جانا خود اس بات کی دلیل نہیں کہ ان میں سے کوئی بھی اہل قرآن وحدیث نہیں دیکھیئے اس آیت کی تفسیر میں الفضل لکھتا ہے کہ

"اگر تمہارے تعلقات اُن لوگوں کے ساتھ ہوں جن کے ایمان یا اعمال میں کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص ہے تو ضرور ہے کہ ان کی تاثیرات سے تم بھی متاثر ہو پس تمہاری مواکلت ومجالست وموانست ایسوں سے نہیں ہونی چاہیئے (لا تصحبن الا مؤمنا ولا یاکلن الا الذین لا یعقلون)۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ الفضل کا نویسندہ اپنے متعلق یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے ایمان یا اعمال میں کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص نہیں اگر اس کو اپنی پاکیزگی اور برگزیدگی پر ایسا ہی گھمنڈ ہے تو اُسے مبارک ہو خدا کے سوا عاجز انسان تو ایسا دعوےٰ نہیں کرسکتا کہ اُس کے ایمان یا اعمال ہیں اب کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص نہیں الم ترا الی الذین یزکون انفسہم جب الفضل اپنے آپکو ایسا ہی پاک اور صاف سمجھتا ہے اور اُن کو بھی جو اُس کے ہمخیال ہیں اور اسی بنا پر وہ منع کرتا ہے۔ کہ وہ کسی دوسرے سے جو اُن کا ہمخیال نہیں مواکلت اور مجالست وموانست نہ کریں اور اپنے اس نو ایجاد مذہب کی رو سے وہ لاہور پارٹی کے احمدیوں سے محبت کرنا ان کے ساتھ کھانا کھانا اور ان کے ساتھ بیٹھنا اور اُن سے ملنا جُلنا اور ان سے اختلاط رکھنا منع جانتا ہے تاہم خیال کرتے ہیں کہ اگر یہی سچا مسئلہ شریعت کا ہے اور یہی قرآن کریم کی تعلیم وہ خیال کرتا ہے تو اس کو (یعنی قاضی صاحب کو) اور اس کے ہمخیالوں کو چارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ یا تو ان سے جزیرہ انڈمان بھیجا جاوے یا وہ شمالی افریقہ کے حصّہ کو جاکر آباد کریں کیونکہ وہ کسی ہندو سے کسی عیسائی سے کسی دوسرے مسلمان سے کسی دوسرے احمدی سے جو اُن کے ہمخیال نہیں صاف نہیں مل سکتے وہ کسی انگریز کو اچھا نہیں جان سکتے اور اُن سے صاف طینتی اور سچائی اور محبّت سے اختلاط اور ارتباط نہیں رکھ سکتے تو پھر وہ اُن ملکوں میں جہاں غیر قوموں کے اختلاط وارتباط بغیر ایک دن زندگی

کی کوئی ادنیٰ ضرورت بھی پوری نہیں ہو سکتی کیونکر رہ سکتے ہیں اس حالت میں کہ وہ اپنے
اس مذہب پر بھی قائم رہیں اس لئے یہ اب سرکار انگلشیہ کی سلطنت میں رہنے کے قابل
نہیں ہیں۔

جب حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی اپنے مخالف مسلمان سے مواکلت و مجالست و موانست
منع نہیں فرمائی تو آج اگر [illegible] قدیم عادت کی طرح خود حضرت میاں صاحب کے متبعین کو
غیر متبعین کے ساتھ حد سے زیادہ تشدد کرنے اور کھانے پینے اور بیٹھنے اٹھنے چلنے اور بات سننے
سے بھی منع کرے اور مسیح موعود سے بھی آگے ایک قدم رکھے تو یہ اس کا اختیار ہے اس کو کون
روک سکتا ہے مگر مسلمانوں کا مذہب تو عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے اور ان سے بھی ملنے
جلنے اور انکی بات سننے سے بھی منع نہیں کرتا ہاں چونکہ قادیان کا یہ نیا مذہب اسلام سے بالکل
علیحدہ مذہب ہے ان کے مذہب میں شاید یہی ہو کہ کسی کے ساتھ کھا لینے یا کسی کے گھر میں
دعوت پر مدعو ہونے سے دین ہی جاتا رہتا ہے تو ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کو
معذور نہ سمجھیں باوجود قرآن مجید کے جاننے کا بڑا دعوے کرنے کے
ساتھ جو مسایل اصولی و فرعی صاف صاف قرآن مجید میں مذکور ہیں ان سے قطع نظر کر کے جو
کچھ استنباط ان آیات کے اشارات و کنایات سے کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی ہمارے بعض
قادیان پارٹی کے دوستوں نے بعض مسایل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال کیا ہے
جن کو حقیقت میں ان آیتوں سے کچھ تعلق نہیں اس لئے انہوں نے دائرہ احتیاط سے پاؤں باہر
نکال کر اپنے فریق مخالف کے الزام اور اپنے مزعومہ عقاید کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی
ایسی تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھ تعلق اس عقیدہ کو نہیں ہے افسوس ہے حضرت امیر سیدنا
محمد علی کی کوئی قدر اور حقیقت اب تک ہمارے ان دوستوں نے نہیں جانی اور تعصب اور تقلید
بالغیض اور حسد نے ان کی خوبیوں کو ان کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ ان دوستوں کی دینی اور
دنیاوی بھلائی کے لئے جو کچھ حضرتنا امیر نے کیا ہے اور کر رہے ہیں اس کا شکر ان دوستوں
سے ادا نہ ہوتا۔ اور جو کچھ ان کے مساعی جمیلہ سے فائدہ قوم کو یعنی احمدیت کو ہوا اس سے
یہ دوست ہمارے اب بھی محروم نہ رہتے مگر امید ہے کہ آیندہ آنے والی نسل ان کے بوئے
ہوئے بیج کا پھل پا وے اور اسوقت کے پیر پرست احمدیوں کی اولاد ان کے دست و بازو کا
شکر ادا کرے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

صاحبزادہ صاحب کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تعجب نہیں تا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں جو بعد نبی صلعم کے ایک نئے نبی ماننے اور دوسرے مسلمانوں کو بلا استثنا کافر کہنے اور خلیفوں کے خلیفوں کا آیت استخلاف سے استدلال کرنے میں پیدا ہو گئی تھی یہ ہمارے قادیان پارٹی کے دوست مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے احمدیت کو مجموعہ اضداد نہ بنا دیا ہوتا ۔ اور زید و عمر کے اقوال اور بہمان و فلاں کی رائیں مثل وحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جائیں تو حضرت امیر کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تحقیق کے جھنڈے کے پرچم کھولنے اور اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا ان لوگوں کی تقلید اور اتباع اقوال غیر ناموروں کی عالمگیر مصیبت نے ہی حضرت امیر کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہ شور و شغب احمدی دنیا میں مچا دیا ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ اگر چند احمدی اسی غفلت میں رہتے اور قادیان پارٹی کے حضرات علماء احمدیوں کو غلط اور خلاف واقعہ باتیں کہہ کہہ کر آیندہ آنے والی نسل کو بھی اندھی تقلید میں ہی جکڑا کرتے اور کوئی اُن کا چونکانے والا اور تازیانہ لے کر جگانیوالا نہ ہوتا ۔ اور لوگ اسی طرح تقلید کے بندے رہتے اور مخالفت جمہور کے خیال سے تحقیق کا شوق نہ کرتے ۔ بلکہ ہر بات کی صحت اور غلطی کے ادراک کے لئے اپنے ہی خود ساختہ خلیفہ اور پیر کی ہی تحریر کو قرآن اور حدیث کی طرح ماننے کی بدعادت میں مبتلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر اُنہیں کے کلام پر تحقیق کو منحصر سمجھتے اور صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے تفقہ اور تورع کی اشاعت کی نظر سے فتوؤں سے ڈرایا کرتے اور ہم لوگ بھی جنت و دوزخ کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں رضوان خازن جنت اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہی کا نوکر سمجھ کر اُن کے قول پر ہی اپنے آپ کو قطعی جنتی اور یقینی دوزخی سمجھا کرتے اور صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کے کفر و فسق کے فتوؤں کے ڈر سے نہ تحقیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کیچڑ اور دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اُس سے نکلنے پر کمرہمت باندھتے تو بلا شبہ آج حقیقی احمدیت کے گم ہو جانے پر نوحہ کرنے اور مرثیہ پڑھنے کا وقت ہوتا ۔

مجھ پر خود ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ میں صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی مخالفت کو ارتداد اور الحاد کہتا تھا ۔ بلکہ جو عبارت صاحبزادہ صاحب کی طرف سے لکھی ہوئی ہوتی تھی اسکے ایک فقرہ سے انکار کرنے کو بھی بد اعتقادی جانتا تھا اور اُن کی ہر بات پر یقین کرنے کو

ایمان کا نتیجہ سمجھتا تھا۔

مگر ایک روز آیت و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے معنے اور تغییر خلاف تفسیر و معنی حضرت مسیح موعود سن کر میں حیران رہ گیا اور میرا وہ اعتقاد صاحبزادہ صاحب کی نسبت ہلنا شروع ہوا تھا۔ اور جب حضرت مہدی ثانی سیدنا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی لبوں سے اُن کے آخری ایام حیات میں میں نے یہ لفظ حضرت میاں صاحب کی نسبت سنے کہ "ہمارے میاں نے بھی اب تک مسئلہ کفر و اسلام کو نہیں سمجھا" پھر تو جناب صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے اقوال اور رایوں کے اتباع کرنے اور آپ کی ہر بات کو سچ جاننے اور آپ کی ہر امر میں تقلید کرنے کو موقوف ایمان کا ثمرہ سمجھنے لگا۔ اور مخالفت جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا

صاحبزادہ صاحب نے اول تو جو مراد اسمہ احمد والی آیت سے خدا اور رسول کی تھی اس کو بدل دیا۔ اور اس آیت کی تغییر کرنے میں مسیح موعود اور حضرت مہدی زمان نورالدین اعظم سے بھی ایک قدم آگے ہی رکھا۔ دوسرے مسئلہ کفر و اسلام سے لوگوں کے عقاید مذہبی کو بگاڑ دیا مگر مرید اس نورانی چہرہ کے ایسے پرستار ہیں کہ بلاتحقیق ان مسئلوں کو کالوحی منزل سمجھ رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ان پیر کے مریدوں میں بڑا تخفیف کا مزاحم مخالفت جمہور کا خیال ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہم کو مجنوں اور دیوانہ بتاوینگے۔ اور ہم سے مسخرگی اور ٹھٹھہ کرینگے

اس لئے اگر ہم باطل پر ہیں تو خیر کیا مضایقہ ہے۔ جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مگر ایسے خیال کرنے والے کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر اس کے ساتھی ڈوبنے لگیں مگر وہ ایک کشتی پالے اور اس پر سوار ہوکر بچنے پر یقین کرے۔ اور اُن کے چھوڑنے پر اپنی نجات سمجھے تو کیا وہ اس وقت لوگوں کا ساتھ دیگا۔ اور اپنی نجات کے ذریعہ کو چھوڑ دیگا۔ کوئی نادان بھی ایسی رفاقت کو پسند نہ کریگا۔

غرض اس زمانہ میں پہلا کام سچے احمدی اور مخلص مسلم کا یہ ہے کہ وہ شرک کی طرح تقلید اور غیر مامور کی بیعت کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور کفر اور فسق کے فتوے اور برادری کے طعنے سے نہ ڈرے اور جب تک ہمارے احمدی احباب ایسا نہیں کرینگے ہمارے نزدیک وہ اسوقت تک اسی طرح پیر پرستی کے پھندے میں رہینگے جس طرح کہ اس وقت گدی نشینوں اور قبر پرستوں کے پھندے میں لوگ گرفتار ہیں اور وہ کوئی کام اشاعت اسلام کا نہیں کرسکتے الا ان یشاء اللہ بس وہ خالص

احمدی اور سچا مسلمان جس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ سچائی اور حمیت اسلام کی روح
احمدیوں میں پھونک دے اور جس نے فقط اسلام اور قرآن کی خدمت کی خاطر حضرت
امام مسیح موعود علیہ السلام کے دامن کے ساتھ لگ کر اپنا ایک عمر کا حصہ یعنے پندرہ بیس سال
اپنی جان کو دین کے لئے قربان کیا ہے وہ وہی ہے جسے محمد علی کہتے ہیں اور جس پر آج
احمدی دنیا میں ہزاروں جھوٹے کفر ارتداد و فسق کے ہوتے ہیں اور اگر محبت قومی کی کچھ حقیقت
آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا [illegible] کے پاس آئیے اور [illegible] درد کو اس کے دل سے پوچھئے
اور اس جانسوز مصیبت کا [illegible] اسی تکفیر خلافت [illegible] موعودہ کی زبان سے سنئے ۔
یا محض تعصب یا جہالت کی وجہ سے افضل حضرت امیر اور انکے رفقا کی نسبت نہیں لکھتا
اور اپنے ہی خیال پیر پرست بھائیوں کو یہ ثابت نہیں کرتا کہ ان لوگوں سے جن کی صحبت ایک
زہر کا اثر رکھتی ہے اور جن سے ایک گھڑی کا تعلق بھی بیست سالہ نیکیوں کو داغدار بنا دے
سکتا ہے۔) بچنا چاہیئے اے غالی طبع انسان اول تو تو مسیح موعود سے پوچھتا کہ حضرت ان
سے تو ایک گھڑی کا تعلق بھی بیست سالہ نیکیوں کو داغدار بنا دے سکتا ہے آپ نے کیوں
ہمیشہ انہیں کو اپنے گلے لگائے رکھا انہی سے ہمیشہ اختلاط رکھا انہیں سے مواکلت مجالست
اور موانست رکھی انہیں کو اپنا مشیر کار بنایا انہیں کو اپنا جانشیں قرار دیا اے غالی طبع انسان
تو یہ تو منہ سے کہتا ہے کہ مسیح موعود مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر تھا۔ مگر اپنے اقوال میں تبلاتا
ہے کہ مسیح موعود کو مسیح اسرائیلی سے بھی کوئی نسبت نہ تھی مسیح اسرائیلی تو اس کو جو بارہ
شاگردوں میں سے غدار نکلنے والا تھا پہلے تبلاتا ہے کہ مرغ کی بانگ سے پہلے تو میرا انکار
کریگا مگر مسیح موعود کو وفات کے وقت تک اطلاع نہ ہوئی کہ یہ چھ سات آدمی تو غدار ہیں۔
انکی صحبت ایک زہر کا اثر رکھتی ہے کیا اس مسیح موعود کی نسبت غلو کرتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ
نبی تھا کیا نبی کے ہمنشین ایسے ہی ہوتے ہیں اس سے تو مسیح موعود کی فراست پر بھی اعتراض
ہوتا ہے "اتقوا فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ" کی حدیث کیا یاد نہیں اگر مسیح موعود کے
ہمنشین ایسے ہی (نعوذ باللہ) گندے تھے تو اس کی قوت قدسی کا اثر معلوم ہو گیا۔ یقیناً
یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ تمکو شرمندہ کریگا تم نے مسیح موعود کے صحابیوں کی ہتک کی ان دین کے
سچے خادموں کو ناپاک ٹھہرایا۔ ان کی صحبت کو زہرناک قرار دیا تم جس قدر کوشش کرو گے
کہ اس طرف لوگ نہ آویں۔ اسی قدر خدا تمہیں شرمندہ اور حیران کریگا لوگ ضرور آئینگے اگر

تم نے جسقدر کوشش کی کہ لوگ یہاں پر نہ آویں پھر کچھ تمہاری پیش بھی گئی اب بھی پھر زور سے مخالفت کر کے دیکھ لو خدا کس کو ذلیل کرتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سچوں کا حامی ہوگا اور اپنے دین کے سچے خادموں کو عظمت اور عزت کے تخت پر بٹھاویگا۔

اے حضرات مدعیان فضل و کمال۔ اگر آپ کو اپنی تحریروں سے صرف تھوڑی دیر کے لئے دل خوش کرنا اور چند لحظ کے لئے مجلس کو گرم کرنا مقصود ہے تو خیر ہم منع نہیں کرتے آپکی کسی خوشی کو روک نہیں سکتے۔ آپ شوق سے ذاتی عیوب پاک لوگوں کے کھولئے اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیجئے لیکن اگر احمدیت اور احمدیوں کی ہمدردی مقصود ہے تو ان تباغض اور تحاسد کی بھری ہوئی تحریروں سے کچھ بھی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ بلا شبہ سیدنا حضرت امیر نجم الدین مولینا محمد علی صاحب نے بڑی تبدیلی خیالات میں پیدا کر دی اور ایک ایسا انقلاب پیدا کرنے کا سامان جمع کر دیا ہے کہ اب احمدی دنیا میں آیندہ کسی پیر کی پرستش نہیں ہو سکتی۔ اور اشاعت اسلام دارالعلوم کی تجویز بھی ایک نئی دنیا قائم کرنے کی تجویز ہے جس کا نقشہ عموماً پیر پرستوں کے خیال میں بھی نہیں آسکتا ہے۔ مگر دیکھنا چاہیے کہ اس کا اثر کیا اور کیسا مسلمانوں اور احمدیوں پر ہوگا

حضرت سیدنا امیر کا اثر ظاہر ہے کہ آپ نے دینی پر زور پرجلال تحریروں سے ایک تو غیر قوموں کو دکھا دیا کہ اسلام اُس پست اور تاریکی کی حالت میں نہیں ہے جو وہ خیال کرتے تھے بلکہ وہ ایک روشن آفتاب ہے جو سیاہ بدلیوں میں چھپا ہوا تھا۔ دوسری طرف احمدیوں کو ہوشیار کر دیا کہ وہ اگر اس قسم کی بیعت اور پیری مریدی کا سلسلہ قایم کریں تو وہ اُس گہرے عمیق تاریک سیاہ گڑھے کے کنارہ آ لگے ہیں جس میں گرنے سے جان کا اندیشہ ہے۔

ہاں سیدنا امیر نے اُن مردہ دلوں میں ایک کھلبلی ڈال دی ہے جن کو لوگ زندہ جانتے تھے اور اُن طبیعتوں میں ایک شور پیدا کر دیا ہے جنہیں کسی قسم کی تحریک کی قوت باقی نہ تھی آپ نے رسم تقلید و تعصب کی ساری برائیوں کے کھودنے کی بھی جڑ صد قائم کر دی ہے اور جہاں تک خیال کیا جاوے مقصود آپکا احمدیوں کی بھلائی کے سوا کچھ نہیں اگر افضل کو آپ کے بعض یا کل معتقدین سے معلوم ہوں اُن سے عملی اخلاقی مذہبی برائی

پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو میں منت سے عرض کرتا ہوں کہ اُن کی غلطیاں بتائیے اور اصلاح کیجئے۔ دل ما شاد چشم ما روشن اور اگر الفضل کو آپ کے مذہبی مضامین سے رنج ہوتا ہے جسے ہم بھی جانتے ہیں کہ ضرور رنج ہوتا ہوگا مگر ذرا انصاف کیجئے اور ہم کو بتا دیجئے کہ وہ کون سا مذہبی مضمون لکھا گیا ہے جو کتاب و سنت سے مدلل نہ ہو اور جس کو نہایت مضبوط دلیلوں سے ثابت نہ کیا گیا ہو جو بات احمدیوں کے لئے لکھی گئی اس کو مسیح موعود اور مہدی معہود کی اور حضرت نورالدین اعظم کے قول کی سند پیش نہ کی گئی ہو رہا یہ امر کہ من حیث المجموع کل یا بعض مضامین میں غلطی ہی ہوئی ہو تو کیا اس سے اکیلے ہم ہی کافر ہو سکتے ہیں۔ بلاشبہ قبل اس کے کہ آپ کا کفر کا فتوےٰ ہم تک پہنچے آپ پر ہم سے پہلے پہنچیگا +

پس اگر ہمارے حضرت امیر مجدد الدین سیدنا محمد علی صاحب کا قصور ہے تو یہی کہ وہ سچائی سکھلاتے ہیں اور دل اور ظاہر کو یکساں رکھنے کی نصیحت فرماتے ہیں ۔ ہاں مسلمانوں کو کافر بنانے اور کافر کہنے سے منع فرماتے ہیں ۔ ہمارے عیائین دوست خدا کی کتاب اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی احمدیت اسی ایک بات میں دیکھتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کی ہر بات کو کالوحی منزل مانیں اور ہر مسئلہ اور ہر عقیدہ میں انہی کے حکم پر چلیں حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جو کچھ صاحبزادہ صاحب فرماتے اُس کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور حضرت مسیح موعود کی تالیفات پر عرض کرتے اور خدا اور رسول کی کتاب کو معیار صحت بناتے ۔ مگر برعکس اس کے ہمارے ان دوستوں نے ساری شریعت اور اسلام کو جناب صاحبزادہ صاحب کے کلمات اور ملفوظات اور مکتوبات پر عرض کرنا شروع کر دیا ہے ۔

ساری عمر حضرت اقدس نے نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور رسالت بلحاظ نبوت و رسالت کے اگلے انبیا کی سی ہے یا میں ان انبیا کے زمرہ میں شامل ہوں ۔ بلکہ فرمایا ما عُنی من النبوۃ ما یُعنی فی الصحف الاولی اور صاف اور کھول کر فرمایا کہ وہ نبی تو سارے کے سارے حقیقی مستقل اور کامل اور اصلی تھے پر میں اُن کے مقابل ایک غیر حقیقی غیر مستقل ناقص جزوی اور ظلی اور بروزی اور امتی نبی ہوں اور میں اس طرح کا نبی ہوں جن کا اس آیت "من یطع اللہ والرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین" میں ذکر ہے ۔ اسی سے

حضرت امام نے کبھی بھی اپنے دعوے کے مقابل قرآن کریم کی یہ آیت اولٰئک ھم الکافرون حقا
پیش نہیں کی مگر آج صاحبزادہ صاحب حضرت امام کی نبوت حقیقی اصلی مستقل کامل ثابت کرنے کے
لئے یہی آیت تلاوت فرماتے ہیں۔

افسوس کہ صاحبزادہ صاحب نے مسیح موعود پر بھی تقدم کیا اور اپنی بات کو مثل کتاب وسنت
کے صحیح سمجھا اور دوسرے کی بات کو بالکل غلط جانا حتیٰ کہ حضرت صدیق زمان نورالدین اعظم کی
بات کو بھی اپنی بات کے مقابل ناچیز ٹھہرایا۔ ایک یہی مسئلہ کفر و اسلام میں ہی دیکھ لو سیدنا مولانا
نورالدین اعظم کی تحریر موجود ہے کہ "ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے اور جو شخص اپنے آپ کو مسلمان
کہتا ہے ہمارا کیا حق ہے کہ اس کو مسلمان نہ سمجھیں (دیکھو بدر مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۴ کالم ۲
میں مسئلہ تکفیر) مگر صاحبزادہ صاحب اس کو نہیں مانتے۔ خود صاحبزادہ صاحب کے سامنے اور بہت سے ذی قدر
اصحاب کے سامنے میرے روبرو حضرت امام نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری ایام
حیات میں فرمایا تھا کہ ہمارے میاں نے بھی اس مسئلہ (کفر و اسلام) کو نہیں سمجھا تو میں نے جب
آپ سے مل کر پوچھا کہ یہ فتوے آپ کی نسبت حضرت کا ہے اس کا کیا جواب ہے تو آپ نے
فرمایا کہ حق پر میں ہی ہوں تم بیشک ایک مجلس منعقد کر کے اس بات کا فیصلہ کر لو۔ یہ اس واسطے
فرمایا کرتا ہیں جانتا کہ صاحبزادہ صاحب اتنے بڑے عالم ہیں کہ جس بات کو یہ صحیح جانتے ہیں وہی
صحیح اور درست ہے اور تا مجھے علم ہو جاوے کہ آپ کے پاس بہت سی دلیلیں اس مسئلہ کے
اثبات پر موجود ہیں۔ مگر میں نے اس کے بعد نہ تو صاحبزادہ صاحب سے اس مسئلہ کے متعلق
کوئی گفتگو کی اور نہ کوئی اور مسئلہ ہی دریافت کیا۔ ہاں دوسرے مولویوں سے میری گفتگو اس بارہ
میں بہت کچھ ہوئی مگر یہ لوگ بھی میاں صاحب کے ایسے ہمخیال ہیں کہ لاجواب ہو کر بھی اپنے قول
اور اپنے اس عقیدہ کی سفاہت پر قائل نہیں ہوتے۔ اور کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی بات پر قائم
رہتے ہیں اور لچر دلیلوں اور ضعیف سندوں سے اسی کے ثابت کرنے پر زور دیتے ہیں اور
اسی کو استقلال اور صلابت فی الدین سمجھتے ہیں یعنی اسی فرضی عقیدہ (نبوۃ مسیح موعود و مسئلہ
کفر و اسلام) کے اثبات کا نام اعلاء کلمۃ اللہ رکھتے ہیں۔ یہ سب اس خلافت خودرو کے ثمار ہیں اور
اس خرابی نے اب یہاں تک ترقی پائی ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے قول سے پھرنا گویا خدا
کے قول سے پھرنا ہو گیا۔

بلاشبہ میاں صاحب کے مبائعین میں اس وقت تحقیق حق کا بڑا مزاحم یہی پیری مریدی کا

خیال ہوگیا ہے اور خوش اعتقادی اس پبلک اور ملاں ہے یہی دونوں باتیں راہ راست کے ڈھونڈنے کی ہو رہی ہیں اپنے پڑھے لکھے میاں صاحب کے مبائعین بھی خیال کرتے ہیں کہ جب ہمارے پیرومرشد کا فتویٰ ہے کہ یہ لوگ مرتد و منافق اور فاسق ہیں تو وہ تصدیق ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماحقہ دریافت کریں پس اسوقت ہمارے ان دوستوں کی نافہمی اور بدنصیبی ہے جو تحقیق نہیں کرتے اور اجتہاد اور حقیقت شے کے ادراک کو بداعتقادی جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قادیان میں اب وہ بات نہیں رہی جو حضرت مسیح موعود اور حضرت مہدی زمان نورالدین اعظم کے وقت میں تھی بلکہ یہ جگہ اب مسلمین مومنین اور صالحین یعنی اصحاب مسیح موعود پر فتوے کفر و ارتداد و فسق وغیرہ لگانے کی ایک جگہ بنگئی ہے اس لئے اس جگہ وہ برکات بھی ہرگز نہیں رہے جو مسیح موعود اور حضرتنا و امامنا نورالدین اعظم کے وقت تھے بلکہ اس وقت اسی قادیان میں اب بہت سی بے دینی اور بدعقیدگی کی باتیں پیدا ہوگئی ہیں مثال کے طور پر میں ان بہت سی باتوں میں سے ایک بات کا یہاں ذکر کرتا ہوں اس پر ہمارے احباب توجہ فرماویں۔

ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء کے تشحیذ میں ٹائیٹل پیج کے اندر ایک فضول اور طول طویل نظم درج ہے جس کے یہ تین شعر بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں پڑھ لیجئے۔

وہ مہدی و مسیح جو موعود خلق تھا	اس کا نشان یہ ہے کہ نبی ہوگا بیگماں
پس جو نبی رسول نہیں مانتا اُسے	ایسا نبی کہ جیسے محمدؐ خدا ایگاں
ایمان اُن کا حضرت مرزا پر کچھ نہیں	مُنہ سے اگر کہے تو ہے دل مکذبیاں

اب میں اپنے پرانے دوستوں اور نئے مہربانوں سے نہایت دلی درد سے ایک بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے دل نرم کرلیں اور چند لحہ کیواسطے منصف بن جاویں اور وہ یہ کہ کیا حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم دی تھی؟ اور کیا اسی اعتقاد پر ہی جس کا ماننا اسوقت ان شعروں میں مقلدین پر فرض کیا گیا ہے اور نہ ماننے والے پر فتوے ہے حضرت اقدس کے ہاتھ پر کسی نے بیعت کی تھی؟ کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی کہیں ایسا فرمایا تھا کہ میں ایسا ہی نبی ہوں جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے؟ پھر تم نے دیکھا نہیں کہ حضرت مسیح موعود کا شبانروزی عمل و قول کیا تھا وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے تھے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے تھے مُنہ کس قبلہ کی طرف کرتے تھے۔ طلاق و حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند

تھے اپنے الہامات اور کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے تھے۔ اُن سے اپنی نبوت ثابت کرتے تھے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت غیر مذاہب کے لوگوں آریوں عیسائیوں سکھوں برہموؤں کو جو بڑے مبارزانہ و بہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے تھے تو کس مذہب کی دعوت کرتے تھے مذہب اسلام کی یا اپنے اس مذہب احمدی کی جو اسوقت قادیان پارٹی نے سمجھا ہوا ہے یعنی جیسا کہ خود حضرت امام مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ والنبوة قد انقطعت بعد نبينا صلے اللہ علیہ وسلم یعنی نبوة آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۶

اور فرماتے ہیں وما اعنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنت اللہ علی من اراد فوق ذالک اور نہیں مراد اللہ کی میری نبوت سے مگر کثرۃ مکالمہ و مخاطبہ اور لعنت ہے اللہ کی اس پر جو اُس سے اوپر رتبہ ظاہر کرنے کا ارادہ کرے اور فرماتے ہیں وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ خدا نے میرا نام بطور مجاز نبی رکھا ہے نہ حقیقت کے رنگ میں ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲

پھر فرمایا ہے کہ میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰-

پھر فرمایا ما نعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولی کہ ہم اپنی نبوت سے مراد وہ نبوۃ نہیں لیتے جو صحف اولی میں لی گئی ہے۔

اور پھر فرمایا اسکا (نبی کریم کا) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ الوصیت صفحہ ۱۲

ان تصریحات و الفاظ کے ہوتے بھی اگر کسی کا دل تعصب ونفسانیت وضد سے سیاہ نہ ہو گیا ہو یقین ہو گا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں تھا بلکہ اُن کے ہر ایک دعوے و دلیل کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ تھا و بس۔ کہاں حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ تعلیم جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ اور کہاں یہ عقیدہ باطل کہ

پس جو نبی رسول نہیں مانتا اُسے ایسا نبی کہ جیسے محمد خد ایگان

اب میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ خدا ہمیں بتلائیں تو سہی کہ اگر احمدی اس تعلیم پر چلے جو اس وقت قادیان میں دی جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی کہ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا اور تسلیم کیا جانے لگا۔ تو پھر ان احمدیوں میں اسلام کا ذکر اور

قرآن کا ہوب محض خیالی اور سدی رہ جائیگا یا حقیقی اور شرعی؟ اور حضرت مرزا صاحب کو مثل صاحب شریعت نبی کے صاحب مذہب مانا جائیگا۔ یا مطیع شریعت محمدی اور پھر حضرت مرزا صاحب کی باتوں کے سامنے اصل صاحب الوحی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قولوں پر تمسک کرنا چھوٹ جائیگا۔ یا رہ جائیگا۔ اور پھر بتلاؤ کہ آخر الحمدیوں کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرنا بھی اٹھ جائیگا یا نہ۔ وہ کیوں جاتے ہو ابھی سے ہی اس عقیدہ کے آثار پڑے نظر آرہے ہیں ؎ پھر آخر کی کیا امید ہے جب ابتدا یہ ہے ذیل میں میں منشی ظہیر الدین کی ایک شہادت جو انہوں نے سالانہ جلسہ قادیان کے حالات کی لکھ کر دفتر پیغام صلح میں بھیجی ہے۔ وہ حصہ جو عقاید کے متعلق ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے یہاں لکھ دیتا ہوں۔ وھو ہذا۔

"جو قابل بات ہو میں نے جلسہ میں دیکھی تھی وہ اختلافات عقاید تھا اور میں حیران رہ گیا جب بعض احباب نے لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ کو درست اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس کو پڑھنے اور بطور احمدی عقاید کے خدا سے تسلیم کرنے کا اقرار کیا بلکہ بعض سے میں نے یہ بھی سنا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمدی کلمہ ہے اور احمدی کلمہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ ہے بہت سے احباب میں نے دیکھے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے حق میں صاحب شریعت نبی کہنے سے بھی نہ جھجکتے تھے بلکہ میں پسند نہیں کرتا جو ان کے نام کا اظہار کروں بعضوں نے تو حضرت مسیح موعود کے الہام واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی سے اسی استدلال کو قبول کر لیا کہ اب احمدیوں کا قبلہ نماز قادیان ہونا چاہیئے اس جلسہ میں مجھے ایک بھی ایسا فرد قادیان میں نہیں ملا جو حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا رسول اللہ اور نبی اللہ نہ مانتا ہو جس طرح کے خدا کے فرستادے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا تھے صد ہا احباب تھے جو میرے ان اعتقادات کا مجسم نمونہ بنے کو یا نظر آتے تھے جن کی گذشتہ ایام میں میری طرف سے اشاعت ہوتی رہی تھی اور جن امور کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ موجودہ حالات میں ان کو قبولیت حاصل ہونا تو درکنار ان سے سخت فتنہ برپا ہوسکتا ہے اور دوسروں کا تو کیا ذکر اپنی احمدی جماعت بھی ڈانواں ڈول اور مذبذب ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان اعتقادات کے بارے میں تمام لوگ صاحبزادہ صاحب کے حکم کے منتظر بیٹھے تھے اور عقاید کا دارومدار صاحبزادہ صاحب کے عقاید پر رکھتے تھے۔ اور ان کے الفاظ تھے کہ اگر صاحبزادہ صاحب جنت میں گئے تو ہم بھی چلے جاوینگے اور اگر وہ نہ گئے تو ہمیں بھی ضرورت نہیں" یہ ہے نقشہ قادیان پارٹی کے عقاید کا جو منشی ظہیر الدین نے تحریر کیا ہے جہاں تک میں غور کرتا

پھل یہ سب جناب مرزا محمود احمد صاحب کا ہی بیج بویا ہوا ہے اور خلاف ما انزل اللہ الیہ
کے باتیں سنا سنا کر لوگوں کو پختہ کیا ہوا ہے جب جناب خیر سے اس خلافت غیر موعودہ پر متمکن
ہوئے تو آپ نے خلافت پر بیٹھتے ہی اپنے حاشیہ نشینوں کو اسی قسم کے وعظ کرنے شروع
کئے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ میں آپ کا ایک وعظ جو الحکم نے لکھا ہے سناتا ہوں۔ دیکھو
الحکم مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد وہاں اسی قسم کے شاگرد جس
طرح کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے یا کسی اور قسم کی۔ ناقل) شاگرد خواہ اُستاد کے علوم کا وارث پورے
طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد پھر بھی استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی
(سبحان اللہ جب رسول اللہ کا کوئی شاگرد یعنی صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جائیگا تو پھر
وہ خدا ہوگا نہ کہ رسول اللہ کا شاگرد۔ ناقل) خوب سمجھ لو کہ محض رسالت کے لحاظ سے مسیح موعود
موسٰے علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کچھ فرق نہیں (پھر مجددوں اور ماموروں
اور محدثوں اور اماموں کی رسالت میں بھی کچھ فرق نہ ہوا۔ اگر فرق ہے تو حضرت امام غلام احمد سلام اللہ علیہ
کی رسالت اُن سے بڑھ کر دکھا دیں۔ ناقل)

دوستو اب تم ہی ذرا سوچو اور غور کرو کہ کیا کبھی حضرت اقدس نے بھی ایسا وعظ
فرمایا ذرا تو انصاف فرماؤ کہ اگر امتی نبی نبوت کے لحاظ سے مطاع نبی جیسا ہوسکتا اور
اور اگر ظلی نبی نبوت کے لحاظ سے اصلی نبی جیسا ہوسکتا اور اگر مجازی رسول رسالت کے
لحاظ سے حقیقی رسول جیسا ہوسکتا اگر بروزی نبی نبوت کے لحاظ سے مستقل نبی جیسا ہوسکتا
اور اگر جزوی نبی جو نبوت ناقصہ کا مالک ہے نبوۃ کے لحاظ سے کامل نبی جیسا ہوسکتا تو حقیقت اور
مجاز اصل اور ظل ناقص اور کامل مطاع اور مطیع کا فرق اُٹھ جاتا اور حضرت امامنا غلام احمد کے
ان لفظوں کو لکھنا بے معنی ٹھہرتا لیکن یاد رکھو کہ کاملین امت محمدیہ کا کوئی بڑے سے بڑا
امتی فرد بھی خواہ مسیح موعود و مہدی معہود ہی کیوں نہ ہو۔ نبوت حقیقی کے منصب کو ہرگز ہرگز
نہیں پاسکتا۔ ہاں غلام یعنی چاکر بننے کی صورت میں نبوت میں فنا اور گم ہوکر کچھ نبوت
سے حصہ پاسکتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پاسکتا۔ اور خدا نے ہمارے حضرت صاحب کا تو نام ہی
غلام احمد رکھا ہے یعنی احمد کا چاکر اور حضرت صاحب نے تو اپنے آپ کو دوسرے انبیا کا بھی چاکر فرمایا ہے۔ چہ
جائیکہ آپ نبیوں کے ہمسر یا نبوت حقیقی پر فائز ہوتے ولنعم ما قال المسیح الموعود۔

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم ہمچوں خاکے اوفتادہ بر درے

غور کرو کیا غلام آقا ہو سکتا ہے کیا اُمتی نبی ہو سکتا ہے کیا آفتاب کے سامنے چراغ کی کوئی حقیقت ہے جھوٹا ہے۔ جو حضرات غلام احمد کو احمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وسلم جیسا نبی کہتا ہے کیا چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبروں سے جو صرف اُس کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہو گیا۔ کبرت کلمۃ

جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پایا اُس کا عشر عشیر بھی مسیح موعود نے نہیں پایا اور سچ تو یہ ہے۔ جیسا کہ مسیح موعود نے فرمایا ہے

پہلے تو راہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے ‏ میں جاؤں اُسکے وارے بس ناخدا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُسکا ہی میں ہوا ہوں ‏ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور جیسا کہ فرمایا ہے۔ کہ

"جس شخص نے دعوے نبوت کیا اور یہ نہ کہا کہ وہ آنحضرت صلعم کا امتی ہے اور یہ جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے آپ کا ہی فیضان ہے اور یہ ایک ثمر ہے آپ کے ہی باغ کا اور یہ ایک قطرہ ہے آپ کی ہی بارش کا اور یہ ایک باریک شعاع ہے آپ کی ہی شعاعوں میں سے۔ بس وہ لعنتی ہے اور اُس پر اور اس کے تمام انصار اور معتقدین اور متبعین اور تعلق داروں پر خدا کی لعنت ہے۔ ہمارے لئے بجز حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں اور کوئی کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے"

مواہب الرحمٰن صک

او مسیح موعود کو نبی بنانے والو۔ اب بتلاؤ کہ ایک امتی نبی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کا ایک ثمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بارش کا ایک قطرہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شعاعوں میں سے ایک باریک شعاع ہے ایسا نبی جیسے محمد صلّے اللہ علیہ وسلم ہیں ماننے سے مسیح موعود کی زبان سے ہی تم پر لعنت نہیں پڑی۔ ضرور پڑی۔ پس حضرت اقدس کا وہ الہام آج تم پر بھی صادق آیا۔ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسے بن مریم

اُس کی الوصیت پڑھو۔ کہ اس میں کیا لکھا ہے یعنی یہ کہ

"اُس کا (یعنی نبی کریم کا) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے" الوصیت صلا

پھر تم کیوں اس کے کامل پیرو حضرت غلام احمد کو نبی کہہ کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہو ناداںو۔ اگر امتی نبی نبی ہوتا تو اس کو نبی کہنا کیوں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہوتا معلوم ہوا کہ امتی نبی کبھی بھی صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔

ہماری نسبت تمہارا یہ مشہور کرنا کہ یہ کافر ہیں ظالم ہیں۔ منافق ہیں کیا ہم کو ڈرا دیگا یا ہمارا یا حضرت امیر سیدنا محمد علی (ایدہ اللہ بروح القدس) کو ڈرا دیگا۔ جو اسلام کی حقیقت ان کفر وفسق کے فتاوے جاری کرنے والے میاں صاحب سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اول تو مسلمانوں کو کافر کہنا کہاں کا اسلام ہے اور جب ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان یقین کرتا ہے اور ایک احمدی اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ اُسے کہے تو مسلمان نہیں یا کہے تو احمدی نہیں کیا وہ علیم بذات الصدور ہے پھر کیوں وہ اہل شفقت قلبیہ پر نظر نہیں کرتا غایت مافی الباب جو کفر وفسق کا فتوے ہے وہ صاحبزادہ صاحب کی ایک رائے ہے اُس کی ہمارے نزدیک اُسی قدر وقعت ہے جس قدر کہ حدیث موضوع اور بے سند کی حضرت مسیح موعود کے نزدیک وقعت تھی ...... میں نہیں خیال کر سکتا کہ کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ کسی آدمی کے کہہ دینے سے گو وہ مسیح موعود کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو کوئی مسلمان باوجود اقرار کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور باوجود توحید اور ماننے عقاید ضروریہ اسلام اور پابندی صوم صلوٰۃ اور اہل قبلہ ہونیکے پھر بھی بے ایمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاویگا۔ ایک مسلمان موحد اہل قبلہ کو کافر کہنا (بالخصوص اس کے کہ ہم کو کافر کہے) نہایت نازک امر ہے۔ اس لئے ناممکن امر ہے کہ صاحبزادہ کے فتوے پر کوئی کافر یا فاسق ہو جاوے یا خدا اُس کو دوزخ میں بھیجدے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے مبائعین جو ان کی ہدایت کی ایسی ہی تقلید کرتے ہیں جیسی کہ وحی منزل کی۔ وہ ضرور ان خوفناک کاغذوں کو دیکھ کر اور پیر کی سند سمجھ کر ڈر جاویںگے اور ان بادی کاغذوں کو وحی آسمانی سمجھ کر کافر اور فاسق کہنے لگینگے۔ ہم تو ان بادی کاغذوں پر جو کبھی مشرق سے مغرب کو اور کبھی مغرب سے مشرق کو اڑتے پھرتے ہیں۔ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور پرمگس کے برابر بھی ان کی وقعت نہیں سمجھتے۔ ہمارے نزدیک خدا نے اپنی جنت و دوزخ کو میاں صاحب کے نام ہبہ نہیں کر دیا کہ جس کو چاہیں جنت میں بھیجدیں اور جسے چاہیں کافر اور فاسق بنا کر دوزخ میں ڈالدیں۔ پس ہم میں جو شخص کفر و ایمان کی حقیقت کو جانتے ہیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں ان کو میاں صاحب کے کافر یا فاسق کہنے کا ڈر ہی کیا ہو سکتا ہے۔

ایمان ایک نور ہے جو خدا دل میں پیدا کرتا ہے وہ نور خود آدمی کو اپنے ایمان کی حقیقت سے واقف کر دیتا ہے اُس کی تصدیق قلبی دوسروں کی شہادت کی محتاج نہیں ہوتی اور نہ کسی کی تکفیر سے اُسمیں کوئی خلل اور زلل آسکتا ہے۔

گو مجھے قادیاں کے خلیفہ صاحب اور اُن کے مریدین کافر اور اکفر کہیں یہی اُن کے پاس سرو پا ہے اور اُن کے پاس ہے ہی کیا جو دیں۔ میرے تو وہم میں بھی کبھی نہیں آسکتا کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح موعود بھی نبی ہو کر آئے ہیں۔ اور اس کی وجہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریریں ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جب حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہیں مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیا کے بعد نبی کیسا (انجام) تو میں مسیح موعود کو خاتم النبیین کے بعد کیسا نبی مانوں اگر میں حضرت امام کو ظلی اور بروزی نبیوں میں جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں خدا سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ و اخبار غیب پانے والوں کے لئے ایک اصطلاح ہے نہ رکھوں اور ظلی نبوت کے یہ معنی نہ لوں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا جو بالفاظ حضرت مسیح موعود قیامت تک باقی رہیگی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو (حقیقت الوحی صفحہ ۲۸) اور مسیح موعود کو ایک امتی نبی یا مجازی نبی کاملین امت محمدیہ میں سے نہ مانوں تو کیا مانوں۔

اگر حقیقی اور مستقل نبیوں کے زمرہ میں سمجھوں اور مانوں تو پھر قرآن اور حدیث کی اس سے تکذیب لازم آتی ہے مسیح موعود نے خود ہی ایسی تقسیم اور تفریق فرمائی ہے کہ اُن انبیا کے زمرہ میں اپنے آپ کو نہیں گنا۔ اور قرآن اور حدیث سے ایسا ہی استدلال فرمایا ہے مثلاً مشتے نمونہ از خروارے حضرت کے اپنے الفاظ میں اُن دو تین استدلالات پر ہی غور کر لو۔ حضرت فرماتے ہیں۔

صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے ما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللّٰہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

اب میں اُن نام کے احمدیوں سے پوچھتا ہوں جو حضرت صاحب کو انبیا کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں کہ کیا اب یہ آیت قرآن کی منسوخ ہو گئی ہے۔ کہ رسول مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے کہ کسی دوسرے نبی کا مطیع اور تابع بنکر یا کیا اب وہ سنت اللہ بدل گئی ہے؟ اگر یہ آیت قرآن کی منسوخ نہیں ہوئی اور نہ سنت اللہ بدلی ہے تو جو شخص حضرت صاحب کو امتی ہونے کی صورت میں ایسا ہی نبی اللہ و رسول اللہ مانتا ہے جیسے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ نہ صرف قرآن کریم اور حدیث شریف کی ہی تکذیب کرتا ہے بلکہ مسیح موعودؑ کی بھی ساتھ ہی تکذیب کرتا ہے۔

پھر دیکھو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”وہ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کیا کریں کرادیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۰)

اب دیکھو یہاں حضرت قرآن شریف کی گواہی کے ساتھ اس امر کو مشروط فرماتے ہیں کہ نبی کتاب کے بغیر آ ہی نہیں سکتا اور یہ کہ نبی کو ہدایت ہوتی ہے کہ وہ اُس کتاب پر خود بھی عمل کرے اور اپنی اُمت کو بھی اس پر عمل کرادے تو اب تبلاؤ کہ حضرت صاحب ایسے نبی ہو سکتے ہیں جیسے کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ یا جیسے کہ پہلے انبیا تھے جو کہ الگ الگ کتابیں لائے تھے۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبھم اقفالھا۔

علاوہ ازیں قرآن شریف میں ہے رسول یعنی نبی اپنی مادری زبان میں وحی کیا جاتا ہے جیسا کہ یہ آیت ہے ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

حضرت مسیح موعود بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں۔

”وحی الہی کے دعوے کو یہ امر مستلزم ہے کہ وہ وحی اپنی مادری زبان میں ہو ... کیونکہ اپنی مادری زبان اُس شخص کے لئے لازم ہے جو مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے [illegible] عنوان ہے اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب [illegible] مسیح موعود حکم ربانی کا ریویو صفحہ ۸“

اب میں عرض کرتا ہوں کہ کیا مسیح موعود کو اگلے انبیا کی طرح کا نبی مان کر قرآن کی تکذیب کروگے یا تصدیق آخر کیا کروگے کچھ تو تبلاؤ۔

علاوہ اس کے اور بھی بہت سے دلائل اور ثبوت حضرت اقدس کی کتابوں سے پیش کئے

جا سکتے ہیں جن سے ظلی اور بروزی اور مجازی نبوت کا فرق اصلی اور حقیقی اور مستقل نبوت سے خود حضرت صاحب نے آپ ایک دکھایا ہے جو کسی آئندہ وقت میں انشاء اللہ پیش کیا جاوے گا۔

رہی احادیث سو ان میں بھی کوئی ایک حدیث صحیح مرفوع متصل ہاں متواتر جو مدار یقین اور ایمان ہو ایسی نہیں جس میں مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا گیا ہو۔ بلکہ صحیح حدیث میں امامکم منکم ہی آیا ہے۔ نبیکم منکم نہیں آیا۔ یہاں اس وہم کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ مسلم میں جو مسیح موعود کے لئے نبی اللہ عیسٰی آیا ہے اس کے پھر کیا معنی ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ :۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسٰی اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت میں سب مکاشفات کی نبویہ تھے جو اپنے اپنے محل پر سب تاویل و تعبیر رکھتے ہیں انہیں میں سے یہ دمشقی حدیث بھی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے جس کا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہیں اور ہمارے اس بیان پر کہ یہ تمام پیشگوئیاں مکاشفات نبویہ ہیں اور رویاء صالحہ کی طرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہیں الخ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۰)

جب یہ سب احادیث متعلق مسیح موعود وغیرہ از قسم مکاشفات ہوئیں نہ کہ از قسم متلو کیونکہ اگر وہ وحی ہوتیں تو قرآن میں درج ہوتیں تو ظاہر ہے کہ یہ حدیث جس میں نبی اللہ سے آیا ہے ظاہر پر محمول نہیں ہو سکتی جب اس حدیث کو معنی کرنے کے وقت ظاہر الفاظ سے پھرا جاتا ہے۔ مثلاً ابن مریم سے مثیل ابن مریم مراد لیا جاتا اور سمجھا جاتا ہے اور دمشق کا لفظ بھی محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے (ازالہ صفحہ ۶۹)

اور دو زرد کپڑوں سے دو بیماریاں اور دو فرشتوں سے دو فرشتہ سیرت انسان مراد لئے جاتے ہیں تو سمجھ نہیں آتا کہ لفظ نبی اللہ کو کیوں حقیقت پر محمول کیا جاتا ہے حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعود نے خود اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۷۵ پر صاف لکھ دیا ہے کہ "مجھ کو بھی یاد ہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز و استعارہ کے"

اب رہ گیا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود کے الہام میں آپ کی نسبت نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے تو پھر کیوں آپ کو نبی اور رسول نہ کہا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر آپ کے الہامات میں لفظ رسول اور نبی کا آیا ہے وہ قرآن کی آیات میں ہی آیا ہے سو کسی کے الہام میں قرآن کی آیتوں میں رسول اور نبی کا لفظ آنا کسی کے نبی یا رسول ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی خود حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اس سے ہوتا ہے" (ازالہ صفحہ ۳۱۹)

پس اسی قاعدہ کے مطابق حضرت اقدس نے ہر جگہ یہی لکھا کہ لفظ رسول اور نبی سے میری نبوت اور رسالت مراد نہیں ہے جیسا کہ فرمایا۔

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندے پر نازل فرمائے اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں" (سراج منیر صفحہ ۳)

سو ہر جگہ اور ہر کتاب اور ہر مکتوب اور ہر اشتہار میں حقیقی معنی میں نبی ہونے سے حضرت صاحب نے انکار کیا ہے اور جب آپ حقیقی نبی نہیں ہیں بلکہ مجازی نبی ہیں تو اس سے یہی لازم آیا کہ آپ واقعہ میں نبی نہیں۔ ہمارے وہ دوست جو حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں وہ اگر قرآنی آیات کے سوا حضرت کا کوئی ایسا الہام پیش کریں جس میں نبی کا لفظ ہو اور وہ صرف تعداد میں ایک یا دو ہی ایسے الہام ہیں کچھ زیادہ نہیں اور نہ وہ بکثرت ہوئے ہیں ایک تو یہ یا نبی اللہ کنت لا اعرفک دوسرا یہ کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا الخ سو اس کا جواب یہ ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک تو حضرت صاحب کا ایک کشف ہے جس میں زمین نے آپ سے کلام کیا اور یہ کہا اے نبی اللہ سو خوابوں اور کشفوں پر استعارات اور مجازات غالب ہوتے ہیں مگر ان ختم نبوت کے منکروں نے حضرت مرزا صاحب کو نبی بنانے کے لئے اس کشف کو بھی حقیقت پر حمل کر لیا۔ اگر پچھلے بزرگوں اور مجددوں اور اماموں اور ولیوں کے کشف اور الہام دیکھے جائیں تو اُن کا بھی ان سے نبی ہونا ثابت ہوگا۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کی طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر ان بزرگوں کے ماننے والوں نے ایسا غلو اور اندھیر نہیں کیا جیسا کہ ختم نبوت کے دشمنوں نام کے احمدیوں نے اس وقت کیا ہے۔ حضرت اقدس نے تو بباعث بسطت فی العلم کے ایسا خیال نہ کیا بلکہ تاویل کی اب اگر حضرت اقدس کے الہامات اور مکاشفات کو جنہیں نبی اور رسول کا لفظ ہے ظاہر پر ہی حمل کرنا ہے تو اپنے کشف میں اپنے آپکو خدا بھی دیکھا تھا۔ پھر خدا بھی سمجھو اور آپ کو خدا بھی مانو پھر انت منی بمنزلہ ولدی الہام کی طرح ولد اللہ بھی مانو اسی لئے حضرت صاحب نے جہاں ایسے الفاظ الہام کے ہیں استعارہ اور مجاز میں معنی کرنے

بتلائے ایسا ہی جہاں نبی اور رسول کا لفظ آیا وہاں بھی استعارہ اور مجاز میں ہی معنی کرنے بتلائے اور انہی کتابوں میں یہ کلمات بار بار لکھے کہ۔

۱۔ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ درجہ یہ کہ

۲۔ اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ الوصیۃ صفحہ ۱۱۔ اور

۳۔ [illegible] یہ نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے بجز اس کے [illegible] کچھ نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے اور چونکہ محض ظل ہے [illegible] اس لئے آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سے کچھ کسر شان نہیں" اور فرمایا

۴۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔

۵۔ خدا نے میرا نام بطور مجاز کے نبی رکھا ہے نہ بطور حقیقت کے۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۵

۶۔ خدا نے میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا۔ براہین پنجم

۷۔ اپنی جماعت کے دن رات کے معمولی محاورات میں نبی اور رسول کا لفظ میری نسبت استعمال نہ کیا جائے۔ مکتوب مندرجہ ۱۹۰۹ء اگست الحکم

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا کیسی بیحیائی ہے کہ پیرو مرشد جو امام وما مور مسیح موعود مہدی معہود ہے۔ وہ تو یہ فرماتا ہے اور یہ اس کے تابع پیرو کہتے ہیں کہ وہ ایسے نبی ہیں کہ جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ [illegible] کیسے ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑ گئے ہیں اور تعصب او ضد اور نفسانیت کی وجہ سے یہ [illegible] اندھے اور بے باک ہو گئے ہیں کہ مسیح موعود کے اقوال کو بھی قبول نہیں کرتے اور رد کر دیتے ہیں [illegible] نبوۃ مسیح موعود کو اسلام میں داخل ہونے کا ایک اصل قرار دیا گیا [illegible] سمجھنے کے باعث ہی اس وقت ان احمدیوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں جنہوں نے حضرت غلام احمد مسیح موعود کو درحقیقت ایک مستقل نبی اور قادیان کو واقعہ میں ارض حرم [illegible] ہے اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے [illegible] لوگوں کو موقع ملا ہے کہ وہ احمدیت کو ایک نیا دین اور حضرت غلام احمد مہدی معہود کو [illegible] قادیان کو احمدیوں کے حج کی جگہ قرار دینے میں ہم کو مورد اعتراض ٹھہراویں۔ سوچا تو یا [illegible] مسیح موعود کو حقیقی نبی بنانے کا [illegible] دوسرے مسلمانان جہان کو کافر اور دائرہ اسلام سے [illegible] خلافت احمدیہ قائم کرنے کے لئے پیچھے سے بنایا گیا ہے حضرت صاحب

کی زندگی میں تو کسی نے کبھی بھی نہ لکھا اور نہ کہا کہ ہم بھی درحقیقت حضرت صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ جانتے اور مانتے ہیں بلکہ حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں بایں الفاظ اس کی تردید فرمائی ہے "صاحب الفاف طلب ..... ایک طرف تو ..... نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں؟

اللہ اکبر کہاں حضرت اقدس کی یہ تعلیم اور کہاں آج یہ غلو اور انتہا درجہ کی بے راہی میں نے قرآن مجید میں پڑھا ہے لا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون اسلئے عزت کی خواہش اور طعن اور ملامت سے بچنے کی آرزو مجھے سچ کہنے اور حق لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی نہ مداہنت کر کے جھوٹی تعریف کی تمنا میرے اندر پیدا ہوسکتی ہے مجھے اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں ان سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کی طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں ان کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا میرے ایک محب تھے جو اسوقت مولوی فاضل بھی ہیں۔ اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہل بیت مسیح موعود میں سے ہونے کی ان کی نسبت تھی وہ سب جاتی رہی اور اس وقت مجھے بقول شخصے یہ شعر یاد آگیا ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(باقی آئندہ)

ایک مخلص کا خط حضرت امیر کے نام

حضرت مولوی صاحب قبلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اعلان مرقومہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء
پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ حامیان وسازندگان خلافت کی درایت فراست کو کیا ہو گیا ہے حضور
اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات ہوگی کہ بیعت کنندہ اپنے مطاع و پیرو مرشد کے دو بڑے بڑے
اجزا و اصول ایمان کا منکر و مخالف ہو کر بیعت کرے واللہ اگر میں ایسا مرید ہوتا تو مجھ سے بڑھ کر
منافق دنیا بھر میں کوئی نہ ہوتا حضرت میاں محمود احمد صاحب کے مرید بھی کم از کم جو صدر جب کی
خوشامد و خوش اعتقادی تو ضرور حاصل ہونگے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ میاں صاحب خود اعلان
کر دیتے کہ میں نہ تو مرزا صاحب کو عیسیٰ۔ محمدؐ وغیرہ انبیاء کی طرح رسول و نبی مانتا ہوں۔ نہ
غیر احمدی مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہوں میاں صاحب تو بھولے در سمجھتے ہونگے۔ لہٰذا ہم نے
ایسا جان کر مرتبہ پابند کیا۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ آپنے سلسلہ کی بیخ کنی کی بنیاد ڈالدی ہے۔

ہاں۔ دنیاداری کے لحاظ سے بڑی عقلمندی و ہوشیاری کی کہ خلافت باصاف
صاف الفاظ میں گدی کو اپنے خاندان میں منتقل و محفوظ کر دیا۔ اور آئندہ کیلئے تو مخالفین کو
بھی تجربہ ہو چکا اور معاونین کو بھی۔ جو مخالف ہونگے وہ کافر منافق۔ ابلیس سمجھے جاکر
بے حرمتی سے نکالے جائینگے۔ معاونین۔ پرانندگان۔ پانچ پانچ سو روپے کے انعام پائینگے
فضل عمر۔ فضل عمر۔ کہنے کو تو کسے بھی کہہ لو۔ آزادی ہے۔ مگر یاد ہے کہ عمر بن خطاب رضؓ کو
مبائعین نے مر اجلاس کیا کہا تھا کہ تکلے کی طرح تیرے بل نکال لینگے اور اس پر عمر کیا خوش
ہوا تھا۔ کیا آپ کے فضل میں بھی کوئی ویسی صفت ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

میاں صاحب کے مریدوں نے تو ہاں میں ہاں ملانے میں زمین و آسمان کے قلابے ملادئے میں
صاحب چند سال میں جب ان دل سوز عقاید کی خبر عوام میں ظاہر ہو گئی تو پھر مرزا صاحب
کو مسلمان جیسا سمجھیں گے معلوم ہو جائیگا۔ مسلمانوں نے اسلام کا عاشق محمد کا عاشق سمجھ کر
خادم اسلام سمجھ کر مرزا صاحب کو قبول کیا ہے جب یہ قلعی کھلی کہ یہ تو در پردہ محمد سے بڑی
دشمنی کی گئی ہے۔ اوس کی عزت عظمت حرمت خاک میں ملائی گئی ہے۔ تو ایک دم مسلمان
چونک پڑینگے۔

میں نے حضرت صاحب کی بہت کتابیں پڑھی ہیں اُنہوں نے نہ کبھی اپنے نام کے

ستعارۃً رسول ونبی لکھا نہ کبھی نبوت و رسالت کا حسب دعویٰ میاں صاحب دعویٰ کیا۔ ہاں بروزی رسالت و نبوت جس کے معنی ہیں مکالمہ الٰہیہ کیا اور یہی سوائے نبوت و رسالت اصلی امت محمدیہ کے بے شمار افراد کو مل چکی ہے اور ملتی رہے گی۔ پاں مرزا صاحب نے تو صاف صاف الفاظ میں ... ولایت اور کثرت مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کیا ہے۔ ... مسیح کے مسئلہ کے رد او مسیح کی آمد ثانی کے رد میں یہ لکھتے رہے ہے کہ محمد احمد عربی صلعم کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا ہرگز جائز نہیں اسمیں محمد عربی کی ہتک ہے اور خاتم النبیین کی علو شان کے منافی ہے لا نبی بعدی کی حدیث صحیح باطل ہوتی۔ افسوس آپ لوگوں کی طرف دلایل حقہ و صحیح قاطعہ کا جواب لعنتوں تکفیروں ناپاک الفاظ منہ درازی ابلیس منافق کے سوا کچھ نہیں دیا جاتا۔ گویا وہ آپ سنتے ہی نہیں۔ براہ غریب نوازی فی سبیل اللہ اس سوال کا جواب تو میاں صاحب سے لکھا بھیجیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

قرآن کریم و خاتم النبین کے بعد کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱

اگر مرزا صاحب عیسیٰ و محمد جیسے رسول تھے تو عیسےٰ اور محمدؐ کے ساتھ تو سلسلۂ وحی رسالت تھا مرزا صاحب نے سلسلہ وحی رسالت کو مسدود بیقین فرمایا ہے اس لئے وہ خود مدعی وحی رسالت نہ تھے اگر تھے تو ثبوت دیا جائے۔ ورنہ مرزا صاحب ان جیسے رسول نہ تھے بلکہ استعارہ کے طور پر باصطلاح صوفیا کرام انہوں نے رسول و نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی عبارت کو مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے مختصر رسایل میں سے رسالہ ع۲ جس کا نام حضرت مرزا صاحب کا مذہب ان کے اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ مگر اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو افترا حضرت مرزا صاحب پر کیا گیا ہے اس سے ہرگز ہرگز مرزا صاحب کا یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا مگر اب کہیں مفتی صاحب مانیں گے کہ مرزا صاحب کا مذہب یہی تھا جو میں نے ازالہ اوہام سے ثابت کیا تھا۔

خدا کی شان شیعہ لوگ بھی یہی کہتے ہیں رسول کریم صلعم اتنی مدت محنت تکلیف اٹھا اٹھا کر صرف چند معدودہ آدمی مومن بنا گئے تھے۔ باقی سب کافر تھے۔ اب جب

باعتقاد میاں صاحب بجز اُن کے چند معدودہ مریدوں کے کروڑوں مسلمان احمدی غیر احمدی سب کافر ہیں۔ تو پھر مرزا جی بھی خوب مہدی ہوئے کہ بیچارے مسلمانوں کو تو یہی غم روز بروز کھا رہا تھا کہ پادریوں آریوں کے ہاتھوں سے ارتداد رہا کم بخش مسلمان مرتد ہو عیسائی آریہ بن رہے ہیں مگر مسیح صاحب نے تو آکر اسلام کا ستیاناس یعنی صفایا ہی کر دیا۔

پہلے بھی عشق میں نہ تھی کچھ قدر و منزلت
پر شب کی منتوں نے ڈبو دی رہی سہی

اب میاں صاحب تو جی میں خوش ہو رہے ہیں کہ بہت لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے آج مفتی صاحب نے فلاں شہر سے بیعت نامہ لکھا بھیجا۔ کل نواب خان نے کئی لوگوں کے دستخط کرا بھیجے۔ مگر دنیا گذشتنی گذاشتنی ہے آپ کے کارنامے اور عقاید دنیا میں جو نتیجہ پیدا کریں گے وہ آنے والے مسلمان وغیرہ دیکھ لیں گے۔

خدا خود سوزد آں کرم دلی را
کہ باشد از عدوانِ محمد

والسلام
۱۹ ستمبر ۱۹۱۴ء

خاکسار خلیفہ محمد صدیق احمدی۔ رانی پور شریف
ریاست خیرپور میر

کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم حضرت مسیح موعود کو کہا منقول اخبار الحکم نمبر ۱۷۔ جلد ۳۔ ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳ زیر عنوان "کلمات طیبات امام الزمان" فرمایا اویس قرنی کیلئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آ سکتا .... میں دیکھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو اس ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں "

نوٹ: یہ ہیں حضرت مسیح موعود کے منہ بولے الفاظ جن سے آپکے مرتبے کا پتہ لگتا ہے۔

اسمہ احمد کی پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں

(از جناب مولوی محمد حسین صاحب حکیم حاذق قریشی وزیر آبادی)

من از بہد رویت گویم تو ہم خود فکر کن یارے — خدا ابر ایں روز است آدانا و ہشیارے

آج الفضل مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۱۴ء اتفاقاً میری نظر سے گذرا جس میں ایک صاحب کا مضمون ہیڈنگ احمد نبی اللہ اور جس کا لب لباب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے اپنے مثیل کی پیشین گوئی کرتا ہے اور الفضل صاحب کا ریویو کہ خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کا فرمودہ نوٹ درس قرآن میرے قرآن کے حاشیہ پر مندرج ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد اس جگہ مسیح موعود علیہ السلام ہی ہے اور کوئی نہیں یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا ناچار مصداق ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — اگر خاموش بنشینم گناہ است

نامہ نگار صاحب نے پیر پرستی کی آڑ میں مسیح موعود علیہ السلام کو تو درکنار اطیعوا اللہ اطیعوا الرسول کو بھی بالائے طاق رکھ کر اپنا اور پیر صاحب کا خوب ہی سر کیا۔ اگر بفرض محال یہی لیا جاوے کہ موسیٰ نے اپنے مثیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام اپنے مثیل مسیح موعود کی پیشگوئی کی ہے تو خاتم النبیین والی آیت کس پر صادق آسکتی ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی کے کیا معنی ہونگے۔ نامہ نگار صاحب انہیں بھی کسی وقت مفروضی بتا دینگے۔ اگر اسمہ احمد مسیح موعود ہیں تو خاتم النبیین تو ابھی آنیوالے ہونگے۔ کیونکہ یہ سلسلہ ابھی ابتدا میں ہے نامہ نگار صاحب کا ایسا اعتقاد قرآن احادیث اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات بابرکات پر حملہ ثابت کرتا ہے مسیح موعود تو آخر دم تک آنحضرت کے غلام کہلاتے رہے اور نبوت سے علانیہ گریز ہی کرتے رہے اور غلامی کا ڈنکا ہی چار کوٹ میں بجاتے رہے مگر شاباش کہ ایسے لوگوں نے اپنی کم فہمی میں کی کسر باقی نہیں رکھی الفضل صاحب ذرا اپنے وزیر اعظم اکمل صاحب کے والد ماجد فاضل امام الدین گولیکی کا آٹیکل بطور سوال و جواب مندرجہ بدر ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء جلد ۴ نمبر ۳۷ کو ملاحظہ فرما لیتے۔ یا کم از کم اپنے معتمد علیہ جناب صاحب کے الحکم نمبر ۲۱ جلد ۵ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۱ء کو جو مومی الیہ نے ایڈیٹر نیر اعظم مراد آباد کے خلاف میں لکھا تھا جس ایڈیٹر مذکور نے خلق اللہ کو بہکانے اور فتنہ برپا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا) دیکھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے حضرت اقدس نے صاف بلکہ صاف صاف عربی میں لکھ دیا ہے ؎ من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم ہستم و از خداوند منذرم

نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی یہ دلیل دی ہے کہ
انہوں نے مثیل مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب
کو اتنا بھی علم نہیں کہ آج تک کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ وہ مہدی موعود کو نبی مانتا ہو یا مسیح موعود
کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا ایڈیٹر صاحب
جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں کیا وہ نبی ہونگے اگر وہ نبی ہونگے تو لا نبی بعدی کے کیا معنی
ہونگے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے کیا معنی ہونگے یہی تو بات
ہے کہ جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات
کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں
بہت بڑا زور دیا ہے افسوس تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان عبارتوں کو پڑھا تک نہیں نبی اللہ
کے مدعی صاحب دیکھ لیں + میں نے مولوی نور الدین صاحب مغفور و مرحوم کے فرمودہ نوٹ
درس قرآن مجید کے متعلق جو نواب صاحب کے طبع و جمع کردہ تفسیری رنگ میں علی العموم یکجا رہیں
اسمہ احمد کے متعلق حقیقت میں خوب غور سے پڑھے ہیں اسمیں اسمہ احمد بجز ذات بابرکات سرور کائنات
محمد رسول اللہ کے کسی بدو و حشر پر بولا تک نہیں گیا۔ ایک باخدا انسان پر جسے آپ نے بھی مہدی
تسلیم کیا ہو اور اُستاد بھی ہو اس پر بہتان اور افترا ٹھیک نہیں مجھے ایک ضرب المثل جو میرا
چشم دید واقعہ ہے یاد آگئی ہے کہ ایک مولوی صاحب منبر پر چڑھ کر وعظ فرما رہے تھے کہ
پیر صاحب کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا ثواب ہے اور صحیح مسلم میں بصراحت مندرج ہے یہ سنکر
پیر پرست سامعین خوش ہو رہے تھے کہ دفعتہً ایک پرانا وہابی جو بڑھئی کا کام کرتا تھا کہیں سے
صحیح مسلم لے کر موجود ہوا اور مولوی صاحب سے عرض کیا یہ صحیح مسلم ہے اس میں دکھا دیں
خطیب صاحب خفا ہو کر کہنے لگے کہ۔ بے جا کنتوں وہابیوں کی کتاب ہے یہ میری کتاب میں مندرج
ہے یہ ریویو بھی خدا کرے کہیں از یں قسم نہ ہو۔ اب میں ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود کے فرمودہ
الفاظ اسمہ احمد ... کے متعلق مندرجہ الحکم ... جلد ۵ مطبوعہ ۱۳ جون ۱۹۰۱ء ہدیہ ناظرین
کرتا ہوں تاکہ ہر ایک فرد بشر پر روشن ہو جاوے اور الفضل کا دعویٰ کیا ہے کہ ... دیا
لوگوں نے جو اپنے نام حنفی اور شافعی رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں حضرت رسول کریم صلعم
کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم آں حضرت کا اسم اعظم محمد صلے اللہ علیہ وسلم
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسما مثلاً حی قیوم۔ رحمٰن۔ رحیم وغیرہ

ا موصوف ہے حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا یاتی من
بعدی اسمہ احمد۔ بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا یعنی میرے اور اسکے
درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ
والذین معہ اشداء الخ میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ
کیا ہے جبکہ ہجرت سے مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے حضرت
موسےٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتلایا صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ
میں تھے اور حضرت عیسےٰ نے آپ کا نام احمد بتلایا کیونکہ وہ خود بھی جمالی رنگ میں تھا اب
چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اسلئے اس کا نام احمدی ہوا ایسا ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کے دو نام تھے محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہوسکتے ہیں۔
محمدی اور احمدی۔ محمدی جبکہ جلال کا اظہار رہا اور احمدی جبکہ جمال کا اظہار رہا الفضل صاحب تو
اس کے معتقدین خود اپنے مسیح موعود کے تناقض کیا کچھ نکال رہے ہیں۔ اگر اس سے بھی آپکی
تسلی نہ ہوئی تو انشاء اللہ ایک مبسوط مضمون لکھونگا۔ فافہموا یا اولی الالباب۔

خط وکتابت

خط ۔ ۴

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ سیدنا حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب
مرحوم مغفور نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان پہ اخویم شیخ محمد جان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ
وزیرآباد کے مندرجہ ذیل استفسار پر اپنے قلم سے مندرجہ ذیل سطور لکھدیں۔ یہ نقل اس کی
مطابق اصل ہے اگر عکس کی ضرورت ہو تو اصل شیخ محمد جان سے منگالیں۔ راقم قمرالدین از جہلم۔

سوال۔ بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور اگر کوئی حضور کے
مریدوں میں ہوکر حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ نہ مانے تو اس کے ایمان میں کوئی نقص ہے
یا نہیں۔ ایک سائل کا یہ سوال ہے اس پر کچھ فرمایا جائے۔ خاکسار محمد جان ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء
سیر آپنے فرمایا اگر کسی کے پاس قلم دوات ہے تو کسی نے پاس سے کہا کہ حضور میرے پاس پنسل ہے آپنے فرمایا کہ مجھے قلم دوات چاہئے
جب قلم اور دوات آئی تو آپنے فرمایا جواب منجانب حضرت خلیفۃ المسیح مسئے وقت حضرت نورالدین قلم جاتا ہے میری سمجھ آئے
بلکہ کسی عقیدہ میں قول نہیں قرآن کریم نص حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھو اگر کسی کی
تحقیق اس کے خلاف ہے تو وہ معذور ہے یہ میرا خیال ہے۔ نورالدین

خط ۵

اخی المعظم جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں آپ کا از حد ممنون ہونگا اگر آپ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مجھ کو ارسال فرماویں گے۔ کیونکہ ان سے میرے خیالات پر بہت عمدہ روشنی پڑیگی۔ جس کی خدا وند عالم آپ کو جزا دیگا۔ اگر کسی کو سیدھے راستہ پر لگا دینا ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اور نیز آپ پر بخوبی واضح ہو کہ عاجز فائدہ اٹھانے کی غرض سے آپ کو تکلیف دیتا ہے۔

(۱) جناب مرزا صاحب (مرزا غلام احمد صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر بزرگان دین جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی جزوی نبی ہیں یا نہیں۔ یعنی جیسے حضرت مرزا صاحب نبی تھے خواہ وہ جزوی نبی ہوں یا ظلی یا مستقل یا غیر مستقل تشریعی یا غیر تشریعی۔ جن معنوں میں بھی نبی تھے ایسے ہی دیگر مجددان دین یعنی عبدالقادر جیلانی و خواجہ معین الدین چشتی و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی ویسے ہی جزوی یا ظلی یا بروزی یا غیر تشریعی نبی تھے یا نہیں۔ اور نیز کوئی غیر مستقل نبی مستقل نبی پر فضیلت رکھتا ہے یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نیک اعمال بجا لاتا ہے مگر حضرت مرزا صاحب کو اُن کے دعوے میں جھوٹا جانتا ہے اور ان کو نہیں مانتا تو آیا وہ قیامت کے روز بوجہ نہ ماننے حضرت مرزا صاحب کے قابل مواخذہ ہو کر سزا کا مستحق ٹھہریگا یا نہیں۔ اور شخص سزا پانے والا سزا کو بھگتنے کیلئے دوزخ میں جائیگا۔ یا سزا خانہ بہشت ہے۔

(۳) خاتم الخلفاء کے معنی کیا ہیں۔ اور نیز لفظ خاتم جو الخلفاء کے ساتھ ہے اور لفظ خاتم جو خاتم النبیین کے ساتھ ہے۔ یہ دو لفظ خاتم ایک ہی معنی رکھتے ہیں یا الگ الگ اور حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی خلیفہ مامور من اللہ ہوگا یا نہیں۔

(۴) اگر کوئی غیر احمدی احمدیوں کو کافر نہ کہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کو اُن کے دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہو۔ اور اُن کو نہ مانتا ہو۔ تو اُس کے پیچھے آپ نماز پڑھ لینگے یا نہیں۔ احمدیوں میں وہ رشتہ داری کر سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ مگر رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں ہے تو آیا وہ توحید کامل پر ایمان رکھتا ہے۔ یا نہیں۔

(۶) لارڈ ہیڈلے یا اور لوگ جو خواجہ صاحب کے ہاتھ پر یورپ میں مسلمان ہوئے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر نہیں مانتے ہیں تو کامل مسلمان ہیں۔ یا ناقص۔ اگر ناقص ہیں۔ تو اس نقصان کی کمی کو پورا کرنے کے لئے جو فرضاً اس وقت اگر اُن میں سے کوئی اس حالت میں مر جائے

خدائی ہسپتال میں جہاں مریض شفا پاتے ہیں، اُن کو کچھ دنوں تک رہنا پڑیگا - یا نہیں - اور حضرت مرزا صاحب کے
نہ ماننے والے کذبوا بآیات اللہ کی وعید کے نیچے ہیں یا نہیں -

(۴) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو
اُس نبی کی جامع اور مانع تعریف سے عاجز کو مطلع کیجئے - اور کس قسم کا نبی نزول مسیح کے بعد ہو سکتا ہے -

(۵) نبی سے یہ مراد ہے کہ نہیں - وہی وجہ ہے جس کو بہت شرف مکالمہ اور مخاطبہ خداوند عالم سے حاصل ہو
اور اصلاح خلق پر مامور کیا گیا ہے) پس جس کو یہ دو نو وصف حاصل ہیں - وہ نبی ہے - اگر یہ تعریف غلط ہو
تو جناب نبی کی جامع تعریف سے مجھ کو مطلع کریں -

آپ کو اُس خدائی قسم ہے جس نے سب کو پیدا کیا - اور ہر ایک چیز کو اس کے کمال تک
پہنچنے کے لئے راہ بتلائی - کہ آپ مجھ کو ان سوالات کے جوابات مفصل بہت جلد مطلع کریں +

وحید الدین احمد [illegible] سائیکل مارٹ [illegible]

جواب سوال اول - امامنا حضرت غلام احمد [illegible] علاوہ [illegible] اکثر
سید عبد القادر جیلانی حضرت مجدد الف ثانی [illegible] جزوی نبی ہوئے ہیں حضرت صاحب بھی
ان کاملین آئمہ اولیا خلفا میں سے ایک تھے حضرت صاحب کی نبوت میں اور اُن کاملین امت
محمدیہ کی نبوت میں کوئی فرق نہ تھا - جن معنوں میں امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں نبوت ہے اُنہی
معنوں میں حضرت صاحب نبی تھے - اگلے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہرگز نبی اور رسول
نہ تھے نبوت کے لئے حضرت صاحب کی کتابوں کی یہ عبارتیں کافی شہادت ہیں پہلی شہادت
خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت
تک اتم درجے تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے
معنی اتم اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ اُن کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت
کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل
طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اُن کو نصیب ہوا - پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود
امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ
نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے - الوصیت صفحہ ۱۱ -

اس عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جس رنگ میں حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ
کو امتی اور نبی فرماتے ہیں اُسی رنگ میں اس امت کے بعض افراد بھی تھے -

دوسری شہادت مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸۔

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظلی نبوت کے معنی بھی فرما دئے ہیں اور فرما دیا ہے کہ یہ نبوت قیامت تک امت محمدیہ میں رہیگی۔

اب یہ کہ اگلے نبیوں کیطرح کی نبوت اور رسالت حضرت اقدس کی نہ تھی اس کے ثبوت میں یہ عبارتیں پڑھ لینی کافی ہیں۔

(۱) ما نعني من النبوة ما يعنى في الصحف الاولى (ستفتا حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷) یعنی ہماری مراد نبوۃ سے وہ نبوت نہیں جو صحف اولی میں مراد لی گئی ہے۔ (۲) کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا مگر میں امتی ہوں ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ صفحہ ۱۸۰۔ (۳) اس کا دعویٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا، کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ الوصیۃ صفحہ ۱۱

ان عبارتوں کے پڑھنے کے بعد اس بات کا کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ جتنے کامل امت محمدیہ میں ہوئے وہ حضرت اقدس کی طرح ہی ظلی بروزی جزدی اور مجازی نبی یا دوسرے لفظوں میں امتی نبی تھے مگر حضرت اقدس مسیح موعود تھے وہ مسیح موعود نہ تھے جیسے آنحضرت صلعم کی نبوت اور پہلے نبیوں کی نبوۃ میں بلحاظ نبوت کوئی فرق نہ تھا مگر ان میں سے کوئی خاتم النبیین تھا اور نام لیکر سوائے آنحضرت صلعم کسی نبی کی پیشگوئی نہیں کی گئی تھی بعینہٖ اسیطرح نام لیکر حضرت مسیح موعود کے لئے ہی پیشگوئی کی گئی۔ اسلئے ہمارا ایمان ہے کہ امت محمدیہ میں جسقدر امام جس قدر مجدد اور کاملین جس قدر اولیا اور محدثین اور جس قدر خلفا اور مامورین ہوئے ان سب میں ہمارے حضرت مسیح موعود کا مرتبہ اور شان سب سے بڑھے تھے۔ غرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو یہ صحیح ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اور مسیح موعود کے لئے یہ صحیح ہے کہ بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر کیونکہ بعد از نبی سب سے بڑا کام حمایت دین اسلام اور کسر صلیب کا مسیح موعود کے ہی ہاتھ سے ہونا مقدر تھا نہ کسی اور کے ہاتھ سے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کوئی غیر مستقل نبی مستقل نبی پر فضیلت رکھتا ہے یا نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں بعض صورتوں میں فضیلت رکھ سکتا ہے بلکہ حضرت اقدس نے تو اپنے آپ کو بھی جو ایک غیر مستقل نبی ہیں مستقل نبی پر کلی صورت میں فضیلت رکھنا بتلایا ہے

جیساکہ آپ فرماتے ہیں :۔

"اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدانے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے" حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰۔

اور پھر بالآخر اپنی ہی فضیلت نہیں فرمائی بلکہ اُمت محمدیہ کے کاملین کو بھی مسیح پر فضیلت دی ہے جیساکہ فرمایا۔

میں اسقدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش رہی ہے اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰

اور پھر یہی نہیں بلکہ اس کی اور زیادہ توضیح فرمانے کے لئے ایک اور مثال اسی قسم کی کہ ایک نبی پر غیر نبی کو کس طرح فضیلت ہو سکتی ہے اسی طرح فرمائی ہے۔

"خدا تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جنکو خدا تعالےٰ نے توریت دی اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی اُن کا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کتے کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی وہی موسیٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور ان غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فوجدا عبداً من عبادنا آتیناہ رحمۃً من عندنا وعلمناہ من لدنا علماً" حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۳۔

سوال دوم کا جواب۔ جو شخص حضرت اقدس مرزا صاحب کو اُن کے دعوے میں جھوٹا جانتا ہے اور اُن کو جھوٹا جان کر نہیں مانتا وہ ہمارے نزدیک فاسق ہے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں اس کو قیامت کے روز بوجہ نہ ماننے مسیح موعود کے ضرور مواخذہ ہوگا اور وہ سزا کا بھی مستحق ضرور ہے کیونکہ اُس نے حضرت نبی کریم کی پیشگوئی کی بھی تکذیب کی اور حکم واتبع سبیل من اناب الی اور کونوا مع الصادقین کی خلاف ورزی بھی کی اس لئے وہ آیت افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لا یستوٗن کے ماتحت ماننے والوں کے برابر کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔ ہاں چونکہ حضرت اقدس کوئی صاحب شریعت نبی نہ تھے اور نہ ہی بغیر شریعت کے نبی تھے۔ جو احکام جدیدہ لاتے ہیں صرف جزوی یا ظلی نبی تھے اس لئے آپ کا

منکر جزوی کافر ہے نہ کہ کلّی کافر یعنی دائرہ اسلام سے خارج چنانچہ حضرت اقدس نے بھی اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا ہاں بد قسمت منکر جو ان مقربان الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نور ایمان اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے الخ

تیسرے سوال کا جواب خاتم الخلفا کے وہی معنی ہیں جو حضرت صاحب نے اپنی کتابوں میں فرمائے ہیں کہ میں سب سے آخری خلیفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوں اور یہ آیت استخلاف سے استدلال فرمایا ہے کما استخلف الذین من قبلھم سے بتلایا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کا سب سے پہلا خلیفہ یوشع بن نون ہوا اسیطرح آنحضرت کا سب سے پہلا خلیفہ ابوبکر ہوا اسیطرح مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ کا آخری خلیفہ ہے اسیطرح میں آنحضرت صلعم کا آخری خلیفہ ہوں۔ اس استدلال پر آپنے اپنے آپکو خاتم الخلفا کہا ہے کسی الہام الٰہی کی بنا پر اپنے آپ کو خاتم الخلفا خاتم الاولیا نہیں فرمایا کہ ہم اس بحث میں پڑیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی خلیفہ یا ولی ہوگا یا نہیں گر آپ کے بعد کوئی خلیفہ ہوگا تو آپ جیسا ہوگا۔ یعنی ظلی نبی اور مامور ہوگا۔ وہ محمد رسول اللہ کا خلیفہ کہلائیگا نہ کہ حضرت مرزا صاحب کا کیونکہ آیت استخلاف حضرت نبی کریم پر ختم ہو گئی ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب پر۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ یہ دونو خاتم ایک ہی معنی رکھتے ہیں یا الگ الگ اس کے متعلق صرف اتنی عرض ہے۔ کہ خاتم الخلفا اور خاتم الاولیا کے یہ معنے تو ہرگز نہیں ہو سکتے کہ محمد رسول اللہ صلعم کو خدا نے افاضۂ کمال کیلئے جو مہر دی تھی جس کے معنے یہ تھے کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہی خلافت محمدیہ کی بنیاد تھی وہ مہر اب حضرت مرزا صاحب کے آنے سے چھینی گئی اور خدا نے اپنے وعدہ کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ مہر جو افاضۂ کمال کے لئے آپ کو ہمیشہ کے لئے دی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کو نہیں دیدی جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ کہ آپکے فیض کی برکت نبوت کے مقام تک

پہنچ سکے اور ظلی نبی ہونے کی صورت میں خلیفۂ رسول اللہ صلعم بھی کہلا ئے۔ یہ اعتقاد انسان کو کفر تک پہنچانے والا ہے گویا کہ قوت قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہاں آکر ختم ہوتی ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ اسی لئے حضرت صاحب نے یہ معنی خاتم الخلفا کے کہیں نہیں فرمائے کہ اب میری مہر سے خلیفہ ہؤا کرینگے۔ کیونکہ اگر اب حضرت صاحب کی مہر سے خلیفہ ہونگے تو سوال یہ ہے کہ کیا اب خاتم النبیین کی مہر کا افاضہ کمال پیچھے رہ گیا ہے یا آئندہ بھی فیضان جاری ہے۔

چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم جہاں جہاں حضرت اقدس مرزا صاحب پر کفر کا فتوےٰ ہے یعنی جن جن ملکوں کے مفتیوں یا علمائے نے حضرت اقدس پر کفر کا فتوےٰ لگایا ہے اُن ملکوں میں کسی غیر احمدی کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہیں پڑھینگے۔ ہم تو اگلے خلفا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے منکروں یعنی شیعوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ تو حضرت مرزا صاحب کو خلیفہ رسول اللہ صلعم جان کر آپ کے نہ ماننے والوں اور کافر کہنے والوں کے پیچھے نماز کیونکر پڑھ سکتے ہیں۔ میرا مذہب تو یہی ہے کہ احمدی غیر احمدی بیوی تو کر سکتا ہے مگر احمدی خاتون غیر احمدی خاوند نہیں کر سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا خاوند حضرت اقدس مرزا صاحب کا دشمن ہی ہو۔ تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی غرض سے ایسا کرنا جائز نہیں ہے نہ کوئی شرعی حکم یا آسمانی وحی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔

پانچویں سوال کا جواب جو شخص لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ مگر رسالت محمد رسول اللہ کا قایل نہیں وہ کافر ہے اس کا توحید پر کوئی ایمان نہیں کیونکہ اللہ کو صرف ایک ہی ماننا کافی نہیں بلکہ اُس کی تمام صفات پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور خدا تعالےٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی رضا کی راہیں اپنے برگزیدہ رسول پر ظاہر کرتا ہے اور اسکی تسبیح و تحمید و تقدیس ہو نہیں سکتی جب تک آنحضرت صلعم پر ایمان نہ لایا جاوے۔

چھٹے سوال کا جواب لارڈ ہیڈلے یا دیگر نو مسلموں کو صرف توحید باری تعالےٰ رسالت محمدیہ اور قرآن پر عمل کرنے کی طرف متوجہ کرنا ہی کافی ہے اس سے آگے اُن کے سامنے کوئی امر پیش نہیں کیا گیا اور یہ امر باتباع سنت نبویہ ہے اور وہ خدا کے آگے اسکے ...

باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی ہو سکتا ہے یا نہیں سو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ اگلے انبیا کی طرح کا حقیقی اور مستقل اور اصلی اور کامل نبی تو کوئی قیامت تک ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا اور اسلام میں ختم نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ باقی رہا خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت کے تحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت

کرنے کے لئے کسی کا آپ کے فیض کی برکت سے نبوت کے مقام تک پہنچا رنہ کہ نبوت کے منصب پر فائز ہونا) سو یہ امر دیگر ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اس سے کسی نبی کا آنحضرت صلعم کے بعد ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ رہی نبی کی جامع مانع تعریف جو اسلام کی اصطلاح میں ہے سو وہ بھی ہیں حضرت اقدس کی زبان مبارک سے ہی نکلے ہوئے لفظ نیچے لکھ دیتا ہوں جو وہ یہ ہیں۔ تاکہ اچھی طرح آپ کو سمجھ آجاوے۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں" میرے نزدیک یہی جامع مانع تعریف نبی کی ہے جس پر یہ تعریف صادق نہ آوے اسکو ہم نبی نہیں مان سکتے۔

ساتویں سوال کا جواب یہ ہے کہ نبی کی تعریف قرآن یا حدیث میں یہ کہیں نہیں آئی کہ جس کو کثرت مکالمہ یا مخاطبہ الہیہ ہو وہ نبی ہوتا ہے اور نہ کثرت مکالمہ کی کوئی حد ہو سکتی ہے کہ جب اتنا مکالمہ و مخاطبہ ہو تو نبی ہو جاتا ہے۔ یہ تعریف اُن لوگوں کی نسبت ایک معیار ہو سکتی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد امتی نبی یا ظلی نبی ہونے کا دعوٰے کریں ورنہ اصل نبی کی جامع مانع تو وہ تعریف ہے جو اصطلاح اسلامی ہے نہ کہ وہ جو کہ [illegible] اصطلاح کے ماتحت کوئی اصطلاح اپنی قائم کی جائے۔

خلیفۃ المسیح حضرت مولوی صاحب کا اپنی خلافت پر اپنا فیصلہ

جب صاحبزادہ صاحب کی خلافت کے موعودہ خلافت ہونے پر قرآن کریم اور حدیث شریف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے کوئی ثبوت نہیں ملتا تو حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی جماعت کے فرد کا ایک فعل کو وہ کل کے کل ہی اس میں شریک ہوں حجت شرعی نہیں ہو سکتا۔ حضرت مولوی صاحب کی خلافت کیا تھی اور کس طرح قائم ہوئی اس کو اس وقت جب احباب لاہور کے برخلاف بہت سے لوگوں نے زہر اگلا تھا خود حضرت مولوی صاحب نے عید الفطر ۱۹۰۹ء کے موقعہ پر بیان فرمایا تھا۔ یہ تقریر آپ کی بدر مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں چھپی ہوئی ہے اس تقریر کے اس حصہ پر بدر نے ذیل عنوان قائم کیا ہے۔ اور نیچے تقریر درج ہے۔

الوصیت کی تفہیم "حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے۔ وہ میں تمہیں

کھو دیکر سنا تا ہوں جسکو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر ۱۴ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہ حیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی ہی قطعی ہے پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اسطرح تمہیں اکٹھا کر دیا پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب اس تقریر سے ذیل کے امور صاف ثابت ہوتے ہیں

اول ۔ الوصیت میں کسی ایسے خلیفہ کا ذکر نہیں جیسے حضرت مولوی صاحب تھے کیونکہ فرمایا کہ اس کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا یعنی اس کا ذکر کوئی نہیں کیا۔

دوئم ۔ الوصیت کے رو سے چودہ اشخاص بہ حیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہیں بالفاظ دیگر مجلس معتمدین صدر انجمن خلیفۃ المسیح تھی پس حضرت مولوی صاحب الفاظ "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" سے جو انجمن کے متعلق حضرت صاحب نے لکھے ہیں خلیفۃ المسیح ہی مراد لیتے تھے۔

سوئم ۔ آپکی خلافت ان چودہ کی اتفاق رائے اور ساری قوم کے اجماع سے ہوئی اسلئے گویا اسے خدا نے قائم کیا پس اگر ان چودہ کا اتفاق رائے ہو اور نہ ساری قوم کا اجماع ہو۔ تو وہ خدا کی قائم کی ہوئی خلافت بھی نہیں کہلا سکتی۔ صاحبزادہ صاحب کی خلافت پر چونکہ نہ چودہ ممبروں کا اتفاق رائے ہوا نہ ہی قوم کا اجماع ہوا۔ پس وہ مرتبہ انہیں کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ہاں وہ اسی ذیل میں آسکتے ہیں جس میں باقی تین خلیفۃ المسیح جو اس وقت جماعت میں موجود ہیں۔ (ایڈیٹر)

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں

(حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں)

"اب خدا تعالیٰ کے نزولِ رحمت کا وقت ہے دعائیں مانگو استقامت چاہو درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو مدنظر رکھکر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپکی کامیابیوں کیواسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تمکو ملیگا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں

اول ۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ۔ ترجمہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو محمد صلعم کی اتباع کرو۔

دوئم ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔

سوئم ۔ موہبت الٰہی۔" انتہیٰ بلفظہ الشریف تقریر نمبر ۱۔

ہادی ہمارا

رہبر ما سید ما مصطفےٰ است

ہمارا ہادی ہمارا سردار مصطفےٰ صلعم ہے

آنکہ خدا مثل رخش نا فرید

جس کا ثانی خدا نے پیدا ہی نہیں کیا

دشمن دین حملہ برو میکند

جب کوئی دین کا دشمن اسکی ذات پاک پر حملہ کرے

آں نہ مسلمان بتراز کافر است

وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافر سے بھی بدتر ہے

جاں بشود اندر رہ پاکش فدا

میری جان اُسکی راہ میں فدا ہو جاوے

آنکہ ندید است نظیرش بہ ترش

جس کا مثل چشم فلک نے بھی نہیں دیکھا

آنکہ رہش مخزن ہر عقل و ہوش

جس کی راہ مخزن ہے ہر ایک عقل و ہوش کا

حیف بود گر بنشینم خموش

ترجمہ بڑی حیف ہے اگر میں چپ بیٹھا رہوں

گرش نبود از پے آں پاک جوش

جسے اس وجود پاک یعنی آنحضرت کیلئے جوش نہ ہو

مژدہ ہمیں است گر آید بگوش

یہی میرے لئے خوشخبری ہے اگر میں سن پاؤں

ان اشعار میں حضرت مرزا صاحبؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اپنا سردار بنا کر یہ بھی فرما دیا ہے کہ خداوند کریم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مثل اور کوئی ہم رتبہ پیدا نہیں کیا اور پھر فرمایا ہے کہ میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مژدہ نہیں کہ میری جان محمدؐ کے راستہ قربان ہو جاوے۔ سبحان اللہ کیا درد اور کیسا ایمان ہے اے مرزا تیرے پر خدا کی بیحد و بیشمار رحمتیں ہوں۔ تجھ میں وہ غیرت اسلام تھی کہ جس کی نظیر بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے دوسروں میں پائی نہیں جاتی۔ الا ماشاء اللہ۔ بیشک تو اپنے پیارے اور نہایت آقائے نامدار محمدؐ کا وفادار اور جان نثار غلام تھا تیرے کارنامے قیامت تک یادگار خلایق رہ کر تیرا نام زندہ رکھینگے جس سے ہمیشہ تیرے اس قول کی تصدیق ہوتی رہیگی جو ست بچن کے صفحہ ۲۰ پر ہے سے

آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقام شاں
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
مے ورکسیکہ نیست مرامش مرام شاں

اے مردہ دل مکوش پے ہجو اہل دل
جہل و قصور تست نہ فہمی کلام شاں

(انتخاب از دُر ثمین) خاکسار رحیم بیلے

هوالشافی

سات سمندروں کے سات موتی

یعنی

سات اجل اور حاذق حکیموں کے سات خاندانی صدری منظر مجرب نسخے

نمبر	نام	فائدہ	مقدار	قیمت
۱	مفرح یاقوتی	مفرح مقوی اعضائے رئیسہ و اعصاب	فی ڈبیہ	[illegible]
۲	جیون بوٹی	دوائے عشق و مخلوق وغیرہ	فی شیشی	[illegible]
۳	مرہم عیسیٰ	علاج ضرب و زخم و طاعون وغیرہ	فی ڈبیہ	۱۲ر
۴	اکسیر شفا آبحیات	پچاس بیماریوں کی ایک ہی دوا	فی شیشی	عا
۵	قبجنوشش	بھس۔ دھڑکا کمی خون وغیرہ کی دوا	فی ڈبیہ	عا
۶	کحل الجواہر	دوا ضعف بینائی و امراض چشم	فی تولہ	عـہ
۷	روغن دردِ گردہ	علاج سنگریزہ و ریگ گردہ و مثانہ	فی تولہ	[illegible]

میں تصدیق کرتا ہوں کہ زبدۃ الحکماء

حکیم محمد حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ نے

میرے مجربات کا بہت بڑا حصہ مجھ سے ہمراہ

درست حاصل کیا ہے — نورالدین

۵ جولائی سنہ ۲ [illegible]

المشتہر

نظیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ

لاہور نولکھا

حقیقۃ النبوت پر ایک نظر

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون
بامرنا لما صبروا وکانوا بایٰتنا یوقنون ۲۴/۳۲
القرآن المجید

مشن احمدیت مسائل احمدیت احیاء احمدیت

کا

نمبروار سلسلہ

المہدی

نمبر ۴ و ۵

محررہ صوفی حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ
مہدی منزل احمدیہ بلڈنگس
لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے
احمدیہ [illegible] پریس باہتمام [illegible] الدین
چھپا ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء مہر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علےٰ من لا نبی بعدہٗ

حقیقۃ النبوۃ

پر

ایک سرسری نظر

جناب میاں صاحب نے ایک کتاب ۳۰۰ صفحے کی "حقیقۃ النبوۃ" نام حال میں مسیح موعودؑ کو کامل اور حقیقی نبی* ثابت کرنے کیلئے لکھی ہے اور اس پر بہت طول طویل بحث کی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ حشو اور زوائد پر صفحہ کے صفحہ سیاہ کئے ہیں۔ اور مغز سخن پر ایک دو سطریں بھی اس ساری کتاب میں مشکل سے ملتی ہیں۔ حضرت امیر مجدد الدین سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے "النبوۃ فی الاسلام" نام ایک ضخیم کتاب لکھنی شروع فرمائی ہے جس کی تمہید ایک مختصر رسالہ کی شکل میں تیار ہو کر شایع ہو چکی ہے اُس میں آپ نے اس بحث کے تمام اجزا پر کچھ مختصر سا لکھا ہے۔ اور اس خوبی سے لکھا ہے کہ گویا اس راز سربستہ کی گرہ کھولدی ہے۔

مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق امور ذیل بحث طلب ہیں:۔

۱۔ نبوت کی حقیقت کیا ہے؟

۲۔ مسیح موعود کیلئے نبی ہونا شرط ہے یا نہیں۔

۳۔ نبوت تامہ کاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ملسکتی ہے یا نہیں۔

۴۔ امور غیبیہ پر اطلاع پانا۔ استجابت دعا۔ معجزات و نشانات اصلِ نبوت ہیں یا جزو نبوت۔ نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے شرایط کیا ہیں۔ نبی اور غیر نبی میں حد فاصل کیا ہے ان سوالات کا جواب میں نے از روئے قرآن و حدیث اپنی ضخیم کتاب "این النبی بعد النبی الامی" میں کافی شافی لکھ دیا ہے۔ اور وہ عنقریب انشاء اللہ شایع ہو گی مگر یہاں بھی ان سوالات کا جواب مختصراً اور تمہید کے عرض کیا جاتا ہے۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ

---

* بغیر نئی شریعت لانے کے۔

۱- نبوۃ خدا کا عطا کیا ہوا ایک منصب ہوتا ہے۔ خدا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ نبوۃ اکتسابی چیز نہیں
۲- نبی کے لئے رسالات ربی (کتاب - حکم نبوت) کا لانا شرط ہے اور یہی نبوت کی فصل اور ممیز ہے -
۳- نبی مطاع ہوتا ہے کسی نبی کا وہ مطیع اور امتی نہیں ہوتا -
۴- نبی اپنی مادری زبان میں وحی کیا جاتا ہے -
۵- نبی کی وحی متلو ہوتی ہے - وہ عبادات میں پڑھی جاتی ہے - اور اُس کا دوسرے تک پڑھنا بھی عبادت میں داخل ہوتا ہے -
۶- نبی پر جبرئیل خدا کا کلام لے کر نازل ہوتا ہے اور ہر دین کا حکم بذریعہ وحی اُس کو بتلایا جاتا ہے یعنی نبی دینی علوم اور عقائد کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرتا ہے
۷- نبی صرف اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے - لوگوں کے خیال یا اُن کے علم کا متبع نہیں ہوتا -
۸- نبی یا تو کوئی نیا حکم لاتا ہے یا پہلے کسی حکم کو منسوخ کرتا ہے - نبی پر خدا اپنے غیب کا اظہار کرتا ہے - مگر ناموس اکبر یعنی جبرئیل مع ملائکہ کی ایک جماعت کے ذریعے - تا کہ خدا کی کلام کی اصل تفہیم اور اُس کی صحیح تعلیم پہنچانے میں نبی کو دھوکا نہ لگے -
۹- نبی اپنی نبوۃ کے دعوئی میں کبھی دھوکا نہیں کھاتا - نبی کو اُس کے دعوے کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اسقدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا - اسی لئے نبی اپنے آپ کو نبی سمجھنے میں کبھی غلطی نہیں کھاتا -

ﮯ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء - جب خدا کسی آدمی سے بات کرتا ہے تو بذریعہ وحی کے کرتا ہے - یا پردہ غیب سے یعنی بذریعہ کشف کے کرتا ہے - یا رسول (فرشتہ جبرئیل) بھیجکر جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے - ان تینوں قسم کے الہام کو الہام شرعی کہتے ہیں نبیوں سے تو ان تینوں طریقوں سے کلام ہوتا ہے یعنی خدا تعالے نبی پر یا تو بذریعہ کشف کوئی بات ظاہر کرتا ہے یا نبی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات دل پر القا ہو جاتی ہے یا نبی پر جبرئیل فرشتے کے ذریعے خدا کا کلام پہنچایا جاتا ہے اس طرح پر کہ جبرئیل ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ نبی پر تجلی فرماتا اور اُس کلام کو نبی کے دل پر ڈالتا ہے اور خوب یاد کرا کر واپس جاتا ہے اور یہی وحی متلو ہوتی ہے اولیا امہ او خلفا پر جبرئیل کبھی نزول نہیں فرماتا - اسلئے انبیا کو تینوں قسم کے الہام (وحی - کشف - نزول جبرئیل) ہوتے ہیں مگر ائمہ خلفا اور اولیا کو جو انبیا کے پورے تابعدار اور سچے جانشین ہوتے ہیں پچھلی قسم کے سوا پہلی دو قسموں سے ہی حصہ ملتا ہے بند

۱۰۔ نبی حل متعلقات و معضلات دین اجتہاد سے نہیں۔ بلکہ نبوت سے کرتا ہے۔
۱۱۔ نبی کو اس کے نام کے بغیر دوسرے کسی نبی کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔
۱۲۔ نبی شعر نہیں کہ سکتا اور نبی کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ شعر کہے [۱]
۱۳۔ نبی مبعوث ہونے کے وقت ہی حقیقی نبی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شروع میں ہی نبی ہونیکا دعوے کرتا ہے۔ اور اسکا دعوے پہلے نبیوں کے خلاف نہیں ہوتا۔
۱۴۔ نبیوں میں ذریعہ حصول نبوت ایک ہی ہوتا ہے۔ الگ الگ نہیں ہوتا۔
۱۵۔ نبی ایک ہی سنت اللہ کے ماتحت آتے ہیں۔
۱۶۔ سنن الہیہ ثابتہ کے خلاف کوئی نبی نہیں آسکتا
۱۷۔ نبی لوگوں سے اپنی نبوت کا اقرار لیتا ہے۔ اور اپنی ایک امت بناتا ہے۔

دوسرا سوال یہ کہ **مسیح موعود کے لئے نبی ہونا شرط ہے یا نہیں۔** اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مسیح موعود کے لئے نبی ہونا شرط نہیں۔ اگر شرط ہوتا تو آپ جس روز مسیح موعود ہوئے تھے۔ اسی روز اپنی نبوت کاملہ تامہ کا بھی اعلان فرماتے اور سنت انبیا کے ماتحت آپ بھی نبی ہوتے۔ اور خدا اپنے قدیم قانون کے موافق آپ کو اسی طرح نبی کرتا جس طرح پہلے انبیاء کو اس نے نبی کیا تھا۔

تیسرا سوال کہ **نبوت تامہ کاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو مل سکتی ہے۔ یا نہیں۔** اس کا بھی یہی جواب ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔ اگر مل سکتی تو قرآن مجید کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا قرآن کریم میں ہونا عبث ٹھہرتا۔ اور آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں قیامت تک ہر زمانہ کے لوگوں کا نبی اور رسول صرف محمد رسول اللہ کو قرار

[۱] خدا فرماتا ہے۔ ما علمناہ الشعر۔ یعنی میں نے اس کو شعر کہنا نہیں سکھایا۔ یہاں خدا نے علمنا فرمایا اور تعلیم شعر کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اسلئے اس سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ نبی شعر نہیں کہہ سکتا یہ دوسرا امر ہے کہ کسی کی زبان پر بطور وحی خفی یا کشف کے ایک دو شعر کے قدر منظوم کلام نازل ہو مگر انبیا کو وحی متلو دیجاتی ہے۔ اس کو عبادات آلہی کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ اور نمازوں میں اسکی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور بغیر نماز کے بھی اس کا پڑھنا عبادت ہوتا ہے۔ مگر ولی یا محدث یا امام زمان یا مامور ملہم من اللہ پر جو بھی کلمہ یا کلام یعنی وحی یا الہام نازل ہو۔ اس کا پڑھنا نہ تو عبادت میں داخل اور نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز۔ اور نہ نبی کی وحی کیطرح یہ وحی متلو کہلاتی ہے۔ نبی کی وحی رسالت یعنی کتاب حکم اور نبوت لاتی ہے مگر ولی کی وحی میں یہ باتیں نہیں ہوتیں

(۱۸) انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے ہجرت کرتے ہیں جیسا کہ

دینا جھوٹ ہو جاتا۔ اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا

چوتھا سوال یہ ہے کہ امور غیبیہ پر اطلاع پانے اور استجابت دعا اور معجزات اور نشانات کا نام ہی نبوت تامہ کاملہ ہے۔ یا نبوت کاملہ اس کے سوا کچھ اور ہے۔ سو اس سوال کے جواب میں ہی یہ تمام رسالہ لکھا گیا ہے۔

سو واضح ہو کہ جن لوگوں نے حضرت امیر مجدد الدین سیدنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس کا رسالہ القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کیسے صاف لفظوں میں حضرت امیر نے اس میں لکھدیا تھا کہ امور غیبیہ پر اطلاع پانے اور استجابت دعا اور کشوف اور الہامات کے ذریعہ نشانات ہونے ہی کا نام نبوت کاملہ نہیں بلکہ یہ جزوی اور ظلی نبوت ہے۔ اور نبوت کاملہ اس کے سوا کچھ اور ہے۔ جس میں سب قسم کے کمالات نبوت وحی میں ہوتے ہیں اور وہ براہ راست اللہ تعالے سے ملتی ہے۔ اور جناب میاں صاحب سے پوچھا تھا کہ اگر وہ مسیح موعود کی کسی کتاب سے دکھا دیں گے کہ حضرت امام نے کہیں لکھا ہو کہ میں نے جو پہلے لکھا تھا کہ نبوت کاملہ تامہ مسدود ہو چکی ہے۔ اور جزوی یا ظلی نبوت کے لئے قیامت تک دروازہ کھلا ہے۔ اب مجھے وحی سے معلوم ہوا ہے کہ نبوت تامہ کاملہ ابھی مسدود نہیں ہوئی تھی۔ اور اب میرے آنے سے وہ مسدود ہوئی ہے۔ اور ظلی نبوت کے لئے بھی قیامت تک کوئی دروازہ کھلا نہیں تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایک ہی کامل نبی آنا تھا اور وہ یعنی مسیح موعود تو ہم مسیح موعود کو جزوی یا ظلی نبی کہنے کی بجائے کامل نبی مان لیں گے۔ اسکا جواب تو جناب میاں صاحب نے کہاں سے دینا تھا۔ اسی رسالہ ایک غلطی کا اظہار کے اخیر پر بحوالہ القول الفصل صلا جو لکھا گیا تھا کہ میاں صاحب حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ تو جناب میاں صاحب کو فکر پڑی کہ میرے اس عقیدہ کی نسبت لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلیں گی۔ اس پر جناب میاں صاحب اپنی جلالت میں آگئے۔ اور اپنی شان اولوالعزمی دکھلانے کے لئے ... صفحے کی کتاب بطور اعجاز صرف مسیح موعود کی اس بے نظیر نبوت کے ثبوت میں لکھ ڈالی جس کی نظیر نہ پہلے نبیوں میں ملتی ہے۔ اور نہ کبھی آیندہ ہی کسی میں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دنیا میں صرف مسیح موعود ہی ایک ایسے بینظیر نبی آئے ہیں جن کی نبوت بھی تمام جہان کے نبیوں سے الگ اور ذریعہ حصول نبوت بھی جس میں قیامت تک کوئی آپکا شریک نہیں۔ سب انبیاء سے بالکل علیحدہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی اس نئی قسم کی ظلی حقیقی اور غیر حقیقی نبوت کے ثابت کرنے کے لئے پورا زور مارا ہے۔ اور ورقوں کے ورق ہی دو متضاد شقوں کے حقیقی نبی بھی اور غیر حقیقی نبی بھی ثابت کرنے میں لکھ ڈالے۔ مگر ثابت کچھ نہیں کر سکے۔ ثابت کہاں سے کرتے۔ اگر مسیح موعود نبی ہوتے تو نبیوں کی طرح ان کی نبوت بھی ثابت ہو سکتی۔ پھر نبیوں کی نبوت کے بارے میں جو دلائل اور ثبوت قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔ وہ ان پر منطبق ہو سکتے۔ مگر جیسے کوئی کسی نبی کو خدا ثابت کرنے لگے تو اس کے خدا ہونے کے ثبوت کہاں سے لائے۔ اسی طرح کوئی مسیح موعود کو ہی نبی ثابت کرنے لگے تو اس کے کامل نبی ہونے کے ثبوت کہاں سے لائے۔ ویسے ہی جناب میاں صاحب کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کا حال ہے۔ جناب میاں صاحب نے اس میں کوشش تو بہت فرمائی ہے کہ کسی طرح مسیح موعود انبیاء کے زمرہ میں شامل ہو جاویں۔ مگر وہ اس کوشش میں سخت ناکام رہے ہیں۔ اگر مسیح موعود جیسا نبی کوئی پہلے ہوا ہوتا تو مسیح موعود اس کے مشابہ ٹھہر کر نبی ثابت ہو سکتے۔ جب کوئی اس نئی قسم کا نبی ہوا ہی نہیں تو وہ نبی کیسے ثابت ہوتے۔ مسیح موعود کو نبی ثابت کرنے کے لئے جناب میاں صاحب کو وہی مشکلات آ کر پڑی ہیں۔ جو عیسائیوں کو مسیح عیسےٰ کے خدا ثابت کرنے میں پڑی ہیں۔ نہ عیسائیوں سے دو ہزار برس میں آج تک مسیح عیسےٰ کا خدا ہونا ثابت ہوا اور نہ قیامت تک مسیح موعود کا نبی ہونا کہیں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر مسیح عیسےٰ کسی وقت خدا ثابت ہو جاوینگے تو ممکن ہے کہ مسیح موعود بھی کسی وقت نبی ثابت ہو جاویں۔ یہ دونوں باتیں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جس طرح مسیح عیسےٰ میں بشری لوازم اس کو خدا ثابت نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح مسیح موعود میں امتی ہونے کے لوازم ان کو نبی ثابت نہیں ہونے دیتے۔ جس طرح خدا اور بشریت کا مفہوم متبائن ہے اسی طرح نبی اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔ جس طرح ایک نبی کو امتی کہنا کفر ہے دیکھو براہین حصہ پنجم ص۱۹۱ "جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالیگا وہ بہداہت سمجھ لیگا کہ حضرت عیسےٰ کو امتی قرار دینا کفر ہے" کیا اسی طرح ایک امتی کو کامل نبی کہنا کفر نہیں؟ جس طرح عیسائی مجاز کو حقیقت سمجھ کر عیسےٰ مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اور عیسےٰ مسیح کے چند مبہم اور متشابہ فقرات سے اس کی خدائی نکالتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح .... جناب میاں صاحب مجاز کو حقیقت قرار دے کر مسیح موعود کو کامل نبی ثابت کرتے اور مسیح موعود کی چند متشابہ

عبارتوں سے استدلال کرکے آپ کا کامل اور حقیقی نبی ہونا مانتے ہیں۔ **جناب میاں صاحب لاکھ کوشش کریں**۔ اور لاکھوں صفحوں کی کتابیں نبوت مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے لکھا کریں۔ مسیح موعود کا واقعی نبی ہونا یا کامل نبی ہونا .... تو کہاں سے ثابت ہوگا۔ اخیر نتیجہ ان تحریرات کا ضرور یہ ہوگا کہ فرقہ محمودیہ اس گورکھ دھندے میں پڑ کر آخر قرآن اور حدیث کو خیرباد کہہ دے گا۔ اور مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ بھی تثلیث کی طرح ایک لاینحل عقدہ ہو جائے گا۔ بعینہٖ مسیحیوں کیطرح افضلیت مسیح کے مسئلہ نے آج مسیح موعود کو بھی کامل نبی بنادیا۔ آگے تو مسیح موعود کو عیسٰے مسیح سے افضل مانتے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کمتر بلکہ اس کا غلام جانتے تھے۔ مگر آج آپکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر مانا جاتا ہے۔ بلکہ عین محمدؐ یقین کیا جاتا ہے۔ کل دیکھنا کہ یہ بھی سوال اٹھے گا کہ جب الہامات حضرت مرزا صاحب کے ان کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل بناتے ہیں پھر کیوں مسیح موعود کو نبی کامل مان کر آنحضرت صلعم سے افضل نہ مانا جائے اور جبکہ مسیح موعود کا الہام بھی ہے۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعود سے افضل ہوتے تو حضور کا تخت سب سے اوپر بچھایا جاتا۔ نہ کہ مسیح کا۔ اس لئے مسیح موعود کو نبیوں کے زمرہ میں شامل کرنے کا آخری یہی نتیجہ ہوگا کہ آپ کو آنحضرت صلعم سے افضل سمجھا جاوے گا۔ ولنعوذ باللہ من ذالک۔ اور اگر مسیح موعود کو کاملین امت محمدیہ میں سے ایک فرد مانا جائے اور آپ کی نبوت جزوی یا ظلی نبوت مانی جائے۔ تب تو یہ الہام بھی صحیح ٹھہر سکتا ہے۔ ورنہ مسیح موعود کو نبی ماننے سے اسلام کی بیخکنی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علوشان کی ہتک ہوتی ہے۔ اور نہ صرف اسی قدر۔ بلکہ مسیح موعود کا نبی ماننا ختم نبوت کے بھی مخالف ہے۔ قرآن کریم کے بھی مخالف سنن الٰہیہ ثابتہ کے بھی مخالف ہے عقل و نقل کے بھی مخالف ہے۔ تمام احادیث صحیحہ کے بھی مخالف ہے خود مسیح موعود کی تمام تحریروں کے بھی مخالف ہے۔ ختم نبوت کے مخالف اس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ قرآن مجید کے مخالف اس طرح کہ قرآن کریم میں خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کے آنے کی مطلق کوئی خبر نہیں ہے۔ سنت الٰہیہ ثابتہ کے مخالف اس طرح کہ خدائے تعالےٰ نے کوئی نبی بھی آج تک ایسا نہیں بھیجا۔ جس کو مسیح موعود کی طرح نبی بنایا ہو۔ عقل و نقل کے مخالف اس

طرح کہ ہر ایک چیز ایک قاعدہ کے ماتحت چلتی ہے۔ مگر یہ نبوت جو مسیح موعود کو ملی۔ کسی قاعدہ کے ماتحت نہیں چلتی۔ احادیث صحیحہ کے مخالف اس طرح کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور آخری نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو اور یہی مطلب ہے۔ حدیث لا نبی بعدی کا۔ مسیح موعود کی تحریروں کے مخالف اس طرح کہ از ابتدا تا انتہا آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ مجھے نبوت کاملہ دی گئی ہے۔ بلکہ آخری الفاظ آپ کے اپنی آخری کتاب میں اپنی نبوت کے متعلق یہ ہیں۔ میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے۔ نہ حقیقتاً

اب جو جناب میاں صاحب ان سب بینات کے خلاف مسیح موعود کو نبی مان رہے ہیں۔ اور آپ کو کامل نبی اور عظیم الشان نبی لکھ رہے ہیں۔ ان کا اختیار ہے حضرت صاحب کو وہ جو چاہیں۔ مانا کریں۔ خدا کا نبی مانیں۔ عظیم الشان نبی مانیں۔ کامل نبی مانیں محمد رسول اللہ سے افضل نبی مانیں۔ کچھ مانیں۔ کون روک سکتا ہے۔ آخر دنیا میں مسیح اسرائیلی کو خدا ماننے والے بھی تو موجود ہیں۔ وہاں مسیح اسرائیلی کو بھی نبوت کے درجے سے بڑھا کر خدا بنایا گیا یہاں مسیح محمدی کو بھی امامت کے درجے سے بڑھا کر نبی بنایا گیا ہے۔ آخر مسیح محمدی کی مماثلت مسیح اسرائیلی سے اس رنگ میں بھی تو پیدا ہونی تھی کہ جس طرح مسیح اسرائیلی کے پیروؤں نے مسیح کی تعلیم کے خلاف دین میں ناحق غلو کی راہ اختیار کر کے اس کو نبی سے خدا بنا دیا۔ اور ضالین کہلائے۔ اسی طرح آج مسیح محمدی کے ماننے والوں میں سے بھی ایک گروہ چاہیئے تھا۔ جو حد سے تجاوز کر کے مسیح محمدی کی تعلیم کے خلاف اس کو امام کی حیثیت سے بڑھا کر نبی بنا لیتا۔ اور تشابہت قلوبھم کا رنگ اپنے اندر ثابت کر کے جس طرح عیسائیوں نے اناجیل کے چند فقروں سے ٹھوکر کھائی اور مسیح ابن مریم کے ان فقرات سے ان کو خدا سمجھ لیا۔ جو بطور مجاز یا استعارہ کے مسیح نے بولے تھے۔ اسی طرح آج بھی ان متشابہ فقرات سے جن میں نبی کا لفظ بطور مجاز کے بولا گیا آپ کو نبی سمجھ لیا۔ حالانکہ تمام کتابیں آپ کی ان باتوں سے پر ہیں۔ کہ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں اور یہ کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ کہ میری نبوۃ مجازی ہے۔ نہ حقیقی۔ اور یہ کہ خدا نے مجازاً میرا نام نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً اور یہ کہ میں نبی بمعنی پیشگوئیاں کرنے والا ہوں۔ نہ کہ بمعنی کتب مقدسہ۔ کوئی نبی ہوں یعنی کتب مقدسہ میں جن معنوں نبی کے ہیں ان سے بڑھ کر آپ کی کتابوں سے آپ کی کوئی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اب میں اس بحث کو اسوقت نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ اسوقت میرا مقصود دوسرا ہے۔ اس لئے اپنے اصلی

مطلب پر رجوع کرتا ہوں یعنی کتاب حقیقۃ النبوۃ پر ایک تنقیدی نظر کرتا ہوں۔

حقیقۃ النبوۃ کا پہلا صفحہ۔

جناب میاں صاحب اس کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں کہ آپ کو خیال تھا کہ القول الفصل کے بعد یہ بحث بند ہو جاوے گی۔ اور فرماتے ہیں کہ میرا ہی نہیں۔ بلکہ کل انصاف پسند طبائع کا یہی خیال تھا" معلوم نہیں کل انصاف پسند طبائع سے جناب میاں صاحب کی کیا مراد ہے۔ اگر صرف اپنے ہی مقلدین اور مریدین مراد ہیں اور دوسرا کوئی نہیں تو بیشک اس حساب سے کل انصاف پسند طبائع کا خیال یہی ہوگا۔ جو جناب میاں صاحب نے فرمایا ہے لیکن اگر دنیا میں کوئی اور انسان بھی انصاف پسند طبیعت رکھنے والے موجود ہیں۔ تو شاید کل کا لفظ کسی صورت میں یہاں صادق نہیں آسکتا۔ شاید جناب میاں صاحب کے کسی مرید نے کہدیا ہوگا کہ کل انصاف پسند طبائع کا یہی خیال ہے کہ اب القول الفصل کے بعد بحث بند ہو جاوے گی۔ اور اسی کو جناب میاں صاحب نے سچ سمجھ کر یہاں درج کر دیا ہوگا اور فتبیّنوا کے حکم کے ماتحت اس کی جانچ پڑتال نہ کی ہوگی۔

دوسری بات جو میاں صاحب نے لکھی ہے یہ ہے کہ القول الفصل پڑھنے والے بہت سے غیر احمدی بھی اسبات کے قائل تھے کہ اب اس بحث کا خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ یہ بھی آپکے کسی مرید کی ہی بے بنیاد بات ہوگی۔ ورنہ کسی ایک غیر احمدی کا بھی ایسا اقرار ہوتا تو جناب میاں صاحب اس کو کئی شہادتوں کے ساتھ مزین فرما کر شائع فرماتے۔

تیسری بات جو جناب میاں صاحب نے لکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض اصحاب کی مخالفت اس قدر ترقی کر گئی ہے۔ اور ان کی عداوت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ میری صاف بات بھی چیستان معلوم ہوتی ہے۔ اور میرا واضح کلام ایک پہیلی سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتا۔ مگر جناب میاں صاحب مجھے معاف فرما دیں گے۔ اگر میں یہ عرض کروں کہ جناب کی بعض باتیں چیستان اور پہیلی کا رنگ ہی اپنے اندر رکھتی ہیں۔

مثال کے طور پر میں جناب کی کتاب القول الفصل سے ایک کلام آپ کا عرض کرتا ہوں جو یہ ہے "میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں اور یہ کہ وہ میرے مخالفوں کو آہستہ آہستہ میری طرف کھینچ لائے گا یا تباہ کر دے گا۔ اور ہمیشہ میرے متبعین میرے مخالفوں پر غالب رہیں گے۔ دیکھو صفحہ القول الفصل

فرمائیے۔ جب خدا آپکے مخالفوں کو آہستہ آہستہ آپ کی طرف کھینچ لائیگا۔ یا تباہ کردے گا تو پھر ہمیشہ آپکے متبعین آپ کے مخالفوں پر غالب کیسے رہیں گے۔ جب مخالفین ہی تباہ ہوگئے۔ یا آپ کی جماعت بن گئے۔ تو آپکے متبعین کا غلبہ آپ کے کن مخالفوں پر ہوگا۔ *
العاقل تکفیہ الاشارۃ *اس الہام میں جناب میاں صاحب نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے۔

تیسری بات جس پر جناب میاں صاحب نے بہت زور دیا ہے۔ اور ۴ صفحہ برابر اسی ایک بات میں لکھ دیئے ہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو رسالہ ایک غلطی کا اظہار میں اخیر پر ایک نوٹ لکھا ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ یہ غلط ہے اور اس سے میاں صاحب کے مذہب کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کی بڑی جرأت کی گئی ہے۔

سو میں اصحاب دانش وعقل سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذرا۔ القول الفصل کو نکالکر اس کے صفحہ ۱۲ پر یہ عبارت پڑھیں
"مثلاً اگر کوئی شخص حقیقی نبی کے یہ معنے کرے...... کہ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے"۔

اور ہمیں بتلاویں کہ ان سے بڑھکر اور کون سے الفاظ ہو سکتے ہیں۔ جن میں حقیقی نبوت کا مفہوم ادا ہو سکتا ہے۔ جب بقول میاں صاحب مسیح موعود میں سب کمالات نبوت جمع تھے۔ تو آپ کے حقیقی نبی ہونے میں کیا شبہ ہوا۔ جو جناب میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ میں اس کا صاف انکار فرمانے لگے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ جن لوگوں نے میرا رسالہ القول الفصل پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کیسے صاف لفظوں میں میں نے حضرت مرزا صاحب کے حقیقی نبوت کے معنے ہی یہ کئے ہیں کہ جس کا لانے والا نئی شریعت لائے تو اب تباؤ کہ باوجود حضرت مسیح موعود کے عامل بہ شریعت اسلام ہونے کے اور باوجود خود میرے عوے اسلام کے میں حضرت مرزا صاحب کو نئی شریعت لانے والا کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ دیکھو حقیقۃ النبوت صا

مگر جناب میاں صاحب نے نہ القول الفصل میں اور نہ حقیقۃ النبوۃ میں حضرت صاحب کی کسی کتاب کے حوالہ سے یہ تبلایا کہ حضرت صاحب حقیقی نبی اسی کو یقین فرماتے

تھے کہ جنکا پانے والا نئی شریعت لائے۔ اور جو نبی نئی شریعت نہیں لاتے تھے۔ وہ حضرت صاحب کے نزدیک حقیقی نبی نہیں تھے۔ اور نہ ہی قرآن اور حدیث کے حوالہ سے کہیں ثابت کرکے دکھایا کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو نئی شریعت لائے۔ یہ حضرت صاحب پر الزام ہے کہ حضرت صاحب نے حقیقی نبی کے معنے ہی یہ کئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے"۔ اس طرح تو نعوذ باللہ حضرت صاحب کے نزدیک سوائے حضرت موسیٰ اور حضرت نبی کریم کے کوئی حقیقی نبی ہی نہ ہوا۔ حالانکہ حضرت اقدس کی تحریریں اور کتابیں صریح اس کے خلاف ہیں۔ حضرت صاحب حضرت عیسےٰ کی نبوت کو بھی حقیقی نبوت فرماتے۔ اور حضرت عیسےٰ کو بھی حقیقی نبی جانتے اور مانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

> ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسنے سمجھنا ہے۔ سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اور اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہے۔ اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا۔ اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہؤا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہؤا۔

اب فرمائیے کیا حضرت عیسےٰ بھی نئی شریعت لانے والے تھے کیا حضرت صاحب حضرت عیسےٰ کو بھی صاحب شریعت نبی مانتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب تو حضرت عیسیٰ کو صاحب کتاب نبی بھی نہیں مانتے اور انجیل کو کوئی کتاب بھی تسلیم نہیں فرماتے۔ پھر کیسے حقیقی نبی کے معنے جو جناب میاں صاحب نے حضرت صاحب کیطرف منسوب فرمائے ہیں۔ صحیح اور درست ثابت ہو سکتے ہیں؟ میرا دعوےٰ ہے کہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے۔ پھر جب صاحبزادہ صاحب حضرت صاحب کی تحریرات پر بھی اس قسم کا تحکم برت لیتے ہیں کہ وہ اپنے من گھڑت معنوں کو حضرت صاحب کی طرف

منسوب فرما سکتے ہیں۔ تو زور آور کے سامنے کسی کی پیش کیا جا سکتی ہو۔ اور مرید بیچارے تو مردہ بدست زندہ کے مصداق ہیں۔ وہ کیوں کوئی حق بات کہ سکتے ہیں۔

جب حضرتنا امیر المومنین سیدنا محمد علی ایدہ اللہ بروح القدس نے القول الفصل کے حوالہ سے یہ شائع فرمایا کہ میاں صاحب نے الواقع حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ تو جناب میاں صاحب نے اس پر عذر یہ تراشا۔ ملاحظہ ہو۔

حقیقۃ النبوۃ کا دوسرا صفحہ۔ حقیقی نبی ایک اصطلاح ہے جو خود حضرت مسیح موعود نے قرار دی ہے۔ اور اس کے خود ہی معنے بھی کر دیئے ہیں۔ ان معنوں کے رو سے میں ہرگز آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں چونکہ ہر ایک شخص کا حق ہے کہ ایک اصطلاح بنائے۔ اس لئے میں نے لکھا تھا کہ اگر حقیقی نبی کے معنے یہ کئے جاویں کہ وہ نقلی اور بناوٹی نبی نہ ہو (مگر تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں) تو ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود کو میں حقیقی نبی مانتا ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ ایک اصطلاح تو حضرت اقدس نے حقیقی نبی کی بنائی تھی۔ ایک حقیقی نبی کی اصطلاح جناب میاں صاحب نے بنائی۔ جناب میاں صاحب کی اصطلاح میں تو حقیقی نبی وہ ہوتا ہے۔ جس کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں اصنہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔ مگر حضرت صاحب کی اصطلاح میں حقیقی نبی وہی ہوتا ہے۔ جو نئی شریعت لائے۔ اور کسی صاحب شریعت نبی کا وہ متبع نہ ہو۔ اب فرمائیے۔ دونوں اصطلاحیں ایک دوسرے کے مخالف پڑی ہیں۔ یا نہیں جس کو حضرت صاحب کی مجوزہ اصطلاح میں مجازی نبی کہا جاتا ہے اسکو میاں صاحب کی اصطلاح میں حقیقی نبی کہا جاتا ہے۔ اب کس کی اصطلاح کو مانیں حضرت صاحب کی مجوزہ اصطلاح کو یا میاں صاحب کی۔ میاں صاحب کا اب انکار حضرت صاحب کے حقیقی نبی ماننے سے کرنا بھی دیانت اور امانت کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ جناب میاں صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی بنانے کی اپنی ایک الگ اصطلاح بنائی ہے۔ اس کا علم کسی کو میاں صاحب کے لکھنے کے بغیر کیسے ہو سکتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ جناب میاں صاحب مسیح موعود کو حقیقی

ہ یہ لفظ ہمیں نے اسواسطے لکھے ہیں کہ جناب میاں صاحب نے ہمارے امیر اور واجب الاحترام مخدوم سیدنا محمد علی صاحب کی نسبت لکھا

نبی ماننا جناب میاں صاحب کی اپنی اصطلاح تھی۔ مسیح موعود کی وہ اصطلاح نہ تھی۔ ان اصطلاحوں نے بھی خلق اللہ کا خوب بیڑا غرق کیا ہے۔ آج جناب میاں صاحب اٹھے نہ ما مور نہ عالم ربانی انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی کہنے کی ایک الگ اصطلاح بنا لی کل کوئی اٹھے اور حضرت مسیح موعود کے صاحب شریعت نبی ہونے کی ایک اپنی اصطلاح گھڑلے اور کہہ دے کہ ان معنوں کی رو سے جو حضرت مرزا صاحب کی اپنی اصطلاح ہے۔ آپ کوئی صاحب شریعت نبی نہیں تھے لیکن میری اپنی اصطلاح میں اس تعریف کی رو سے آپ صاحب شریعت نبی تھے تو اب کون کسی کو روکتا پھرے کہ اللہ کی وحی کے بغیر دین کے معاملہ میں ایسی اصطلاحیں گھڑنی صرف ان لوگوں کا کام ہے۔ جو اپنا ایک نیا دین قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اب جناب میاں صاحب لاکھ دفعہ انکار کریں کہ آپ حضرت صاحب کو حقیقی نبی نہیں مانتے۔ وہ الفاظ جو آپ کی قلم سے نکل چکے ہیں۔ اب واپس نہیں آسکتے۔ جف القلم بما ھو کائن۔ کوئی پڑھ کر دیکھ لے کہ اپنی اس غلطی کی صحت ثابت کرنے کے لئے جناب میاں صاحب کو کیا کچھ اٹک عذر اور کیا کچھ فضول تاویلیں اس کی گھڑنی پڑیں کہ میں نے اسی طرح فرض کے طور پر حقیقی نبی حضرت صاحب کو لکھا ہے۔ جس طرح کہ حضرت صاحب نے۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

"میں کفر کے ایک معنی فرض کئے ہیں"۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ (۲۳) میں جناب میاں صاحب لکھتے ہیں۔

" اس شعر میں حضرت صاحب نے کفر کے ایک معنی فرض کئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے خیال میں کفر کے یہ معنے ہیں تو میں پھر سخت کافر ہوں۔ اور یہ عبارت ویسی ہی ہے جیسی کہ میں نے اپنے رسالے میں لکھی ہے کہ اگر حقیقی نبوت کے وہ معنی نہیں جو خود کئے ہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ اور کوئی معنی ہیں۔ مثلاً یہ کہ جو نبوت نیا دین یا نقلی نہ ہو۔ تو ان معنوں کی رو سے میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ پس جو شخص میری اس عبارت سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ اس میں صاف کہہ دیا گیا ہے کہ آپ حقیقی نبی تھے۔ اسے حضرت مسیح موعود کے مذکورہ بالا شعر سے ضرور یہ مطلب نکالنا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود کافر تھے۔"

سبحان اللہ۔ میاں صاحب نے کیا تاویل گھڑی ہے۔ عشق کے مقابل کفر کا لفظ تو حضرت صاحب نے لکھا۔ مگر حقیقی کے مقابل نقلی اور جعلی کا لفظ حضرت نے کہیں استعمال نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم نے کبھی پیغام صلح میں کہیں یہ لفظ دیکھا کہ کسی نے بھی آج تک کبھی نقلی اور جعلی نبوت کا لفظ حضرت کی طرف منسوب کیا۔ ہاں مجازی غیر حقیقی کا لفظ جو خود حضرت صاحب نے حقیقی کے مقابل استعمال فرمائے۔ لکھے ہیں۔ شائد میانصاحب کی اصطلاح میں مجاز کا لفظ نقلی اور جعلی کے مترادف ہوگا۔

پس جناب میاں صاحب کو اپنی اس کھلی عبارت کے جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی حقیقی نبوت کا اعلان کیا ہے۔ ایسے معنی کرنے کسی طرح پر بھی جائز نہ تھے۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کرنا کوئی کفر نہیں تھا۔ پس جناب میاں صاحب کی عقل ایسی موٹی ہے کہ وہ اپنی لکھی ہوئی عبارتوں کو آپ نہیں سمجھ سکے۔ اور حقیقی نبی کے بھی فرضی معنے بتلا کر دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ (۴۷) میں آپ فرماتے ہیں:۔

میں صاف طور پر لکھتا ہوں کہ میں ان اصطلاحی معنوں کی رو سے جو حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی کے کئے ہیں۔ میں آپ کو حقیقی نبی نہیں جانتا۔

لیکن ناظرین جناب میاں صاحب کی اس عبارت کو القول الفصل صفحہ ۱۲ سے ملاحظہ فرماویں۔ جو یہ ہے۔

در حقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالٰے کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتلائے ہوئے معنی کے رو سے نبی ہو۔ اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک بتائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہونگا کہ ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔

اب دیکھئے جناب میاں صاحب خدا کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق اور قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کے رو سے تمام کمالات نبوت کے ساتھ مسیح موعود کو حقیقی نبی بھی مانتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان اصطلاحی معنوں کی رو سے جو حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی کے کئے ہیں۔ حقیقی نبی نہیں مانتا یہ کیا غضب ہے۔ خدا کی مقرر کردہ اصطلاح میں تو حضرت صاحب حقیقی نبی ہوں اور حضرت صاحب کی مقرر کردہ اصطلاح میں غیر حقیقی نبی تو بتلاؤ کہ خدا کی اصطلاح کو مقدم رکھ کر حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانیں۔

[1] یہی لفظ میاں صاحب نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی نسبت لکھے ہیں۔ اگر وہ نہ لکھتے تو ہم بھی نہ لکھتے

یا حضرت صاحب کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق حضرت صاحب کو غیر حقیقی نبی مانیں۔ کس کی اصطلاح مانیں۔ خدا کی یا حضرت جی کی۔

اگر حضرت امیر سیدنا محمد علی صاحب سلمہ اللہ نے جناب میاں صاحب کے رسالہ میں خدا کی مقرر کردہ اصطلاح میں حضرت کا حقیقی نبی ہونا پڑھکر میاں صاحب کا مذہب بتایا۔ تو اس میں کون سی تحریف کی۔ شاید جناب میاں صاحب کے نزدیک خدا کی مقرر کردہ اصطلاح کو حضرت کی مقرر کردہ اصطلاح پر مقدم کرنا تحریف ہوگا۔ کیا شرافت اسی کا نام ہے کہ خدا کی مقرر کردہ اصطلاح پر مسیح موعود کی مقرر کردہ اصطلاح کو مقدم کیا جائے اور مجاز کے لفظ کا ہجگہ ذکر تک کیا جائے۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ (۵) میں میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

میرا ایسا تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گذرا جو آنحضرتؐ کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

شکر ہے میاں صاحب نے یہ نہ لکھدیا کہ میرا یہ مذہب ہے کہ آدم سے لیکر اس زمانہ تک کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو خدائے تعالٰے کے حکموں کا ایسا فدائی ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ مسیح موعود تھے۔ حضرت صاحب کا تو مذہب تھا کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں تو بطور ظل کے واقع ہیں

جب ہم حضرت صاحب کو صرف نبی نہیں کہ سکتے اور نہ نبی کے نام سے آپ کو پکار سکتے ہیں کیونکہ ہم آپ کو صرف نبی کہنا نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک سمجھتے ہیں تو پھر معلوم نہیں جناب میاں صاحب نقلی اور جعلی نبی ۴ ۔ تو یہ تو جناب میاں صاحب کا مسیح موعود پر حملہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو مجازاً نبی کہکر نقلی اور جعلی نبی ہونا اپنا ثابت کیا۔ نعوذ باللہ پس میں جناب کو آپ کی اس نصیحت کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو آپ نے ہم کو کی ہے۔ لہٰذا آپ خود بھی تو اس پر عامل ہوں اور وہ نصیحت یہ ہے۔

حقیقۃ النبوت صفحہ (۵)

"پس اس دلیری سے توبہ کرو تا تمہارا بھلا ہو اور اس راستہ کو اختیار کرو۔ جو امن کا ہو نہ اسے جس سے سب راستبازوں اور صادقوں کو ترک کرنا پڑے۔"

پس جناب میاں صاحب کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ لفظ نقلی اور جعلی کو

مجاز کے ہم معنی قرار دے کر دریدہ حضرت صاحب پر حملہ کریں۔ اگر آپ حضرت صاحب کو حقیقی نبی بغیر نئی شریعت لانے والے کے مانتے ہیں تو یہ بھی حضرت صاحب کی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ آپ نے القول الفصل میں جو شرط حقیقی نبی ہونے کی لگائی ہے۔ وہ شرط بھی تو حضرت صاحب نے اپنے نبی ہونے کی کہیں نہیں لکھی۔

حقیقۃ النبوت صفحہ (۶) میں میاں صاحب فرماتے ہیں۔

"اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان اصطلاحی معنوں کے علاوہ عام معنوں کے رو سے خود حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے آپ کو حقیقی نبی کہا ہے۔ چنانچہ ذیل کے حوالہ سے صاف ظاہر ہے:"

"لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوتی ہے۔

نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ "خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہے۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت کا متبع نہ ہو۔ ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸"

یہ عبارت ہے جس پر جناب میاں صاحب نے حضرت اقدس کو اپنی اصطلاح میں حقیقی نبی کہنے کی بنیاد بتائی ہے۔ آہ کیسے افسوس اور رنج کی بات ہے۔ اپنی غلطیات کی تائید کرنے سے پہلے اس پر غور تک نہیں کیا جاتا۔ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس جگہ مسیح موعود نے نبی کے حقیقی معنوں کی رو سے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ پس جو فتوے مجھ پر لگاتے ہو مسیح پر لگاؤ۔ میرا قول مسیح کے قول کے خلاف نہیں۔ اور پھر

حقیقۃ النبوۃ صفحہ (۷) پر فرماتے ہیں:۔

اور جو چیز حقیقی معنوں کے رو سے ایک نام حاصل کرے گی وہ حقیقی بھی ہوگی۔ اگر نبی کے حقیقی معنوں کی رو سے نبی کہلانیوالا حقیقی نبی نہیں تو گویا جو شخص غیر حقیقی معنوں کے رو سے نبی کہلائے گا۔ لغت اسے حقیقی نبی کہیگی۔

اس جگہ جناب میاں صاحب نے "ہاں آپ نے نبی کے حقیقی معنی یہ فرمائے ہیں کہ وہ کثرت

سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ حضرت صاحب کی اصل عبارت کو بدلا دیا ہے اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بد تر تحریف کا نمونہ اور کہاں مل سکتا ہے۔ میں نے آگے سمجھا تھا کہ سعدی ہی حضرت صاحب کی عبارتوں میں تحریف و تبدیل کرنے کا عادی ہے۔ پر اب سمجھا کہ یہاں تو اسکو کوئی بری بات نہیں سمجھا جاتا جب خود پیر صاحب ایسی جرات کر لیتے ہیں تو مریدوں کا کیا ٹھکانا۔

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند گاز ریانش ہزار مرغ بسیخ

قصہ کوتاہ اگر بالفرض اس تحریف کو بھی تحریف نہ سمجھا جائے تب بھی یہ تعریف جو نبی کے حقیقی معنوں کی رو سے حقیقی نبی کی کی گئی ہے۔ یہ بھی قرآن اور حدیث اور حضرت صاحب کی تحریروں کے سخت خلاف ہے۔ قرآن مجید کے برخلاف تو اس طرح پر ہے پھر اگر نبی کے حقیقی معنی بذریعہ وحی خدا سے خبر پانے کے ہیں۔ تو پھر ام موسےٰ نے بھی خدا سے بذریعہ وحی خبر پائی کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔ اس کو صحیح سلامت ہم تیری طرف لوٹا لاویں گے۔ جیسا کہ آیت وا وحینا الی ام موسےٰ سے ظاہر ہے۔ پھر وہ بھی حقیقی نبی ہوئیں۔ اگر جناب میاں صاحب فرماویں کہ ام موسےٰ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع نہیں پاتی تھیں۔ اس لئے وہ حقیقی معنوں میں نبی نہیں تھیں تو اس کا جواب ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں کے رو سے حضرت صاحب نے یہاں کثرت کی شرط نہیں لگائی۔ نبی کے حقیقی معنی صرف یہ بتلائے ہیں کہ جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پائے۔ کثرت کا لفظ تو جناب میاں صاحب نے حضرت صاحب کی عبارت کو بدل کر اپنی طرف سے اس میں ایزاد کیا ہے۔ علاوہ ازیں نہ کسی لغت اور نہ کسی حدیث میں نبی کے یہ معنی آئے ہیں کہ جس پر کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار ہو۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ اگر نبی کے حقیقی معنی اسی قدر ہی لئے جاتے جو یہاں لئے گئے ہیں۔ تو آج کروڑہا نبی امت محمدیہ میں ہو چکے ہوتے۔ پچھلے زمانہ کو جانے دو۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو۔ ان معنوں کی رو سے کتنے لوگ نبی ثابت ہونگے۔ خود حضرت صاحب کے مریدوں میں پانچ فیصدی تو ضرور ایسے آدمی نکلیں گے۔ جو نبی کے ان حقیقی معنوں کے رو سے نبی اللہ ثابت ہونگے ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ سید عابد علی شاہ صاحب کے الہامات بدر میں چھپے تھے۔ جو کثیر بھی تھے اور ان میں نبی اور رسول کا لفظ بھی ان کی نسبت تھا۔ پھر سید امیر علی شاہ مرحوم سیالکوٹی جو حضرت

صاحب کی خدمت میں بذریعہ وحی خدا سے خبر پا کر خود حضرت صاحب کو اپنا وہ مکالمہ و مخاطبہ
سنایا کرتے تھے جن کے الہاموں کے اشتہارات بذریعہ الحکم وغیرہ ضمیمہ کے طور پر بہ ضبط تاریخ شائع
ہوتے تھے یہ بھی نبیوں کو تو جانے دو۔ خود جناب میاں صاحب کو دعوے ہے کہ مجھے بھی الہام
ہوتا ہے اور خدا تعالٰے کثرت سے امور غیبیہ پر مجھے اطلاع دیتا ہے دیکھو الفضل
۱۰ جون ۱۹۱۱ء۔ اب تو نبیوں کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ مگر دوسری طرف ہمیں حضرت
امام کا یہ قول دکھایا جاتا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں تو گویا نعوذ
باللہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف آج تک سوائے
مسیح موعود کے امت محمدیہ میں کوئی ہوا ہی نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ حضرت امام نے اولیاء اللہ
کی وہ خبریں جو انہوں نے مسیح موعود کے متعلق خدا سے خبر پا کر دی تھیں کہ چودھویں
صدی میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور اس کا نام یہ ہوگا۔ اور یہ اس زمانہ کا نقشہ
ہوگا۔ جیسا کہ نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے بتایا جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر کسر صلیب یادگار موجودہ
اشعار اس وقت میاں صاحب کی خلافت پر بطور پیشگوئی کے پیش کیا جاتا ہے۔ کیوں اپنے
حق میں آپ نے صادق ٹھہرائیں کیا وہ سب ان معنوں کی رو سے جو (حصہ پنجم براہین
احمدیہ صفحہ ۱۳۸ پر بقول میاں صاحب) حقیقی نبی کے کئے گئے ہیں۔ خدا سے خبر پانے کی صورت میں حقیقی
نبی تھے؟ پھر آشنائیوں شور مچایا جا رہا ہے کہ حضرت امام ہی ایک نبی امت محمدیہ میں ہیں
انہوں نے کیا تصور کیا کہ وہ خدا سے الہاماً خبر بھی پاویں اور ان کی خبریں آج تک
سچی بھی نکلتی جاویں۔ مگر ان کو نبیوں کے زمرہ میں نہ سمجھا جائے اور ان کو نبی کے
ان حقیقی معنوں کے رو سے جو حضرت صاحب نے اس جگہ کئے ہیں۔ حقیقی نبی نہ کہا جائے
تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ۔ علاوہ اس کے اس بات پر بھی غور کرنی چاہئے کہ خود حضرت
مسیح موعود نے مسلم کی اس روایت کے متعلق جس میں عیسٰے نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ خدا
سے علم پا کر ایک تشریح کی ہے۔ اور اس میں حقیقی معنوں کی رو سے مسیح موعود کے
نبی ہونے کا صاف انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ خدا نے میرے پر یہی کھولا ہے کہ
میں حقیقی معنوں کی رو سے نبی ہو کر نہیں آیا تو اب بتلانا چاہئے کہ یہ معنی صحیح ہیں یا وہ

سراج منیر میں ہے	براہین حصہ پنجم میں ہے
ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارا جو حدیثوں	بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ یہ سچ ہے کہ صحیح

میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے... وہ بھی نئے
حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم
ہے جو خدا نے مجھے دیا۔ جس نے سمجھنا ہو
سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی
نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی
جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہے
اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف
ختم نبوت کے دروازہ کو پورے طور پر بند
نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی
نبی کے واپس آنے کے لئے بھی ایک کھڑکی
کھلی ہے۔ جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی
نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا
تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا
نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی۔ یا کچھ اور"

بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنیوالا عیسےٰ
اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں
صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ
رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ
وہ اسی امت میں سے ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تمام
بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے
کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں
کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ
خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے
والا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ
سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس
کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری
ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع
نہ ہو۔" دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸

اب ان دونوں میں توفیق کیونکر ہو۔ سوائے اس کے کہ ایک کو دوسرے
کا ناسخ قرار دیا جائے۔ یا یہ مانا جائے کہ وہ جو آپ نے پہلے سراج منیر میں لکھا تھا کہ یہ
وہ علم ہے خدا نے مجھے دیا ہے۔ اور میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ الخ۔ وہ چونکہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے
کا ہے۔ اس لئے جو کچھ خدا نے آپ کو اپنے پاس سے علم دیا تھا۔ یا جو کچھ آپ پر خدا کی
طرف سے کھولا گیا تھا یعنی یہ کہ "حقیقی معنوں کے رو سے کوئی نبی آنحضرت صلعم کے
بعد نہیں آسکتا۔ وہ سب غلط تھا اور اس کی حقیقت کو خود حضرت صاحب نے ہی نہیں
سمجھا تھا یا یہ کہ پہلے نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی تھی۔ براہین پنجم میں آکر نبی کے حقیقی
معنوں پر آپ نے غور کی تو آپ نے سمجھا کہ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا
ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے
لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔"

سو اب یہ جانکر اُکی حقیقت کو خود حضرت صاحب نے ہی نہیں سمجھا تھا۔ اور خدا کا دہ دیا ہُوا علم او کھولے ہوئے اسرار بھی سب دھوکا ہی تھے۔ ص ۴ اس عبارت براہین حصہ پنجم صد ۱۳۸ میں جو نبی کے حقیقی معنی کئے گئے ہیں۔ وہ معنی جس پر صادق آئیں سو ہی حقیقی نبی ہوگا۔ اب آؤ **نبی** کے تبلائے ہوئے حقیقی معنوں کو لے کر دیکھیں کہ آیا یہ تعریف صرف نبی پر ہی صادق آتی ہے یا غیر نبی پر بھی پھر ملاحظہ ہو کہ براہین حصہ پنجم صد ۱۳۸ پر نبی کے حقیقی معنی یہ بتلائے گئے ہیں۔

نبی کے منصرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضرور نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔

اوّل اس تعریف کے اعتبار سے بہت سے اولیا جن پر وحی نازل ہوئی۔ اور جنہوں نے خدا سے کوئی خبر پائی۔ انبیاء کے گروہ میں داخل ہوتے ہیں۔

دوم۔ اس تعریف کی رو سے ایسے لوگ بھی انبیا کے گروہ میں داخل ہوتے ہیں جو مجدد یا محدث ہیں۔ اور حقیقی نبی ٹھہرتے ہیں۔

سوم۔ اس تعریف کی رو سے دوسرے قسم کے انبیاء مرسل من اللہ ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ رسول الرسول اور نائب الرسول قرار پاتے ہیں۔

چہارم۔ اس تعریف کی رو سے ہر نائب الرسول پھر مرسل اور نبی کا اطلاق ہو سکتا ہے بنا بران ہر امام کا شمار مرسلین اور نبیین میں سے ہو گا۔

پنجم۔ اس تعریف کی رو سے ہر شخص جو بحکم الٰہی کسی خدمت پر مامور ہو۔ انبیاء کے گروہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

ششم۔ اس تعریف کی رو سے صاحب شریعت کے خلفا اور غیر صاحب شریعت انبیاء مثل حضرت عیسےٰ علیہ السلام وغیرہ میں کوئی مابہ الامتیاز باقی نہیں رہتا۔

ہفتم۔ اس تعریف کی رو سے آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور تمام صلحاء امت اور خلفا اور ملہمین کو انبیاء قرار دیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ جناب میاں صاحب کے مسلک پر یہ عقیدہ خاتم النبیین کے بعد نبی کا مخصوص نام پانے والے کے صریح منافی ہے۔

تو غرض یہ کہ جس نبوت کو آج میاں صاحب اور ان کا گروہ غیر مذہب کے لوگوں کے

ص اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حق الیقین اور عین الیقین کے طور پر آپ کو اپنے نبی ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے

سامنے پیش کر رہا ہے۔ وہ صرف ایک پوست ہے نہ مغز* اور سب سے بڑا کلام ہے۔ اس سے تو یہ لوگ خود ایسے دور ہو گئے ہیں کہ اب اس کو ایک پرانی چادر کی طرح ناکارہ سمجھ کر پھینک رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں اس کو دیکھ ہی نہیں سکتیں اگر تم انصاف کرو تو گواہی دے سکتے ہو کہ کیا قرآن نے بھی کہیں نبی کے حقیقی معنی یہ کئے ہیں جس کی بنا پر آج حضرت صاحب کو حقیقی نبی بنایا جا رہا ہے۔ تم اس وقت جھوٹ نہ بولو اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا اور اس کے رسول محمد صلعم کی کرنی چاہئے اور وہ صدق و ثبات جو خدا اور اس کے رسول محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ میں تمہیں دکھلانا چاہئے وہ تم میں موجود ہے۔ تم خدائے عز و جل کی قسم کھا کر کہو کہ کیا حضرت صاحب نے نبی کے انہی حقیقی معنوں کی رو سے جن کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرے انبیا کو بھی حقیقی نبی مانا ہے۔ اگر تمہارا یقین یہی ہے۔ تو واللہ ثم واللہ تم نے نبیوں کو نبی نہیں سمجھا۔ تمہارا نبیوں پر قطعاً کوئی ایمان نہیں۔ اگر تمہیں قرآن کریم پر یقین حاصل ہوتا۔ تو تم اس زہر کو ہرگز نہ کھاتے۔ جو اس وقت شہد میں ملا کر تمہیں دیا جا رہا ہے۔ دیکھو اگر نبی کے حقیقی معنی یہی ہوتے جو اوپر بیان ہوئے ہیں تو نبی اور غیر نبی کا امتیاز دیتا ہے اٹھ جاتا۔ اور ہر شخص جس کو خدا کوئی خبر دیتا نبی ہوتا۔

قرآن مجید میں حضرت موسےٰ کی ماں کو خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے اور خبر دی جاتی ہے کہ اس کی جان بچانے کے لئے تو یہ تدبیر کر۔ ہم اس کی اسی کے دشمن کے ہاتھ میں حفاظت کریں گے۔ اور ہم اس کو نبی بنا دیں گے۔ وغیرہ۔ پھر مریم پر ملائکہ کا نزول ہوتا اور خدا مریم سے ہمکلام ہوتا۔ اور اس کو آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔ اور بہت سے امور غیبیہ پر اسے اطلاع دیتا ہے۔ پھر وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک جان کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ اس کی نسبت خدا فرماتا ہے علمناہ من لدنا علما۔ وہ صرف ایک ملہم ہی تھا۔ نبی نہیں تھا۔ اسی طرح اُم موسےٰ لقمان ذوالقرنین وغیرہ کا خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہونا ثابت ہے۔ پھر ان کو بھی غیب کی خبروں سے خدا اطلاع دیتا ہے۔ مگر خدا نے کہیں نہیں فرمایا کہ یہ سب نبی تھے۔ مریم ام موسےٰ حواریین۔ آدم۔ لقمان۔ ذوالقرنین سب کو ہی تو خدا نے بذریعہ وحی خبر دی اور سب ہی خدا کے کلام کی۔ پھر کیا ان کا نبی ہونا قرآن نے بیان کیا جب نہیں کیا

* اور محض مجاز ہے نہ حقیقت۔ اور عام معنے اس لفظ کے ہیں نہ خدا کے بتائے ہوئے معنے۔ اور قرآن مجید جو خدا کا کلام ہے

گیا تو معلوم ہوا کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانا یا خدا سے ہمکلامی کا شرف ہونا اس بات کو لازم نہیں کہ وہ ضرور نبی ہی ہو اور خدا نبی کے بغیر نہ تو کسی کو اپنے غیب پر اطلاع دے اور نہ کسی سے کلام ہی کرے۔ حالانکہ لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا اور یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ اور ایدھم بروح منہ سے ثابت ہے کہ خدا غیر نبی سے بھی کلام کرتا اور اپنی غیب کی خبروں پر انہیں اطلاع دیتا اور روح القدس سے ان کی تائید فرماتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ وحی سے خبر پانے اور مکالمہ و مخاطبہ ہونے کے لئے لازم نہیں کہ وہ نبی ہی ہو یعنی نبی کیلئے تو امور غیبیہ پر اطلاع پانا شرط ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے والے کے لئے نبی ہونا شرط نہیں اگر شرط ہوتا تو مریم صدیقہ وغیرہ پر امور غیبیہ کا اظہار ہونا ان کے نبی ہونے پر ایک دلیل ہوتا۔ اور جیسے مکالمات الٰہیہ ہوتا اور جس پر غیب کی خبر کا اظہار ہوتا۔ وہ نبی ہوتا۔ اگر کوئی کہے کہ خدا کا اسکو نبی کہنا بھی شرط ہے تو یہ اس حالت میں صحیح ہے۔ جس حالت میں کہ خدا اس کو امتی کر کے پکارے۔ کیونکہ امتی نبی جسکو اصطلاح شرعی میں محدث کہتے ہیں کبھی امتی کے نام سے اور کبھی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے مگر کوئی نبی آج تک کبھی امتی کے نام سے کلام الٰہی میں نہیں پکارا گیا۔ یہ ساری بدقسمتی قرآن مجید کو چھوڑنے اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہلانیوالے کو غیر اصطلاحی معنوں میں کہلانے کی نبی کہنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر تم جانتے کہ خدا کا یقینی اور قطعی کلام صرف قرآن مجید ہے۔ اور وہی تمہاری بیماریوں کا علاج ہے۔ تو تم آج اس سے منہ نہ پھیرتے۔ بلکہ جو قرآن مجید سے ثابت ہوتا تم اس پر ایمان لاتے اور باقی کو انسان کا کلام سمجھکر تم قرآن کے بعد اسکو رکھتے جس بات پر تم فخر کرتے ہو۔ اور جس بات کو تم نبی کے حقیقی معنوں میں پیش کرتے ہو یہ نہ تو کسی قرآن کی آیت کی تفسیر ہے۔ اور نہ کسی حدیث کے رو سے نبی کے لفظ کی تعیین نبی نبی کے ذریعے سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ پہلے جن نبیوں کو ہم اور تم نبی سمجھتے اور مانتے ہیں۔ ان کے کلام سے نبی کی ایسی تعیین اور نبی کے یہ حقیقی معنی دکھاؤ پھر حضرت صاحب کا اس سے نبی ہونا ثابت کرو۔

میاں صاحب نے جو توجیہ نبی کے مفروضہ معنوں کی بلحاظ حضرت صاحب کے حقیقی نبی ہونے کی کی ہے۔ وہ بھی عجیب ہے۔ آپ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں۔

جو چیز حقیقی معنوں کی رو سے ایک نام حاصل کرے گی۔ وہ حقیقی ہی ہوگی۔ اگر نبی کے حقیقی معنوں کے رو سے بھی کہلانے والا حقیقی نبی نہیں تو کیا غیر حقیقی معنوں کے رو سے جزئی کہلائے گا۔ لغت اسے حقیقی نبی کہے گی۔

سبحان اللہ کیا عجیب استدلال ہے۔ اجی حضرت آپ نے کیا فرما دیا۔ کیا صلوۃ حقیقی معنوں کے رو سے دعا مانگنے کا نام نہیں پھر آپ کے حساب میں نماز حقیقی صرف دعا مانگنا ہوئی نہ ارکان نماز بجا لانا۔ کیونکہ بطریق اصول موضوعہ جناب اگر صلوۃ کے حقیقی معنوں کے رو سے دعا مانگنے والا ہی حقیقی نماز نہیں پڑھتا۔ تو کیا جو شخص غیر حقیقی معنوں کے رو سے یعنی ارکان نماز وغیرہ ادا کرنے سے نماز ادا کرتا ہے تو کیا لغت اسے حقیقی نماز کہے گی۔ اسی طرح تمام اسلامی اصطلاحیں لے لیں۔ لغت تو لفظ کے معنی بتلاتی ہے۔ مگر اصطلاح اس لفظ کو اور معنوں اور تعریف میں استعمال کرتی ہے۔ لفظ نبی لغت میں کئی معنوں پر آیا ہو۔ یا ایک معنی پر۔ حقیقت بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے بعض الفاظ لغت سے لیکر اصطلاحی طور پر ایک معنی کے لئے خاص کر لئے ہیں۔ اور ان الفاظ کا پورا مفہوم سمجھنے کے لئے ان کے ساتھ چند لوازمات ضروریہ قرار دے دئے ہیں کہ جب تک اسی مفہوم نام کے ساتھ وہ تمام لوازم پائے نہ جائیں۔ اس لفظ کا اطلاق اس پر نہ ہو سکے۔

میاں صاحب کی یہ ایک غلطی ہے۔ جو وہ سمجھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے حقیقی نبی ہونے کا اقرار بھی کیا ہے (صفحہ حقیقۃ النبوۃ) حالانکہ حضرت صاحب نے نہ کہیں اپنے حقیقی نبی ہونے کا اقرار کیا ہے اور نہ نبی کے حقیقی معنوں کے لحاظ سے جو اوپر بیان کئے گئے۔ صرف اپنے آپ کو ہی نبی کہا ہے۔ بلکہ نبی کے ان حقیقی معنوں کے رو سے تمام امت مرحومہ کے صلحا اور ملہمین اور مجددین اور ماموریں اور ائمہ اور خلفا کو اپنے ساتھ ملا یا ہے۔ چنانچہ اسی حوالہ کے آگے جو جناب میاں صاحب نے براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ سے نقل کیا ہے۔ اور اگلے لفظ نہیں لکھے۔ ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جسکی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اسقدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔ . . . . . سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے کلام کو سن سکتا ہے۔ سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"۔

پھر صفحہ ۱۴۳ پر فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ کی ماں اور حضرت عیسےٰ کی ماں دونوں عورتیں تھیں اور بقول ہمارے مخالفین کے نبیہ نہیں تھیں۔ تاہم خدا تعالےٰ کے یقینی مکالمات اور مخاطبات ان کو نصیب تھے۔ اور اب اگر اس امت کا ایک شخص اس قدر طہارت نفس میں کامل ہو کہ ابراہیم کا دل پیدا کرلے۔ الخ

پھر اسی سوال کو ۱۸۱ پر حل فرمایا ہے۔

سوال۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسےٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہوسکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

جواب۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کچھ مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ **تو پھر ایسے نبی امت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اس پر کیا دلیل ہے۔** ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔

پھر صفحہ ۱۸۲ پر لکھا ہے۔

اور اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپکے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عیسےٰ نازل ہونے والے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی عیسےٰ نازل ہونے والے کو حدیثوں میں امتی بھی کہا گیا ہے۔ . . . . . . ص۔ **یعنی اے امتیو! آنیوالا عیسےٰ بھی صرف**

ہاں اگر آنیوالے عیسےٰ کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا اور امتی اسکا نام نہ رکھا جاتا تو دھوکہ لگ سکتا تھا

مگر اب تو صحیح بخاری میں آنے والے عیسےٰ کی نسبت صاف لکھا ہے کہ امامکم منکم ص

ایک امتی ہے نہ اور کچھ۔ ایسا ہی صحیح مسلم میں بھی اس کی نسبت یہ لفظ ہیں کہ امکم منکم۔ یعنی وہ عیسے تمہارا امام ہوگا۔ اور تم میں سے ہوگا۔ یعنی ایک فرد امت میں سے ہوگا اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسے امتی ہے تو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا تعالےٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کرے گا۔ اسلئے باوجود امتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس امت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی الٰہی کا بند ہے۔ تو پھر اس صورت میں کوئی امتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہم کلام ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے

پھر صفحہ ۱۸۳ پر لکھا ہے۔

مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرطیکہ سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا۔ اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

پھر صفحہ ۱۸۴ پر لکھا ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا۔ ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہیگا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات

ومخاطبات کرتا رہے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑجاتے ہیں۔ جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھدیا تو حرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے اور امتیوں کی تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں۔ پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی حضرت عیسےٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے۔ اور **مجھے خدا تعالےٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔**

پھر صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے۔

پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص سمجھ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھا دے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسےٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔

اس امر کے زیادہ واضح کرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں خوب واضح ہیں۔ ان سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعاً بند نہیں۔ ہاں جزئی نبوت یعنی پیشگوئیاں خدا سے پانا یا الہامات کے ذریعہ سے علوم کا کھلنا یا قرآنی معارف کا معلوم ہونا اور دینی عقدے اور معضلات کا حل ہونا صرف نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے باقی ہے۔ اور وہ قیامت تک حسب مراتب و استعداد و سب صلحا اتقیاء ائمہ خلفا اولیاء اور مجددین کو ملتی رہیگا اور یہ فیض جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے جاری ہے کبھی بند نہ ہوگا۔ اور یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ سے مستفیض ہونے کی وجہ سے امتی

بھی ہیں اور نبی بھی یعنی جزئی نبی اور ظلی نبی ہیں۔ اب میں پھر اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں
حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۸ میں جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔ دوسری دلیل میرے
حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی ماننے کی یہ دی گئی ہے کہ
"میں نے کہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود رسولوں اور نبیوں کے گروہ میں شامل
ہیں۔ یہ دلیل بھی سخت غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ پہلے نبیوں میں شامل ہونے سے یہ کہاں سے
ثابت ہوا کہ آپ حقیقی نبی یا دوسرے الفاظ میں نئی شریعت لانے والے تھے"۔ الخ
لیجئے صاحب یک نہ شد دو شد اگر پہلے نبیوں میں شامل کرنے سے یہ ثابت نہیں
ہو سکتا کہ آپ ان جیسے نبی تھے تو قصہ ختم۔ جناب میاں صاحب حضرت صاحب کو ساتھ
ہی گروہ انبیا میں شامل بھی کرتے ہیں۔ اور پھر انکار بھی کرتے ہیں۔ اور انکار کی وجہ بھی کیا
عجیب لکھتے ہیں۔

"اگر پہلے نبیوں میں شامل کرنے سے ایک نبی ہر رنگ میں نبیوں کا سا ہو جاتا
تو شاید آپ کہتے ہونگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلے نبیوں میں شامل نہ تھے
کیونکہ پہلے نبی تو خاتم النبیین نہ تھے۔ اور وہ سب دنیا کے لئے نہ آئے تھے۔ پس
جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے گروہ میں شامل ہیں۔ وہ
آپ کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق گویا آپ کی ختم نبوت کا منکر ہے"۔ الخ

کیوں صاحب پھر اس حساب سے تو قرآن کریم کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
نسبت مَا کُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ لکھنا بھی غلط ہوا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نبوت کسی اور طریق سے ملی تھی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت
سب نبیوں سے علیحدہ تھی۔ خدا نے تو کما ارسلنا الی فرعون رسولا فرما کر موسےٰ کیطرح
نئی شریعت بھی دے دی۔ مگر حضرت صاحب کو یہی آیت الہام فرما کر نئی شریعت نہ دی
تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ یا تو یہ مانو کہ حضرت صاحب کی نئی وحی رسالت اور نبوت نہ
تھی۔ بلکہ وحی ولایت تھی۔ ولیوں کی طرح ہی مریم۔ عیسےٰ۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ اسحٰق۔
یعقوب۔ یوسف۔ داؤد۔ سلیمان۔ موسےٰ۔ احمد۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ اسماء انبیاء
آپ پر بھی مجازاً بولے گئے ہیں۔ نہ حقیقتاً۔ اور جب نام استعارۃً طور پر بولے گئے نہ حقیقتاً۔ تو ان کیساتھ

نبی یا رسول کا لفظ کیوں مجازاً اور استعارۃً طور پر نہیں بولا گیا۔ اور یا اگر حقیقتاً ان الہامات کو وحی نبوت اور وحی رسالت ہی قرار دیتے ہو۔ تو پھر ان اسمائے انبیاء کے جو وحی میں آپکے نام رکھے گئے۔ کوئی دوسرے معنے کردو۔ اور نہ خدا کے کلام میں تبدیل و تحریف کر کے سنت اللہ کو باطل ٹھہرانے کی کوشش کرو۔ پھر یہ اعلان کردو کہ نہ کوئی آدم ہی ہوا۔ اور نہ کوئی موسیٰ اور عیسےٰ ہی ہوا۔ اور نہ کوئی ابراہیم ہی ہوا۔ نہ کوئی یوسف نبی اور نہ کوئی نعوذ باللہ احمد و محمدؐ ہی ہوا۔ یہ تو سب حضرت مرزا صاحب کے ہی نام تھے۔ جو حقیقتاً تو حضرت صاحب کے اور مجازاً ان انبیاء کے رکھے گئے تھے۔ شاید اسی لئے جناب میاں صاحب اسمہ احمد کو مجازاً تو حضرت نبی کریم پر اور حقیقتاً حضرت مرزا صاحب پر لگاتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اسی طرح تمام اسمائے انبیاء کو مسیح موعود پر حقیقتاً ہی چسپاں کرتے ہوں۔ لیکن مصلحت وقت سے اس کو اس وقت ظاہر نہ کرتے ہوں۔ لیکن اگر جناب میاں صاحب حضرت کو مجازاً نبی یا جزوی اور ظلی نبی مان لیتے۔ اور حقیقی نبی کا لفظ حضرت صاحب کی نسبت نہ لکھتے۔ تو آپ کو یہ کبھی وقت پیش نہ آتی کہ آپ خلاف کتاب اللہ و خلاف سنت انبیاء اپنے ذہن سے نبوت کی تین قسمیں نکالتے۔ یا نبیوں کی چند خصوصیتیں اپنے پاس سے گھڑتے۔

آپ لکھتے ہیں۔

۱۔ ایک حقیقی نبی ہوتے ہیں جو شریعت لاتے ہیں (گویا آپکے نزدیک جو شریعت نہیں لاتے۔ وہ حقیقی نبی نہیں ہوتے۔ بلکہ بقول آپ کے نقلی اور جعلی نبی ہوتے ہیں۔

۲۔ ایک مستقل نبی ہوتے ہیں۔ جو شریعت تو نہیں لاتے۔ مگر ان کو نبوت بلاواسطہ ملتی ہے (گویا آپ کے نزدیک صاحب شریعت نبی مستقل نبی نہیں ہوتے)۔

۳۔ ایک وہ نبی جو نہ شریعت لاتے ہیں۔ اور نہ ان کی نبوت بلاواسطہ ہوتی ہے۔ یہاں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو اس تیسری قسم کی نبوت کا پانے والا لکھا ہے۔

اب سنئے حقیقی نبی تو جناب میاں صاحب کے نزدیک دو ہوئے۔ ایک حضرت نبی کریم اور ایک حضرت موسےٰ کیونکہ صاحب شریعت ہیں۔

اور مستقل نبی وہ سب ہوئے جو حضرت موسےٰ سے پہلے یا پیچھے حضرت نبی کریم صلعم تک نبی ہو کر آئے۔ مگر وہ نبی جو نہ شریعت لاتے ہیں۔ اور نہ ان کی نبوت بلاواسطہ ہوتی ہے

ملکہ تو ان کو جمع کے صیغہ میں ہے۔ اور پیش کیا ہے اس تیسری قسم نبی میں کا صرف مسیح موعود کو افسوس کہ اگر یہ قسم بھی نبوت میں سے ہوتی تو کیوں قسم ایک ہی نبی ابتدائے دنیا سے اس وقت تک پیدا کرتی۔ اس قسم میں بھی تو کوئی ایک ہی نبی اور ہوا ہوتا۔ تا اس پر قسم نبوت کا لفظ صادق آسکتا۔

جناب میاں صاحب یہاں پر خاتم النبیین کی خصوصیت کو پیش فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پہلے نبی تو خاتم النبیین نہ تھے۔ اس لئے آنحضرت باوجود خاتم النبیین کے پہلے نبیوں میں ہی شامل ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی گو ان کا نبی ہونا الگ قسم کا ہے۔ مگر وہ پہلے انبیاء میں شامل ہیں۔ مگر جناب میاں صاحب نے توجہ نہیں فرمائی جب یہ تیسری قسم نبوت کی ثابت ہی نہیں۔ اور جب آجتک کسی کو نبوت اسطرح پر ملی ہی نہیں۔ یہ نبوۃ پہلی نبوتوں کا کوئی پہلو بھی اپنے اندر نہیں رکھتی تو یہ نئی قسم کی نبوت پہلی قسم کی نبوت میں شامل کیسے ہو سکتی ہے۔ اور حضرت نبی کریم کی مثال کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جناب مرزا صاحب پر پیش کرنی قیاس مع الفارق ہے آنحضرت کو خدا نے کتاب دی۔ پہلے انبیاء کو بھی دی۔ آنحضرت کو شریعت دی۔ پہلے نبیوں کو بھی دی۔ آنحضرت صلعم کو وحی رسالت و نبوت دی۔ دوسرے نبیوں کو بھی دی انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح یعنی جس طرح پہلے نبیوں کو نبوت اور کتاب دی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کو بھی دی۔

باقی رہا خاتم النبیین کا سوال کہ یہ حضور کے ساتھ تخصیص ہے۔ تو یہ ویسی ہی خصوصیت ہے جو اوّل الرسل کو اول الرسل ہونے کی خصوصیت ہے۔ آخر جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اسکے لئے ایک انجام بھی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ دلیل حضرت مرزا صاحب کی اس نئی قسم کی نبوت پر کیسے دلیل ہو سکتی ہے۔

خاتم النبیین میں تو وحی رسالت اور وحی نبوت کا ختم ہونا بیان کیا گیا ہے نہ کہ خاتم النبیین بعد نبوت کی کوئی نئی قسم بیان کی گئی۔ آیت خاتم النبیین تو شریعت حقانی کو مختتم اور مکمل ٹھہراتی ہے کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی بات باقی نہیں رہتی آیت خاتم النبیین تمام تر

کہ اب ممتنع اور محال ہے کہ کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آجاوے۔ اور کوئی نئی کتاب آوے کوئی نیا حکم اسکتاب کے بعد کسی کو ملے اسی لئے تو اس ممتنع اور محال کو توڑنے کے لئے جناب میاں صاحب نے ایک نئی قسم کی نبوت اپنے پاس سے قرار دے لی۔ اور نبوت کی تین قسمیں بنا دیں۔ مگر جو شخص سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتا ہے۔ اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتا ہے اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلے اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتا ہے۔ وہ کبھی بھی اس بات کو باور نہیں کر سکتا کہ نبوت کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ یا خاتم النبیین ہوتا بھی نبوت کی ایک قسم ہو بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت نہیں رکھتا مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کافہ انبیاء ورسل سے کوئی الگ قسم کی نبوت تھی جب نبوت کے سب پہلو جانے کی طرز ہی میں شکستہ ہیں تو علیحدہ قسم کی نبوت کیونکر ہوئی یہاں تک تمہید تھی جناب میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱ پر اصل بحث کو شروع فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ مولوی صاحب کے مضمون کو پڑھ کر جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ (۱) مولوی صاحب کا مذہب ہے کہ دعوائے مسیحیت کے بعد حضرت مسیح موعود کا خیال اپنی نبوت کے متعلق ایک ہی رہا ہے (۲) یہ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپ نبی تھے۔ بلکہ جزئی اور ناقص نبی تھے۔ اور ان دونوں امور کی شہادت میں انہوں نے مختلف دلائل دیئے ہیں۔

اس کے بعد میں حقیقۃ الوحی کی وہی عبارت پھر نقل کرتا ہوں جو القول الفصل میں میں نقل کر چکا ہوں۔ اور وہ یہ ہے

(آگے حقیقۃ الوحی کی وہ عبارت جو صفحہ کی چھٹی سطر کے بعد سوال (۱) سے شروع ہو کر صفحہ ۱۵۰ کی پانچویں سطر تک لکھی ہے جو حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۱۱۱ اور ۱۱۲ پر جا کر ختم ہوئی ہے)

اور صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ حقیقۃ النبوۃ پر اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ حضرت صاحب نے (۱) تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ میں مسیح سے افضل نہیں اور مجھے جزئی فضیلت دی گئی ہے۔ اور جزئی فضیلت غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ (۲) مگر ساتھ ہی ریویو میں لکھا ہے کہ خدا نے اس امت کے مسیح کو پہلے مسیح پر اپنی تمام شان میں بڑھایا ہے۔ جب ان نقل حوالوں کی عبارت سے تناقض پایا گیا۔ تو کسی کے سوال پر حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی

میں لکھا کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اور پھر لکھا کہ یہ تناقض ایسے اختلاف کے طور پر نہیں جو میرے کذب پر شاہد ہو۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے میرا عقیدہ اجتہادی تھا۔ اور بعد میں اللہ تعالےٰ کی متواتر وحی سے مجھے اس عقیدہ سے پھرنا پڑا الخ مگر سطور زیر لکیر کی عبارت حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھی۔

اب بحث ساری یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے نزدیک حضرت صاحب کا دعوئے مسیحیت کے بعد اپنی نبوت کے بارے میں ایک ہی عقیدہ نہیں رہا اور وہ عقیدہ آکر اس وقت کی متواتر وحی سے بدلا۔ جس وقت آپ تریاق القلوب شائع فرما چکے تھے۔ یعنی ۱۹۰۲ء کے بعد یعنی اس وقت حضرت صاحب کو وحی نے بتلایا کہ جزئی نبوت کا عقیدہ غلط ہے۔ آپ تو سچ مچ نبی ہیں۔ اور کامل نبی ہیں چنانچہ جناب میاں صاحب القول الفصل صفحہ ۲۴ و ۲۵ میں ذیل کے الفاظ لکھتے ہیں۔

"بعد میں مجھے وحی الٰہی نے اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا"۔ یہاں بعد سے مراد تریاق القلوب کے بعد ہے۔ اور یہ لفظ حضرت صاحب کے نہیں۔ بلکہ جناب میاں صاحب کے ہیں۔

"تریاق القلوب کی تحریر تک میرا اور عقیدہ تھا۔ بعد میں متواتر وحی نے اس عقیدہ کو بدل دیا۔ یہ لفظ بھی جناب میاں صاحب کے ہیں جو حضرت صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں"۔

"لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ ۲ و ۳ سے ثابت ہے۔ آپ کو خدائے تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں۔ اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں"۔

اور آپ نے اسے اس وقت تک ترک کرنا پسند نہ فرمایا۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو خدائے تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں۔ اور کسی جزوی نبوت کے پانیوالے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں۔

"اور تا پنے اسے اس وقت تک ترک کرنا پسند نہ فرمایا جبتک اللہ تعالےٰ نے آپ کو بار بار **وحی** کے ذریعہ سے غلطی سے آگاہ نہ فرمایا۔ یہاں اُسے سے مراد مروجہ عقیدہ متعلقہ نبوت ہے۔

" تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ **بعد کی وحی نے** اس سے آپ کو بدلا دیا"

یہ پانچ موقعے ہیں جہاں جناب میاں صاحب نے تریاق القلوب کے کسی **بعد کی وحی کا ذکر کیا ہے** جس نے حضرت صاحب کے اس پہلے عقیدہ جزوی نبی ہونے کو بدلا دیا۔ اسی پر ہی ہمارے کرامی سید حضرت مولانا حضرت مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے جناب میاں صاحب سے اس بعد کی وحی کا مطالبہ کیا تھا جب جناب میاں صاحب نے بار بار اپنی کتاب القول الفصل میں اسی بات کا اعادہ کیا کہ بعد کی وحی نے حضرت صاحب کو پہلے عقیدہ (جزوی نبوت پانے) سے بدلا دیا تو معلوم ہوا کہ جناب میاں صاحب کے نزدیک بعد کی وحی میں کوئی ایسے لفظ ہوں گے جو پہلی وحیوں مثلاً انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیہ یا یا عبد القادر رضی اللہ عنہ۔ یا یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا یا علی دعھم و انصارھم و زراعتھم یا کتاب الولی ذوالفقار علی (ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے) یا خلق آلہی دے منہ پر ولیاں ایہ نشانی وغیرہ کو منسوخ کرنے والے ہونگے۔ کیونکہ جبتک کوئی ایسی وحی نہ ہو کہ ان پہلی وحیوں پر جن میں آپ کو جزوی نبی ہی کہا گیا ہے خط نسخ نہ کھینچے۔ تب تک کیسے معلوم ہو کہ حضرت صاحب کو اس پہلے عقیدہ جزوی نبوت سے بعد کی وحی نے بدلا دیا تھا۔

پس جبکہ جناب میاں صاحب نے کوئی حوالہ ایسی وحی کا نہ دیا اور نہ حضرت صاحب کا یہ لکھا ہوا کہیں سے دکھایا کہ نبوۃ کے متعلق پہلے میرا عقیدہ اجتہادی تھا اور بعد میں اللہ تعالےٰ کی متواتر وحی سے مجھے اس عقیدہ (نبوت جزوی) سے پھرنا پڑا تو پھر یہ کیسی دلیری ہے کہ جناب میاں صاحب کہتے چلے جاتے ہیں کہ حضرت صاحب کا دعوئے مسیحیت کے بعد ایک ہی عقیدہ اپنی نبوت کے بارے میں نہیں رہا تھا۔ بلکہ پندرہ سولہ برس تک آپ کو اپنا واقعی نبی ہونا سمجھ میں نہیں آیا تو ہا ما کیا قصور وہ سولہ ۱۷ برس تک اپنی وحی کو نہیں سمجھ سکے تو ہم آج کیسے جناب میاں صاحب کی طرح بغیر خدا کی

وحی کے ان کو نبی سمجھ لیں ۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہم پر یہ الزام کیوں ہے کہ ہم ان کو واقعی نبی نہیں مانتے ۔ ہم پر تو کوئی وحی بھی نہیں ہوتی ۔ اگر ہم کو حضرت مسیح موعود کو واقعی نبی ہونے میں غلطی لگی تو اس غلطی سے تو بقول میاں صاحب خود حضرت صاحب بھی پندرہ سولہ سال نہیں نکلے ۔ جب وحی ہوئی تب نکلے ۔ اب جبتک جناب میاں صاحب وہ وحی پیش نہیں کریں گے جو حضرت صاحب کے ان تمام پہلے الہاموں پر خط نسخ کھینچنے والی ہوگی ۔ تو تب ہم بھی مان لیں گے کہ حضرت صاحب واقعی نبی تھے ۔ کیونکہ بقول میاں صاحب وہ کشتیا میل کی نبوت کے الہام جو آپ کا محدث یا ولی ہونا بتلاتے تھے ۔ جب تک کسی وحی سے منسوخ قرار نہ دیئے جاویں گے تب تک آپ کا واقعی نبی ہونا غلط ہوگا ۔ جناب میاں صاحب نے ایکدفعہ پہلے بھی جس دن سیدنا المہدی حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد درس قرآن دیا ۔ تمہید میں فرمایا تھا ۔

حضرت مسیح موعود باوجود انا جعلناک المسیح ابن مریم الہام کے یہ لکھتے رہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے ۔ لیکن جب خدا نے علم دیا تو جھٹ لکھدیا کہ مسیح فوت ہو چکا ہے ۔ اور جس مسیح کے آنے کا انتظار تھا ۔ وہ میں ہی ہوں ۔ آپ پہلے لکھتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں ۔ میں نبی نہیں ہوں ۔ حالانکہ الہامات میں یہ لفظ موجود تھا ۔ لیکن جب خدا کی وحی بارش کی طرح نازل ہوئی تو لکھا کہ میں نبی ہوں ۔ اور یقیناً نبی ہوں

دیکھو الفضل جلد (۱) مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۴ء نمبر ۴۴ ص صفحہ ۲۱ ۔

تو پیغام ۲۰ ۔ اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں پوچھا تھا کہ حضرت صاحب باوجود انا جعلناک المسیح ابن مریم الہام کے یہ کہاں لکھتے رہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے یا یہ کہاں لکھا کہ یعنے پہلے لکھا کہ میں نبی نہیں ۔ میں نبی نہیں ۔ لیکن جب خدا کی وحی بارش کی طرح نازل ہوئی تو لکھا کہ میں نبی ہوں یعنی نبی ہوں اور نیز لکھا تھا کہ الہام انا جعلناک المسیح ابن مریم براہین احمدیہ میں نہیں ۔ تو اسوقت الفضل نے اپنی ۴ مئی ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں عذر گناہ بدتر از گناہ یہ تراشا کہ

اصل بات یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے اسوقت یہ فرمایا تھا کہ آپ پہلے مسیح

کا آسمان سے ہونا لکھتے رہے۔ حالانکہ بعض الہام بھی ایسے موجود تھے۔ اس آخری فقرہ کو زیر نظر رکھتے ہوئے، رتبہ قلب کرنے والے نے جعلناک المسیح ابن مریم لکھدیا یہ اس کی اپنی لغزش تھی مگر میرے اس مطالبہ کا جواب خاک دیا کہ حضرت صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ پہلے میں لکھتا رہا کہ میں نبی نہیں ہوں میں نبی نہیں ہوں لیکن جب خدا کی وحی بارش کی طرح ہوئی تو میں نے لکھا کہ میں نبی ہوں میں نبی ہوں۔ میرا وہی مطالبہ آج ہی کہ جس طرح حضرت صاحب نے ازالہ اوہام میں یہ الہام لکھ کر شائع فرما دیا کہ اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولا الخ

اسی طرح کا کوئی الہام یا وحی حضرت صاحب کی ان کے نبی کامل ہونیکے متعلق دکھاؤ یا یہی دکھاؤ کہ کہیں حضرت صاحب نے حیات مسیح کے عقیدہ بدلنے پر جس طرح صاف یہ لکھدیا تھا کہ پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا۔ تو جو بات مجھے قرآن مجید کے خلاف معلوم نہ ہوئی۔ وہی میں نے اپنی وحی کی اتباع سے عقیدہ بنالیا۔ اسی طرح آپ نے کہیں یہ بھی لکھا کہ اگرچہ خدا تعالے نے الہامات میں میرا نام نبی رکھا تھا۔ اور میرا یہی اعتقاد تھا کہ نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں آسکتا۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کی تاویل کی اور اس کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو مطابق حدیث لا نبی بعدی تمام مسلمانوں کا تھا۔ لیکن بعد اس کے کہ اس بارہ میں بارش کی طرح مجھ پر وحی الٰہی نازل ہوئی کہ تو نبی ہے اور یقیناً نبی ہے۔ پھر میں نے جانا کہ میں نبی ہوں اور اس پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا۔

چلو یہی عبارت نہ سہی۔ اس قسم کا مفہوم ہی کسی عبارت سے نکال دو۔ جب ممکن ہی نہیں کہ اس قسم کی عبارت یا ایسا مفہوم کسی عبارت سے نکال سکو۔ تو پھر اتنا شور بیہودہ کیوں؟ ثبوت تو یا تو میں خاک بھی نہیں۔ اور فساد اتنا۔ افسوس۔

حقیقۃ النبوۃ کو ۱۱۵ سے ۱۴۵ صفحہ تک دیکھ جاؤ۔ کہ کیا ثبوت دیا ہے پہلے دیکھو کہ ساری عمر تو لفظ نبی حضرت صاحب نے اپنے لئے بغیر کسی تشریح اور توضیح کے

نہ لکھا۔ وہی تشریحیں اور توضیحیں جو اس لفظ کی سنہ ۱۹۰۲ء تک کی تھیں۔ وہی سنہ ۱۹۰۲ء سے لیکر
سنہ ۱۹۰۸ء تک لکھیں۔ مگر دوسرے نبیوں کا جب ذکر کیا۔ یہانتک کہ حضرت عیسے کا بھی ذکر کیا
تو ان کو صرف نبی ہی لکھا اور اسکے ساتھ کوئی تشریح نہ لکھی مگر اپنے ساتھ جب بھی نبی کا لفظ لکھا اور جہاں
ہی لکھا اسی کے ساتھ اسکی تشریح بھی کر دی کہ اس جگہ لفظ نبی کی یہ مراد ہے۔ یہ بھی عجیب نبوت
اور عجیب نبی ہے کہ جس کو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر اپنی نبوت اور اپنے نبی ہونے کی تشریح
اور توضیح کرنی پڑتی اور بغیر تشریح اور توضیح کئے آگے نہیں بڑھتا تو معلوم ہوا کہ یہ نبوت کوئی اس
قسم کی ہے۔ جو ان نبیوں سے کسی رنگ میں بھی نہیں ملتی۔ نہ بلحاظ نبوت ہی ان سے مشابہ
ہے اور نہ بلحاظ فیوض حصول نبوت ہی انسے مشابہ ہے۔ اگر صرف غیر تشریعی ہی نبوت تھی تو
اتنا لکھنا ہی کافی تھا کہ میں غیر تشریعی نبی ہوں پھر بروزی ظلی وغیرہ کے لکھنے کی کیا ضرورت
تھی۔ کیا غیر تشریعی نبوت ظلی اور بروزی نبوت ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جناب میاں صاحب
اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں ۴۰ صفحوں میں برابر اسی ایک بات پر زور دیئے جاتے ہیں کہ
حضرت صاحب نے جو لکھدیا کہ خدا نے **صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا**"
اب اس سے بڑھکر حضرت صاحب کے نبی ہونے کا اور کیا ثبوت چاہیئے۔ مگر آپ غور نہیں فرماتے کہ
جہاں آپ نے یہ لکھدیا ہے کہ خدا نے صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا۔ اسکے ساتھ یہ بھی تو
لکھ دیا۔ مگر **اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی**
اور پھر اس کی زیادہ تشریح اور توضیح کرنے کے لئے حاشیہ پر خوب ہی اس کی وضاحت
اور تشریح کر دی اور اخیر میں لکھدیا کہ میری نبوت آنحضرت صلعم کی **ظل** ہے نہ کہ **اصلی**
نبوت اور یہی ازالہ اوہام میں بھی آپ نے لکھا کہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے
امتی ہوں اور جسطرح ازالہ اوہام میں اپنے نبی ہونے سے صاف انکار کیا۔ اسی طرح
حقیقۃ الوحی میں اپنے نبی ہونے سے صاف انکار کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ والنبوۃ قد انقطعت
بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم۔ الخ یعنی تحقیق نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ اور ہماری کتاب فرقان حمید کے بعد کوئی اور نہیں۔ اور ہماری
شریعت شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور نہیں۔ ہاں میرا نام جو حدیث میں نبی آیا ہے اسکی مراد بھی ظلی نبوت
ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتی ہے۔ اور خدا کی مراد میری نبوت
سے سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کچھ نہیں۔ اور خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو

ہے اور کچھ بنانے کا ارادہ کرے صفحہ ۶۴ ضمیمہ حقیقۃ الوحی - اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا نام ہی نبوت نہیں - بلکہ نبوت کچھ اور ہے - جو منقطع ہو چکی ہے اسی طرح حضرت صاحب نے جہاں حقیقۃ الوحی میں ۱۴۶-۱۴۹ اور جگہ اپنے لئے نبی کا لفظ لکھا ہے - وہاں ہر جگہ خوب اس کی تشریح کی ہے - اور بغیر تشریح کے ایک جگہ بھی لفظ نبی کو استعمال نہیں فرمایا - اور بار بار فرمایا ہے کہ یہ لوگوں کا افترا ہے کہ میں نے کوئی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ ہم تو حقیقۃ الوحی کی عبارتوں میں اور پہلی کتابوں کی عبارتوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتے اور نہ اس پہلے عقیدہ سے کوئی اور بدلا ہوا عقیدہ پاتے ہیں - وہی جزوی نبوت جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے رنگ میں محدثوں کو بغیر کتاب یا کوئی نیا حکم لانیکے ملتی رہی وہی پہلی کتابوں میں اپنے لئے لکھی ہے اور وہی بعد کی کتابوں میں - اور جسطرح اپنی پہلی تحریروں میں آنحضرت کے بعد مدعی نبوت پر لعنت کی ہے - وہی بات حقیقۃ الوحی میں اوپر کے لفظوں میں ادا فرمائی ہے -

اب ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ جناب میاں صاحب جیسے احمدی ہیں - جو حضرت صاحب کی تحریروں کے خلاف مدعی سست گواہ چست آپ کے کامل نبی ہونے کے مدعی بن بیٹھے ہیں - اور حضرت صاحب کو یقیناً نبی لکھ رہے ہیں - کیا کوئی احمدی ہو کر یا کوئی آپ کی نسبت رکھ سکتا ہے کہ خدا نے حضرت صاحب کو تو وحی کی بارش کر کے کہا کہ **تو نبی ہے تو نبی ہے** - مگر حضرت صاحب نے بقول جناب میاں صاحب اس رسمی عقیدے کو کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آسکتا - نہ چھوڑا یا نہ چھوڑا - اور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی لکھدیا کہ ان نبینا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ استفتا صفحہ ۲۲ یعنی یقیناً ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپکے بعد کوئی نبی نہیں مگر ایک قسم کی نبوت جو آپکے نور سے ملتی ہے - وہ باقی ہے - اور یہ نعمت مومن کامل کو دی جاتی ہے - اور جس مومن کامل کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں ملا اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے الخ یہی باتیں آپ نے اپنی پہلی کتابوں میں لکھی ہیں -

اور ایک ایک کتاب میں کئی کئی مرتبہ آپ کو اس لفظ نبی کی تشریح پر مکرر سہ کرر لکھنا پڑا کہ قرآن کریم اور صحیف اولے کے بتائے ہوئے معنوں کے رو سے میں نبی نہیں ہوں اسی لئے ہمیشہ آپ نے اپنے واقعی نبی ہونے سے انکار کیا - اور اگر کہیں اقرار کیا تو جزوی نبی ہونے کا اور انکار کیا تو واقعی اور کلی نبی ہونے کا پھر اسی مرکب نام امتی نبی کی تشریح سلسلہ صفحہ

اصطلاح کے ماتحت یہ کی کہ میں ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں تاکہ سمجھا جاوے کہ آپ لفظ نبی کا استعمال ان معنوں میں نہیں فرماتے جن معنوں میں اصطلاح اسلامی نے اسکو استعمال کیا ہے۔ بلکہ اس لفظ کو ان مجازی معنوں میں لیتے ہیں۔ جن میں کہ صوفیا اور اہل اللہ واولیاء نے بعد رسول کریم صلعم اس لفظ نبی کو اپنے مخاطبات میں لیا ہے یعنی محدث کے معنوں میں۔ اگر ایسا نہیں تو کیا نعوذ باللہ۔ ہم پھر یہ یقین کریں کہ خدا تو حضرت صاحب کو بڑی شد ومد سے نبی قرار دے اور وحی بھی بارش کی طرح اسبات کی کرے کہ تو نبی ہے اور یقیناً نبی ہے مگر پھر بھی مسیح موعود اپنی وفات کی آخری گھڑی تک باوجود خدا سے نبی کا خطاب پانے کے پھر بھی اسی پہلے عقیدے پر جمے رہیں اور پھر بھی ابھی مرکب نام امتی نبی کی وہی توجیہیں اور توضیحیں کیا کریں جن کی بیسیوں دفعہ نہیں۔ صدہا مرتبہ آپ نے تشریح کی

اب فرمایئے ہم کس طرح سے مان لیں کہ دعوے مسیحیت کے بعد حضرت صاحب کا اپنی نبوت کے متعلق اخیر تک ایک ہی عقیدہ نہیں رہا تھا۔ باقی رہ گئی یہ بحث کہ کیوں تریاق القلوب میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں مسیح سے افضل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور پھر دافع البلاء میں لکھا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہیں یا ان میں کوئی تناقض ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ کیا اس امت میں اور کبھی کوئی پہلے نبیوں سے بڑھکر ہوا یا نہیں۔ اگر کام کے لحاظ سے اور حضرت نبی کریم کی جلالت شان کی اظہار کے لئے کسی ولی کو یہ الہام ہو جائے کہ تو فلاں نبی سے بڑھ کر ہے۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے۔ اور ولیوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ تو پھر استبعاد کیا ہے کیا مہدی کیلئے روایات میں نہیں آیا۔ هو افضل من بعض الانبیاء پھر کیا کوئی قیامت تک بھی مہدی کیلئے کسی حدیث میں کہا سکتا ہے اگر نہیں دکھا سکتا تو پھر جس صورت میں مہدی بعض انبیا سے افضل ہے اسی صورت میں حضرت صاحب بھی [illegible] نہیں ہو سکتی۔ اگر تمام شان پر نگاہ کرتا ہے تو مسیح علیہ السلام تو مستقل نبی تھے صاحب کتاب تھے انجیل ان پر نازل ہوئی تھی وہ بعض نئے احکام لائے تھے یہ مطاع رسول تھے اپنی نبوت کا لوگوں سے اقرار لیتے تھے [illegible] کی شان بھی خاص انہی کے لئے ہی مخصوص تھی مگر کیا یہ تمام شانیں بھی حضرت صاحب میں پائی جاتی ہیں۔ یہ نہیں پائی جاتی ہیں تو آخر یہی ماننا پڑے گا جیسا کہ حضرت صاحب نے خود بھی حاشیہ میں لکھا ہے کہ تمام شان سے مراد فی بعض شیونہ ہے نہ کچھ اور۔ پھر حضرت صاحب کے [illegible] دافع البلا صفحہ ۱۳ سے نکال کر دیکھو کہ اس میں تمام شان سے بڑھکر ہونا کس صورت میں

ثابت نہیں تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض کی آیت موجود ہے یہاں جزوی

خاص بات ہے۔ اور کام اور خدمت کے لحاظ سے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کے لحاظ سے ایسا ہونا ممکن ہے۔

حضرت صاحب نے خود اسی قسم کی فضیلت کا دافع البلاء میں ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو دافع البلاء صفحہ ۲۰ جہاں فرمایا ہے "اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسے بن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کرے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے۔ جو موت اور تولد سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رو سے واحد لاشریک ہے اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا۔ جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے ۔۔۔ کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھوں ہوں انبیاء مگر بخدا ۔۔۔ سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا ۔۔۔ میرا بستاں کلام احمد ہے۔
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کیلئے۔"

پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان ظاہر فرمانے کے لئے یہ فرمایا کہ۔ "اس سے بہتر غلام احمد ہے"۔ اور فرمایا کہ اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر نہ ہو بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے"۔ جبکہ یہاں پر فضیلت کی تعیین بھی فرمادی تو یہ کیسی دلیری ہے کہ ایسی صاف عبارتوں کے ہوتے ہوئے پھر کہا جاتا ہے کہ حضرت صاحب حضرت عیسے سے اس لئے بڑھ کر تھے کہ آپ نبی کامل ہوگئے تھے۔ (و نعوذ باللہ من ذالک) حالانکہ اسی رسالہ دافع البلا میں حضرت نے لکھا ہے۔

"ممکن ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی تعلق باللہ میں حضرت عیسے سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں۔۔۔۔۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر ایک انسان آیا جس کی نسبت خدا نے علمناہ من لدنا علما فرمایا تو پھر عیسے کی نسبت جو حضرت موسیٰ سے کمتر تھا اور جو ولی کامل شریعت نہ لائے تھے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اپنے وقت کی تمام راستبازوں سے بڑھ کر تھے۔

اب اگر حضرت صاحب نے تریاق القلوب میں لکھا کہ مسیح سے میں جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور یہ

میں لکھا کہ میں اس سے تمام شان میں بڑھکر ہوں۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آپ جزوی نبی سے پورے نبی بنائے گئے تھے۔ کیونکہ اگر یہی قاعدہ آپ کے مدنظر ہوتا تو آپ پہلی کسی کتاب میں مسیح اسرائیلی سے ہم سری کا دعوے نہ فرماتے۔

مگر ازالہ اوہام میں اس سے پہلے یہ لکھا کہ غیور ئی خدا بسرش کرد ہمسرم اور لکھا کہ عیسٰے کجا است تا بنہد پا بمنبرم کیا یہ جزئی ہی فضیلت اپنی فرمائی تھی۔ کیا جزئی فضیلت والا بھی ہم سرم ہونے کا دعوے کر سکتا ہے یا کہ سکتا ہے کہ عیسٰے کجا است تا بنہد پا بمنبرم تو جناب میاں صاحب کے مسلک پر دافع البلا میں جو حضرت صاحب نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا تھا ~~ضروری تھا~~ وہاں اپنے نبی ہونے کا بھی اعلان فرماتے۔ مگر حضرت صاحب نے دافع البلا میں کسی جگہ اپنے نبی ہونے کا اعلان نہیں کیا۔

میاں صاحب اپنے اس عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح موعود نبی بن جاویں اور محمد رسول اللہ کی جگہ خاتم الانبیا ان کو مانا جائے۔ بڑی جانکاہی سے انہوں نے ان صفحوں میں اپنے مضمون کو نبا ہا ہے۔ اس لئے کہ ان کو برا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کے منشا کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اما مکم منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث امکم منکم کی رو سے مسیح موعود ایک امام اور خلیفہ رسول اللہ ہی کہلاویں۔ بلکہ جناب میاں صاحب یہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح حضرت صاحب کو نبی اللہ بنا کر قریباً پانچ چھ ہزار آدمیوں کو اپنا ہی ہمخیال بنالیں اور ان کو بھی گمراہی کے دلدل میں پھنسا دیں۔ یہ تو وہی مقولہ ہے کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند مگر جب نبوت کی حقیقت لوگ یہ معلوم کریں گے کہ خود نبی کو پندرہ سولہ برس تک نبی ہونے کا پتہ ہی نہیں لگا۔ اور اخیر تک آپ یہی کہتے رہے کہ میں مجازاً نبی ہوں۔ نہ حقیقتاً۔ تو پھر کون عقلمند ہے جو اس بات کو باور کرے گا کہ آپ کبھی کسی وقت واقعی نبی بھی بن گئے تھے۔

میاں صاحب کے نزدیک جزئی نبوت اصلی نبوت نہیں دیکھو صفحہ ۱۵ حقیقۃ النبوت پر جب حضرت صاحب نے اسی متنازعہ فیہ صفحہ (۱۵۰ حقیقۃ الوحی) پر لکھ دیا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے۔ نہ کہ اصلی نبوت تو ثابت ہوا کہ حضرت صاحب نے اپنی نبوت کے متعلق کوئی تغیر اپنے عقیدے میں نہیں کیا۔ کیونکہ اگر اصلی نبوت کا دعوے ہوتا تو آپ کبھی اسی صفحہ پر

لکھتے کہ میری نبوت اصلی نبوت نہیں لہٰذا یہ تو کہیں سے بھی ثابت نہ ہوا کہ جزوی یا ظلی نبوت کے
و اب آپ نے اپنی نبوت کو ایک اور قسم کی نبوت قرار دیا ہے پھر حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ میری
رت صرف بواسطہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے اصلی نبوت نہیں۔ اس بات کے قائم مقام ہے
میری نبوۃ جزوی نبوت ہے۔ نہ کاملہ نبوت۔

پھر جس قدر حوالے تبدیلی اوائل عقیدہ کے متعلق لن ۹ئہ کے وقت سے پیش کئے جا سکتے ہیں
ن میں سے بھی ایک حوالہ ایسا نہیں جس سے آپ کا واقعی نبی ہونا ثابت ہو سکے۔ جہاں دیکھو گے
ی دیکھو گے کہ میں ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں۔ اب یہ دو پہلو خود اس امر کو
بت کر رہے ہیں کہ آپ کی نبوت جزوی نبوت ہے نہ کہ اصلی نبوت کیونکہ امتی کی نبوت جزوی
ت ہی ہوتی ہے۔ نہ کامل نبوت اگر امتی کو بھی کامل نبوت مل سکتی تو آپ اپنی نبوت کو اپنی آخری
ریروں میں مجازی نبوت نہ لکھتے۔ اور آپ کبھی یہ لفظ بار بار اپنی نسبت نہ لکھتے کہ میں صرف
ی نہیں کہلا سکتا۔ یا کبھی نہ لکھتے کہ میں ظلی نبی ہوں۔ اصلی نبی نہیں۔ اور میاں صاحب کا
ا ہے کہ جزوی نبی اصلی نبی نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود نہ تو کامل نبی ہیں اور نہ
قعی نبی صرف امتی نبی ہیں۔ درحقیقت امتی اور نبی کی کیفیت ہی تبلاتی ہے کہ جو شخص کامل طور پر امتی
گا۔ وہ کامل طور پر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جو کامل طور پر نبی ہوگا۔ وہ کامل طور پر امتی نہیں ہو سکتا
ی نبی اور امتی کی کیفیت ایک ہی شخص میں ایک ہی وقت میں جمع نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک پہلو نبوت کا نہ ہو

پس یہ کہنا کہ "افضلیت کا مسئلہ خود نبوت کے مسئلہ کو حل کر دیتا ہے" لوگوں کو مغالطہ دینا ہے
ن صرف یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اس مسئلہ کو ہی غلط قرار دیا کہ جزوی نبی نبی پر افضل نہیں
تا۔ کیونکہ بعد میں آپ کا یہ خیال بدل گیا اور آپ نے معلوم کیا کہ جزوی نبی بھی بعض وجوہ
م کے لحاظ سے ایک نبی سے افضل ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں جہاں
ع سے اپنے آپ کو افضل کہا ہے۔ وہاں یہ نہیں فرمایا کہ میں اب جزئی نبی نہیں رہا۔ بلکہ میری
ت اب نبوت کاملہ ہو گئی ہے۔ اور اس لئے میں مسیح عیسٰی سے افضل ہوں۔ نبوت کا بیان وہی
ہے جو پہلے اپنی کتابوں میں کرتے تھے یعنی ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور یہ بتلایا
کہ میری جزئی نبوت بھی جو مجھے بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملی۔ مسیح کی نبوت
افضلیت کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں آپ اس عبارت: مگر بعد میں

جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی کے آگے یہ عبارت لکھتے ہیں۔ "اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں لکھی ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں"۔ اس حوالہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل اس لئے قرار نہیں دیا کہ آپ کو تریاق کی اپنی وحی سے معلوم ہوگیا تھا کہ نبی نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی جب آپ پر بارش کی طرح نازل ہوئی اور آپ کو صریح طور پر بار بار امتی نبی قرار دے کر تبلایا تو آپ نے جانا کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے نہ کہ ایک ... بنی اسرائیل کے کسی ایک نبی پر کیونکہ خاص نعمت کی لحاظ سے فضیلت نہیں ہو سکتی اسی بنا پر اپنا اول کا عقیدہ کہ مجھ کو مسیح عیسیٰ سے کیا نسبت ہے۔ بدل دیا۔ اور حقیقۃ الوحی میں اسی صفحہ پر فرمایا "دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانے میں آئیگا اپنے جلال اور قوی نشانوں کی لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی امت سے افضل ہے .... آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے ... سماں میں **صرف نبی نہیں**۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت صاحب نے کبھی بھی اور کہیں بھی اپنے آپ کو صرف نبی نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ میں کامل نبی ہوں۔ بلکہ اس لفظ نبی کے ساتھ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کا لفظ ضرور لکھدیا۔ تا معلوم ہو جائے کہ آپکی وہی جزئی نبوت ہے جو امتی کو مل سکتی ہے۔ تو سمجھ نہیں آتی کہ تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق آپنے اپنا کون سا عقیدہ بدلا۔

حقیقۃ الوحی میں اسی صفحہ پر حضرت صاحب لکھتے ہیں۔

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں۔ جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔

کیا مطلب کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت کرنے کے لئے خدا نے ایک امتی کو جو جزئی نبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ مسیح کے برابر بنا دیا۔ پھر اس کو آگے چل کر اور واضح فرمایا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم

اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صرف حضرت صاحب ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلعم کے ادنے خادم بھی اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ اس جگہ اپنی فضیلت کسی اور معاملہ میں نہیں فرمائی۔ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنے خادموں میں سے ہونے کے لحاظ سے اپنی فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔ خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مسیح موعود اس لئے افضل ہیں کہ وہ نبی تھے۔ اور نبی نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے کیونکہ اس میں کس کو کلام ہے کہ نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کی صریح آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض موجود ہے۔ پھر اگر نبی ہونے کی ہی فضیلت تھی تو اتنا لمبا چوڑا مضمون حضرت صاحب کو اس پر لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف یہی آیت کو پیش کر دیا ہوتا۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علے بعض۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں آپ اپنا نبی ہونا بیان نہیں فرما رہے۔ بلکہ اپنا امتی ہونا اور جزئی نبی ہونے کی حیثیت میں بلحاظ اپنے کارناموں کے مسیح سے افضل ہونا فرما رہے ہیں۔

اب میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ جناب میاں صاحب نے مسیح عیسٰی پر حضرت کی افضلیت کی ایک دلیل بھی کشتی نوح سے لکھی ہے کہ حضرت کشتی نوح میں جو ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی) اپنی نسبت فرماتے ہیں۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر (صفحہ ۱۳)

ہم نے مانا کہ یہ صحیح ہے مگر کیوں۔ اس واسطے وہ مثیل کہ بنا بنی اسرائیل آنحضرت کی امت میں ہوئے پہلے مثیلوں سے بڑھ کر نہیں۔ مثلاً کیوں۔ مثیل یوشع یوشع سے بڑھ کر نہیں۔ جب مثیل عیسےٰ عیسےٰ سے بڑھکر ہے تو پھر مثیل یوشع یوشع سے بڑھکر ہونا چاہیئے یعنی ابوبکر یہاں نبوت کی تو کوئی بحث ہی نہیں۔ یہاں تو ایک مثیل کی مدعی مثیل سے بڑھ کر ہونے کی بحث ہے۔ اس واسطے پہلے نبوت کا اعلان دکھلاؤ کہ میں واقعی نبی ہوں اور میری نبوت کا اقرار دوسرے انبیا کی طرح فرض ہے۔ تب یہ فضول بحث کیونکہ آپ نے کہا کہ گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تا ہم میں اس کی بہت عزت کرتا ہوں (صفحہ ۱۶ کشتی نوح)

کیا خدا نے آپ کو یہ خبر نہ دی تھی کہ وہ نبی کہکے پکارا جو ے۔ بیشک لیں۔ مسیح موعود کی

لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ "یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے"۔ بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے۔ کہ مسئلہ فضیلت کے متعلق حضرت صاحب نے اپنے عقیدہ کے زمانہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ نبوت کے متعلق بھی حضرت صاحب نے اپنے عقیدہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا تھا۔ اگر مسئلہ نبوت کو بھی آپ نے دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہوتا تو ضرور تھا کہ آپ بہت کھول کر ہی اور واضح کر کے اس کو لکھتے اور صاف فرما دیتے کہ چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عام مسلمانوں کا اعتقاد تھا کہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ نبی کریم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو جس میں نبی اور رسول اور مرسل کا لفظ میری نسبت بکثرت موجود تھا۔ ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ یعنی کوئی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا اور اسی کو میں نے تریاق القلوب تک کتابوں میں شائع کیا۔ مگر بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ تو نبی ہے اور یقیناً نبی ہے۔ اور خدا کے ہزارہا چمکتے ہوئے نشان مجھ پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ اس آخری زمانہ میں نبی آنیوالا میں ہی ہوں تب میں نے کہا کہ میں نبی ہوں۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے ازالہ اوہام سے تریاق القلوب تک لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اسی پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ اس وحی کو جو مجھے کامل نبی بتاتی ہے۔ قرآن شریف پر عرض کیا تو مجھے ان آیات سے ثابت ہوا کہ درحقیقت جزوی نبی ہونے کا میرا عقیدہ غلط تھا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن شریف کی فلاں فلاں قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ میں اپنے تئیں نبی مان لوں یا اس قسم کی تحریر لکھا دیں کہ آپ کی نبوت محدثیت والی نبوت نہیں تھی اور نہ امتی نبی ہونا ہی ناقص ہونے کی علامت تھی بلکہ بلحاظ نبوت امتی نبی ہونا دوسرے تمام نبیوں سے بڑھکر ہونیکی علامت تھی کیا اس قسم کی عبارت حضرت صاحب نے اپنی کتابوں میں کہیں لکھی ہم پوچھتے ہیں کیوں نہیں لکھی۔ اگر پہلے عقیدہ کی طرح ان کی جزئی نبوت کا بھی عقیدہ بدل گیا تھا تو پھر کیوں اس کو کھول کر نہ لکھا۔ یہ آپ پر بڑا بھاری فرض تھا۔ ایسا فرض تھا کہ اس سے بڑھکر کوئی اور فرض نہیں تھا۔ مسیح موعود کا دعوے بھی تو اس کے آگے بے حقیقت تھا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود نبی نہیں تو پھر اس کے نہ ماننے سے کوئی کافر بھی نہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر تو تمام ایمان اور نجات کا دارومدار تھا

اب میں پوچھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے ان باتوں کا کیا جواب دیا۔ کیا قرآن کی گواہی سے ثابت کیا کہ نبی کریم کے بعد نبوت کاملہ بھی مل سکتی ہے۔ کیا نبیوں کی تعلیم سے یہ بتلایا کہ جو معنی میں نے اس سے پہلے آیت قرآنی الا لیطاع باذن اللہ کے کئے تھے کہ جو کامل طور پر رسول اللہ ہوتا ہے۔ اس کا کامل طور پر کسی دوسرے نبی کا امتی اور مطیع ہوجانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ وہ بالکل غلط تھے اور خلاف منشا الہام الٰہی تھے۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ حضرت صاحب کو براہین کے زمانہ سے جو وحی ہو رہی تھی۔ اس میں باوجود رسول اور نبی اور مرسل کے لفظ بکثرت ہونیکے تریاق القلوب کے بعد اس سے اچھے اور صاف اور کون سی وحی ہوئی۔ جس میں آپنے اپنے آپ کو نبی سمجھ لیا۔ بار بار سوال ہو چکا ہے کہ وہ وحی ہمیں بتلائی جائے۔ مگر نہیں دکھلائی جاتی۔ صرف تاویلات رکیکہ پیش کرنے سے ایسا بڑا دعوےٰ جو عقل و نقل کے بھی برخلاف ہو ثابت نہیں ہو سکتا۔

سو یہ ہی راہ حق ہے کہ ہم کہیں کہ ہر ایک مخلص احمدی اور سچے مسلم کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ جناب میاں صاحب نے سچائی کو چھپانے کے لئے کیسا غلط باتوں سے کام لیا ہے۔ اور کس طرح دلیری کے ساتھ اس بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا ہے کہ براہین کے وقت میں وہ نبی اور مسیح موعود تو تھے پر براہین کے دس بارہ برس کے بعد ان کو اپنا مسیح موعود ہونا معلوم ہوا۔ اور مسیح موعود ہونیکے پندرہ سال بعد ان کو اپنا نبی ہونا معلوم ہوا۔ اور اتنے لمبے عرصے تک باوجودیکہ بار بار وحی الٰہی ان کو نبی بتاتی تھی۔ مگر اپنی وحی سمجھنے میں ان کو غلطی لگی۔ پورا فہم حاصل نہیں ہوا ٹھوکر کھائی۔

جناب میاں صاحب اس بات کو مانیں یا نہ مانیں مگر منصف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جناب میاں صاحب کو اس قسم کے مذہب بنانے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور کیوں اور کس وجہ سے انہوں نے حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت گزرنیکے بعد یہ باتیں پیش کیں اور چھ برس تک اندر ایک مومن کی طرح کیوں خاموش رہے۔ حالانکہ ان کو جب کہ جماعت کا ایک بڑا حصہ ان کے ان عقائد باطلہ کا صریح مخالف تھا شائع کرنا چاہیئے تھا۔ اور اس بات کا فیصلہ حضرت مہدی وقت نورالدین اعظم کے سامنے کرانا چاہیئے تھا۔

اس کا سبب یہی تھا کہ جناب میاں صاحب حضرت مہدی زمان نورالدین اعظم کو

صحیح راستہ پر نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضرت نورالدین اعظم بار ہا اس بات کو سخت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ جناب میاں صاحب کا ایمان ہو کہ دنیا جہان کے دوسرے تمام مسلمان کافر ہیں اور یہی سبب تھا کہ بار ہا جناب میاں صاحب کو تنبیہ بھی فرمائی۔ اسی لئے سچائی کے خوف نے آپ کے ایسے خیالات کو آپ کے سامنے ظاہر ہونے نہیں دیا سو جس خوف کا جناب میاں صاحب نے اپنے چپ رہنے سے مہدی زمان کے زمانہ میں ثبوت دے دیا تھا۔ ان کے فوت ہونے کے بعد ضرور تھا کہ وہ اپنے مریدوں کے آگے حضرت صاحب کے دعوئے جزوی نبوت کی کچھ تاویل کرتے اور مجازاً نبی لکھنے کی کوئی وجہ بتلاتے۔ تاکسی کے ذہن کا اس طرف انتقال نہو کہ وہ تمام تحریرات جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں۔ وہ بھی درست ہیں۔ سو جناب میاں صاحب نے تریاق القلوب کی اس تحریر کو کہ ایک غیر نبی کو بھی نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے۔ بہانہ بنا لیا۔ تا ان کے ہم خیال لوگ سب بول اٹھیں کہ جبکہ حضرت صاحب ان تحریروں کو منسوخ فرماتے ہیں تو پھر ان تحریروں سے تمسک کوئی کیوں کرے۔

اگر بہانہ نہیں بنایا گیا اور واقعی طور پر حضرت صاحب نے کوئی تعلیم ایسی اپنی نبوت کے بارے میں دی تھی کہ ان پہلی تحریروں کو جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں منسوخ سمجھنا چاہیئے تو جناب میاں صاحب کو خدا نے خوب موقع دیا تھا کہ وہ اس منسوخی کے حکم کو اور اس وحی کو جس میں آپ پہلے عقیدہ بدلا یا گیا تھا۔ اور پورا نبی بنایا گیا تھا۔ ثبوت میں پیش کرتے یا کم سے کم اتنا تو دکھا دیتے کہ حضرت صاحب نے جو پہلی اپنی نبوت کی تشریحیں کی ہیں۔ ۱۹۰۲ء کے بعد پھر وہ تشریحیں ہیں کیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کون عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ ایک عقیدہ سے بذریعہ وحی بدلائے جانے کے بعد بھی پھر وہ اسی طرح اپنے دعوئے نبوت کو پیش کرے جس طرح پہلے کیا کرتا تھا۔ یعنی کلی یا حقیقی نبوت کا تو قطعی انکار کرے اور جزئی یا مجازی نبوت کا ہی اقرار کرے۔ کیا ضرور نہ تھا کہ جناب میاں صاحب اس پر کوئی قوی دلیل لاتے۔ اور حضرت کی کتابوں سے اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے اس نئے مذہب کی حمایت کے لئے ہی ایسے ثبوت دیتے۔

اب میاں صاحب حضرت امیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے

الات یہ تھے۔

(۱) میاں صاحب کے اعتقاد میں حضرت مسیح موعود کی نبوت ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک ناقص

اور جزوی نبوت تھی۔

(۳) میاں صاحب کو علم ہے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد کوئی وحی حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی جس میں آپ کو یہ بتایا گیا کہ آپ جزوی نبی نہیں رہے۔

(۴) ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک اور اس سے پہلے کی کسی کتاب کی کوئی عبارت مسئلہ نبوت کے متعلق حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ بلکہ اس مسئلہ میں صرف ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد کی تحریریں قابل سند ہیں۔

ان کا جو جواب جناب میاں صاحب نے نتیجہ نمبر ۱ میں بیان کیا ہے۔ وہ اور حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵ پر جو عبارت لکھی ہے۔ اس کو مقابل مقابل لکھ کر یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ جناب میاں صاحب نے جو نتیجہ نمبر ۱ میں حضرت امیر پر الزام دینا چاہا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے۔

نتیجہ نمبر ۱ کا جواب تو یہ ہے کہ یہ نتیجہ آپ نے اپنے پاس سے ہی نکال لیا ہے۔ میرے الفاظ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ میں تو لکھتا ہوں کہ بعد کی وحی نے آپ کو اس سے بدلا دیا۔ اور آپ میری طرف یہ قول کہ پہلے اور کسی قسم کی نبوت تھی۔ اور بعد میں اور کسی قسم کی نبوت ہوئی منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں تو بوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔	تریاق القلوب کے وقت آپ محدثیت والی نبوت کے قائل تھے اور اس نبوت کا جو جزئی ہوتی ہے۔ دعوٰے کر چکے تھے .... پس اس تغیر عقیدہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اب آپ نے اپنی نبوت کو ایک اور قسم کی نبوت قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۱۵)

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ جناب امیرؓ نے نتیجہ غلط نکالا یا آپ خود اس کتاب میں لکھ کر بھول گئے۔ کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جناب میاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ وحی الٰہی ہمیشہ آپ کو نبی ظاہر کرتی رہی ہے۔ ..... اور براہین میں جب آپ نے حیات مسیح کا اعلان کیا تھا۔ تو اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اس وقت تک مسیح زندہ تھا۔ بلکہ یہ وجہ تھی کہ گو ایسے الہام ہو چکے تھے جن سے اس کی وفات ثابت ہوتی تھی لیکن آپ نے عام عقیدہ کو ترک کرنا پسند نہ کیا۔ القول الفصل ص۳۷۔

حالانکہ میاں صاحب کو پتہ نہیں کہ وفات مسیح ابن مریم کا کوئی الہام براہین میں نہیں ہوا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ[ص] وفات کا الہام نہیں ہوا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اور نہ آپ نے اس عام عقیدہ حیات مسیح کی کبھی کسی رنگ میں تائید کی یا ایک سطر بھی کبھی لکھی۔ پھر یہ بھی غلط ہے کہ

ص براہین احمدیہ میں کوئی مسیح عیسیٰ کی

جن الہامات میں نبی اور رسول کہا جاتا تھا۔ آپ ان کو محدثیت اور مجددیت کی طرف منتقل کر دیتے تھے۔ ایسا تو آپ خدا کے علم سے کرتے تھے۔ جیسا کہ سراج منیر میں حضرت صاحب خود فرماتے ہیں کہ بار بار کہتا ہوں کہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ...... یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ الخ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی پہلے حکم کو نہیں بدلا۔ وہی محدثیت اور مجددیت والی نبوت ہی آپ کو بخشی گئی تھی کہ جس پر خدا نے اپنے علم سے آپ کو قائم کیا تھا حقیقۃ الوحی ۱۴۹ و ۱۵۰ میں جس بات کا ذکر ہے ۔ وہ فضیلت مسیح کا ذکر ہے۔ سو یہ خیال بے شک اس زمانہ تک تھا۔ جب تک آپ مسیح موعود نہ ہوئے تھے۔

رہا یہ امر کہ پہلے مسیح پر آپ کو جزئی فضیلت تھی ۔ مگر بعد میں آپ کو علم ہو گیا کہ حضرت نبی کریم کی جلالت شان دکھانے کے لئے خدا نے مجھ کو جو جز ... الخ ... دی ہے۔ اس میں میری ایسی تامید کی ہے کہ مسیح اسرائیلی کی ایسی نہیں کی تو آپ نے لکھا کہ مجھے میرے کارناموں کی وجہ سے خدا نے مسیح پہلے سے افضل بنایا۔ نہ کہ نبوت کی وجہ سے۔ کیونکہ اپنی نبوت آپ نے ہمیشہ ایک ہی رنگ میں پیش کی ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال صرف دل خوش کن ہے کہ حضرت صاحب نے تریاق القلوب ۱۵۷ میں تو اپنی جزئی فضیلت تبلائی اور ریویو جلد اول صفحہ ۲۵۷ میں اپنے آپ کو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر تبلایا۔ ورنہ اصل میں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے کہ خود مسیح موعود نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ جہاں حقیقۃ الوحی میں یہ فرمایا ہے کہ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے الخ۔ اور اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ اوائل سے مراد حضرت صاحب کی مسیح موعود ہونے کے پہلے کا زمانہ ہے ازالہ اوہام کا یہ شعر کافی شہادت دیتا ہے۔ یعنی "غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم" اور "عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم" کیونکہ آپ کا یہ لکھنا کہ اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو عیسیٰ ابن مریم سے کیا نسبت ہے تبلا رہا ہے کہ ازالہ اوہام سے پہلے آپ اپنی کوئی نسبت بھی مسیح ابن مریم سے نہیں سمجھتے تھے مگر جب مسیح موعود ہوئے تو پھر نسبت پیدا ہو گئی اور آپ نے یہ دعوے کیا کہ غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ حقیقۃ الوحی میں سائل کو یہ جواب نہیں دیا کہ تریاق القلوب والا عقیدہ منسوخ تھا۔ اور ریویو والا

۵ میں لکھتا ہوں۔

عقیدہ ناسخ۔ ناسخ اور منسوخ کی بحث تو آج جناب میاں صاحب کو پھر سوجھی ہے۔ اور اسی مصیبت میں پھر یہ مخلوق کو ڈالنے لگے ہیں جس میں پہلے لوگ گرفتار تھے وہ لفظ جو سائل کے سوال کے بعد حضرت نے لکھے ہیں یہ کہ "میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسےٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے ۔ ۱۵۵ حقیقۃ الوحی"

صاف تبلا رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم پر کلی فضیلت آپ کو ہرگز حاصل نہ تھی لفظ تو یہی ہیں۔ خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ یہ لفظ تو نہیں کہ خدا نے چاہا کہ مجھے کلی اس پر فضیلت دے۔ اگر کلی فضیلت کے لفظ ہوتے۔ تب تو جناب میاں صاحب کا اتنا لمبا چوڑا استدلال افضل کے لفظ کا کسی قدر صحیح ہو سکتا۔ ساری حقیقۃ الوحی میں یہ بھی تو لفظ نہیں کہ میں مسیح سے اپنی تمام شان میں کلی فضیلت رکھتا ہوں۔ بلکہ یہ لفظ "پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنےٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ صاف اشارہ کر رہے ہیں کہ آپ اپنا مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہونا اسی رنگ میں فرما رہے ہیں جس رنگ میں کہ اس رسول عربی کے دوسرے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اگلے صفحہ پر اپنے افضل ہونے کی وجہ بھی لکھ دی ہے جو یہ ہے۔ پھر چونکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ الخ

اس عبارت میں آپ اپنے کارناموں کی وجہ سے اپنا افضل ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ نہ نبی ہونے کی وجہ سے افضل ہونا۔ اگر نبی ہونے کی وجہ سے افضل ہوتا ہوتا۔ تو آپ اس عبارت سے آگے چلکر یہ نہ فرماتے۔ "ہاں میں صرف نبی نہیں۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی۔ تا آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۶۔

اب فرمایئے جو صرف نبی نہیں۔ اس کا صرف نبی پر کلی طور پر افضل ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل غلط اور دھوکا کھانا ہے کہ مسیح موعود کی عبارتوں میں نبی کا نام دیکھ کر یہ سمجھا جاوے کہ وہ واقعی نبی تھے۔ کیونکہ حضرت نے اپنی کتابوں میں اگرچہ اپنی نسبت

نبی کا لفظ لکھا ہے مگر اس کے ساتھ ایک ایسی شرط لگا دی ہے کہ اس شرط کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں کہ اس لفظ نبی سے مراد آپ کی کامل نبی ہو۔ کیونکہ باوجود لفظ نبی کے امتی کا لفظ ساتھ لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نبوت امتیوں والی نبوت ہے۔ نہ کہ نبیوں والی نبوت۔ کیونکہ بالفاظ حضرت صاحب جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا۔ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہوا۔

اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت صاحب نبی ہو گئے تھے۔ تو پھر ان کو صرف نبی کہنا کیوں جائز نہیں تھا۔ اور کیوں آپ نے لکھا کہ کسی پر آنحضرت کے بعد نبی کے لفظ کا اطلاق جائز نہیں۔ اگر آپ نبی ہونے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ کی اتباع کے بغیر محض ناقص ہی تھے تو پھر آپ کی نبوت ناقصہ ہی ہوئی نہ کہ نبوت کاملہ۔

پھر میں اپنے پہلے مقصد کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نہ تو حضرت صاحب نے تریاق القلوب کے اس حوالہ کو منسوخ کیا۔ اور نہ سائل کو اس خاص سوال کا کچھ جواب دیا یعنی یہ نہیں کہا کہ افضل اس وجہ سے ہو گیا ہوں کہ میں اب کامل نبی ہو گیا ہوں۔ اور پہلے میں جزوی نبی تھا اور نہ افضلیت کے مسئلہ کو کلی افضلیت کے رنگ میں پیش کیا بلکہ پیش کیا تو یہ کیا کہ میں اپنے کارناموں کی وجہ سے اپنے آپ کو اسلئے افضل کہتا ہوں خدا اور رسول نے مسیح موعود کے کارناموں کی وجہ سے افضل کہا ہے۔

لیکن اگر یہی استدلال صحیح ہے کہ مسیح سے افضل ہونا نبوت کاملہ کو چاہتا ہے تو پھر اس کو کیا کہو گے جو مہدی کی نسبت کہ گیا کہ ھو افضل من بعض الانبیاء

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت مسیح موعود کو جزوی نبی اور جزوی رسول کہ کر نہیں پکارا بلکہ رسول اور نبی کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود صاحب وحی جہاں کہتا ہے کہ خدا نے صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا وہاں ہی یہ لکھتا ہے مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اس طرح پھر آپ نے لکھا ہے کہ مجھے بار بار کی وحی میں نبی کر کے پکارا گیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی

لکھا ہے۔ مگر امتی بھی۔ اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ خدا آپ کو نبی کر کے نہیں پکارتا بلکہ امتی کر کے بھی پکارتا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جزوی نبی کر کے پکارتا ہے۔ کیونکہ اگر آپ کی نبوت پوری تامہ ہوتی۔ تو کبھی یہ دو نام الہام میں نہ رکھے جاتے۔

نتیجہ دوم کی تردید جو میاں صاحب نے کی ہے۔ وہ بھی عجیب ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت شروع سے ایک ہی تھا۔ پس ایسی وحی کی کوئی ضرورت نہیں کہ خدا تعالیٰ کب کسی الہام میں حضرت صاحب سے فرمایا کہ آپ جزوی نبی ہیں۔ جو میں یہ دکھاؤں کہ حضرت مسیح موعود جزوی نبی سے نبی کب بنائے گئے" الخ ص۳

اور پھر آپ فرماتے ہیں۔

آپ وہ وحی شائع کریں جس میں حضرت صاحب کو خدا نے بتایا ہو کہ آپ جزوی نبی ہیں۔ مثلاً حضرت کا وہ الہام پیش کریں۔ جس میں آپکو یوں کہا گیا ہو کہ دنیا میں ایک جزوی نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔" اور اس سے آگے چل کر یوں لکھتے ہیں۔

پہلے آپ ایسی وحی پیش کریں پھر ہمارا فرض ہوگا کہ اس کو منسوخ کرنیوالی وحی آپ کے سامنے پیش کریں۔"

اے ناظرین پہلے یہ عاجز آپ کو حضرت صاحب کے وہ الہامات دکھاتا ہے جس میں آپ کو جزئی نبی کہا گیا ہے۔ اب دیکھیں میاں صاحب کوئی ان الہامات کی منسوخ کرنے والی وحی بھی کبھی پیش کریں گے یا نہیں۔

اول۔ انت محدث اللہ فیك مادۃ فاروقیہ۔ جناب میاں صاحب اسی اپنی کتاب میں مان چکے ہیں کہ محدث جزوی نبی ہوتا ہے۔ دیکھو ص۲۱ کے یہ الفاظ کیونکہ محدثیت کی نبوت صرف ایک جزئی ہے۔ اصل نبوت نہیں۔

اب جناب میاں صاحب اس الہام کو منسوخ کرنے والی وحی دکھا دیں۔

دوئم یا مریم اسکن انت و زوجك الجنۃ۔ مریم نبیہ نہ تھی۔ بلکہ ایک امتی فرد تھی۔ اب جناب میاں صاحب اس الہام کو منسوخ کرنے والی وحی پیش کریں۔

سوئم یا عبد القادر رضی اللہ عنہ اب رضی اللہ عنہ کا لفظ سوائے صحابہ کے یا کاملین امت محمدیہ کے کسی نبی کے لئے نکال کر دکھا دیں۔ پھر اس الہام کو منسوخ کرنے والی وحی پیش فرما دیں۔

چہارم - یا علی دعھم و انصارھم وزراعتھم - ترجمہ (یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے - اور ان سے منہ پھیر لے - اب فرمائیے کہ حضرت علی جزوی نبی تھے - یا نہیں ۔

پنجم - انت سلمان ومنی یا ذالبرکات - ۱۴ - مارچ ۱۹۰۸ء کا الہام ہے -

اب فرمائیے کیا سلمان جو آنحضرت کے صحابہ میں سے ایک فارسی شخص تھا - نبی تھا -

ششم - سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن - میرا نام سلمان رکھا (حاشیہ صفحہ ایک غلطی کا ازالہ) عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی - ایک الہام یہ بھی ہے یا احمد ینفرغ یا مرزا - ۲۶ جنوری ۱۹۰۸ء کا الہام

ہفتم - انی معک یا ابن رسول اللہ - ۳۰ - نومبر ۱۹۰۸ء کا الہام - یا ولی اللہ کنت لا اعرفک

ان الہامات کے علاوہ اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن سے آپکا جزوی نبی ہونا یا غیر نبی ثابت ہے - پھر ان سب الہاموں کے منسوخ کرنے والی کوئی وحی ہونی چاہئے لیکن ہے - جناب میاں صاحب کو کوئی وحی ایسی معلوم ہو جو ان سب پر خط نسخ کھینچنے والی ہو - مگر ہمیں معلوم نہیں - اب باقی رہ گیا یہ سوال کہ دنیا میں نبی آیا بھی تو حضرت صاحب کا ایک الہام ہے - انا انذرہ - حضرت صاحب کا یہ الہام ہے - گو اس کو دنیا میں ایک نذیر آیا کی - دوسری قرأت نے بھی تو خوب صاف کر دیا اور بتلا دیا ہے لیکن کیا اس الہام سے انت محدث اللہ والا الہام منسوخ ہو گیا - اگر نہیں ہوا - تو ان دونوں کی تطبیق کیا ہے - پھر یا نبی اللہ کا الہام بھی ہمیشہ بہت پیش کیا جاتا ہے مگر دوسرا الہام یا مریم کا نام تک نہیں لیا جاتا - پھر ان دونوں میں تطبیق کیا ہے - سوائے اس تطبیق کے جو حضرت صاحب نے خود فرمائی کہ خدا تعالے نے میرا نام امتی بھی رکھا - اور نبی بھی - جیسا کہ فرمایا مجھے خدا تعالے نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا اور نبی کر کے بھی پکارا ہے - صفحہ ۱۸۳ براہین پنجم -

جس حالت میں کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں آپ کو ایسے ناموں سے بھی پکارا گیا ہے - جو نبی نہیں اور ایسے ناموں سے بھی جو نبی ہیں پھر ان دونوں ناموں کی مشارکت ثابت کر رہی ہے کہ آپ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہیں - یعنی جزوی نبی ہیں - خدا نے ان کی نسبت صریح طور پر فرمایا کہ تو محدث ہے - اب میں سمجھ نہیں سکتا کہ جزوی نبی کہنے یا محدث کا لفظ آپکی نسبت بولنے پر جناب میاں صاحب کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں کہ خدا نے آپ کو دونوں طرح

کے الہامات کئے یعنی امتی اور نبی فرما کر جزوی نبی قرار دیا۔ اسی طرح آپکو نہایت ہی
کھول کر صاف صاف فرما دیا کہ آپ کی نبوت صرف جزوی نبوت ہے۔
اسی طرح آپکے محدث ہونے پر ایک یہ الہام بھی دلالت کرتا ہے کل برکۃ من
محمد صلعم فتبارک من علم و تعلم یہ سب کی سب برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ہیں پس بہت با برکت ہے۔ استاد بھی اور شاگرد بھی یعنے حضرت صاحب کو جو کچھ ملا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شاگردی سے ملا ہے۔ جس سے صراحتًا پایا جاتا ہے کہ
آپ نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا کوئی شاگرد
باوجود آنحضرت کی تربیت کے ماتحت ہونیکے باوجود سچی پیروی اور قرب اور دائمی روحانی
فیض پانے کے کوئی نبی نہیں ہوا۔ تو یہ شاگرد بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ ہاں حضرت عمر
کیطرح مادہ فاروقی کو ہونیکی وجہ سے جزوی نبی ہو سکتا ہے اسی لئے حضرت صاحب کو الہام میں فرمایا
گیا۔ انت محدث اللہ فیک مادہ فاروقیہ۔ تو محدث اللہ ہے۔ تجھ میں
مادہ فاروقی ہے پس ہزار حیف ہے ان لوگوں پر جو محدث کو نبی سمجھ بیٹھے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ
ایسے جزوی نبی اور امتی کا نام حضرت مسیح موعود نے محدث رکھا ہے۔ دیکھو حوالجات ذیل
اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالے کی طرف سے اس امت کے لئے
محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت
تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدائے تعالے سے
ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور
رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا
ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا
ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔ اور
اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنے بجز اس
کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جاتے ہیں۔
محدثیت — جو انسان کامل کے اقتدار سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات
نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم۔
یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانیکے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ
کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور

ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ ہو سکتا ہے جو بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پاتا ہوتا ہو اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہو اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر دی گئی کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا۔ بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں۔ بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔ اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

جناب میاں صاحب نے صفحہ ۔ پر ایک نکتہ لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف ہمارے آنحضرت صلعم ہی ایسے انسان کامل گذرے ہیں۔ جو نہ صرف کامل تھے۔ بلکہ مکمل تھے یعنی دوسروں کو **کامل** بنا سکتے تھے۔ ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ پر سوال یہ ہے کہ کتنے کامل بنائے کیا تیرہ سو برس میں ایک؟ پھر آپ لکھتے ہیں امتی نبی کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ پہلے سب انبیاء سے گھٹیا ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے بہت سے انبیاء سے یا آنحضرت صلعم کے سوا باقی سب انبیاء سے افضل ہو کیونکہ آنحضرت صلعم کی تربیت کے ماتحت جو شخص پلے

اور آپ کے کمالات کو حاصل کرے۔ وہ جسقدر بھی بلند درجہ حاصل کرے قابل تعجب نہیں ہم تو اس پر بھی آمنا و صدقنا ہی کہتے ہیں لیکن کتنوں نے ایسا درجہ پایا۔ اور کتنوں نے آنحضرت کی تربیت کے ماتحت آپ کے تمام کمالات کو حاصل کیا۔ کیا تیرہ سو برس میں صرف ایک نے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ کل برکتیں میں جس قدر برکات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک برکت مل سکتی ہے۔ اور آگے آپ فرماتے ہیں پس نبوت سے بڑھ کر برکت اور کیا ہو سکتی ہے پس کس طرح ہو سکتا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم کی اتباع سے نہ ملے۔ ہم تو اس کو بھی ملتے ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ نبوت کی یہ برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہونے والے کسی اور انسان کو بھی ملی یا نہیں ملی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے افاضۂ کمال کے لئے وہ مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ اور اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیّین ٹھہرا تو النبیّین کا لفظ چاہتا ہے کہ آنحضرت کی پیروی سے نبوت کی برکت بھی بہتوں کو ملے۔ نہ کہ صرف ایک کو۔
جب آپ لکھتے ہیں کہ خود حضرت مسیح موعود نے بھی برکت کے معنی نبوت کے کئے ہیں اور الہام یلقی الروح علے من یشاء من عبادہ کا خود یوں ترجمہ فرمایا ہے۔
"جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے"۔۔۔ مگر ۱۳ سال تک اس کا کیا ثبوت تھا۔ کیا یلقی الروح من امرہ علے من یشاء من عبادہ کا قرآن مجید میں بھی یہی مطلب ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے خدا نے کسی کو بھی منصب نبوۃ نہیں دیا تھا فتفکروا یا اولی الالباب۔

بناوٹی حوالہ کی تردید

میاں صاحب نے حضرت امیر پر تحریف کا الزام لگایا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲ اور لکھا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ میں ایک غلط حوالہ دیا ہے۔ اور ایک خطرناک تحریف کی ہے۔ آپ (جناب امیر) حضرت صاحب کی عبارت اپنے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ مگر جناب میاں صاحب نے خود بھی تو ایسا ہی کیا ہے یعنی حضرت صاحب کی عبارت اپنے الفاظ میں لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو حقیقۃ النبوۃ کا صفحہ ۶ سطر ۲۰۔ جو یہ ہے۔

"ہاں آپ نے نبی کے حقیقی معنی یہ فرمائے ہیں کہ وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے اور بتاؤ کہ جو شخص ان معنوں کے رو سے حقیقی معنی میں نبی ہو۔ وہ حقیقی نبی ہوگا۔ یا نہیں"۔
اب دیکھئے یہ معنی حضرت صاحب نے نبی کے حقیقی معنوں میں ہرگز نہیں لکھے۔ براہین پنجم میں اس حوالہ کو نکال کر پڑھ لیں۔ پھر کیا جناب میاں صاحب نے یہ بناوٹی عبارت حضرت

صاحب کی طرف منسوب نہیں کی؟ اگر کی ہے تو پھر کیوں جناب کی نسبت یہی خطرناک ہو جاویں کہ جناب نے ایک خطرناک تحریف کی ہے۔ خیر یہ تو درمیانی ایک بات آگئی تھی جس کی تردید ضروری تھی۔ اب میں صفحہ ۷۵ و ۷۶ پر متوجہ ہوتا ہوں اسمیں پھر وہی افضلیت کی بحث شروع فرمائی ہے۔ مثلاً ان دو صفحوں پر لکھتے ہیں۔ کہ عرف عام میں بھی اور تمام زبان میں ایک شخص دوسرے سے افضل تب قرار پاتا ہے۔ جبکہ وہ اکثر باتوں میں یا کل باتوں میں افضل ہو اور ایک بات میں افضل ہونا افضل ثابت نہیں کر سکتا"۔

میں عرض کرتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی میں حضرت صاحب کا فرمانا کہ میں مسیح سے افضل ہوں"۔ اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ آپکو خدا تعالےٰ نے بار بار صرف نبی کا خطاب ہی دیا تھا۔ اور امتی کا خطاب نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مہدی کو روایات کی کتابوں میں ہو افضل من بعض الانبیاء بیان کیا گیا تھا اور اس کا نام ہونیکی وجہ سے نہ کہ نبی ہونیکی وجہ سے افضل کہا گیا تھا ورنہ اگر تریاق القلوب سے پہلے مسیح سے کم تر ہونے اور بعد میں مسیح سے افضل ہونے کا عقیدہ بدلا ہوتا تو حضرت کبھی یہ نہ لکھتے۔ میں خدا تعالےٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں"۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب ازالہ اوہام میں مسیح عیسےٰ سے ہمسر اور افضل ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں لیکن اگر تریاق القلوب کے بعد کی وحی ہی میں آپ کو صریح نبی کا خطاب ہوا ہے تو کوئی تین دفعہ بھی نہیں دکھا سکتا کہ تریاق القلوب کے بعد خدا نے آپ کو نبی کہا ہو۔ باقی رہا جناب میاں صاحب کا صفحہ ۷۴ پر یہ فرمانا کہ حضرت مسیح موعود نے اس اختلاف کو براہین والا اختلاف قرار دیا ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالےٰ نے براہین میں حضرت صاحب کو کوئی الہام اس قسم کا نہیں فرمایا کہ مسیح زندہ ہے۔ اسی طرح کوئی الہام اس قسم کا نہیں فرمایا تھا کہ تو مسیح موعود ہے۔ اور جس طرح خدا تعالےٰ نے ازالہ اوہام میں مسیح کی وفات کا الہام فرمایا۔ اسی طرح آپکے مسیح ابن مریم بنائے جانیکا بھی الہام فرمایا۔ لیکن نبی بنائے جانے کا الہام نہ پہلے کوئی ہوا اور نہ پیچھے کوئی ہوا بلکہ بھی آپکو الہام آپکے جزوی نبی ہونے کے متعلق ہی ہوئے۔ اور پیچھے بھی آپ کو الہام جزوی نبی ہونے کے متعلق ہی ہوئے۔ پہلے الہاموں میں ہے۔ انت محدث اللہ۔ دیکھو براہین صفحہ پچھلے الہاموں میں ہے یا ولی اللہ کنت لا اعرفک۔ دیکھو دافع البلا کا حاشیہ صفحہ ۔ اور اسی دافع البلاء میں حضرت نے مسیح عیسےٰ سے اپنا تمام شان میں بڑھ کر ہونا لکھا ہے ملاحظہ ہو عبارت ذیل۔

"اس لئے اس مسیح کے مقابل جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح کو

بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ صفحہ ۱۳ ؍ ۱۹۰۲ء

اسی رسالہ میں پھر حضرت صاحب نے کوئی ایسا الہام درج نہیں فرمایا جس میں صریح طور پر آپکو نبی کا خطاب ہو۔ بلکہ جس میں آپ کو اولیاء الرحمن کہا گیا ہے یہ محض دعویٰ کا لکھنا ہے کہ ابتدا ایام سے ایک ہی لفظ نبی اور رسول سے آپ کو پکارا گیا۔ اگر الہامات میں صرف نبی اور رسول سے آپکو پکارا جاتا۔ اور امتی اور محدث اور غیر نبی ناموں سے نہ پکارا جاتا اور آپ رسول اور نبی کے لفظ کی تاویل کرتے تو سمجھا جاتا کہ آپ اپنے اجتہاد سے اس کو جزوی نبوت قرار دیتے رہے۔ لیکن جب صریح الہامات میں آپکو امتی قرار دیا گیا۔ اور غیر نبی ناموں سے بھی آپ کو بار بار پکارا گیا۔ تو آپ نے اپنے اجتہاد سے نہیں بلکہ اپنے اس صریح الہام سے جو انت محدث اللہ فیک مادہ فاروقیہ ہے۔ ان الہامات سے اپنا جزوی نبی ہونا خدا کے حکم کے ماتحت قرار دیا۔ نہ کچھ اور صفحہ ۴۷ پر جناب میاں صاحب نے حضرت امیر کے اور تین سوال نقل فرمائے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

۱۔ اوّل یہ کہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد آپ صرف ساڑھے پانچ برس زندہ رہے کیا ایک مخالف یہ نہیں کہ سکتا کہ نعوذ باللہ آپ لو تقول والی آیت کے ماتحت پکڑے گئے کیونکہ آپ خود ہی اس سے پیشتر نبوت تامہ کاملہ کے دعوے کو افترا قرار دے چکے تھے۔ اور ایسی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے مسدود ہونے کا اعلان کر چکے تھے۔

۲۔ دوسرا سوال یہ کہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک آپ کے دعویٰ مسیحیت پر تیرہ سال کے زیادہ گذر چکے تھے۔ جب تیرہ سال تک مسیح موعود ایک مجدد اور محدث ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ نبوت تامہ کی ضرورت مسیح موعود ہونے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ایک جزوی نبی اور مجدد بھی مسیح موعود ہو سکتا ہے۔ اور نبوت کا دعوے بالکل کوئی علیحدہ چیز ہے۔ جس کا لازمی تعلق مسیح موعود کے دعوے سے کچھ نہیں

۳۔ کیا آپ کے نزدیک یہ امر قابل اعتراض نہیں کہ ایک شخص موعود ہو کر جو کچھ کہتا رہا اور تیرہ سال تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور وہ امر کوئی اجتہاد نہیں۔ بلکہ اپنا دعوے ہے وہ سب غلط ثابت ہوا۔ وہ کہتا تھا کہ نبوت تامہ کاملہ کا دروازہ مسدود ہے مگر وہ مسدود نہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جزوی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر وہ کھلا نہ تھا۔

چنانچہ جو جواب میاں صاحب نے دیئے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔
۱۔ شروع سے آخر تک آپ کا ایک ہی نام رکھا گیا۔ یعنی نبی اور رسول پس دعوے میں کوئی فرق نہیں۔ باقی رہا آپ کا اجتہاد سو جبکہ اللہ تعالٰے نے آپ کو بعد میں اصل بات سے متنبہ کر دیا تو اس اجتہاد کی وجہ سے اصل الہام میں کوئی شک پیدا نہیں ہوتا۔ اگر آپ آخر وقت تک اپنے خیال پر قائم رہتے۔ تب بیشک ہمارا کوئی حق نہ تھا کہ نئے معنے کرتے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ نہ تو شروع سے آخر تک آپ کا ایک نبی نام خدا نے رکھا ہے۔ اور نہ آپ نے اپنے نبی نہ ہونے کے دعوے میں کوئی غلطی کھائی۔ اور نہ بعد میں (تریاق القلوب کے بعد میں) خدا کی کوئی متنبہ کرنے والی وحی آپ پر ہوئی کہ آپ غیر نبی نہیں بلکہ نبی ہیں کوئی عقیدہ بدلا اور نہ آپ نے کہیں یہ لفظ لکھے کہ جب تک مجھے خدا کی وحی نہیں ہوئی تھی۔ میں یہی کہتا رہا کہ میں نبی نہیں۔ میں نبی نہیں لیکن جب خدا کی وحی نے مجھکو نبی قرار دے دیا تو میں نے کہا کہ میں نبی ہوں۔ اس لئے ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم کہیں کہ اگر آپ آخر وقت تک اپنے خیال پر قائم رہتے۔ تب بے شک یہ عذر ہو سکتا ہے کہ آپ نبی نہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ وحی تو سینکڑوں مرتبہ ہو کہ تو نبی ہے۔ تو نبی ہو مگر فہم بیس برس تک نہ ہوا اور قبل ہو تو کہ آکر ہو جائے۔ دعوے میں اتنا بڑا دھوکہ اور اتنا قصور فہم۔ نعوذ باللہ۔ استغفراللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس کی نظیر کسی نبی کسی رسول میں ایک دن کے لئے ہی دکھاؤ۔

دوسرا جواب پہلے جواب سے بھی عجیب ہے۔ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔
دوسرا جواب اس بات کا یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم پر کافی غور کرنے کی وجہ سے یہ دھوکہ کھایا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل اور لو تقول کے معنے کسی لغت میں بھی یہ نہیں کہ لو تنبأ یعنی اگر نبوت کا دعوے کرتا۔ بلکہ الفاظ قرآن کے معنے یہ ہیں کہ اگر ہم پر بعض باتیں جھوٹ بنا کر لوگوں کو سناتا...... پس لو تقول علینا بعض الاقاویل کے یہ معنی ہوئے کہ اگر یہ شخص بعض باتیں اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا اور لوگوں کو سناتا تو خدا تعالٰے نے اس اس طرح کہا ہے (تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے)۔ حاشیہ پر یہ نوٹ دیا ہے (یعنی اپنی طرف سے جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف سے اپنے مامور ہونے کا دعوے کرتا) اس سے آگے آپ پھر لکھتے ہیں۔ جھوٹے نبی کے لئے ہی یہ سزا مقرر نہیں فرمائی گئی کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔ بلکہ خواہ کوئی شخص صرف الہام کا دعو

کرتا ہو اور مدعی ماموریت ہو تب بھی وہ ہلاک کیا جاتا ہے"۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ جو مدعی الہام کا ہو اور مامور ہو اُسکے لیے ۲۳ برس سلامت زندہ رہنا ضروری ہے۔ ورنہ ملہم بھی جھوٹا اور اُسکا الہام بھی جھوٹا (یعنی تقول علی اللہ) اور اس کی ماموریت کا دعویٰ بھی جھوٹا۔ اگر یہی مطلب ہے تو پھر یہ بات تو غیر نبی مامور پر بھی عاید ہو سکتی ہے۔ مگر یہاں تو لو تقول علینا میں صرف وحی رسالت اور وحی نبوت کے متعلق تقول علی اللہ کرنے کی شرط معلوم ہوتی ہے۔ اگر وحی رسالت اور وحی نبوت کے متعلق یہ شرط نہ ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ آیت نہ ہوتی۔ بلکہ ایک عام قاعدہ کے ماتحت ہوتی۔ پھر کیا اگر کسی کے الہامات کا سلسلہ مدت سے جاری ہو اور وہ مامور پیچھے آکر بنا ہو تو مامور ہونے کی تاریخ سے پیچھے کا زمانہ ۲۳ برس کا لیا جاویگا۔ یا مامور ہونے سے پہلے کا زمانہ بھی ۲۳ سال میں گنا جائیگا۔ اگر مامور ہونے سے پہلے کا زمانہ بھی ۲۳ سال میں داخل ہے تو اسجگہ مامور ہونے کی شرط لگانا فضول اور اگر مامور ہونے کا زمانہ ۲۳ سال گننا ہے تو پھر نبی بننے کے بعد کا زمانہ بھی ۲۳ سال گننا چاہیئے یہ نہیں کہ ہم اپنے مطلب کی بات کے لئے تو اپنا ایک قاعدہ مقرر کر لیں لیکن جب اُسپر زد پڑتی ہو تو اُسی قاعدہ کو اپنے لئے خاص کر لیں۔ مثلاً جب جناب میاں صاحب کے دعوے پر یہ زد پڑی کہ حضرت کا دعویٰ نبوت تو بقول میاں صاحب ۱۹۰۲ء کے بعد ہوا تو نبوت بھی تب ثابت ہو سکتی ہے کہ نبوت کے دعوے پر بھی ۲۳ سال گذر جاویں تو جناب میاں صاحب نے جھٹ لکھ دیا کہ یہ شرط تو تم نے اپنے پاس سے لگائی ہے لیکن جب "آیت مَنْ اظلم ممن افتری علی اللہ" کے متعلق آپ سے سوال ہوا۔ دیکھو الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۲ کہ حضرت مسیح موعود نے من اظلم کی آیت سے جو یہ نکالا ہے کہ مکذب آیات الٰہیہ کافر ہوتا ہے۔ تو کیا پھر دوسرے مجددین کے منکر بھی کافر ہوتے تھے یا نہیں۔ اسپر آپنے لکھا کہ اس کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ (۱) اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے یعنی جھوٹا الہام بنائے۔ (۲) یا اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی آیات کا انکار کرے یعنی سچے الہام کا انکار کرے۔ اب اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹا الہام بنانے والا یا سچے الہام کا انکار کرنے والا دونوں اظلم گروہ میں داخل ہیں یعنی کافر ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سچے الہام کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت سے لوگوں کا الہام دوسروں پر حجت نہیں ہوتا۔ پس اسکا انکار کفر بالکل نہیں ہے۔ سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں سب الہاموں کا ذکر نہیں بلکہ خاص اقسام کے الہاموں کا ذکر ہے۔ جو ہمیں کسی اور آیت کی مدد سے

دریافت کرنا پڑیگا - اور ہم اسکی دو تشریحیں کر سکتے ہیں ایک یہ کہ ہر مامور کا الہام مراد ہے - اور دوسری یہ کہ صرف رسل و انبیاء کا الہام مراد ہے - قرآن کریم کی وہ آیت جسمیں اللہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کے انکار کو کفر قرار دیتا ہے ثابت کرتی ہے کہ اس آیت سے مراد بھی یہی لوگ ہیں - پس اس میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے - اور وہی مراد ہیں - لیکن اگر حضرت امیر لکھ دیں کہ تو تقول علی اللہ سے مراد وحی نبوت و رسالت کا افترا ہے تو اس پر جناب میاں صاحب یہ فرما دیں کہ جناب مولوی صاحب نے قرآن کریم پر کافی غور نہ کرنے کی وجہ سے دھوکہ کھایا ہے - کیا یہ اپنے بڑے عالم قرآن ہونے کا دعویٰ نہیں ؟

جناب میاں صاحب اس پر خفا تو بہت ہوئے ہیں اور حضرت امیر کی نسبت سخت و سست الفاظ بھی لکھ مارے ہیں - مثلاً یہ خیال کیسا مجنونانہ ہوتا - مثلاً ان کو قرآن کی سمجھ نہیں آئی - مثلاً ان کی کچی اور بے دلیل باتوں سے اسلام قابل مضحکہ ٹھہرتا ہے - مثلاً کیا ایسے انسان کو عقل و خرد سے کورا خیال نہیں کرینگے - وغیرہ وغیرہ مضحک آمیز الفاظ -

مگر حضرت امیر کے اس سوال پر کہ اگر کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے تو اسکو ۲۳ سال کے اندر ہلاک کر دیا جاتا ہے - جو کچھ پیچ و تاب جناب میاں صاحب نے کھایا وہ صفحہ ۸۵ بلکہ صفحہ ۱۵ کی عبارتوں سے ظاہر ہے - ان کچی اور بودی دلیلوں میں سے ایک دلیل ۵۸ پر یہ دی ہے :-

اور جو شخص دعوے پر تئیس سال گذر جانے کی شرط لگاتا ہے وہ یاد رکھے کہ وہ خاتم النبیین پر بھی اعتراض کرتا ہے - کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیین کا خطاب مدینہ میں ملا ہے - اور خاتم النبیین سورۂ احزاب میں آپکو کہا گیا ہے جو مدینہ میں اُتری ہے اور پانچویں سال میں اُتری ہے - جس کے پانچ سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہو گیا الخ

مگر افسوس ہے کہ جس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے جناب میاں صاحب نے یہ دلیل دی ہے - وہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا ؟

ہم پوچھتے ہیں کہ خاتم النبیین ہونا آنحضرتؐ کا نبوت سے الگ کوئی نیا دعوے تھا جو اسپر ۲۳ سال اور گذرنے چاہئیں تھے - نعوذ باللہ من ذالک کیا آنحضرت صلعم کو بھی حضرت صاحب کی طرح خدا کی طرف سے نبی کا خطاب ایک اعزازی نام کے طور پر تھا جسطرح آنریری کمشنر ورکو کمشنر لوگ کہدیتے ہیں - مجھے تو شک ہے کہ جناب میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کی تحریر براہین پنجم ۸۸ کیطا...

مگر کہ کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھائے یہ صرف خدائے تعالیٰ کی طرف
سے ایک اعزازی نام ہے۔ کہیں حضرت نبی کریم کی نسبت بھی یہ ایمان نہ رکھتے ہوں۔ کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہنا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف ایک اعزازی نام تھا۔ کیونکہ جناب
میاں صاحب حضرت صاحب کو رسول اللہ صلعم جیسا نبی مانتے ہیں۔ مگر یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرزا صاحب جیسے ہرگز مجازی یا ظلی نبی نہ تھے۔ اور حضرت نبی کریم کو حضرت
مرزا صاحب جیسا رسول ماننا حقیقتاً اسلام سے علیحدہ ہونا ہے سمجھے تو ان باتوں کو یاد کرکے کہنا
ٹھیک ہے۔ کہ اگر حضرت صاحب پر کوئی اس قسم کا اعتراض پڑے۔ کہ کونسا نبی ہے جس کو اپنے
دعویٰ نبوت اور اپنے آپ کو نبی سمجھنے میں پندرہ سولہ سال تک ہوکا لگا۔ یا انکشاف تام نہیں ہوا۔
اس کا تو کوئی جواب نہیں دیتے۔ مگر اپنی بکواس کو جاری رکھنے کے لئے آنحضرت صلعم پر حملہ کر
دیتے ہیں کہ دیکھو خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ حضور نے اپنی وفات سے ۵ سال پہلے کیا
تھا۔ مگر ان بیہودوں سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا تم یہ کہیں سے لکھا ہوا بھی دکھا سکتے ہو۔ کہ ایک
دن کے لئے بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنے رسول اور نبی ہونے کا کہیں انکار کیا
یا وحی کے بعد ایک دن بھی فرمایا۔ کہ میں نبی نہیں یا کہیں فرمایا کہ میں فلاں قسم کا نبی ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ جو تم لوگ بیان
کرتے ہو۔ آنحضرت صلعم کو نہ کوئی ایسی وحی ہوئی۔ کہ تو محدث ہے۔ اور نہ اس بات میں کوئی
وحی ہوئی۔ کہ تو ولی ہے۔ اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اپنے اندر دو پہلو رکھتی تھی۔ کہ
کبھی محدث اور کبھی ولی یا کبھی نبی اور کبھی امتی۔ یا کبھی مریم اور کبھی عیسیٰ اور کبھی علیؓ
اور کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمیں تو اس عالیشان نبی کی وحی کے مقابل اس ادنیٰ درجہ کی
وحی کے ذکر کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ کیا حضور صلعم نے کبھی ایسے مختلف دعوے کئے تھے جو حضرت صاحب
کے کہ ہم خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نیا دعویٰ تسلیم کریں۔

خاتم النبیین کے معنے تو صرف اتنے ہیں۔ کہ جتنے نبی آنے تھے۔ آچکے۔ اب آگے
کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور نہ کسی نبی کے آنے کی آئندہ ضرورت ہے۔ کیونکہ نبوت اور کتاب اور
رسالت کا کام قرآن شریف نے آکر ختم کر دیا ہے

خاتم النبیین کی آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ تو حضرت جی کی طرح
دو زمانے معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ آنحضرت پر خاتم النبیین کی آیت اُترنے کے بعد نبوت کی وحی

کچھ اور قسم کی وحی ہوگئی تھی۔ جس طرح سے کہ جناب میاں صاحب نے دلیل میں "جاء فی التمثیل" کو لکھ کر حضرت صاحب کی وحی کو ایک جبریل والی وحی اور ایک محدثوں والی وحی قرار دیکر ایک زمانہ غیر نبی ہونے کا اور ایک زمانہ نبی ہونے کا قرار دے لیا۔
اگر مسیح موعود ہونے کا زمانہ صرف ۱۷ سال معلوم ہوتا ہے۔ تو اس سے کچھ حرج نہیں آتا۔ کیونکہ جناب میاں صاحب کے قول کے مطابق غیر نبی مامور کے الہام کا منکر کافر نہیں اور نہ غیر نبی مامور کا الہام حجت ہوتا ہے۔ تو اس کا ۲۳ سال تک یعنی نبوت کے زمانہ تک زندہ رہنا کیوں اس کے ملہم ثابت ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کیا قرآن کریم کا کلام ولو تقول علینا نعوذ باللہ لغو ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کا کیا مطلب ہے۔ اور کیوں آنحضرت کے حق میں یہ آیت آئی۔ کیا اتنی بات سمجھ نہیں آتی۔ کہ تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آئے۔ انہوں نے دنیا میں پہلے اپنا نبی ہونا بتلایا اور اس کے بعد کہا کہ یہ جو کچھ ہم کہتے ہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ یعنی نبی خدا کی کلام کے سوا کچھ نہیں کہتے پس لو تقول علینا کے یہ معنی ہوئے۔ کہ جس طرح نبی لوگوں کو سناتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس اس طرح مجھے کہا ہے۔ اس طرح اگر غیر نبی جھوٹے طور پر لوگوں کو کہنا شروع کر دے۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور اس طرح سے مجھے خدا نے کہا ہے۔ تو خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔
باقی رہی میاں صاحب کی یہ منطق کہ "اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ مسیح موعود نے تو مسیحیت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا۔ اور گو آپ نے لکھا ہے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ لیکن خود براہین احمدیہ میں ایسے الہامات موجود ہیں۔ جس میں آپ کو عیسیٰ کے نام سے پکارا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بیشک ایسا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی تو الہام ہے کہ دنیا میں ایک نذیر یعنی نبی آیا۔ پس اگر عیسیٰ کے نام کے الہامات کی موجودگی سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ براہین سے سمجھا جاویگا۔ تو نبی کے لفظ سے نبوت کا دعویٰ بھی اس وقت سے ہی سمجھا جاویگا"
محض باطل اور بے دلیل ہے۔ سنیئے جتنے الہامات براہین احمدیہ میں موجود ہیں۔ ان میں عیسیٰ کے نام کے سوا بہت سے نبیوں کے ناموں سے بھی آپ کو پکارا گیا ہے۔ مگر آنے والے مسیح کا نام سوائے ابن مریم کے یا محمد مہدی کے احادیث میں اور کوئی نہیں آیا۔ اس لئے

براہین میں یا عیسیٰ سے یہ سمجھنا کہ آپ عیسیٰ موعود ہیں۔ دعوی بلا دلیل ہے۔ میاں صاحب
تو نذیر کے لفظ کے معنی ہی نبی بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی محض باطل معنی ہیں۔ قرآن کریم میں
ہر نذیر کو نبی نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہر نذیر نبی ہوتا ہے۔ ہاں نبی کے لئے تو نذیر ہونا شرط ہے۔ مگر
ہر نذیر کے لئے نبی ہونا شرط نہیں۔ اور کوئی بھی قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ ہر نذیر
نبی ہی ہوتا ہے۔ غیر نبی نذیر ہوتا ہی نہیں۔ باقی رہا نبی کے لفظ پر جناب میاں صاحب کا
س قدر زور دینا وہ بھی محض اپنے خیال ناحق کے بنانے ہی ہے جب کہ ابھی براہین میں
یا مریم کا الہام موجود ہے۔ جو مسلم فریقین فیصلہ تھی۔ جب نبیوں کی کوئی نشانی نہیں تو ایک لفظ نذیر
کو پکڑ کر اور اسکی ایک شاذ قرأت کی خاطر ان تمام بینات کو خاک میں رلانا نہایت ہی نامناسب
ت ہے۔ کون دنیا میں ثابت کر سکتا ہے۔ کہ نبی بھی امتی ہوتا ہے۔ نبی بھی محدث ہوتا
ہے۔ نبی بھی مریم ہوتا ہے۔ نبی بھی غیر نبیوں کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یا نبی
ی دنیا کے کسی دوسرے ولی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیا
ر بار پیش کیا جاتا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کیا پڑا ہے۔ اگر جری اللہ کے معنے صرف
ی یا رسول کے کسی لغت میں لکھے ہیں۔ تو پیش کریں۔ جب جری کے معنے دوسرے
بھی لغت میں موجود ہیں تو معلوم نہیں یہ کیا انصاف ہے۔ لفظ نبی نبی کو ہی ایک ورد
ی طرح بار بار۔ رٹنا کون سا فایدہ اور تعویذ کا کام دے سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
ر شیخ عبدالقادر جیلانی کو کوئی بھی نبی نبی ہزار دفعہ کہے تو کیا وہ نبی بن جائیگا۔ نبی نبی کسی
ی نسبت کہنے سے کوئی نبی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نبیوں کی طرح اس کے کام دکھاؤ۔ نبیوں کی
رح اس کے الہام اور وحیاں بتلاؤ۔ نبیوں کی طرح اس کا دعوی دکھلاؤ۔ نبیوں کی
رح اسکی زندگی دکھلاؤ۔ نبیوں کی طرح اپنی نبوت کا لوگوں سے اقرار لینا دکھاؤ۔
ہر بیشک کہو وہ نبی ہے وہ نبی ہے۔ لیکن اگر ان میں سے ایک بات بھی اس کے
علق ثابت نہ ہو سکے۔ تو نبی نبی کا ورد قیامت تک کرتے جاؤ۔ اس سے ہرگز کوئی نبی
یں ہو سکتا۔ مسیحیوں نے مسیح عیسیٰ کو خدا خدا کہہ کر زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا۔ مگر
ا وہ خدا ہو گیا۔ اب تم بھی زمین و آسمان کو سر پر اٹھا لو۔ اور نبی نبی کا ورد کرو۔ ایک
نی نبی اور چھوٹا سا نبی بھی تو نہیں بن جاویگا۔ وہی نبیوں کا جا کر محمد رسول اللہ
لعم کے در کا غلام شریعت اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ثابت ہوگا۔ خدا کا خوف کرو اور نبی کا

مخصوص نام قیامت تک اب محمد رسول اللہ کا ہی رہیگا دوم اس میں تمہارا بھلا ہوگا ورنہ اگر اس جاہ و جلال والے نبی کی بلکہ کسی قسم کی بھی ہتک کروگے تو زمین و آسمان سب تمہارے منہ پر تھوکینگے اس لئے کہ تم اس جاہ و جلال والے نبی دائمی روحانی آسمانی بادشاہت کی حکومت پانیوالے کی حکومت میں فساد ڈالنا چاہتے ہو۔ شرم کرو مسیح موعود کو نبی کہکر خاتم النبیین کی ہتک نہ کرو۔

پھر حضرت امیر کے دوسرے سوال کا جو جواب میاں صاحب دیتے ہیں وہ ملاحظہ ہو ۵۳ صفحہ پر۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میں ثابت کرچکا ہوں کہ مسیح موعود شروع دن سے ہی مجدد اور محدث سے بڑھکر تھے۔ الخ" اگر شروع دن سے ہی مجدد اور محدث سے بڑھکر تھے تو خدا نے آپکو محدث اور مجدد کیوں کہا پھر یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ کیوں کہا گیا۔ یہ شروع سے ہی خدا نے نبی کا خطاب دیا ہوا تھا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ساری براہین میں قرآنی آیات کو الگ کرکے کوئی ایک الہام ہی حضرت کا دکھاؤ جس میں شروع سے ہی خدا نے آپ کو نبی سے خطاب دیا ہو۔ پھر یہ کتنا جھوٹا دعویٰ ہے کہ "خدا تعالے نے آپکو نبی کا خطاب شروع سے ہی دیا ہوا تھا۔ ۱۸۹۹ء تک کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ حضرت صاحب نے کبھی اپنا یہ الہام بتلایا ہو کہ دنیا میں ایک نبی آیا بھی میرا الہام ہے۔

پس جناب میاں صاحب کی یہ بات ہی لکھنی غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود شروع دعوے سے ہی نبی تھے پھر کیوں آپ کو اپنا نبی ہونا موت سے پہلے معلوم نہیں ہوا حضرت صاحب نے تو شروع براہین سے ایک عرصہ تک اپنا مسیح موعود ہونا بھی پیش نہیں کرسکے۔ یہ شروع براہین میں ان کا نبی ہونا بتلا رہے ہیں اس کا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نبی وہ پہلے ہوئے۔ مگر مسیح موعود پیچھے بنے۔ لیکن پھر جب یہ مشکلات آکر پڑتی ہیں کہ مسیح موعود جب اپنے دعویٰ مسیحیت کے ہوتے ہوئے بھی ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کافر اور کاذب جانتے۔ بلکہ ایسے مدعی کو (جو آنحضرت کے بعد دعوے نبوت کرے) دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ اور خدا کی قسمیں کھاتے تھے کہ لوگو میرا نبوت کا کوئی دعوے نہیں۔ بلکہ میں خود مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اُس وقت پھر یہ بیہودہ تاویل کی جاتی ہے کہ خدا تعالے نے ابھی آپ پر انکشاف تام نہیں کیا تھا کہ تو نبی ہے۔ انکشاف پیچھے جاکر موت سے کچھ عرصہ قبل ہوا مگر وہ انکشاف پیش نہیں کرسکتے۔ اس پر یہ ڈھکوسلا گھڑا ہے کہ چونکہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل کہا ہے۔ اس لئے وہ اس وقت نبی ہوگئے تھے۔ ورنہ ایسا نہ کہتے

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ مسیح سے اپنا افضل ہونا تو آپ ازالہ اوہام میں فرما چکے ہیں دیکھو مقامات ذیل (۱) جیسے کجاست تا بنہد پا بہ منبرم + (۲) غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم +

پھر جانتے ہو افضل من بعض الانبیاء روایات میں کس کے حق میں کہا گیا ہے مسیح موعود کے حق میں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف مہدی کے حق میں ہے۔ جس کی نسبت نبی اور رسول کا لفظ کوئی قیامت تک بھی نہیں دکھا سکتا۔ جبکہ بلحاظ شان محمدی مہدی کو بعض انبیا سے افضل کہا گیا ہے۔ تو اگر مسیح موعود نے مہدی ہونے کی حیثیت سے مسیح سے اپنے آپ کو افضل کہدیا تو کونسا کفر لازم آگیا۔

اگر جناب میاں صاحب کے خیال ناپیدا کنار سے یہ مان لیا جاوے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کامل نبی ہو گئے تھے۔ تو پھر پہلے تو جناب میاں صاحب کو حدیث متفق علیہ صحیح بخاری و صحیح مسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے انکار کرنا چاہیئے پھر متفق علیہ حدیث انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا انکار کرنا چاہیئے۔ پھر قرآن اور شریعت اسلام سے تو بالکل ہی الگ ہو جانا چاہیئے کیونکہ جب کوئی نبی آیا تو اس کے آنے کے ساتھ ہی اُس سے پہلے نبی کا زمانہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

ناظرین! یہ بالکل نئی بات ہے جو میاں صاحب نے نکالی ہے کہ "آپ نبی اللہ تو تھے لیکن جبتک پورے طور پر انکشاف نہ ہوا آپ اس عقیدہ کو جو لوگوں میں رائج تھا مانتے رہے لیکن جب انکشاف ہوا تو اس کو بدل دیا" مگر آپ یہ سُن کر بھی تعجب کرینگے کہ انکشاف تام کے بعد بھی حضرت صاحب اپنے آپ کو مجازاً نبی ظلی نبی اور بروزی نبی امتی نبی غیر حقیقی نبی۔ مستعار نبی۔ اعزازی نبی اور ایسا نبی کہ جس پر نبی کے لفظ کا اطلاق ہی جائز نہیں۔ اور اپنی نبوت سے صرف محدثیت کی نبوت مراد لینے والا نبی ہی لکھا۔ اور یہی لفظ انکشاف تام سے پہلے لکھے۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ انکشاف تام کے بعد اپنی نبوت کے متعلق آپ کا کونسا عقیدہ بدلا۔

یہ بھی عجیب عقدہ لاینحل ہے کہ ہو تو نبی مگر ہو خاتم الاولیا نہ کہ خاتم الانبیا۔ نبی کیلئے خاتم الاولیا ہونا چہ معنی۔ ولی کیلئے تو خاتم الاولیا ہونا صحیح مگر نبی کے لئے خاتم الاولیا ہونا غلط۔ حضرت صاحب کا اپنے آپکو خاتم الاولیا کہنا ہی بتلاتا ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔ اب خاتم الاولیا کے معنوں پر جھگڑا ہی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اب ولی حضرت صاحب کی مہر سے بنینگے جسطرح کہ نبی حضرت خاتم الانبیا کی مہر سے بنتے۔ مگر اسپر سوال یہ پڑتا ہے کہ جب خاتم النبیین کی مہر نے ۱۳۰۰ برس میں ایک ہی نبی بنا کر بس کردی اور آئندہ کوئی نبی نہیں

نہیں ہو سکتا خواہ کتنی ہی پیروی آنحضرت کی کرے۔ تو پھر خاتم الاولیا کی مہر سے بھی ولی ایک ہی بننا چاہئیے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خاتم الانبیا تو قیامت تک صرف ایک ہی نبی بنائیں اور خاتم الاولیا ولی بہت بنائے۔ جو معنی ہم خاتم الا[ولیا] کے کرینگے وہی معنی خاتم الانبیا کے کرنے ہونگے ورنہ جسطرح خاتم الانبیا نے ایک نبی بنایا اسیطرح خاتم الاولیا بھی ایک ہی [ولی بنائے]

مگر قرآن نے ہمیں اس قسم کے گورکھ دھندے میں پڑنے سے بچایا ہے۔ اور ہمیں ایسی سچی اور پاک اور مبرہن تعلیم دی کہ اُس تعلیم کی کسوٹی پر جو بات صحیح نہ اُترے وہ پھینک دینے کے قابل ہے۔

جناب میاں صاحب بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو خدا نے شروع سے ہی نبی کا خطاب دیا ہوا تھا۔ حالانکہ یہ بات ہی سرے سے غلط ہے۔ براہین احمدیہ سے لیکر کتاب ایام الصلح تک قرآن کریم کی آیات کے سوا کوئی ایک [بھی] الہام نہیں ہے جس میں آپ کو خدا نے نبی کہا ہو۔ اور صحیح یہی ہے کہ آپ جس طرح شروع دعوے سے ہی مجدد اور محدث تھے اُسی طرح اخیر تک بھی مجدد اور محدث ہی [رہے] مجدد اور محدث اور امام کے درجہ سے بڑھکر کچھ نہ تھے۔ نہ آپ کا پہلا عہدہ محدث اور مجدد ہونے کا کبھی منسوخ ہوا اور نہ کوئی نیا عہدہ نبی ہونے کا کبھی آپ کو کسی وقت ملا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۲ء کے بعد بھی صاف لکھا ہے کہ میں اُمتی [بھی] ہوں اور میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا اور امتی نبی کی تشریح آپ پہلی کتابوں میں [کر] چکے ہیں کہ وہ محدث ہی ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے کہ "میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا" ثابت ہے کہ جو شخص آپ کو صرف نبی کہتا ہے وہ آپکے مرتبہ میں غلو کر کے گمراہی پھیلاتا ہے۔ یہ سرے سے بات ہی غلط ہے کہ ہو تو نبی لیکن ہو وہ اُمتی اور اپنے نبی متبوع کی اتباع سے اگر ایک قدم بھی باہر رکھے تو گمراہ بیدین اور کافر ہو جائے۔ میرے دوستو! نہایت خوف کا مقام ہے کہ ایک شخص جو وصیت کرتا ہے کہ مجھ کو صرف نبی نہ کہا جائے اُسی کو صرف نبی کہا پکارا جائے۔ اور اس کی وصیت کو خاک میں ملایا جائے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئیے اور مسیح موعود کو نبی کہہ کر حضرت خاتم النبیین کی ہتک نہیں کرنی چاہئیے۔ اُسکی ہتک دراصل خدا کے کلام کی ہتک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت دے اور آپ کو ایسے لغو عقیدہ سے نجات دے۔ آمین۔

دوسری فصل

اس باب میں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کس قسم کی تھی

پہلے مضمون میں میں نے جناب میاں صاحب کے اس مذہب پر کہ حضرت صاحب کے دعوے مسیحیت پر دو زمانے ایک دعوے جزوی نبوت - ایک دعوے کلی نبوت کے نہیں آئے اور ہمیشہ آپ اپنی نبوت جزوی قسم کی ہی خیال کرتے رہے مفصل بیان کر دیا ہے - اور میں نے حضرت صاحب کی تحریروں سے دکھا دیا ہے کہ آپ کا مذہب اپنی نبوت کے بارہ میں کیا تھا اور بتلا دیا ہے کہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ مثلاً کوئی شخص اگر حضرت صاحب کی کتابوں سے وفات و حیات مسیح کا مسئلہ دیکھے تو گو وہ براہین کے حوالہ سے معلوم کریگا - کہ حضرت نے ایک وقت لکھا تھا کہ مسیح آسمان سے آئیگا - مگر وہ اس مسئلہ پر قرآن اور حدیث کے کوئی دلائل نہ پائیگا - اور اُسے ماننا پڑیگا - کہ جس بات کو آپ نے از روئے قرآن و حدیث و انکشافات سماویہ ثابت کیا ہے وہی حق ہے اور جب اس کے متعلق صریح الہام بھی دیکھ لیگا جو یہ ہے :-

"اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق الخ (ازالہ اوہام صـ۵۶۲ طبع ثانی)

تو پھر علی وجہ البصیرت اس بات پر ایمان لے آئیگا - کہ جو کچھ قرآن اور حدیث اور الہام کی بنا پر لکھا گیا وہ صحیح ہے - اور وہ کبھی براہین کی اُس ایک بات کی جو سرسری طور پر لکھی گئی - ان بیانات کے سامنے کچھ وقعت نہیں دیگا اور نہ تمام بعد کی کتابوں کی تاویلیں کرنی شروع کریگا پھر نبی کا یہ کام نہیں کہ رائج الوقت عقائد کی بنا پر انکشافات سماویہ کے بغیر ہی کسی مسئلہ پر ایسا زور دے کہ پندرہ سولہ برس برابر اُسی کو پُر زور دلائل سے ثابت کرتا رہے اور ساتھ ہی کہتا بھی جائے کہ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے اور خدا نے مجھ پر ہی کھولا ہے اور پیچھے آ کر کہدے کہ یہ سب دلائل جھوٹے تھے اور مجھے خود دھوکا لگا ہوا تھا تو کون یقین کریگا کہ اس وقت جو بات وہ پیش کرتا ہے - اُس میں اُس کو دھوکا نہیں لگا ہوگا - اس سے تو اس کی اُٹھ جاتا ہے یہی

اس مسئلہ نبوت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ پندرہ سولہ سال برابر قرآن اور حدیث کے دلائل سے ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کاملہ تامہ کا دروازہ قیامت تک مسدود ہے۔ ہاں جزوی نبوت بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک جاری ہے اور لکھا کہ میں جزوی نبی ہوں کیونکہ میرے الہام میں اُمتی اور نبی کا لفظ بتلا رہا ہے کہ یہ جُزوی نبوت ہے نہ کلی اور کہے کہ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور مجھ پر یہی کھولا گیا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم اب کوئی نبی حقیقی معنوں کی رو سے نہیں آسکتا (سراج منیر صـ۳) مگر بعد سولہ یا سترہ برس کے اس سب علم پر پانی پھیر دے اور کہدے کہ وہ دھوکا ہی تھا تو ذرا سوچو کہ کون ہے جو یہ یقین کرے کہ اب آج جو بات وہ کہتا ہے اُس میں اُس کو دھوکا نہیں لگا ہوگا۔

جناب میاں صاحب نے دوسری فصل کے شروع میں صـ۵۴ حقیقۃ النبوۃ پر ایک عجیب فقرہ لکھا ہے۔ جو یہ ہے:۔

"یہی حال تمام مسائل کا ہے مثلاً نماز۔ نکاح۔ جنازہ وغیرہا من المسائل کہ ایک وقت میں ان کے متعلق اور فتویٰ دیا ہے اور دوسرے وقت میں اور"

یعنی ایک وقت میں رائج الوقت عقائد کی بنا پر۔ ایک بعد میں انکشافاتِ سماویہ کی بنا پر مگر جناب میاں صاحب حضرت صاحب کی تحریروں سے یہ کبھی نہیں دکھا سکتے کہ ان مسائل میں کوئی آپکو کبھی وحی ہوئی تھی۔ نکاح کے متعلق تو اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا نکاح جس میں جناب میاں صاحب بھی شریک ہوئے تھے ایک غیر احمدی کے ساتھ خود حضرت صاحب کی اجازت سے ہی ہوا تھا۔ اگر وحی ہوئی ہوتی۔ تو ناممکن تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ اگر آخر زمانہ کے بعد کی کوئی وحی ہو کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ اب آئندہ ایسا نکاح جائز نہیں تو اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ میاں صاحب کو اگر علم ہے۔ تو وہ وحی دکھانی چاہئے۔ اسیطرح نماز اور جنازہ کے متعلق بھی ایک شرط لگا دی ہے۔ کہ جبتک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دیتا ہوں۔ کہ وہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ آپ ہمیں شریعت اسلام کے باہر مجبور نہیں کر سکتے" بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء۔

ان کے علاوہ کوئی مسئلہ اور نہیں جس میں کبھی آپنے کچھ بولا ہو۔ بلکہ تمام مسائل رائج الوقت عقائد کی بنا پر ہی آپ چلتے تھے۔ جیسے کہ مسیح کے تولُّد کا مسئلہ۔ قتل انبیاء کا مسئلہ وغیرہ

من المسائل الکثیرہ ۔اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ میں چونکہ جزدی نبوت کا رنگ تھا۔اس لئے آپ جس بات کیلئے مامور ہوئے تھے۔ یعنے کسرِ صلیب و وفات مسیح و آمد مسیح ۔قتل دجال وغیرہ مسائل کو اور تمام وہ مسائل جو اس راہ میں آئے ۔اُن کو خوب ہی واضح فرمایا اور وہ تمام کلام جو ان مسائل کے متعلق ہے ۔روح القدس کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ اور اسلام کی ان سے ایسی تائید ہوئی ہے کہ بعد صحابہ کبار کے زمانہ کے آجتک کسی سے بھی یہ خدمت نہیں ہو سکی ۔مگر نہ تو سارے مختلف فیہ مسائل پر کوئی انکشافاتِ سماویہ ہوئے اور نہ جس طرح وفات مسیح اور آمد مسیح کا مسئلہ صاف اور مُبرہن ہوا اس طرح مسئلہ تولد مسیح وغیرہ دوسرے مسائل مبرہن اور صاف ہوئے ۔خود حضرت سیدنا المہدی نورالدین اعظم بعض مسائل میں حضرت سے اختلاف رائے رکھتے تھے۔ اور تو اور خود اس وقت جناب میاں صاحب کو حضرت صاحب سے بعض مسائل میں اختلاف ہے ۔مثلاً سُود کے اُس فتوے میں اختلاف ہے جو حضرت نے اسلام کی راہ میں اُس کو خرچ کرنے کے متعلق دیا ہے ۔اور دیگر مسائل پر بھی حضرت صاحب سے آپ کا اختلاف پایا جاتا ہے ۔پھر میں مولوی سرور شاہ صاحب کی تفسیر میں بھی ایسی باتیں دکھا سکتا ہوں جو صریح حضرت صاحب کی بیان کردہ تفسیر کے خلاف ہیں۔

اگر بقول جناب میاں صاحب حضرت صاحب نے ایک وقت میں کسی مسئلہ کے متعلق اور فتوےٰ دیا اور دوسرے وقت میں اس کے برخلاف اور فتوےٰ دیا اور دوسرا فتوےٰ خدا کے حکم کے ماتحت دیا تب تو بڑی مشکلات پیش آئینگی ۔جناب میاں صاحب تین تین مسائل پر حضرت کی وحی پیش نہ فرمائینگے مجھے تو سوائے وفات مسیح کے مسئلہ کے کوئی دوسرا مسئلہ ایسا معلوم نہیں جس میں کبھی حضرت صاحب کو کبھی کوئی وحی ہوئی ہو ۔سب سے پہلے اسی مسئلہ زیربحث ہی کو دیکھ لو ۔کہ حضرت صاحب کا عقیدہ نبوت کے متعلق شروع سے کیا رہا ہے ۔یا اس کے متعلق کبھی وحی بھی ہوئی ۔پھر اُس میں کبھی تبدیلی بھی ہوئی ۔اس وقت جناب میاں صاحب نے دعوےٰ کیا ہے کہ وحی ہوئی تھی ۔کہ وہ پہلا عقیدہ صحیح نہیں ۔مگر باوجود سخت مطالبہ کے جناب میاں صاحب آجتک وہ وحی تو پیش نہیں کر سکے ۔اگر کوئی وحی ہوتی تو آج اس مسئلہ کا جھگڑا کیوں پڑتا ۔ انہی محمودیوں سے اللہ جل شانہٗ کی قسم دیکر پوچھو کہ کسی کو بھی تم میں سے اس بات کا پہلے علم تھا یا کبھی حضرت مہدی وقت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت بھی تم نے سُنا تھا کہ نبوت کے عقیدہ کے متعلق حضرت نے ۱۹۰۲ء میں آکر اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی تھی ۔ان سب سے غلیظ قسمیں لو کہ کیا تمہارے اس فتنہ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی کسی جماعت

میں یہ خیال تھا کہ جو اس وقت جناب میاں صاحب نے ظاہر فرمایا ہے۔ میں عرصہ ۱۲ سال سے اس
سلسلہ میں منسلک ہوں اور سینکڑوں مرتبہ ہی قادیان گیا ہوں اور حضرت مسیح موعود اور حضور
سیدنا مہدی حضرت نور الدین اعظم کے حضور سعادت اندوز رہا ہوں۔ مگر واللہ العظیم حضرت مولوی
صاحب مرحوم کے زمانہ کے بعد اس وقت ہی اس خیال کو سُنا ہے کہ حضرت صاحب نبی تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ مگر ساتھ ہی اس کے پندرہ سال تک حضرت صاحب کو اپنے نبی ہونے کا علم ہی نہ ہوا تھا
اور دھوکا ہی لگا رہا تھا۔ بار بار خدا کی وحی بارش کی طرح ہوتی تھی۔ پر آپ اُن لفظوں کی تاویل کر لیا
کرتے تھے۔ کیا یہ نبی اور رسول بھی اپنا نبی اور رسول ہونا دنیا جہان کو منوا سکتا ہے جو اپنے منصب
کے متعلق ہی خدا کی صریح وحیوں کو بھی جو بارش کی طرح اس پر ہوتی تھیں سمجھ ہی نہیں سکا۔ پھر ان بعد
کی وحیوں کا کس کو علم ہے۔ کہ آپ نے ضرور ان کا صحیح مفہوم ہی سمجھا ہوگا۔ یہ تو حضرت صاحب پر
الزام اور بڑا سخت حملہ ہے کہ پندرہ سولہ برس تک بار بار خدا نے آپ کو الہام کیا کہ تو نبی ہے ۔
تو نبی ہے۔ مگر وہ خدا کی وحی کے خلاف ہی کہتے رہے کہ میں نبی نہیں۔ میں نبی نہیں۔ یہ تو
نبی کی شان سے بھی بعید بات ہے کہ وہ خدا کے حکم کی اس طرح تاویلیں کر کے خود اپنے آپ کو بھی
اور دنیا کو بھی ایک اندھیرے میں رکھے اور پندرہ برس کے بعد کھول کر بھی نہ بتا دے کہ مجھے یہ وحی
ہوئی ہے جس نے میری پندرہ سال کی غلطی کو آج رفع کیا ہے۔ جبکہ ہم براہین میں کوئی وحی
نہیں دیکھتے جس میں خدا نے کہا ہو کہ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ تو ہم کس طرح سے اس
بات کو مان لیں کہ براہین میں تو خدا نے آپ کو مسیح موعود بنایا تھا۔ مگر بارہ برس کے بعد آپ کو
سمجھ آئی کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ یہ غلط ہے اور اس کا کوئی ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہیں۔
قصہ مختصر جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ ثابت کرنے کے لئے بہت
ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بہت زور مارا ہے۔ مگر نبوت تو پھر بھی ثابت نہ ہو سکی۔ ملاحظہ ہوں آپکے استدلالات ذیل

جناب میاں صاحب کی بحث اس بات پر کہ نبوت کیا شے ہے

آپ فرماتے ہیں "نبی نباء سے نکلا ہے جس کے معنی راغب نے یہ کئے ہیں کہ نباء اس خبر کو
کہتے ہیں جس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو اور جس سے علم حاصل ہو اور جو سچی ہو اور جھوٹ سے
بالکل پاک ہو" یہ بالکل صحیح معنے نباء کے ہیں۔ مگر آپ نے نبی کے معنی جو یہ لکھے ہیں کہ لغت والے یہ
لکھتے ہیں کہ جو اللہ تعالے سے خبر دینے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی توحید سے خبردار کیا ہو

اور غیب کی باتیں بتائی ہوں اور اُسے کہا ہو کہ تو نبی ہے۔ یہ کس لغت میں لکھا ہے۔ ہاں آپ کا فرمانا یہ صحیح ہے کہ اِس لفظ میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ فعیل کے وزن پر ہے اور نبی وہی ہو سکتا ہے جو کثرت سے خبریں پانے والا اور خبریں دینے والا ہو۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ امور شرعیہ میں کثرت سے خبریں پانے والا اور خبریں دینے والا نبی ہوتا ہے یا اپنی ذات اور اپنے متعلقین یا دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق خبریں پانے والا اور خبریں دینے والا بھی نبی ہوتا ہے انبیا کی اتباع تو اسی لئے فرض ہوتی ہے۔ کہ وہ اُمورِ شرعیہ میں خدا سے وحی پاتے اور عقائد کے متعلق خدا سے خبر پاکر شریعت میں قاضی اور حکم و عدل ہوتے ہیں۔ نہ کہ امورِ شرعیہ یا عقائد دینیہ کے متعلق تو وہ نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے فیصلہ کریں۔ اور خبریں یعنی نبوت اُن امُور میں پاویں جنکا شریعت اور عقائد دینیہ کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو۔ کیونکہ یہ امور مثلاً اپنی ذات یا اپنے متعلقین یا دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق پیش خبریاں ایسا مہتم بالشان امر نہیں کہ جس کی وجہ سے ہم کسی کو نبی کہہ سکیں۔ بلکہ خاص اہمیت اور عظمت رکھنے والے وہی امُور ہوتے ہیں جو عقائدِ دینیہ اور مسائل شرعیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا جب ہم غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی نبی کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین۔ یعنی رسول جو ہم بھیجتے ہیں تو ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ بعض افراد اور جماعتوں کیلئے خوشخبری دیتے ہیں اور بعض کو ڈراتے ہیں الخ۔ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۵۔" لیکن اگر جناب میاں صاحب اس آیت کے ہمراہ یہ آیت بھی ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ اور آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم۔ بھی لکھ دیتے تو تعریف بھی نبی کی تعریف ہوتی۔ مگر یہ آیات اس لئے چھوڑ دی گئیں کہ ان سے حضرت صاحبؑ کا کامل طور پر نبی اللہ یا کامل طور پر رسول اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ نہ تو وہ خدا کی طرف سے رسالت ربی یعنی کتاب لائے اور نہ اپنی مادری زبان میں وحی کئے گئے اور نہ خدا کی طرف سے مطاع بنائے گئے۔ بلکہ اپنے نبی متبوع کے تابع اور مطیع بنائے گئے۔ تا ثابت ہو کہ خدا کا کلام باطل نہیں اور جبتک کوئی انسان اُسی مفہوم تام کے ساتھ جو نبوت اور رسالت کے شرائط میں سے ہیں اور جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ رسول اور نبی کر کے نہ پکارا جائے۔ وہ نبی اور رسول نہیں ہو سکتا اور تا ثابت

ہوجائے کہ یہ نہایت باطل عقیدہ ہے جو آج خلاف قرآن بنایا گیا ہے۔ کہ جسمیں وہ شرائط نہ بھی ہوں اور صرف ایک ہی شرط خدا سے کسی امر کے متعلق خبر پانے کی ہے۔ اُس میں پائی جائے وہ بھی نبی اور رسول ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں ہر ایک اُس شخص کی توجہ جو حق طلبی کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس طرف پھیرتا ہوں کہ قرآن کریم اور صحف انبیا میں جو معنی نبی کے لیئے گئے ہیں اُن معنوں میں نبی ہونے سے حضرت صاحب نے صاف انکار کیا ہے۔ جیساکہ فرمایا ہے

ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۱۶)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صاحب کی نبوت انبیا والی نبوت نہیں تھی بلکہ اولیا والی نبوت تھی اگر آپ کی نبوت بلحاظ نبوت انبیا والی نبوت ہوتی تو اس میں انبیا والی نبوت کے لوازم بھی پائے جاتے نہ اولیا والی نبوت کے لوازم۔ مثلاً کوئی نبی اور رسول وحی میں اُمتی اور نبی نہیں کہا گیا۔ مگر اولیا امتی نبی کرکے پکارے گئے ہیں کسی نبی اور رسول کا نام وحی میں تمام گزشتہ نبیوں اور رسولوں کا نام نہیں رکھا جاتا۔ مگر اولیا کا بروزی طور پر انبیا کے نام پر نام رکھا جاتا ہے۔ کوئی نبی اور رسول وحی میں سوائے اپنے ذاتی نام کے کسی دوسرے نبی کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ مگر اولیا کو پکارا جاتا ہے۔ کسی نبی اور رسول کو وحی میں محدث نہیں کہا گیا مگر اولیا کو محدث کہا گیا۔ کوئی نبی اور رسول وحی میں مریم کے نام سے ملقب نہیں کیا جاتا مگر اولیا کئے جاتے ہیں۔ غرض ایک محدث اور مجدد اور امام زمان اور خلیفہ رسول اللہ کا کا فی انبیا پر قیاس کرنا غلط قیاس اور باطل خیال ہے خدا کے نبیوں اور رسولوں اور ائمہ۔ اولیا اور خلفا کے گروہ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اور پھر ہر ایک پڑھنے والے کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ الہی کلام قرآن کریم یا دیگر کتب سماویہ میں ایک جگہ بھی ایسی آپ نہیں پاوینگے۔ جہاں نبی کے ساتھ کوئی اور لفظ بھی ملا کر لکھا گیا ہو۔ بلکہ قرآن کریم میں صرف نبی اور رسول کا لفظ ہی ہر ایک نبی پر استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح پہلے انبیا بھی اس لفظ کو اکیلا ہی اپنے واسطے استعمال کرتے رہے ہیں۔ مگر حضرت صاحب کی کتابوں میں ایک جگہ بھی ایسی آپ نہیں دیکھینگے کہ نبی کے لفظ کے ساتھ امتی یا ظلی یا بروزی یا مجازی یا استعارۃ کا لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاورہ میں نہ تو نبی کبھی امتی ہوسکتا ہے اور نہ اُمتی کبھی نبی ہوسکتا ہے اور جہاں نبی کے ساتھ امتی یا کوئی اور تشریح آئے اُس سے ہمیشہ کچھ اور مراد ہوتی ہے۔ نبی مراد نہیں ہوتی +

جناب میاں صاحب نے صفحہ ۵ پر فرمایا ہے :-

"جب ہم انبیا کے حالات کو دیکھتے ہیں تو وہ مختلف اقسام کے پائے جاتے ہیں بعض ایسے انبیا ہیں جو شریعت لائے تھے بعض ایسے ہیں جو شریعت نہیں لائے۔ بعض ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بلا حجاب کلام کیا۔ بعض دوسرے ایسے ہیں جن سے اس رنگ میں کلام نہیں ہوا"

معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے یہ حالات انبیا کے کہاں سے دیکھے اور کہاں نبیوں کی مختلف اقسام لکھی ہیں۔ کہ اتنے قسم کے نبی ہوتے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں تو صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت کی بھی تفریق نہیں۔ پھر یہ بھی تو قرآن اور حدیث میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی سے بلا حجاب کلام کیا اور کسی سے اس رنگ میں کلام نہیں کیا۔ اگر صوفیا کی کتابوں میں لکھا ہو تو دوسری بات ہے۔ ہمیں تو صرف قرآن اور حدیث سے غرض ہے۔ قرآن کریم تو لا نفرق بین احد من رسلہ فرماتا ہے اور نہیں فرماتا۔ کہ یہ فلاں قسم کا نبی ہے اور وہ فلاں قسم کا نبی نہیں یا یہ کہ فلاں خصوصیت فلاں نبی میں پائی جاتی اور فلاں خصوصیت فلاں نبی میں نہیں پائی جاتی۔ تفضیل کا مسئلہ دوسرا مسئلہ ہے۔ فضیلت سے نبوت کی قسمیں نہیں نکلتیں۔

پھر معلوم نہیں میاں صاحب نے یہ فقرہ کس بنا پر لکھ دیا کہ انبیا مختلف اقسام کے پائے جاتے ہیں ہاں جناب میاں صاحب کا یہ فرمانا نہایت صحیح ہے کہ قرآن یہ نہیں فرماتا کہ جو شریعت لانیوالے نبی ہیں۔ ان کو سچے نبی اور حقیقی نبی سمجھو اور جو شریعت نہیں لائے اُن کو غیر حقیقی نبی خیال کرو الخ صفحہ ۵۔ مگر اس غلطی کا رد کتاب حقیقۃ الوحی میں نہیں ہوا۔ پھر ہمارے مکرم میاں صاحب کیوں حقیقی نبی کو ان معنی میں ہی حصر فرماتے ہیں کہ حقیقی نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے۔

عجیب استدلال } جناب میاں صاحب صفحہ ۵۹ پر آیت انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتب اللہ وکانوا علیہ شھداء یعنی ہم نے توریت اُتاری جس میں ہدایت اور نور کی باتیں ہیں۔ کئی نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اس کے ذریعے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور ربانی بھی بوجہ اس کے کہ انہیں کتاب اللہ یاد کرائی گئی

تھی اور وہ اس پر نگران تھے۔
عجیب استدلال یہ ہے کہ یحکم بہا النبیون میں جناب میاں صاحب اُن سب انبیا کو شامل کرتے ہیں جو توریت کے بعد آئے۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسےٰ کو بھی بیچ میں ہی لیتے ہیں۔ حالانکہ خدا نے اتینا داؤد زبورا اور اتینا ہ الانجیل فرماکر دونبیوں کو تو صاحب کتاب بھی فرمادیا۔ بلکہ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب میں تو سب نبیوں کو صاحب کتاب فرمایا ہے۔ پھر معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے اس آیت میں سے کہاں سے یہ بات نکال لی کہ بہت سے نبی گذرے ہیں جو پہلے انبیا کے تابع تھے اور توریت پر عمل کرنے والے تھے۔ حالانکہ ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ
"وکئی نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اس کے ذریعے سے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے"
توریت کے ذریعہ یہودیوں کے درمیان فیصلہ کرنا اور بات ہے اور پہلے کسی نبی کا تابع ہونا اور توریت پر عمل کرنا دوسری بات ہے۔ کیا آج گورنمنٹ انگلشیہ جو نصرانی ہے مسلمانوں کے درمیان شریعت محمدیہ کی رُو سے اُن کے مقدمے فیصلے نہیں کرتی۔ اگر کرتی ہے تو کیا ہمارے نبی صلعم کی تابع ہے۔ یا قرآن پر عمل کرتی ہے۔ جب نہیں کرتی تو نبیوں کا توریت کے ذریعہ یہودیوں کے درمیان فیصلہ کرنا اُن کے موسیٰ کی اتباع کرنے اور توریت کی پیروی کرنے پر کیسے دلیل ہوسکتا ہے۔ اس آیت یحکم بہا النبیون کے کسی لفظ سے ظاہر نہیں ہوتا کہ بہت سے ایسے نبی گزرے ہیں جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ بلکہ توریت کے وہ تابع تھے یا موسیٰ کی امت تھے یا ان کا کام توریت کے کسی حکم کو منسوخ کرنا نہ تھا۔ خود حضرت مسیح پہلے فرماتے ہیں کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں اور اس کی تکمیل وہ اس رنگ میں کرتے ہیں کہ توریت میں پہلے تو تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے۔ پر اب میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں چنانچہ اناجیل کے پڑھنے سے بخوبی پتہ لگتا ہے اور قرآن کریم بھی اس پر بطور گواہی کے اس طرح ارشاد فرماتا ہے کہ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ کوئی نبی پہلے کسی نبی کا اُمتی یا تابع اور اس کی کتاب کا پیرو تھا۔ بلکہ بالفاظ حضرت اقدس گو وہ تمام انبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ہدایتوں کے پیرو تھے جو اُن پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے اُن پر تجلی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مگر آپ توریت سے الگ کوئی نئے حکم لائے تھے۔

کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تعلیم سے وہ نبی ہو تا ہے امتی کہلاتا ۔ الخ حقیقۃ النبوۃ صفحہ
"قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی نسبت وان من شیعتہٖ لابراھیم یعنی حضرت نوح کی جماعت میں سے حضرت ابراہیم بھی تھے" ۔ اگر آیا ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کی امت میں سے تھے"۔ یا امتی نبی تھے یا خدائے تعالےٰ نے براہ راست ان پر تجلی نہیں فرمائی تھی ۔ بلکہ حضرت نوح کی پیروی سے خدا نے ان کو نبی بنایا تھا ۔ صحف ابراھیم وموسےٰ" کی آیت بتلا رہی ہے کہ حضرت ابراہیم خود صاحب کتاب نبی تھے ۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کی آیت میں خدا کا حکم ہے کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ ۔۔۔۔۔ پھر معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے کس بات کے ثبوت میں " ان من شیعتہ لابراہیم" کی آیت کو یہاں پیش کیا ہے ۔ کیا اس سے حضرت ابراہیم کا امتی نبی بتانا مقصود تھا ۔ یا یہ بتانا مقصود تھا کہ حضرت نوح کی پیروی سے خدا نے ان کو نبی بنایا تھا ۔ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب میاں صاحب نے کس مطلب کے لئے اس آیت کو یہاں پیش کیا ہے ۔ جب خود میاں صاحب مانتے ہیں کہ :-

"گو ہر ایک نبی پر کلام اترتا ہے اور اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارتوں اور نذر کے **صحف** ملتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت بھی ہوں ۔ بلکہ **مفید نصائح** اور امور غیبیہ اور **ہدایت ومعرفت کی باتیں** ان پر الہام ہوتی ہیں یعنی شریعت کے سوا یہ باتیں بھی نبی کے لئے ضروری ہیں ۔ تو اب سوال یہ ہو کہ کیا حضرت صاحب میں یہ تھیں ؟ یعنی بشارتوں اور نذر کا کوئی صحیفہ یا مفید نصائح اور ہدایت اور معرفت کی باتوں کی وحیاں انبیاء کی طرح ان کو ملی تھیں ۔ اگر کوئی کتاب یا وحیاں ایسی ہوں تو وہ پیش کرنی چاہئیں ۔

پس قرآن کریم سے صاف ثابت ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جسکو بشارتوں اور نذر کے صحیفے اور نور اور ہدایت کی باتیں ۔ اور شریعت میں سے کچھ حصہ الہاماً نہ ملا ہو اور کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس کو خدا تعالےٰ نے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بنایا ہو اور اس طرح اس کی نبوت میں ایک ایسی قسم کی کمی رکھدی ہو کہ جب تک وہ اپنے نبی متبوع کی اتباع نہ کرے ۔ تب تک اسکا کوئی عمل قبول ہی نہ ہو* ۔ گو بلحاظ درجات بعض انبیا کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ۔ مگر وہ کل نبوت کے لحاظ سے ویسے ہی نبی تھے جیسے کہ دوسرے انبیا بلا تفضیل

کے دینے سے کوئی نئی خصوصیت کسی نبی میں پیدا نہیں ہوجاتی تھی۔ قرآن کریم کی کوئی ایسی صریح آیت موجود نہیں جس میں پتہ لگتا ہو کہ مثلاً یوسف، سلیمان، زکریا، یحیٰے علیہم السلام کو شریعت نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ قرآن کریم کی صاف گواہی اولئک الذین آتینا ھم الکتاب والحکم والنبوۃ ان کے حق میں موجود ہے۔ پھر کس طرح سے ہم مانیں کہ یہ انبیاء کتاب اور حکم اور نبوت نہیں لائے تھے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ یہ لوگ کوئی کتاب اور کوئی حکم نہ لائے تھے تو یہ کیوں کر معلوم ہو کہ یہ لوگ امتی ہونے کی اور نبی ہونے کی دونوں شانیں اپنے اندر ہی رکھتے تھے۔ نہ نبی کی جگہ ناقص نبی ان کا نام رکھا جاتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان کا نام نبی ہی رکھتا ہے۔ اور ان کو کتاب اور حکم اور نبوت کی بخشش بھی فرماتا ہے اور ان کو کہیں امتی کے لقب سے ملقب نہیں فرماتا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کہیں فرماتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء میں سے کوئی نبی کسی نبی کا امتی بھی تھا۔ تاہم امتی نبی پر نبی کے لفظ کا اطلاق کر سکتے۔

جناب میاں صاحب نے جب حضرت صاحب کی کسی کتاب سے کوئی حوالہ اس قسم کا نہ پایا جو حضرت صاحب کو گذشتہ انبیاء میں کسی طرح بھی داخل کر سکتا۔ تو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کا ایک حوالہ جو حضرت صاحب کی زبانی تقریر میں سے اخذ کیا ہوا تھا۔ درج کر دیا۔ جو یہ ہے:-

"نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشین گوئیاں کرتے تھے۔"

پھر میرے خیال میں یہ تو شاید حضرت صاحب کا خیال ان نبیوں کی نسبت ہوگا جو ایک ایک وقت میں تین تین چار سو ہوئے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں۔

دیکھو سلاطین باب اول ۲۲: ۱۹ میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں تین چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشین گوئی کی۔ اور وہ جھوٹے نکلے۔ اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۷

تو غرض میری اس حوالہ سے یہ ہے کہ توریت میں نبی کا لفظ ایسا عام ہے کہ

مضمون پر بھی نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ جو خدا کے نبی نہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ میں ان چار سو نبیوں کی نسبت بھی گمان کیا گیا ہے کہ یہ بعل بت کے پوجاری تھے مگر نبی کہلاتے تھے لیکن اگر کوئی کہے کہ جب وہ خدا کے نبی نہ تھے۔ اور بعل بت کے پوجاری تھے۔ تو حضرت اقدس نے کیوں فرمایا کہ وہ صرف خدا کی طرف سے پیشین گوئیاں کرتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ بائبل کے مفسرین کا اسبات میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ چار سو نبی اور تھے اور جو بعل کے نبی تھے۔ وہ اور تھے۔ بعل کے نبی اپنی نبوت بعل کے نام پر کرتے تھے لیکن ان چار سو نبیوں نے جو نبوت کی ہے۔ اس میں انہوں نے خدا کا نام لیا ہے۔ ہاں ان کی پیشگوئی غلط ہوئی تھی۔ اور توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی جسطرح کیجاتی ہے اسطرح اسکا پورا ہونا ضروری نہیں۔ دیکھو یرمیاہ ۱۸ : ۷ خدا کسی قوم کو برکت کا وعدہ دیتا ہے مگر لیکن ان اسکی بد عملیوں کی سبب وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ اور کسی قوم کو عذاب کا وعدہ کرتا ہے مگر پھر اسکی نیکی کے سبب معاف کر دیتا ہے۔ پس ہر ایک قسم کی وعدہ کی پیشگوئی کی جا ٹل سکتی ہیں۔ غرض کہ جناب میاں صاحب کے نزدیک اگر نبی کا لفظ ان پر بھی بولا جا سکتا ہے۔ جو صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کیا کریں۔ تو پھر ان صلحا اور اتقیاء اور آئمہ اور اولیاء اور خلفاء نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کو اس تعریف (مندرجہ بردہ بائیع شنواللہ) کے ماتحت نبی نہ مانا جائے۔

ہاں قرآن کریم میں نبی کی یہ تعریف ہرگز کہیں نہیں آئی کہ کئی نبی ایسے بھی ہوئے ہیں۔ یا ہو سکتے ہیں کہ جن پر کوئی کتاب تو نازل نہ ہو مگر وہ صرف خدا کی طرف سے پیشین گوئیاں کیا کریں۔ پھر سارے قرآن کو غور سے پڑھ جاؤ۔ ایک آیت بھی اس میں ایسی نہ ملے گی جسکا یہ مضمون ہو کہ نبی وہ بھی ہوتا ہے جس پر کوئی کتاب نازل نہ ہو اور وہ صرف خدا کی طرف سے پیشین گوئیاں کیا کرے۔ بلکہ قرآن کی گواہی جو نبیوں کے متعلق ہے۔ حضرت صاحب نے اس گواہی کو ان الفاظ میں اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے :۔ "گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی ... انکو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں۔ جیسا کہ قرآن شریف"

حقیقۃ النبوۃ کا صفحہ ۶۱۔ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں لکھا کہ ایسا نبی کوئی نہیں گزرا جیسے بالواسطہ نبوت ملی۔ یہ بات تو ہم صرف اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم نے صریح

الفاظ میں ہرگز کہیں نہیں فرمایا کہ کل نبیوں کو نبوت بلاواسطہ ملی ہے۔ اگر کہیں ہے تو اس آیت کو پیش کردو" یہ بات تو جناب میاں صاحب نے اس بنا پر لکھی ہے کہ چونکہ حضرت صاحب سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جو امتی بھی ہو۔ اور نبی بھی۔ اور کوئی ایسا نبی نہیں گزرا۔ جس کو بالواسطہ نبوت ملی ہو۔ (جسکا ثبوت ہم آگے چل کر انشاء اللہ دیں گا) سب پہلے نبیوں کو بھی حضرت صاحب جیسا نبی ثابت کرنے کے لئے یہ دعوے کردیا کہ قرآن میں کوئی ایک آیت بھی نہیں جس میں لکھا ہو کہ کل نبیوں کو نبوت بلاواسطہ ملی ہو۔ گویا سب کو الو بنایا ہے۔ اور یہ بھی ایک راہ بحث کی نکالی ہے کہ حضرت صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ ص۱۸۲ براہین پنجم۔ اور لکھا کہ "تمام انبیاء ان ہدایتوں کے پیرو تھے۔ جو ان پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی"۔ براہین پنجم ص۱۹۲ اور لکھا کہ "پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا" ص۹ ضمیمہ چشمۂ معرفت اور لکھا کہ جس قدر نبی گذرے ہیں۔ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسے کا اس میں کچھ دخل نہیں تھا۔ ...... ہے اور لکھا کہ انہوں نے حضرت موسے سے کچھ نہیں پایا۔ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷ اور لکھا کہ بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسے کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسے کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا" یہ سب یونہی لکھ دیا۔ اور یہ صرف حضرت صاحب نے عقل سے اس طرح معلوم کیا تھا کہ چونکہ آنحضرت سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں گذرا جسے خاتم النبیین کہا جائے۔ اور کوئی ایسی کتاب نہیں آئی جسے خاتم الکتب کہا جائے اس لئے پہلے نبیوں کو نبوۃ براہ راست ہی ملتی ہوگی۔ نہ کسی دوسرے نبی کے اتباع سے۔ اور ضرور بعض انعامات ایسے ہوتے ہونگے۔ جو پہلے انبیاء یا پہلی کتب کی پیروی سے حاصل نہ ہوسکتے ہونگے (گویا عقل سے اور ظن کے طور پر حضرت صاحب نے ایسا لکھا سکا تھا) ورنہ بالفاظ میاں صاحب عقل صحیح بھی کبھی اس لغو شرط کی اجازت نہیں دیتی کہ نبی وہی ہوسکتا ہے جو براہ راست نبوت حاصل کرے"۔

اب یہ تو جناب میاں صاحب کا ہی حق ہے کہ وہ حضرت صاحب سے پوچھیں کہ ایسی لغو شرط آپ نے کیوں لگادی کہ پہلے زمانہ میں نبی وہی ہوسکتا تھا جو براہ راست نبوت حاصل کرتا تھا۔ اب آئیے سارے قرآن کریم پر غور فرمائیے۔ کہیں اشارہ تک بھی آپ نے پایا ہے

کہ کوئی نبی ایسا بھی ہوا یا ہو سکتا ہے۔ جو امتی بھی ہو اور نبی بھی یا جسے نبوت بالواسطہ ملی ہو
پس جناب میاں صاحب کا اس بات پر زور دینا کہ امتی بھی نبی ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی بات ہے جس کا قطعاً ابداً کوئی ثبوت کبھی بھی نہیں مل سکتا۔ اور قرآن کریم میں کہیں اشارۃً تک بھی نہیں پایا جاتا کہ ایسا نبی بھی کوئی کبھی گذرا۔ جسے بالواسطہ نبوت ملی۔ یہ بات تو جناب میاں صاحب کی اپنی خود ساختہ ہے کہ امتی ہونے کے لوازم کے ساتھ بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم ایسے خیال کو باطل ٹھہراتا ہے۔

جب نبوت کسی نبی کی اتباع سے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ تو پھر اس قول کے کیا معنی ہوئے کہ امتی نبی بھی نبی کہلا سکتا ہے کیونکہ جب امتی کو کسی نبی کی اتباع سے نبوت ملی۔ یعنی اسکو براہ راست نبوت نہ ملی تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ وہ امتی نبی بن جانے کے بعد پھر اس نبی کی اتباع سے آزاد ہو گیا۔ اور پھر اس کو اس نبی کی پیروی کی حاجت نہ رہی [illegible] کیونکہ اگر وہ آیت اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ کے ماتحت خدا کے علم میں پہلے سے ہی نبی ہے تو اس کو دوسرے نبی کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ جب امتی سے نبی ہونے کی صورت میں بھی وہ دوسرے نبی کی اتباع سے آزاد نہیں ہوا تو اس نبی اور دوسرے امتی میں بلحاظ امتی ہونے کے فرق کیا ہوا۔ جیسی وہ اتباع ایک رسول کی کرتا ہے۔ ویسی ہی وہ بھی کرتا ہے۔ پھر اس کو علیحدہ نبی ماننے کی کیا ضرورت۔ خدا کے کام تو لغو نہیں ہوتے۔

وہ جب فرماتا ہے کہ نبی مطاع ہوتا ہے کسی دوسرے انسان کا مطیع نہیں ہوتا تو پھر کیوں جب ارشاد الہیٰ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ نبی تو صرف اپنی ہی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ اس کو دوسرے نبی کی اتباع کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ خود صاحب الوحی ہوتا ہے۔ جب وحی رسالت اور نبوت اس پر شروع ہو گئی تو اسوقت اس کو دوسرے نبی کی ضرورت کیوں رہی پھر اس کو عقل سلیم کس طرح تسلیم کر سکتی ہے کہ نبی نبی ہونے کی حالت میں بھی دوسرے نبی کی اتباع کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لئے تو قرآن کریم کی اس آیت ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ نے حصر کر دیا کہ نبی صرف وہی ہوتا ہے۔ جو براہ راست نبوت پاوے یعنی مطاع ہو اسی لئے ہر ایک نبی جو دنیا میں آیا اس نے واطیعون ہی کہا ہے۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں بھی امتی نبی کی اطاعت کرتا ہوں اور تم بھی اسی کی کرو۔ قرآن کریم جو خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ اور چھوٹے بڑے سب امور میں حکم ہے۔ وہ اس مسئلہ میں ہرگز

* حالانکہ حضرت صاحب [illegible] امتی نبی [illegible] نبی [illegible] کہلا سکتا۔

خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے دنیا کا ہادی بنا کر فیصلہ کر دیا کہ اب آئندہ کسی نبی کی جو کامل طور پر نبی اللہ ہو اور کسی رسول کی جو کامل طور پر رسول اللہ ہو کے آنے کی حاجت نہیں۔ تو اپنے پاس سے یہ شرط لگانے والا کہ کامل طور پر نبی اللہ اور کامل طور پر رسول اللہ بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آسکتا ہے وہ یقیناً آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر اور قرآن کریم کا صریح مکذب ہے کیونکہ وہ کامل اور کافی ہدایت کے آجانے کے بعد بھی ضلالت کے گڑھے میں لوگوں کو گرانا چاہتا ہے۔

حقیقۃ النبوۃ کا صفحہ ۶۲۔ جناب میاں صاحب لکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ لغت عرب اور قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق رسول اور نبی وہی ہوتے ہیں جو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائیں اور مہتم بالشان تغیرات کی جو قوموں کی تباہی اور ان کی ترقی کے متعلق ہوں خبر دیں۔ اور خدا تعالےٰ ان کا نام نبی رکھے" الخ

اوّل یہ نہ تو لغت عرب اور نہ قرآن کریم میں کہیں لکھا ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ اور نہ یہ تعریف کسی نبی پر صادق آسکتی ہے قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق رسول اور نبی وہی ہوتا ہے۔ جو مطاع ہو کسی دوسرے رسول کا مطیع نہ ہو۔ جو اپنی مادری زبان میں وحی کیا جائے جو اپنی وحی کی ہی اتباع کرے۔ اور بشارتوں اور تنذر کا ایک صحیفہ جس میں مفید نصائح اور ہدایت اور نور کی باتیں بذریعہ وحی کے درج ہوں لائے۔ اور اپنی نبوت کا اقرار لیوے اور اپنی اطاعت کرا دے نہ کہ کسی پہلے نبی کی اطاعت اور جس انسان میں یہ باتیں پائی نہ جائیں۔ وہ نبی نہیں ہو گا الغرض بغیر کتاب کے نازل ہونے کے صرف خدا کی طرف سے پیشین گوئیاں کر دینے سے کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس کی پیشگوئیاں کتنی ہی ہوں

اب مسیح موعود کی نبوۃ پر نظر کرو۔ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔ آپ کی (یعنی مسیح موعود کی) نبوت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو نبی اللہ کے لئے لغت و قرآن و محاورہ انبیاء گذشتہ سے لازمی ہیں۔ الخ اس لئے آپ صفحہ ۶۳ پر فرماتے ہیں۔ پس آپ یعنی مسیح موعود قرآن کریم اور لغت محاورہ انبیائے گذشتہ کے مطابق نبی تھے۔ الخ

لیکن یہ دھوکہ کھانا اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ مسیح موعود قرآن کریم اور محاورہ انبیائے

گزشتہ کے مطابق نبی تھے۔ خود مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "و لیس مرادہ من النبوۃ الا کثرۃ المکالمۃ اللہ و کثرۃ انباء من اللہ و کثرۃ مایوحی ولا نقول ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ" استفتاء صفحہ ۱۶۔ حقیقۃ الوحی

"یعنی اس کی نبوت سے مراد اور کچھ نہ ہو۔ مگر کثرت مکالمہ اور کثرت اخبار اللہ کی طرف سے اور کثرت سے وحی پانا اور کہ میری نبوت سے وہ نبوۃ مراد نہیں ہے جو صحف اولےٰ میں مراد لی گئی ہے۔"

اب کون شخص ہے جو آپ کی اس عبارت کے پڑھنے کے ...... بعد آپ کی نبوۃ نبیوں کی سی نبوت یقین کرے گا۔ یہ تو اجتماع نقیضین ہوگا جو بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ جب یہ نبوۃ وہ ہے ہی نہیں جو صحف اولےٰ میں نبیوں کو دی گئی تھی۔ تو قرآن کریم اور لغت عرب اور محاورۂ انبیائے گذشتہ کے رو سے مسیح موعود کو نبی کہنا محض جھوٹ اور باطل ہوا۔ کیونکہ جو تعریف نبوت کی صحف اولےٰ اور قرآن کریم میں ہے۔ وہ آپ پر صادق نہیں آسکتی اور نفس نبوت کے لئے شرائط مندرجہ قرآن کریم کے سوا اور کی اجازت نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نبیوں کے ساتھ ان کی اس نبوت کے لحاظ سے جس کا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے۔ مختلف امتیازی الفاظ لگا دیئے۔ تا ان الفاظ سے معلوم ہو جائے کہ ان حالات میں مسیح موعود باوجود کثرت اخبار غیب اور کثرت مکالمہ اور کثرت وحی کے بھی نبی نہیں کہلا سکتا۔

بحث شرائط نبوت - اسیطرح نبی کے لئے بھی بعض شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط کسی انسان میں پورے طور پر نہ پائی جائیں تو وہ انسان نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور وہ شرائط پہلے میں صفحہ ۲ پر بتلا آیا ہوں۔ مگر جناب میاں صاحب نبی ہونے کے یہ شرائط فرماتے ہیں (۱) وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ (۲) وہ امور جہمہ کے متعلق جو انذار و تبشیر کے متعلق ہوں خبر دے (۳) اس کا نام خدا تعالےٰ نبی رکھے۔ اور فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی شرط نہیں جو شرائط نبی سے کہی جائے۔ بلکہ اور فاضل ہیں یعنی ایسی باتیں ہیں جنہیں شرط نہیں کہا جا سکتا۔"

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ یہ تین شرائط بھی نفس نبوت سے متعلق نہیں۔ مثلاً دیکھئے اگر خدا تعالےٰ پہلے دن ہی کسی کا نام نبی رکھدے اور کثرت سے امور غیبیہ پر ابھی اسے اطلاع نہ دے۔ تو وہ نبی ہوگا یا نہیں۔ مثلاً امور مہمہ کے متعلق جو انذار اور تبشیر کا رنگ

ہے۔ وہ بھید ان ہی نبی پر نہیں کھلتے۔ اور پھر کیا غیر نبی کو بھی ان کی خبر ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع تو خود جناب میاں صاحب بھی پاتے ہیں لیکن اگر یہ شرط نبوت ہوتی تو ضرور آپ نبی ہوتے۔ اسیطرح امور مہمہ کے متعلق جو انذار و تبشیر کا رنگ ہے۔ اس پر بھی خود میاں صاحب کو خبر دی گئی ہے۔ مثلاً تیرے منکر تباہ ہو جاویں گے یا تیرے متبعین تیرے منکروں پر غالب رہینگے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن باوجود ان مہتم بالشان امور کے خبر دیئے جانے کے پھر بھی آپ نبی نہیں۔ باقی رہا اس کا نام خدا تعالےٰ نبی رکھے۔ سو یہ شرط بھی اگر نبی ہونے کے لئے لازمی ہوتی تو میاں صاحب کے مریدین میں خود اس قسم کے آدمی نہ ہوتے۔ جنکو خدا نے نبی کہا اور کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع انکو ملی۔ اور تبشیر اور تنذیر کے مہم امور بھی ان پر کھولے گئے۔ مگر نہ تو وہ اپنے آپ کو نبی سمجھتے ہیں اور نہ ان شرائط کے موجود ہونے سے نبی ہونا ان کا مانا جا سکتا۔

پس ان تین شرائط کو جو میاں صاحب نے پیش کی ہیں۔ نبوت کی شرائط قرار نہیں دیسکتے نبوت کی شرائط تو وہ ہونی چاہیئے جس میں کوئی دوسرا نبی کے سوا شریک نہ ہو۔ مثلاً رسول مطاع ہوتا ہے۔ کسی دوسرے انسان کا مطیع نہیں ہوتا۔ مثلاً نبی دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرتا ہے۔ مثلاً نبی رسالات ربی یعنی کتاب لاتا ہے۔ مثلاً نبی کی وحی متلو ہوتی اور وہ عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کا پڑھنا عبادات سے ہوتا ہے۔ مثلاً نبی اپنی مادری زبان میں وحی کیا جاوے۔ مثلاً نبی اپنی نبوت کا اقرار لیتا ہے۔ اور خدا اس کے ہاتھ پر عظیم الشان تغیر دکھلاتا ہے وغیرہ وغیرہ کئی شرائط ہیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور میں آگے چلکر انشاء اللہ تعالےٰ دکھلاؤنگا کہ ان شرائط میں اگر ایک بھی شرط کسی نبی میں نہ پائی جاوے۔ پھر بھی وہ نبی نہیں ہوسکتا اور نہ اس کو نبی مانا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مثلاً کثرۃ مکالمہ یا کثرت امور غیبیہ پر اطلاع پانے سے ہی کوئی نبی ہو سکتا ہو۔ اور ان لوازمات کی کوئی ضرورت نہ ہو تو اسطرح تو بہت سے غیر نبیوں کو نبی ماننا فرض ہو جاتا ہے۔ اور دین میں ایک خلل واقع ہو تا ہے اسی لئے نہ تو ہم نبیوں کی یہ خصوصیت اپنے پاس سے گھڑتے ہیں کہ جو صاحب شریعت نبی ہوا۔ اس کو دوسرے نبی پر ایک خصوصیت ہو گئی۔ اور نہ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ فلاں نبی کو بالکل ہی شریعت نہیں دی گئی۔ یہ محض فضول ڈھکوسلے ہیں اور ناواقفوں کو دام تزویر میں پھنسانے کا ایک حیلہ ہے۔ اصل میں خصوصیات کوئی شے نہیں ہوتیں اور نہ ان تین شرائط کو جو جناب میاں صاحب نے بیان کیں۔ نبوت میں داخل کہہ سکتے ہیں

کیونکہ جو چیز شرائط نبوت میں داخل ہی نہیں۔ وہ مختلف حالات کے ماتحت بھی نبوت نہیں کہلا سکتی مثلاً اس کو اس طرح سمجھ لو کہ نبی کے لئے تو نذیر و بشیر ہونا شرط ہے مگر ہر نذیر و بشیر کے لئے نبی ہونا شرط نہیں یا مثلاً نبی کے لئے اطلاع علے الغیب ہونا ضروری اور لازمی امر ہے۔ مگر اطلاع علے الغیب پانے والے کے لئے نبی ہونا ضروری اور لازمی امر نہیں۔ یہ بھی میری سمجھ میں نہیں آتا جو جناب میاں صاحب نے لکھا ہے کہ نبوت کے مفہوم میں بالواسطہ نبوت پانا یا بلا واسطہ پانا داخل ہی نہیں۔"

اگر داخل ہی نہیں تھا تو آج حضرت صاحب کی نبوت میں یہ بالواسطہ نبوت پانا کیوں آپ کی نبوت کے مفہوم میں داخل ہو گیا۔ اور کیوں بلا واسطہ آپ کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

غرض حضرت صاحب کو نبیوں کی جماعت میں شامل کرنا ایسا ہے۔ جیسے کوئی سب انبیاء کی نبوت کا انکار اس بنا پر کرے کہ چونکہ حضرت صاحب پہلے نبیوں کے حالوں میں تھے اس لئے جو نبی حضرت صاحب کی طرح نبی نہیں بنا۔ وہ نبی ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبی نبیوں کے حلقے میں تو تب ہی ثابت ہو ... جب وہ نبی حضرت جی کی طرح نبی بنے ہوں سو حضرت صاحب کو نبی ماننے کے ساتھ سب نبیوں کی نبوۃ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

حضرت صاحب نے جو اپنے لئے نبی کے ساتھ بعض لفظ لگائے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ ہرگز اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ آپ نے پہلے انبیا کی کوئی علیحدہ قسمیں ہی بیان فرمائی ہیں حقیقی نبی اور مستقل نبی تو پہلے سب انبیاء کو کہا۔ وہاں سب کی نبوۃ مستقل اور حقیقی بمعنی ثانی سمجھا نہ ان الفاظ کا استعمال حرام کی طرح سمجھا۔ اور کہیں نہ لکھا جو فقط اپنے لئے غیر حقیقی غیر مستقل طفیلی ظلی بروزی۔ جزوی مجازی اور مستعار طور پر نبی امتی نبی یعنی نبوت ناقصہ کا پانے والا وغیرہ الفاظ استعمال فرمائے جس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یہ نبوت کی کوئی علیحدہ قسمیں ہیں۔ بلکہ ان الفاظ کے لکھنے سے مطلب صاف آپ نے یہ تبلایا کہ حقیقی اور مستقل تو واقعی نبی ہوتے ہیں لیکن ظلی یا مجازی یا جزوی نبی واقعی نبی نہیں ہوتے۔ تمام دانا جو حقیقی اور مجازی مستقل اور مستعار کے لفظ کے معنی جانتے ہیں۔ وہ ان لفظوں کے معانی کے فرق کو بھی جانتے ہیں۔ اگر حضرت صاحب نبی ہوتے تو یہ زائد الفاظ اپنے اس لفظ (نبی) کے ساتھ کیوں بڑھاتے ان الفاظ کے بڑھا دینے اور بار بار ان الفاظ کی تشریح کر دینے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی نبوت کو نبوت خیال نہیں کرتے تھے۔

قرآن کریم نے کہیں بھی نبی کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ صرف نبی کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس لئے حضرت صاحب نے صاف لفظوں میں بیسیوں دفعہ لکھا کہ غیر صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ لفظ اسی واسطے لکھا کہ حضرت صاحب خود اپنی اس جزوی نبوت کی حالت کو سمجھ سکتے تھے "کہ درحقیقت میں نبوۃ نہیں۔ اس لئے اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے صفحہ ۶۸ پر ایک عجیب فقرہ میاں صاحب نے لکھا ہے۔

"ہم نے تم کو نبی بنا دیا۔ اب اگر اسے شریعت ملے گی تو وہ آپ سمجھ لے گا کہ میں صاحب شریعت ہوں اور اگر بلاواسطہ نبوت ملے گی تو بھی خود معلوم کرے گا کہ نبوت بلاواسطہ ملی ہے اور اگر بالواسطہ ملے گی تو بھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ مجھے یہ نبوت فلاں نبی کے فیضان سے ملی ہے" تو معلوم ہوا میاں صاحب کے نزدیک بالواسطہ نبوۃ پہلے بھی کسی نبی کو فیضان سے ملی تھی۔

جناب میاں صاحب بار بار ایک ہی مضمون کا اعادہ فرماتے ہیں۔ قریبًا ۱۴ دفعہ ذکر پہلے صفحوں میں اسکا آچکا ہے۔ وہی تین قسم کی نبوت اس میں بتلائی ہے۔ جو پہلے آپ لکھ چکے تھے۔ مگر یہ آخری قسم کی نبوۃ کہ "اسے معلوم ہو جاوے گا کہ مجھے یہ نبوت فلاں نبی کے فیضان سے ملی ہے"۔ حضرت صاحب کو معلوم نہ ہوئی حتی کہ وفات تک علم نہ ہوا۔ تا کسی نبی کی نظیر پیش کرکے اپنی نبوت کسی پہلے نبی سے مشابہ ٹھہرا سکتے۔

یہ محض جھوٹ اور باطل خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر نبی اور رسول کہہ کر پکارا۔ اور اسی طرح پکارا جس طرح حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ کو قرآن میں رسول کرکے پکارا۔ ہرگز کسی جگہ بھی نبی اور رسول کے لفظ سے نہیں پکارا۔ اگر پکارا تو نبی اور غیر نبی دونوں ناموں سے پکارا۔ اگر نبیوں کے نام سے پکارا تو غیر نبی لوگوں کے نام سے بھی تو پکارا گیا۔ اگر نبی کہا تو امتی بھی کہا۔ قرآنی آیات کے علاوہ اول تو ساری عمر میں سوائے دو الہاموں کے تیسرا الہام ہی ثابت نہیں جس میں آپ کو نبی کے نام سے پکارا گیا۔ پہلا الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا" جسکی دوسری قرأت "دنیا میں ایک نبی آیا" بیان کیجاتی ہے اول تو اس میں یہی کلام ہے کہ اس میں مراد حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ یا وہ نبی مراد ہے جو دنیا جہان کے سب نبی آدم کے لئے قیامت تک نبی ہو کر آیا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد کا الہام کشفی حالت میں زمین کا کہنا یا نبی اللہ کنت لا اعرفک۔ اول تو یہ کشف ہے۔ اور کشف رویا کی ہی ایک قسم ہوتی ہے۔ اور رویا تعبیر طلب ہوتی ہے تعطیر الانام

میں دیکھو کہ اگر کوئی بد یا ایک فقرہ میں کسی کو کہے یا نبی اللہ تو اس سے مراد کیا ہوتی ہے
باقی حضرت صاحب کا ایک بھی الہام نہیں جس میں آپ کو خدا نے کبھی بھی نبی کہا ہو۔ جاؤ
قرآن کریم کی آیات کو الگ کر کے سارے الہامات کو چھان مارو ایک الہام بھی ایسا نہ ملے گا۔
جس میں آپ کو خدا نے کہا ہو کہ تو نبی ہے۔"

قرآن کریم کی آیات میں جس طرح مجازاً آپ کو محمد رسول اللہ اور یا عیسےٰ یا موسےٰ کہا گیا ہے۔ اسی طرح مجازاً نبی بھی آپکو کہا گیا ہے۔ حقیقتاً صرف نبی کے لفظ سے نہ آپ کو کبھی خطاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوا اور نہ قیامت تک کسی کو ہو سکتا ہے۔ اگر حقیقتاً صاف طور سے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو کسی خطاب سے پکارا تو صرف محدث کے خطاب سے پکارا ہے جیسا کہ الہام انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ سے ظاہر ہے۔

باقی رہ گیا میاں صاحب کا سوال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود کو نبی کے لفظ سے یاد فرمایا ہے جس طرح اور انبیا کو یہ محض جھوٹ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم ہے۔ اول تو وہ حدیث ہی ضعیف منفرد نا قابل اعتبار ہے جس میں عیسےٰ نبی اللہ کا لفظ آیا ہے یعنی مسلم کی حدیث دوسرے یہ حدیث دنیا جہان کی حدیث کی کتابوں میں صرف ایک ہی ہے جو نواس بن سمعان راوی سے نقل ہوئی ہے۔ کسی بڑے صحابی کسی بڑے مہاجر یا انصار نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔ دوسرے حضرت صاحب نے بارہا اپنی کتابوں میں بار بار اس کی تشریح فرمائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا آپ فرماتے ہیں کہ عیسےٰ نازل ہونے والے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ اسی عیسےٰ نازل ہونیوالے کو حدیثوں میں امتی بھی تو کہا گیا ہے کیا آپ قرآن شریف یا حدیثوں سے بتلا سکتے ہیں کہ عیسےٰ ابن مریم جو رسول گذرا ہے۔ اس کا نام کسی جگہ امتی بھی رکھا گیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ عیسےٰ جو امتی بھی کہلاتا ہے۔ اور نبی بھی کہلاتا ہے یہ عیسےٰ اور ہے۔ وہ عیسےٰ نہیں ہے۔ جو بنی اسرائیل میں گذرا ہے۔ جو ایک مستقل نبی تھا جس پر انجیل نازل ہوئی..... ہاں اگر آنے والے عیسےٰ کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا اور امتی اس کا نام نہ رکھا جاتا۔ تو دھوکہ لگ سکتا تھا" ص۱۸۲ براہین پنجم۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے۔ اور امتیوں کے تمام صفات اس

ہیں رکھے گئے ہیں۔ پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے اور کبھی حضرت عیسٰے اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے ۔ (۱۵) براہین پنجم ۔غرض کتنے حوالے یہاں لکھے جاویں۔ حضرت صاحب کی تمام کتابیں ان باتوں سے پر ہیں کہ میں صرف نبی نہیں۔

جناب میاں صاحب نبی کی تو بحث کر رہے ہیں۔ مگر حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے امتی کے لفظ کو اور اس کے مفہوم کو بیچ میں سے کھا جاتے ہیں۔ جبکہ امتی کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی نبی امتی ہو سکتا ہے۔ تو یہ بحث فضول ہے کہ مسیح موعود کے لئے چونکہ ایک ضعیف حدیث میں نبی کا لفظ آیا ہے اس لئے وہ نبی ہے۔ موضوع مستعمل کوئی صحیح حدیث ایک بھی دنیا کے طبقہ میں نہیں جو مسیح موعود کو نبی کہتی ہو۔ اگر ایک حدیث اسکو امتی کہتی ہے۔ اور دوسری حدیث اس کو نبی کہتی ہے ۔ تو دونوں میں سے جو حدیث متواتر ہو گی۔ اسی کو ہی سبقت ہے درست اس کی حیثیت تبلاتی والی مانا جائے گا۔

جناب میاں صاحب کا ناحق الزام ہے کہ "چونکہ لوگوں میں اس بدظنی کے پھیلنے کا خطرہ تھا۔ یا یوں کہو کہ مخالف یہ خیال پھیلا رہے تھے کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے ہیں یا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہو کر آپ نے دعوئے نبوت کیا ہے ۔ یا نبوت پائی ہے۔ اسلئے ضرور تھا کہ آپ بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے اپنی نبوت کی قسم بتلا دیتے۔

یہ بالکل غلط ہے نہ کوئی مخالف یہ خیال پھیلا رہا تھا کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے ہیں اور نہ کوئی یہ سمجھتا تھا کہ اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے باہر ہو کر دعوئے نبوت کرتے تب آپ جھوٹے نبی ہوتے اور اگر آپ آنحضرت جناب میاں صاحب کی بنائی باتیں ہیں کہ چونکہ حضرت صاحب کو ایسی بدظنی کے کا خطرہ نہیں ۔ اس لئے اپنی نبوت کی قسم بتلائی۔ اول تو یہی جھوٹ ہے کہ حضرت صاحب نے کہیں نبیوں کی قسمیں بھی بتلائی ہیں۔ یہ تو آج جناب میاں صاحب نے نبیوں کی قسمیں نکالی ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے جزوی ظلی بروزی۔ مجازی مستعار نبی یعنی امتی نبی، اس لئے لکھا کہ آپ کو کامل نبی بنائے جانے کا خطرہ تھا۔ جناب میاں صاحب کی قلم سے یہاں دو سطریں ایسی لکھی گئی ہیں جو حضرت صاحب کی نبوت کے تعے کو ہی ختم کر دیتی ہیں۔

لکھتے ہیں

"یہ بھی ضروری تھا کہ آپ یعنی مسیح موعود اس بات کا بھی اعلان کرے کہ میں پہلے انبیاء کی خلاف ایک نبی کی اتباع سے نبی ہوا ہوں"۔ دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۹

مگر صفحہ ۱۶ سطر ۷ پر جناب میاں صاحب لکھ چکے تھے "قرآن کریم نے صریح الفاظ میں ہرگز کہیں نہیں فرمایا کہ کل نبیوں کو نبوت بلاواسطہ ملی ہے۔ اگر کہیں ہے تو ایسی آیت پیش کرو"

شاید جناب میاں صاحب نے حضرت صاحب کو وہاں یعنی صفحہ ۱۶ پر پہلے انبیاء میں شامل کرنے کے لئے یہ لکھا اور یہاں آکر پہلے انبیاء کے خلاف ایک نبی کی اتباع سے نبوت ملنا لکھ کر پہلے انبیاء کے زمرے سے حضرت جی کو نکال دیا ہے۔ فالحمد للہ علے ذالک

اگر جناب میاں صاحب سیدھی طرح سے پہلے ہی یہ مان لیتے کہ انبیاء کے خلاف یہ نبوۃ آپ کو ملی ہے تو اتنی بحث ہی کیا تھی۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ پہلے انبیا کی نبوۃ سے کسی پہلو میں بھی حضرت صاحب کی نبوۃ نہیں ملتی اور نبوۃ انبیاء بالکل ان کے خلاف پڑی ہوئی ہے۔ اسی لئے تو ہم ان کو انبیاء کے زمرہ میں شامل نہیں کرتے۔ اور خود حضرت صاحب نے بھی اپنے آپ کو انبیاء کے زمرہ میں نہیں گنا۔ بلکہ محدثوں میں سے گنا۔ جیسا کہ یہ لفظ کہ ان میں سے ایک میں ہوں اور انبیاء کا ذکر کر کے یہ نہیں فرمایا کہ ان میں سے ایک میں ہوں۔ اس لئے اپنی نبوت محدثیت والی نبوۃ یعنی جزوی نبوۃ قرار دی مگر انبیاء کی نبوۃ کو کلی نبوۃ قرار دیا۔ م کی اصطلاحات میں اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی کہنا اس مقصود کے لئے تھا کہ آپ نبی نہیں تھے۔ ورنہ نبی ہو کر نبیوں کی اصطلاح اور شرعی اصطلاح میں اپنا نبی ہونا فرماتے۔ نہ کہ ولیوں اور صوفیوں کی اصطلاح میں اپنا بروزی نبی ہونا افسوس کہ صوفیائے کرام کی جو اصطلاحات غیر احمدیوں کو سمجھانے کے لئے کہ میں نبی نہیں ہوں مسیح موعود نے لکھی تھیں۔ ان کے معانی اور ان کی مراد کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی غالی احمدیوں کا ایک باطل فرقہ پیدا ہو گیا۔ ورنہ ان اصطلاحات میں جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جس چیز کی نفی حضرت مسیح موعود کو کرنی مقصود تھی۔ وہ صرف ایسے نبی ہونے کی ہی نفی تھی۔ اب ان حوالجات کا جواب سنئے جن سے یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے نزدیک نبی کی تعریف کیا تھی؟

پہلا حوالہ۔ نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۱

ناظرین اگر اصل کتاب کو نکال کر وہاں اس حوالہ کو پڑھیں تو وہاں "خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے" کا مضمون ہے نہ کچھ اور۔ ملاحظہ ہو عبارت ذیل

"ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں۔ یعنی اس قدر کہ اسکے زمانہ میں اسکی

نبوۃ کا مرتبہ ... (حاشیہ)

جو کوئی لطیفہ ہو۔ اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہامات سے
بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان . . . . اپنی
نادانی سے ایسے مکالمات کو جو کثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے نام سے موسوم نہیں
کرتے۔ حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبریں دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو۔ اور ہم سب اس بات
پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے۔ **صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں**
باقی ہیں۔ حاشیہ پر لکھا ہے "اگر بعض جاہل اور نادان جو نام کے مسلمان ہیں یہ عقیدہ رکھیں کہ
اسلام میں بھی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ بند ہے تو یہ ان کی اپنی جہالت ہے کیونکہ قرآن شریف
مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ **یلقی الروح من
امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ**۔ یعنی خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے اور
فرماتا ہے کہ **لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا**۔ یعنی مومنوں کے لئے بشارات باقی رہ گئے
گو شریعت ختم ہو گئی ہے کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ
میں قیامت تک باقی ہے"۔

پس واضح ہو کہ حضرت صاحب نے یہاں اوروں کو خدا کے ہمیشہ متکلم ہونے کی یہ ایک دلیل
دی ہے کہ اسلام کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ
کرتا تھا اب بھی کرتا ہے۔ [illegible] مکالمہ مخاطبہ کا ذکر ہے نہ نبیوں کے آنے کا ذکر۔ اور یہ مسلم
ہے کہ مکالمہ مخاطبہ غیر نبی کو بھی ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خدا کے ان کلمات یعنی الہامات کو
جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں یعنی جن کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں۔ یہ ضروری
نہیں کہ صرف نبی کو ہی دی جائیں۔ غیر نبی پر بھی اس کا یہ فیضان الہام یقیناً ہو سکتا ہے کہ وہ
کثرت مکالمہ مخاطبہ ایک محدث کو بھی ہوتا ہے۔ حضرت صاحب کا یہاں یہ لکھنا کہ ہم میں اور مسلمانوں
میں ایک لفظی نزاع ہے۔ یہی فقرہ اس بات کا فیصلہ کر دیتا ہے کہ اگر حضرت صاحب نبی کی یہ تعریف
سمجھتے تو اس کو لفظی نزاع نہ فرماتے اور اخیر میں نہ لکھتے کہ "ہم سب اس بات پر اتفاق
رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے۔ **صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں
باقی ہیں**"۔ اور میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں کرنا ہی نبی کا کام نہیں
ہوتا۔ بلکہ پیشگوئیوں کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو نبی میں ہونی ضروری ہیں
اور جن الفاظ سے نبی کی تعریف حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۔۔ میں نکالی گئی ہے یعنی نبی اس کو کہتے

ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے"

یہ تعریف بھی جزوی نبی کے لئے ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کامل نبی نہ صرف آیندہ کی ہی خبریں دیتا ہے۔ بلکہ پہلے زمانہ کی بھی خبریں خدا سے پاتا ہے۔ اور ایک تعلیم خدا کی طرف سے لاتا ہے۔ جب حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں۔ تو یہ وہی پہلا عقیدہ حضرت صاحب کا ہے جو آپ نے توضیح مرام میں فرمایا۔ اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے استدلال فرمایا کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں۔ صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں۔

پھر میں آپ حضرات کو اس بات کے حل کے لئے ایک اور امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب نے توضیح مرام و ازالہ اوہام میں یہ تو صاف لکھدیا کہ جو نبوت انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملتی ہے۔ اس کا نام جزوی نبوت ہے۔ اور جو نبوت براہ راست ملتی ہے وہ نبوت تامہ کہلاتی ہے۔ اب جب تک حضرت صاحب نے کہیں یہ نہ فرمایا ہو اور نہ لکھا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے نبوت تامہ بھی مل سکتی ہے۔ اسوقت تک حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ میری نبوت بواسطہ حضرت نبی کریم ہے اس بات کا قائم مقام ہے کہ میری نبوت جزوی نبوت ہے۔

دوسرا حوالہ۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ کہتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸

لیکن اگر ناظرین اسی صفحہ پر جہاں کا یہ حوالہ ہے اوپر کی چار سطریں بھی پڑھ لیں تو صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت صاحب کا اس عبارت کے لکھنے سے مطلب کیا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔

"اور یہ کہنا کہ نبوۃ کا دعوےٰ کیا ہے کسقدر جہالت کسقدر حماقت کسقدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوۃ سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوۃ سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام

مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں تو اس کی کثرت کا نام بموجب حکم آلہی نبوت رکھتا ہوں لیکن ان خط کشیدہ الفاظ جو جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ ان پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اس لفظ پر بھی کہ یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ اب لفظی نزاع تو ہر ایک جانتا ہے کہ کیا ہوتی ہے۔ پھر صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت آلہیہ ہے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ حقیقی نبوت نہیں ہے۔ جو آنحضرت کی اتباع سے آپ کو حاصل ہوئی۔ ورنہ اگر نبوۃ تامہ ہوتی تو اس میں نبوۃ کاملہ والے لوازم اور شرائط بھی پائے جاتے۔ نبوت کاملہ پانے کے بعد حضرت صاحب پر یہ لفظ لکھنے حرام ہوتے کیونکہ یہ کہنا کہ نبوت کا دعوٰے کیا کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے کیونکہ نبی ہونے کے بعد اور نبوۃ کا دعوٰے کرتے پھر بھی اگر ایسے لفظ بولے جائیں تو یہ الفاظ نہ صرف خلاف واقعہ ٹھہرینگے۔ بلکہ نبی کی شان کے خلاف بھی ہونگے۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ لفظ اس لئے لکھے ہیں کہ تا یہ سمجھا جائے کہ آپ نے براہ راست نبوۃ پالی ہے۔ اور یہ کتاب کوئی صاحب شریعت نبی ہیں تو یہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ آنحضرت کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوۃ کا دعوٰے نہ کہنا۔ یا کوئی نئی شریعت نہ لانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ محدثیت والی نبوت ہے جو باتباع آنحضرت صلعم ملتی ہے اور جو مکالمت و مخاطبت آلہیہ تک ہی محدود ہے اگر نبوۃ کاملہ کے لوازم اس میں پیدا ہو سکتے۔ تو مقابل پر کھڑا ہو کر نبوۃ کا دعوٰے کرنے میں کیوں حق سے خروج ہوتا۔

اور یہ فقرہ کہ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم آلہی نبوۃ رکھتا ہوں۔ یہ بہت ہی صاف ہے۔ اس حوالہ کی اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے دوسرے حوالوں سے ملا کر معنی کرنے چاہئیں۔ اسی کتاب میں استفتا صفحہ ۶۵ میں ہے۔ وسمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یعنی خدا نے میرا نام مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً۔ پس مجازاً نبی تو محدث ہی ہوتا ہے۔ نہ کہ واقعی نبی تو اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی اس لفظ کے معنی فرما دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کا نام جو بموجب حکم آلہی میں نبوت رکھتا ہوں۔ وہ حقیقی نبوت نہیں چنانچہ اس کی شہادت میں حضرت صاحب کے کلمات نیچے درج کرتا ہوں جو یہ ہے۔

"چونکہ اسلام زندہ ہے۔ اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ ومخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہم کلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے۔ تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوۃ نہیں"۔ بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء

تیسرا حوالہ - خدا کی یہ اصطلاح ہے - جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے - یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں (تحول) یہ حوالہ بھی دم بریدہ ہے اصل عبارت اس کتاب کی جہاں سے حضرت صاحب نے اس مسئلہ کو شروع فرمایا ہے - یہ ہے -

"؛ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں - بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں - اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے - **مگر ایک قسم کی نبوۃ ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہو** اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں - کیونکہ وہ محمدی نبوۃ ہے یعنی اس کا ظل ہے - اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے - اور اسی سے فیضیاب ہے - خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے - اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے - اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا - بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے - مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے - اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو در حقیقت **خاتم الانبیاء سمجھتا ہے - اور اس کے فیض کا** اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے - اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے - اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے - اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے - اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک **ظلی نبوۃ** اس کو عطا کرتا ہے - جو **نبوۃ محمدیہ** کا ظل ہے - یہ اس لئے کہ تا اسلام **ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے - اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے** نادان آدمی جو در اصل دشمن دین ہے - اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اور مردہ مذہبوں کی طرح ایک مردہ مذہب ہو جائے - مگر خدا نہیں چاہتا - **نبوت** اور **رسالت کا لفظ** خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں - اور غیب پر مشتمل ہیں بس سے بڑھ کر کچھ نہیں - ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے - لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے - یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں - اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعوے کرے - **مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ہے - نہ کوئی نئی نبوت** - اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی **حقانیت**

دنیا پر ظاہر کی جائے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھائی جائے۔ (حاشیہ پر لکھا ہے):۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں۔ اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوۃ کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ منہ ؁

میری اس ساری عبارت کے لکھنے کی غرض یہ ہے کہ حضرت اقدس نے جو بار بار اتنی لمبی تشریح کر کے اپنی نبوت کے مسئلہ کو حل کیا ہے۔ اس سے غرض کیا ہے۔ کیا یہ غرض ہے کہ میں انبیاء کی طرح نبی ہوں۔ کیا یہ غرض ہے کہ میری نبوت اور اگلے انبیاء کی نبوت میں کوئی فرق نہیں پھر آخر کیا غرض ہے۔ کیوں آپ لکھتے ہیں کہ نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صد ہا مرتبہ استعمال کیا ہے یعنی میری الہامات میں بہت دفعہ میری نسبت نبی رسول رسل کا لفظ آیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اگر نبوت کا صحیح مفہوم خدا کی اصطلاح میں صرف اتنا ہی تھا کہ کثرت مکالمت و مخاطبت تو پھر کیوں حضرت صاحب اسی جگہ پر یہ لفظ لکھتے ہیں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے کیا کامل پیروی سے ملنے والی نبوت کو ہم صرف مکالمات و مخاطبت الٰہیہ والی نبوت ہی کہتے ہیں جو کاملین امت محمدیہ کو ملتی رہی ہے تو اب بتاؤ کہ سوائے جزوی نبوۃ کے یہاں کس نبوۃ کا ذکر ہو رہا ہے۔ ہاں اگر ہم نادان ہیں وہ انسان جو جزوی نبوۃ کو اصلی نبوۃ قرار دینے کے لئے صرف ایک لفظ کا سہارا لیکر اس سے واقعی نبوت کی تعریف نکالنا چاہتا ہے۔ جب ہم اسی چشمۂ معرفت میں صفحہ ۲۷ پر پڑھتے ہیں کہ:۔

"جس قدر انسان کی حاجت تھی۔ وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا ہے۔ اب صرف مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور وہ بھی خود بخود نہیں۔ بلکہ سچے اور پاک کمالات

جو صرف ایک طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں"۔

اور جب اس کے تتمہ یعنی اس لیکچر میں جو آریہ سماج میں پڑھا گیا تھا۔ صفحہ ۵۴ پر یہ پڑھتے ہیں "اور یہ معجزات میرے نہیں بلکہ قرآن شریف کے ہیں۔ کیونکہ ہم اسی کی طاقت اور اسی کی عطا کردہ روح سے یہ کام کر رہے ہیں۔ اور قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی **پیروی کرنے والے کو معجزات** اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس **کثرت** سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

تو سمجھ نہیں آتی کہ کثرت مکالمت و مخاطبت نبوت کی تعریف کیسے ہو گئی۔ جب اسی کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۱ میں جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ حضرت اقدس تحریر فرما چکے ہیں کہ نبوۃ میں سے "**صرف مبشرات باقی ہیں**" تو یہی نبوت جزئی کی تعریف ہے۔ جو امت میں بہتوں کو ملی ہے تو پھر حیرت اور افسوس اور تعجب ہے کہ باوجود حضرت اقدس کے اس عبارت محولہ بالا میں ان لفظوں کے لکھنے کے کہ "تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ وہ نبوۃ جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے ...... نادان آدمی جو در اصل دشمن دین ہے۔ اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ جاری رہے الخ ...... پھر بھی ان لفظوں کی سمجھ نہ آئی کہ یہ لفظ جو حضرت صاحب نے لکھے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی میرے الہاموں میں جو نبوۃ اور رسالت کے لفظ رکھے ہیں ان کی غلط مراد اصلی نبوۃ نہیں لگی۔ بلکہ ظلی نبوۃ اور چونکہ غیر حقیقی نبوۃ ظلی ہوتی ہے اس لئے جس طرح ہر ایک شخص اپنی کلام میں اختیار رکھتا ہے۔ خدا بھی اپنی کلام میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ اس لفظ نبی اور رسول سے مراد کچھ اور لے اور جب اس نے رسول کا لفظ ان رسولوں کے لئے بھی استعمال کیا ہے کہ جو نبیوں اور رسولوں کے مقابل بہت کم تر ہیں۔ جیسے حواریین اور اس عظیم الشان جاہ و جلال والے بزرگ ترین نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی استعمال فرمایا ہے تو یہ اب خدا کا اختیار ہے کہ ایک مرد کو بھی جو ایک معنی میں نبی اور رسول ہوتے ہیں رسول اور نبی کر کے پکارے پہلے بھی نبیۃ اسی طرح کے الفاظ حضرت اقدس نے اپنی کتاب سراج منیر میں لکھے ہیں۔

دیکھئے اصل [illegible] قیامت تک صرف ایک ہی نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

جیسا کہ سراج منیر کی عبارت اور چشمہ معرفت کی عبارت میں تقریباً ایک ہی مفہوم پایا جاتا ہے۔

سراج منیر میں ہے

"مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسول رسول اللہ آیا ہے ..... پھر خدا کو یہ کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ بھی یاد نہیں رہا ..... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ..... یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے" الخ

چشمہ معرفت میں ہے

"نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں ..... مگر یہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے۔ نہ کوئی نئی نبوت تھی" الخ

پھر یہی لفظ حقیقۃ الوحی میں بھی لکھے ہیں۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ کیا یہی کثرت مکالمہ و مخاطبہ ۱۹۰۲ء سے پہلے آپ کی تحریروں میں پایا نہیں جاتا۔ اگر پایا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ جس قسم کی نبوت کا دعوے آپ کو ۱۹۰۱ء سے پہلے تھا۔ ویسا ہی بعد میں تھا صرف لفظ نبوت یا نبی سے جبکہ اس کی تشریح بھی وہی ہے۔ جو پہلے تھی۔ کوئی استدلال پیدا ہو نہیں سکتا کہ اس سے نبوت کاملہ مراد ہے۔

قولہ چوتھا حوالہ ۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔

اقول اس کا یہی جواب ہے کہ جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے ایسا ہی بعض افراد کا جو نبی نہیں ہیں مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اور گو اس کا

دوسرے لفظوں میں نبوت تامہ رکھا جا سکتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبوت کے لوازمات میں سے ایک بات ہوتی ہے نبوت تامہ نہیں ہوتی کیونکہ شرعی اصطلاح میں جب تک وہ تمام مفہوم جو نبوت تامہ کے لوازمات سے ہے ان شرائط کے ساتھ کسی میں پایا نہ جائے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ اسی کو کہتے ہیں جس میں قیام رکوع، سجود، قعدہ وغیرہ ارکان پورے کئے جاویں۔ اور گو قرآن کریم میں بطور مجاز کے صلوٰۃ کے معنے دعا کے بھی آئے ہیں۔ اور نماز بھی ایک دعا ہی ہے۔ لیکن اگر کوئی ان ارکان نماز کو ادا نہ کرے اور صرف دعا کر چھوڑے۔ اور اگر وہی دعائیں بھی پڑھ لے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ تو کیا از روئے شریعت وہ نماز کہلائے گی۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح گو مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور گو دوسرے لفظوں میں اس کا نام ہم نبیوں کے اتفاق سے نبوت ہی رکھیں۔ لیکن جب تک ان تمام لوازم کے ساتھ جو نبیوں کی ذات میں ہونے ضروری اور نبوت کے لئے لازمی ہیں ہم صرف اسی ایک بات سے کہ کسی کا مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچا ہوا ہو۔ کسی شخص کو نبی اور رسول نہیں کہہ سکتے پھر اگر درمیان میں تعصب نہ ہو تو کون ایمان دار ہے جو قرآن کریم میں مریم صدیقہ سے جبرئیل فرشتے کی معرفت خدا کے ہمکلام ہونے کا حال پڑھنے کے بعد اس بات کی گواہی دے کہ درحقیقت نبوت کی یہی ایک تعریف نہیں ہے اور اگر نبیوں کا اسپر اتفاق ہے تو کیا مریم کا مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچا ہوا نہ تھا۔ اور کھلے طور پر ایسے امور غیبیہ پر مشتمل نہ تھا جس کا وقوع بھی بعد میں بعینہٖ اسی طرح ہو گیا۔ جس طرح کہ خدا کے کلام میں فرشتوں کے ذریعے بتلایا گیا تھا پھر وہ کیوں نبیوں کے اتفاق سے نبیہ تسلیم نہیں کی جاتی۔ اسی لئے کہ چونکہ شرعی اصطلاح میں نبوت صرف اسی ایک بات کا نام نہیں کہ جس کسی کا مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچا ہوا ہو اور اس میں کوئی کمی اور کثافت نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ وہ نبی کہلایا کرے۔ حالانکہ نبیوں کے علاوہ خدا بعض کامل افراد کو بھی اس قسم کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف فرماتا رہا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبیوں کی الگ تعریف کر دی۔ اور اس امت کے بعض افراد کو مریم صدیقہ سے تشبیہ دی۔ اور یہ نہ فرمایا کہ اس امت میں آئندہ نبی آویں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ مریم صفت مومن ہوں گے اور جس طرح مریم ایک امتی فرد تھی۔ اور زکریا نبی کی تربیت اور اتباع اور فیضان کی برکت سے فرشتوں

کے ذریعہ خدا سے مکالمہ مخاطبہ یقینی پا لی تھی۔ اور اظہار علم الغیب اس پر ہوتا تھا۔ اسی طرح اس امت کے بعض افراد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور فیضان کی برکت سے مکالمہ و مخاطبہ یقینیہ اور حصہ کثیر اظہار علی الغیب کا پا لیں گے۔ مگر وہ نبی نہیں کہلا سکیں گے۔ اسی لئے تو حضرت صاحب نے جہاں یہ الفاظ کہ "جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" لکھے ہیں۔ وہاں پہلے یہ بات لکھی ہے کہ "اس کا (یعنی حضرت نبی کریم کا) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوۃ کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ کیا صرف نبی کہلا سکتے ہیں جو ہتک نبوۃ کاملہ تامہ محمدیہ کی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں نہیں آتا کہ جو وہ سمجھتے ہیں نبیوں کے اتفاق سے نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ وہ اس کامل نبوت کا ایک جزو اور ایک حصہ ہی ہے نہ کہ نبوت کاملہ کا مفہوم تام۔

قولہ پانچواں حوالہ۔ "اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے ..... ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۰)

اقول یہ حوالہ تو بہت ہی صاف ہے۔ اس میں حضرت صاحب نے نبی اور محدث کو ہم معنی فرمایا ہے۔ اسی لئے تو نبی رسول اور محدث کو اس بات میں اکٹھا کر دیا ہے۔ یعنی خدا پاک کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہونے۔ اور خوارق کا ان کے ہاتھ پر ظاہر ہونے اور اکثر دعاؤں کے قبول ہونے میں یہ جناب میاں صاحب کی زبردستی ہے۔ اور ان کا اپنا ہی خیال ہے کہ "ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے" جیسا کہ انہوں نے ... کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ اگر ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ تو اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک نبی امتی بھی ہوتا ہے کیونکہ محدث کے لئے امتی ہونا شرط ہے۔ اور نبی کے لئے امتی ہونا اس کے نبی ہونے کے خلاف پڑتا ہے۔ اسی لئے امتی اور نبی کا مفہوم متبائن ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔

"ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے

نبی بھی ہوتا ہے۔ صفحہ ۲۴۵

"تیسری بات کہ اس کو (مسیح موعود کو) امتی بھی کہا - اور نبی بھی - اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی - جیسا کہ محدثیت میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی سے رنگین ہوتی ہے - اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا - اور نبی بھی"۔ صفحہ ۲۲ ازالہ اوہام۔

اور بھی بہت سی کتابوں میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ محدث کے لئے امتی ہونا ضروری ہے - اور جناب میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ نبی کے معنی کے مقابل محدث کے معنے لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے - بالکل صحیح اور سچ ہے - مگر بایں حضرت صاحب نے قرآن اور حدیث کی رو سے اپنی تمام کتابوں میں محدث کو علم غیب یعنی اظہار علی الغیب پانے والا کا مرتبہ رکھنے والا لکھا ہے - چنانچہ ذیل کے حوالجات جو ۱۹۰۱ء سے بعد کے ہیں ملاحظہ ہوں۔

۱ - اب ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اگر اپنے اس ارادہ پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کرے تو اس صورت میں وہی ارادہ پیشگوئی کہلاتا ہے۔ تحفہ غزنویہ جو اکتوبر ۱۹۰۲ء میں چھپی
۲ - جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے - وہ ایسی بلا زیادہ رد ہونے کے لائق ہوتی ہے - جس کی اطلاع نہیں دی جاتی - (حاشیہ صفحہ ۲۰۹ حقیقۃ الوحی)

اب جب ثابت ہوا کہ محدث پر بھی اظہار علم الغیب ہوتا ہے - اور وہ خدا کے پاک قطعی اور یقینی مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتا ہے - اور خوارق اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں - اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں - تو اس حوالے سے اور بھی روشنی اس پر پڑتی ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں ان تینوں مندرجہ بالا اموروں میں نبی رسول اور محدث برابر ہوتے ہیں یعنے محبت الٰہی میں فنا ہو کر شفقت علی خلق اللہ کا سبق سکھلانے اور امور غیبیہ پر اطلاع دیئے جانے اور اپنے الہامات میں تبشیر و انذار کا رنگ رکھتے ہیں۔

چھٹا حوالہ - جو میاں صاحب نے نبی کی تعریف کے متعلق دیا ہے یہ ہے۔

"عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے"۔ مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

حالانکہ نبی کا کام صرف خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنا ہی نہیں ہوتا - بلکہ اس کے علاوہ

اور بھی بہت سی باتیں اور شرائط انبیاء میں ان کے نبی ہونے کے پائے جاتے ہیں۔ کوئی نبی قرآن کریم میں ایسا بیان نہیں ہوا جس نے صرف خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئیاں ہی کی ہوں۔ جتنے نبی قرآن کریم میں ذکر ہوئے ہیں۔ ان کی الہامی تعلیم کو ہی ان کی پیشگوئیوں سے زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ تو نبی کے مفہوم تامہ کو علیحدہ کرکے صرف نبی کے لفظی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ بکثرت پیشگوئیاں کرنا اور خدائے تعالٰے سے مشرف ہونا اور آئندہ زمانوں کے راز کھلنا۔" اور میں بار بار بیان کر آیا ہوں کہ حضرت صاحب نے صرف لفظ نبی کے علیحدہ معنی لیکر اور امتی کے علیحدہ معنی لیکر اپنے امتی نبی ہونے کے مختلف دلائل دیئے ہیں۔ ہماری بحث تو مطلق نبی کے مفہوم تام سے ہے کہ اگر مطلق نبی کی تعریف بھی حضرت صاحب پر صادق آسکتی تو ہم آپکو صرف نبی کہ سکتے۔ اسی خط میں جو اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو چھپا ہے۔ یہ الفاظ بھی موجود ہیں جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اسقدر ہے کہ میں خدا تعالٰے کی ہم کلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے ... مگر میں ان معنوں میں نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ..... ان معنوں سے میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسٰے امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ یا کیا اسوقت ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیا نہیں ہونگے۔

اب کیا ان الفاظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صاحب کے نزدیک نبی کا مفہوم اور ہے اور امتی نبی کا مفہوم اور۔ اگر نبی آنحضرت کے بعد آجائے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے۔ پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور یہ نام کبھی کسی نبی کا نہیں ہو سکتا۔ ہاں محدث کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محدث امتی بھی ہوتا ہے۔ اور نبی بھی۔ امتیوں کے تمام صفات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اپنے نبی کا متبع ہوتا ہے۔ اور کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اور خدا تعالٰے امور غیبیہ پر اسے اطلاع دیتا ہے۔ حضرت صاحب نے بارہا اپنی کتابوں میں لکھا کہ میں خدا کے حکم سے محدث ہوں۔ اور حدیث کے ظاہر الفاظ کی بنا پر اکثر جگہ اصطلاحات بدل کر یہ کہہ دیا کہ میں امتی نبی ہوں۔ اور یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور یہ کسی نبی کا نام نہیں ہو سکتا۔

ساتواں حوالہ۔ جو جناب میاں صاحب نے نبی کی تعریف میں دیا ہے۔ یہ ہے:۔

"جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظھر علٰی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا (ایک غلطی کا ازالہ)

اس کو اسکا جواب خود اسی "ایک غلطی کا ازالہ" میں موجود ہے جو یہ ہے۔

اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوۃ اور رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔

اور ہم کب انکار کرتے ہیں کہ اس موہبت کو کوئی سوائے بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کے حاصل کر سکتا ہے۔ ہاں بروزی اور ظلی نبیوں پر اس آیت فلا یظھر علی غیبہ کا اطلاق من وجہ یہ ہم مانتے ہیں۔ کامل مصداق اس آیت کے وہی رسول اور نبی ہوتے ہیں۔ جو اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوۃ تامہ کی شرائط میں سے ہو سکتے ہیں۔ کیا مطلب نبوۃ تامہ کی لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس میں پائے جاتے ہیں یعنی وہ نبی جنہے احکام و عقائد دین جبرئیل کی ذریعہ سے حاصل کئے ہوں

آٹھویں حوالہ کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے۔

نواں حوالہ۔ تو جناب میاں صاحب نے حضرت صاحب کی ایسی کتاب کا دیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ وہ یہ ہے۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔.... اور چونکہ میرے نزدیک **نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔** مگر بغیر شریعت کے (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶)

میں نے یہاں بہت تلاش کی کہ تجلیات الٰہیہ کسی کے پاس ہو۔ صرف اس کے چند ورق میں نے ایک بھائی کے پاس دیکھے جس کی دو ایک عبارتیں میں نے نقل کر لیں لیکن اس کا صفحہ لکھنا مجھے بھول گیا۔ اور وہ عبارتیں یہ ہیں۔

"نبی کے لفظ سے **اس زمانہ** کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور **تجدید دین** کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد **کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔** جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے براہ راست۔ الخ

اسی تجلیات الٰہیہ میں دوسری جگہ لکھا ہے۔

یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا
اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر بھی میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ الٰہیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور امتی ہوں۔ اس لئے آنجناب کی اس سے کچھ کسر شان نہیں"۔

اس حوالہ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ اگر حضرت صاحب نبی ہوتے تو آپ ایسی تحدید فرماتے وجہ میں یہ ثابت کر آیا ہوں کہ خدا کا کلام یقینی اور قطعی طور پر محدث پر بھی بکثرت نازل ہوتا ہے جو غیب پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ اور خدا تعالٰی نے ایک طرف محدث کا نام نبی بھی رکھتا ہے اور امتی بھی اور یہی وہ تعریف ہے۔ جو حضرت صاحب نے امتی نبی کی کی ہے۔ اسلئے حضرت صاحب نے کہیں یہ وصیت نہیں فرمائی کہ قرآن کریم کی طرح میری وحی کو بھی وحی متلو ماننا چاہئے۔ اور نہ آپ نے کبھی کسی سے اپنی نبوت کا اقرار لیا۔ اس لئے حضرت صاحب کو صرف نبی کہنا یا ان کی وحی کو وحی رسالت یا نبوت یا وحی متلو قرار دینا قرآن کریم پر ایک زیادت اور حضرت نبی کریم کی ختم نبوت کا انکار ہے۔
اسی جگہ یعنی حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۳ کے حاشیہ میں جناب میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ "نبی کا خطاب اللہ تعالٰی ہی دے تو دے۔ ورنہ آدمی کا حق نہیں کہ آپ ہی نبی بن جائے۔ یا کسی دوسرے کو نبی کا خطاب دے دے۔ جیسا کہ بعض لوگ سید عبدالقادر جیلانی امام حسین کو نبی کہتے ہیں۔ ایسے لوگ ایک طرح سے خدائی کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور جو کام خدا کا ہے اسے اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں" الخ۔
معزز ناظرین اگر آپکو معلوم نہ ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ خود حضرت اقدس نے تحفہ بغداد میں لکھا ہے یاد رکھنا چاہئے کہ بعض اوقات خدا تعالٰی کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے

تحفہ بغداد حاشیہ صفحہ ۲۱

سب خیر ہے کہ کیا حضرت عبدالقادر اولیاء اللہ میں سے تھے یا نبی تھے۔ اور کیا حضرت امام حسین سوا الاولیاء تھے یا نبی تھے۔ جب حضرت صاحب خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعض اولیاء کی نسبت بھی خدا تعالیٰ کے الہام میں نبی اور رسول کا لفظ استعارہ اور مجاز کے طور پر آیا ہے تو اگر ہم نے حضرت صاحب کی طرح مجازاً نبی ان کو بھی کہہ دیا تو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہم نے کیا کہا۔ ہاں بیشک جناب میاں صاحب پر یہ الزام ضرور عاید ہوتا کہ جس کو خدا نے صرف نبی نہیں کہا اور جنہوں نے صرف نبی ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ امتی نبی اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا اس کو یہ اپنی طرف سے نبی کا خطاب دے رہے ہیں۔ اور جو کام خدا کا ہے کہ کسی کو نبی بنائے۔ وہ کام میاں صاحب خود اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ اور ایک امتی کو جو نبیوں کی تمام صفات اپنے اندر رکھتا ہے مگر نبوۃ کی صرف ایک صفت ہی رکھتا ہے یعنی بکثرت پیشگوئیاں کرنا اسکو صرف نبی کہہ رہے ہیں۔ اور اس کی نبوۃ کا اقرار لوگوں سے لے رہے ہیں۔ اور اس کے نبی منوانے پر ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل کر کے ختمیت کی مہر کو مٹانے میں ہر طرح ساعی ہو رہے ہیں جو سخت ہی افسوس سخت ہی تعجب اور سخت ہی حیرت کا مقام ہے۔

اب میں ذیل میں چند حوالجات نقل کر کے جن سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبی کی تعریف از روئے قرآن و حدیث یعنی اسلامی اصطلاح میں کیا ہے۔ اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور آخیر میں دکھاتا ہوں کہ نبی کی وہ تعریف جو حضرت صاحب کی کتابوں سے دکھائی گئی ہے یہ آجکل کی تعریف ہے۔ اور حضرت صاحب نے اس زمانہ کے لئے نبی کے لفظ سے خدا کی یہ مراد سمجھی ہے مگر قرآن کریم میں پہلے نبیوں کی یہ تعریف نہیں ملتی۔ بلکہ ان کے نبی کہلانے کی اور تعریف تھی۔ اور وہ اس تعریف کے خلاف ہے۔ جو حضرت صاحب نے اپنے متعلق نبی کی کی ہے

پہلا حوالہ۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مکتوب مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۹۹

پس اس تعریف کی رو سے اسلام کی اصطلاح میں حضرت صاحب کبھی بھی نبی نہیں ہو سکتے

دوسرا حوالہ۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام

نازل ہوتی ہے۔ (ازالہ صفحہ ۲۴۳) اس تعریف کی رو سے بھی مسیح موعود کا نبی ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

تیسرا حوالہ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔ اور صرف ایک ہی فقرہ جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالے صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوۃ لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر **کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی** صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔" الخ صفحہ (۵۷۷)

چوتھا حوالہ۔ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا **نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے** بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ الخ صفحہ ۲۲۵

پانچواں حوالہ۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ صفحہ ۲۵۲۔ (نبوت تامہ اور نبوت ناقصہ کی تعریف دیکھو صفحہ ۲۲۱ ازالہ اوہام)

چھٹا حوالہ کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوۃ تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسب **تصریح قرآن کریم** رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ الخ (صفحہ ۲۲۱)

ساتواں حوالہ۔ نبی اپنی مادری زبان میں وحی کیا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ حضرت صاحب بھی یہی فرماتے ہیں۔ "وحی الہی کے دعوے کو یہ امر مستلزم ہے کہ وہ وحی اپنی زبان میں ہو"...... کیونکہ اپنی مادری زبان اس شخص کے لئے لازم ہے جو مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرتا ہے۔ دیکھو اشتہار جس کا عنوان ہے۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود حکم ربانی کا ریویو" صفحہ

پس جبکہ آپ کو صرف اپنی ہی مادری زبان میں وحی نہیں ہوئی تو آپ خلاف قرآن کریم کس طرح رسول اور نبی کہلا سکتے ہیں؟

آٹھواں حوالہ ۔ نبیوں کو خدا تعالےٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں۔ جیسا کہ **قرآن شریف اس پر گواہ ہے**۔ (صفحہ ۱۹۳ براہین حصہ پنجم)

نواں حوالہ ۔ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی ہو۔ اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔ آئینہ کمالات صفحہ ۳۴۴ (کیا امتی اپنی امت بنا سکتا ہے۔ پس یہ دلیل بھی مسیح موعود کی نفی نبوت پر کافی دلیل ہے)۔

دسواں حوالہ ۔ کسی نبی نے نبوت کے دعوے میں دھوکا نہیں کھایا (اعجاز احمدیہ صفحہ ۲۶) "جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتی ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے ...... پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا ...... پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکا کھائے۔ وہ اسی رنگ میں کھائے تھے مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکہ نہیں کھایا کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے ان کو دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی" (پس اس دلیل کی رو سے بھی مسیح موعود کی نبوت ثابت نہیں کیونکہ بقول ہمارے غلطی خوردہ بھائیوں کے مسیح موعود نے صرف حقیقۃ الوحی میں ہی اپنا نبی ہونا ظاہر کیا)۔ **اب دیکھو مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر تو سب انبیاء کو نبی کہا جاتا ہے۔ مگر مندرجہ ذیل وجوہ جو ہمارے سامنے ہیں حضرت صاحب کو نبی نہیں کہا جا سکتا** (۱) **نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف** خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور تجدید دین کے لئے مامور ہو (۲) **ولیقول ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ** (۳) اور محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا۔ اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا۔ اور **مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا** (نزول المسیح صفحہ ۵) (۴) وسمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ (۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر **نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں** (تجلیات الٰہیہ) (۶) میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) (۷) میں **صرف نبی** نہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) (۸) اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ (الوصیت صفحہ ۱۱) (۹) میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں (براہین پنجم صفحہ ۱۸۳)

(۱۰) بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ گویا ہم نے اس نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰)

یہ مجھ نہیں کہتا ہے کہ جو شخص بلا دلیل کسی دینی بات پر اڑ جاتا ہے اور اپنے نفل سے دین میں دخل دیتا ہے اسے چاہیئے کہ جلد توبہ کرے وہ خود بھی تو اس نصیحت پر عمل کرے۔

جب نبوت بالواسطہ کسی کو ابتدائے دنیا سے آج تک ملی ہی نہیں اور حضرت صاحب نے کہیں لکھا نہیں کہ نبوت بالواسطہ بھی نبوت کی کوئی قسم ہے تو ہم اس فضول بات کو کس طرح تسلیم کریں کہ قسم کے بدلنے سے نبوت کی نفی نہیں ہوتی جب یہ قسم ہی نبوت کی نہیں تو اس کا بدلنا چہ معنی۔ افسوس کہ حضرت صاحب کی کتابوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو ان کو واقعی نبی یا کامل نبی بناتی ہو۔ تو اگر ہم نے حضرت صاحب کو جزوی نبی یا نبوت ناقصہ کا پانیوالا مان لیا تو اسمیں (اور رسول اکرم کی) کونسی مخالفت ہوئی۔ اور کیا غضب ہو گیا کیا حضرت کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ اب امتی کے بغیر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو یہ تو خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نبوت ناقصہ ہی ہوگی نہ کاملہ کیونکہ جیسا یہ محال ہے کہ چاند کبھی آفتاب ہو جائے۔ ایسا ہی یہ محال ہے کہ امتی کبھی واقعی نبی بھی بن جائے۔ اور جس طرح آفتاب کسی دوسرے آفتاب کی روشنی سے مستفاض نہیں اسی طرح نبی بھی کسی دوسرے انسان یا نبی کی روشنی سے مستفاض نہیں ہوتا۔ اسی لئے نبی تو نائب خدا ہوتا ہے مگر امتی نبی نائب رسول ہوتا ہے۔ نبی اور امتی نبی کی مثال آفتاب اور ماہتاب کی سی ہے اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں۔ اسی لئے چاند تو گھٹتا اور بڑھتا اور ایک وقت میں جاکر بدر ہو جاتا ہے مگر سورج کبھی گھٹتا بڑھتا نہیں۔ جبکہ حضرت صاحب کا جزوی نبی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے تو کیوں شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ مسیح موعود ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا پہلے انبیاء۔

یہ بھی بہت بھونڈا مسئلہ ہے کہ نبوۃ کے لحاظ سے مسیح موعود ایسے ہی نبی تھے۔ جیسے کہ پہلے نبی تھے یہ نہیں سوچتے کہ جب کوئی نبی امتی نہیں ہوا تو مسیح موعود امتی ہونے کی وجہ سے ہی جیسے نبی کیسے ہو گئے وہ بھی تو اوصاف نبوت کے اپنے اندر رکھتے تھے تو حضرت مسیح موعود میں پائے نہیں جاتے۔ پھر کس طرح بلحاظ نبوۃ ان کو نبیوں جیسا مان لیا جائے۔ بلکہ اگر بلحاظ نبوۃ دیکھا جائے تو نبیوں کی سی کوئی بات بھی نہیں کی۔ اور وہ نبیوں کی طرح اقرار ہی اپنی نبوت اور رسالت کا کسی سے لیا۔ ہاں امتیوں کی طرح کام آپ کرتے رہے یعنی دعا اور مکاشفات کی بنا پر آئندہ کی پیشگوئیاں آپ کرتے رہے۔

خدا کی غرض انبیاء کو مبعوث کرنے اور ان پر کتابیں نازل کرنے کی یہی ہے کہ تا اس کی ذات اور

بار بار میاں صاحب کا اس بات پر زور ہے کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ
"نبی کا شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں اور ایک شہادۃ القرآن کا حوالہ دیا ہے۔ صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ الخ" مگر بلا واسطہ کی نفی کہیں نہیں کی۔ سب نبیوں میں یہ شرط تو پھر بھی تحقق ہی ہے پھر میں کہتا ہوں نئی کتاب نہ سہی کوئی پہلی کتاب ہی وحی میں آجائے۔ تب بھی وہ نبی ہوتا ہے مثلاً اگر اردو یا پنجابی میں حضرت صاحب پر قرآن کریم نازل ہو جاتا۔ تو جب بھی آپ نبی مانے جاتے۔ مگر حضرت صاحب میں یہ شرائط بھی پائی نہیں جاتیں۔ اسی لئے جناب میاں صاحب کو فکر پڑی تو آپ نے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۱ پر جھٹ لکھ دیا مثلاً یہ بلا واسطہ نبی ہونا اگر سارے نبیوں میں پائے جائیں لیکن ایک شخص میں نہ پائی جاویں۔ تب بھی اسکی نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ چہ خوش۔ اگر نبوت میں کوئی نقص اس سے لازم نہیں آتا تھا تو حضرت صاحب نے کیوں فرمایا کہ امتیت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی جناب باری میں اعلیٰ شان رکھتا ہو اور خلعت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہو اور خواہ اس کو نبوت کی چادر بھی پہنائی جائے مگر جب تک وہ پیروی اور اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کرے اور قرآن کریم کا جُوا اپنی گردن پر نہ لے۔ یعنی اتباع قرآن کریم کی نہ کرے۔ تب تک وہ ناقص اور گمراہ اور بے دین ہوتا ہے۔ تو کیا امتی کے نبی ہونے میں یہ نقص نہیں جس طرح ایک کامل حکیم دوسرے کامل حکیم کی اتباع کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیا اگر امتی نبی بھی کامل نبی ہو سکتا ہے۔ تو اس کو پھر دوسرے کسی کامل نبی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں پس اسی لحاظ سے امتی نبی کی نبوۃ بلحاظ نبوۃ نبیوں کی نبوۃ جیسی نہیں ہو سکتی۔ صفحہ ۲۰۲ حقیقۃ النبوت پر جناب میاں صاحب حضرت امیر کے اس سوال پر کہ حضرت صاحب نے توضیح مرام میں لکھا ہے کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ جواب میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعد میں محدث کے نام کو ترک کر دیا ہے"۔ تو اسکا تو صاف مطلب پھر یہ ہوا کہ الہام انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ کو ترک کر دیا۔ پھر اگر وہ خدا کی وحی تھی جس کا ترک کرنا کفر تھا۔ تو آپ نے اس نام کو ترک کیوں فرمایا۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

صفحہ ۴۴ حقیقۃ النبوۃ پر توضیح مرام کی عربی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے جناب میاں صاحب نے **نبوۃ تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے** کو جلی قلم سے لکھ کر اس پر ایک نوٹ دیا ہے کہ اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ اس نے شریعت والی نبوت کا انکار کیا ہے"۔ پھر اس سے تو **سوائے صاحب شریعت کے باقی سب کی نبوت ناقصہ ثابت ہوئی مگر**

تو پھر یہی نبوت رہی نبوت ناقصہ ثابت ہوئی جس میں سوائے مبشرات کے کچھ بھی نہیں۔ اور وہ قیامت کے دن تک باقی ہے۔" اس سے آگے صفحہ ۲۴ تک وہ تمام حوالے درج کئے ہیں جو حضرت امیر نے اپنے ٹریکٹوں میں دیئے تھے مگر ان پر جرح اور قدح کچھ نہیں کی۔ اخیر میں صرف یہ کہ کر اپنے دل کی تسلی کر لی ہے کہ یہ سب حوالجات ہرگز ہرگز ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔ پھر جرأت تو دیکھئے میاں صاحب فرماتے ہیں جس قدر حوالجات نبوت کے رد میں دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے تو ایک بھی ایسا حوالہ نہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ خیال فرمایئے کہ کیا حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ "میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" حضرت مسیح موعود کو نبی ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے یا حضرت کا یہ فرمانا کہ میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۹ حضرت صاحب کا نبی ہونا ثابت کرتا ہے اور قسم اگر ان عبارتوں سے بھی مسیح موعود کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے تو بابا پھر دنیا میں کوئی سچا مسلم اور مومن نہیں یا جو نبی ثابت نہیں ہو سکتا۔

نبوت کے متعلق اختلافات کا اصل سبب

جو جناب صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب لکھنے کے بعد اپنے نبی ہونے کے متعلق ایک تبدیلی فرمائی اور یہ کہ جون کے پرچہ ریویو کا جو مضمون ہے وہ تریاق القلوب کی تحریر کا ناسخ ہے مگر حاشا وکلا حضرت صاحب کی کسی تحریر سے اشارۃً یا کنایۃً کہیں بھی اس بات کا خیال تک بھی پایا نہیں جاتا کہ آپ نے اپنے نبی ہونے کے متعلق کوئی اعلان یا تبدیلی عقیدہ میں کی تھی۔ اس پر میاں صاحب کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت صاحب نبی تو تھے۔ کیونکہ جو باتیں شرائط نبوت سے ہیں۔ ان کا انکار حضرت مسیح موعود نے کبھی نہیں کیا لیکن میاں صاحب اس سوال پر کہ جب حضرت میں شرائط نبوت پائی جاتی تھیں کیوں آپ اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور صاف لکھتے رہے کہ میں نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہوں اور یہ کہ آپ کی نبوت صرف محدثوں والی نبوت ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس وقت تک انکشاف تام نہیں ہوا تھا لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی اپنی نبوۃ کو جزئی قرار نہیں دیا اور نہ ناقص (کیا کامل یا تامہ نبوت قرار دیا؟ تأمل) اور نہ محدثیت والی نبوت اور نہ صاف لفظوں میں کہیں لکھا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں (یہ بھی غلط ہے حضرت نے ۱۹۰۱ء یا اس کے بعد اپنی جزئی نبوت کا اقرار نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو ایک غلطی کا ازالہ۔ نبوت کی تعریفیں تو بدل گئیں مگر ایک ٹکڑی ایسی ہے

صدیقی کی۔ پھر اگر صاف نبوۃ سے انکار نہیں تو یہ کیوں لکھا۔ لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ان کا افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا" الخ اب فرمائیے وہ کونسی قسم نبوت ہے جس کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم نہیں ہوتا ہے۔ تیئے لیسے ہم دکھائیں جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں۔ بلکہ اسی نعمت کے حاصل کرنے کے لئے پانچ وقت ترغیبِ نماز میں یہی دعا سکھائی گئی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ ... ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت ملی تھی۔ جس کے ذریعہ سے ان کی معرفت حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ گئی تھی۔ اور گفتار کی تجلی دیدار کی قائم مقام ہو گئی تھی پس دعا کیجاتی ہے۔ اس کے بجز اس کے اور کیا معنی ہیں کہ ہمیں بھی شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشش صفحہ ۱۴۸ ضمیمہ براہین پنجم۔ اب فرمائیے اسی نبوت کے دعوےٰ کرنا قرآن کی رو سے منع نہیں کہ جس کے مالک امت مرحومہ کے بیشمار انسان ہو چکے ہیں یعنی شرف مکالمہ والی نبوت اسی لئے حضرت نے بلا بار لکھا کہ میں بلاواسطہ نبوت پانے والا نہیں کیونکہ نبی آپ تو براہ راست نبی بنجاتے ہیں۔ مگر میں اس طرح پر نبی نہیں بنا۔ والنبوۃ قد انقطعت بعد نبیّنا (استفتاء حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴) صاف اقرار ہے کہ نبوۃ منقطع ہو چکی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غرض ہزار ہا ثبوت اس بات کے ہیں کہ نہ تو حضرت صاحب کو وہ حقیقت نبوۃ کا دعوےٰ تھا اور نہ آپ حقیقتاً نبی ہی تھی لیکن لا نسلم کہنے والوں کا کیا علاج۔ اللہ ہی ہے جو اپنے فضل اور رحم سے اس بات کو کسی کو سمجھ دے دے۔ اسی کتاب حقیقۃ الوحی کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ اس مسئلہ میں آپنے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ وہی عبارتیں جو پہلی کتابوں میں اپنی نبوت کو انکار میں لکھتے تھے وہی اس میں ہیں۔ سارا جھگڑا اس بات پر ہے کہ حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے الخ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ آپ جبتک اپنے آپکو مسیح سے افضل نہیں سمجھتے تھے۔ اس وقت تک تو نبی نہیں تھے لیکن جب افضل سمجھنے لگے تو نبی ہونے کا بعد ہی سمجھنے لگے لیکن افسوس ہے کہ یہ سمجھ کا پھیر ہے۔ ورنہ اس بات کو بھی حضرت صاحب نے اسی جگہ صاف کر دیا ہے جہاں لکھا ہے پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس کے ادنےٰ خادم مسیح اسرائیلی ابن مریم سے بڑھکر ہیں۔ اب فرمائیے جتنے خادم ہیں اتنے ہی نبی ہیں یا کوئی نبی نہیں بھی۔ ابھی حضرت

یہی جزئی نبوت جو آنحضرت کے فیض سے امت کے کاملین کو ملتی ہے۔ جو کلی نبوت کی ایک فرع ہے یہی ایسی اعلےٰ ہے کہ امت محمدیہ کے کاملین اس کی وجہ سے بعض انبیا بنی اسرائیل پر جو ایک ایک وقت میں کئی کئی ہوتے تھے یا ... ہیں یا کرتے تھے افضل ہیں۔ دیکھو۔ اس بات کے سمجھانے کے لئے کہ کن حالات کے ماتحت ایک نبی سے ایک ملہم اور علم لدنی رکھنے والا افضل ہو سکتا ہے۔ حضرت موسےٰ کا ایک بادیہ نشین کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا خود اسی جگہ ۳۰ اصفو کے حاشیہ پر حضرت نے لکھا ہے جو یہ ہے۔ "خدا تعالےٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے توریت دی اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی ان کا مقابلہ کرکے تحت الثرائے میں ڈالا گیا۔ اور کتے کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی۔ وہی موسےٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ اور ان غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فوجدا عبداً من عبادنا آتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما۔ اب غور فرمائیے یہ صرف ایک ملہم ہی تھا۔ نبی نہیں تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعض حالات کے ماتحت خاص کارناموں کی وجہ سے ایک ملہم یا مکلم یا محدث یا مامور من اللہ کا ایک نبی سے بعض شانوں میں افضل ہونا کوئی اس کے نبی ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ پھر دیکھئے حضرت صاحب چشمہ مسیحی ۷۶ میں ایک امتی کا حضرت عیلےٰ سے بڑھ کر ہونا بھی مانتے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ "مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوےٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسی نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیلےٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے ہو اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔"

جناب میاں صاحب بار بار اسی افضلیت پر ہی بحث فرماتے ہیں۔ اور بار بار لکھتے ہیں کہ جب خدا کی وحی میں بار بار حضرت کا نام نبی رکھا گیا۔ تب آپ نے اپنا عقیدہ بدلا مگر میاں صاحب نے یہ نہ بتلایا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد کتنی دفعہ بار بار نبی ہونے کا آپ کو خطاب دیا گیا۔ غرض یہ نہایت باطل اور جھوٹ بات ہے کہ نبوت کا مسئلہ حضرت صاحب پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا اور یہ بھی نہایت

جھوٹ اور دھوکا کا رہا ہے کہ ایک غلطی کے ازالہ میں حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا۔ اُسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں بھی ہیں جن میں صاف وصریح اس دعوے سے انکار موجود ہے۔ مثلاً **ایک غلطی** کا ازالہ میں دیکھو کیسا صاف لکھا ہے۔

(۱) بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔

(۲) بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور حدیث شریف لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے

(۳) ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں (دیکھو کس شدت سے انکار ہے)

(۴) ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ یعنے آیت خاتم النبیین پر

(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے الی قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنے فنا فی الرسول کی۔

(۶) ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے یعنی بغیر حصول مرتبہ فنا فی الرسول کے

(۷) نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں یعنی بغیر فنا فی الرسول ہونے کے۔

(۸) ہمارے نبی صلعم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو ومن ادعی، فقد کفر

(۹) میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔

(۱۰) یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلعم

(۱۱) غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے (دیکھو کس قدر انکار شدید ہے)

(۱۲) اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے (دیکھو کس قدر بار بار انکار ہے اور اس عبارت میں نبوت کی نفی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت تک موجود ہے)

(۱۳) جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونیکا دعوے کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوے **نہیں** (میاں صاحب باوجود اس انکار کے پھر بھی آپکا کہنا کہ حضرت نے ازالہ میں اپنی نبوۃ کا اعلان بڑی زور سے کیا)

(۱۴) پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے کس خیال سے یہ لکھ دیا کہ حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان اس میں بڑے زور سے کیا ہے۔

اے حضرت صاحبزادہ صاحب اگر آپ میں ذرا بھی انصاف ہے تو آپ حضرت مسیح موعود کو جس کی عبارات اس قدر کثرت سے اسی سلسلہ دعوٰی اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں انکار دعوٰے نبوۃ کے بارے میں موجود ہیں کہ سکتے ہیں کہ اس پر نبوت کا مسئلہ ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں جاکر کھلا۔ اسی طرح ۱۹۰۱ء کے بعد کی کل تحریروں کا حال ہے کہ جتنی دفعہ آپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اتنی دفعہ اپنا نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا۔

یہ بھی محض بناوٹ اور جھوٹ ہے کہ حضرت صاحب دو مختلف اوقات میں نبی کی دو مختلف تعریفیں کرتے رہے۔ جیسا کہ جناب میاں صاحب لکھتے ہیں۔ (دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۲)

نقل: ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپنے جب اللہ تعالےٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی (گویا پہلے نہ تو خدا کی متواتر وحی تھی اور نہ قرآن کو دیکھا تھا۔ ناقل)

پھر آگے پھر صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو تعریف نبی کی آپ پہلے کرتے تھے اس کے مطابق تو آپ نبی نہیں بنتے تھے اسلئے الہامات کی تاویل کر لیا کرتے تھے۔ اور حقیقت سے ان کو پھیر لیا کرتے تھے کیونکہ آپ اپنے اندر وہ باتیں نہ دیکھتے تھے جن کا انبیاء میں پایا جانا ضروری آپ خیال کرتے تھے۔ لیکن بعد میں جب الہامات میں بار بار نبی اور رسول کہا گیا۔ (کتنی مرتبہ۔ ناقل) اور تیئیس سال کی وحی میں بھی ان ناموں سے آپ کو پکارا گیا۔ (قرآنی آیات کو الگ کر کے ۲۳ سال میں کتنی مرتبہ آپکو نبی اور رسول کے نام سے پکارا گیا؟ ناقل) پس آپکو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا (پھر کیوں آپنے اپنی اس بار بار کی وحی کی جو نبی اور رسول آپ کو بتاتی تھی پھر وہی تاویل کی کہ میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا نہ حقیقتاً۔ ناقل) لیکن اے عزیزو اے بزرگو۔ اے بھائیو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نہ نبی کی کوئی تعریف پیچھے کچھ اور کی اور نہ وہ باتیں جو نبیوں میں ہوتی ضروری ہیں پیچھے آپ میں پیدا ہوگئیں۔ یہ جناب میاں صاحب کا اپنا خیال ہے سو میرے خیال میں بہت غلط خیال ہے۔ اور حضرت صاحب کی سب تحریریں پہلی پھیر تلے ہے۔

جناب میاں صاحب کے نزدیک پہلی تعریف نبوت کی حضرت صاحب یہ جانتے تھے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلاواسطہ نبوت پائی ہو۔ اور کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو (دیکھو صفحہ ۱۲۳ حقیقۃ النبوۃ) اور لکھتے ہیں کہ چونکہ مسیح موعود میں یہ باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تھی۔ اس لئے آپ الہامات کی تاویل فرما لیا کرتے تھے

کہ نبی سے مراد محدث ہے٭ اور نبی آپ کا نام بعض جزئی مشابہتوں کی وجہ سے رکھدیا گیا ہے۔ یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے کیونکہ نبوت کے معنی خبر دینے کے ہیں لیکن بعد میں آپنے معلوم کیا (کس سے معلوم کیا۔ کیا وحی سے کیا قرآن سے کیا حدیث سے۔ کسی سے بھی نہیں۔ ناقل) کہ نبی کیلئے شرط نہیں کہ وہ ضرور شریعت جدیدہ لائے یا بعض پچھلے حکم منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوۃ پائے۔ بلکہ اس کے لئے اور شرائط ہیں (انکا حضرت صاحب نے کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ شائد جناب میاں صاحب کو بتلا گئے ہونگے۔ ناقل) اس کے بعد آپ نے کبھی نبی ہونے سے انکار نہیں کیا۔ (آخری حصہ انکار کیا کہ ایک دفعہ اقرار نہیں کیا۔ ناقل)

اب ناظرین غور فرمادیں۔ یہ اعلان تبدیلی عقیدہ کا جناب میاں صاحب کے نزدیک فقط ایک غلطی کا ازالہ ہے جس میں میں دکھا چکا ہوں کہ جو دعوٰی نبوۃ سے صاف انکار کیا ہے۔ پھر حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۴۴ پر جناب میاں صاحب کا یہ لکھنا کہ جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا" یہ بھی خوب ہے کہ خود تو عقیدہ بدلیں اور دوسرے کو ڈانٹیں کہ تم نے کیوں ہمارے نبی ہونے سے انکار کیا۔ اب دیکھئے جناب میاں صاحب اپنے خیال کی تائید میں حضرت مسیح موعود کا ایک مکتوب (جو الحکم نمبر ۲۵ سن ۱۹۰۸ء میں چھپا) کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اسلام کی اصطلاح میں تین شرائط نبوت کی تبلائی تھیں (۱) وہ کامل شریعت لائے (۲) وہ بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرے (۳) وہ نبی سابق کی امت نہ کہلائے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھے۔ اس کی تردید میاں صاحب اس طرح سے فرماتے ہیں۔ [illegible]

"وہاں چونکہ لغت میں) ان شرطوں میں سے کوئی شرط مقرر نہیں اس لئے آپ یہ فرمادیتے تھے کہ میرا نام صرف لغوی طور پر نبی رکھا گیا ہے (میں کہتا ہوں کب آپ نے کہا یا لکھا کہ اب میری نبوت میں اور انبیائے سابقین کی نبوت میں کوئی فرق نہیں رہا) آگے میاں صاحب لکھتے ہیں لغت میں جو شرائط نبی کی پائی جاتی تھیں وہ آپ اپنے اندر موجود پاتے تھے۔ یعنی (۱) کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ (۲) انذار و تبشیر سے پُر امور غیبیہ کا اظہار (۳) اور خداتعالیٰ کا نبی نام رکھنا لیکن اسلامی اصطلاح کو اس تعریف کے خلاف سمجھ کر .... آپ اپنے آپکو نبی نہ سمجھتے تھے (اسلامی اصطلاح ہو۔ اور لغت عربیہ کے خلاف ہو شرم۔

بار بار کے الہام نے آخر آپ کی توجہ کو نبی کے حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا یا حضور کو کوئی انکشاف

٭ اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا۔

تھا۔ تو بیہ ہوتا کہ ایک شرط بھی حضرت میں نہیں پائی گئی موجود نہ تھی۔ اور نہ نبی کا حقیقی مفہوم وہ ہے جو جناب میاں صاحب نے سمجھا ہوا ہے یعنی (۱) کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ یہ تو خود جناب میاں صاحب میں بھی شرط موجود ہے (۲) انذار و تبشیر سے پر امور غیبیہ کا اظہار یہ بھی میاں صاحب کے الہامات میں ہے (۳) خدا تعالیٰ کا نام نبی رکھنا یہ بھی ایک طرح سے آپ کا نام رکھا گیا۔ آدم کو خلیفہ ہی خدا نے کہا۔ اور میاں صاحب کو بھی خدا نے خلیفہ کہا۔ جب آدم کو خلیفہ کہ کر خدا نے اس کو سارے قرآن مجید میں نبی نہیں کہا۔ اور آدم کو میاں صاحب نبی مانتے ہیں۔ تو پھر اس میں کلام کیا ہے کہ جناب میاں صاحب کا نام خدا تعالیٰ نے نبی بھی رکھدیا مگر میاں صاحب کو اپنے نبی ہونے میں شک اور تردد اور تامل ہے۔ اب جب یہ شرائط بھی ایک غیر نبی میں پائی جا سکتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کے لئے یہ شرائط مقرر کرنا ایک خود ساختہ اور من گھڑت اصول ہے۔ نبی میں تو ایسے شرائط ہونے چاہئیں جنہیں ایک غیر نبی کسی طرح بھی داخل نہ ہو سکے۔ اس مضمون کو میں زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ اب اخیر میں جو میاں صاحب نے پانچ اصطلاحات حضرت صاحب کے نبی ہونے کی ذیل میں پیش کی ہیں۔ ان پر بھی ایک نظر کرتا ہوں۔ اور اس باب کو یہاں ختم کرتا ہوں

قولہ (۱) خدا کی اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں۔

" خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں"۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵ ۱۹۰۸ء۔

اقول یہ خدا کی اصطلاح حضرت صاحب کے لئے ان الہامات کو جن میں نبی اور رسول کا لفظ آیا۔ مجازاً معنی لینے کے متعلق ہے۔ جیسا کہ حضرت نے اسی جگہ اس کے اوپر کے لفظوں میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ ہے " نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں۔ جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں"۔

قولہ (۲) انبیاء کے نزدیک نبی کی تعریف

جبکہ وہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔ الوصیت صفحہ ۱۲ ۱۹۰۵ء

اقول وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے" کا فقرہ ہی بتلا سکتا ہے کہ نبوت کا حقیقی مفہوم انبیاء کے اتفاق سے صرف یہی نہیں۔ بلکہ نبوت کے دوسرے مفہوموں میں سے ایک مفہوم یہ بھی ہے کیونکہ اگر مفہوم تام نبوت کا یہی ہوتا کہ جس کا مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے

کمال درجے تک پہنچ جاتا ہے وہی نبی ہوتا تو پھر کوئی غیر نبی اس میں شریک نہ ہو سکتا۔ حالانکہ مریم
صدیقہ کا مکالمہ مخاطبہ بھی اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ اور اس میں بھی
کوئی کثافت اور کمی باقی نہیں تھی۔ اور کھلے امور غیبیہ پر مشتمل تھا۔ حالانکہ مریم نبیہ نہ تھیں۔ پھر حضرت صاحب
ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں کہ مجدد و محدث۔ امام الزمان سب کا ہی مکالمہ و مخاطبہ کیفیت اور
کمیت کی رو سے کمال درجہ کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"غرض یہ کشف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کے الہام
دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ **کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ** درجہ پر ہوتے
ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں۔ اور قرآنی معارف
معلوم ہوتے ہیں)۔ اب امام الزمان تو آپ نے مجدد محدث نبی، رسول سب کو ہی قرار دیا ہے۔ اور
ظاہر ہے مجدد اور محدث نبی نہیں ہوتے تو اگر ضرورۃ الامام کو منسوخ سمجھتے ہو تو آؤ حقیقت الوحی سے
ہی تم کو اسی بات کا ثبوت دیں گے۔ یہ شرط تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار
کیفیت ایسا بے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس
کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے الخ (دیکھو حقیقت الوحی صفحہ ۱۵)

قولہ (۳) اسلام کی اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں

" ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی
ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول
اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ **خدا کے پاک مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں
اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں**۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں "
(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۷، ۱۸ سنہ ۱۹۰۴ء طبع دوم)

اقول یہ تعریف تو ہمارے دعوے کے ہرگز خلاف نہیں۔ بلکہ جس ثبوت کے لئے جناب میاں صاحب نے
اس کو پیش کیا ہے۔ اس پر نہ پڑتی ہے۔ کیونکہ ہر محدث نبی نہیں ہوتا۔ اسی لئے محدث کو نبی اور
رسول کے بعد بیان کیا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ تینوں یعنی نبی اور رسول اور محدث کثرت مکالمات میں
خوارق میں دعاؤں کی قبولیت میں آپس میں شریک ہوتے ہیں یعنی محدث کو بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ

قولہ (۴) قرآن کریم میں نبی کی تعریف

" جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظہر
بتلایا ہے۔ پس اس سے نبی کی تخصیص کیسے ہوئی۔

علاج غلطیہ مفہوم نبی کا مصداق آئے گا۔ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء

اگر قرآن کریم میں صرف یہی نبی کی تعریف ہوتی۔ اور کوئی اور تعریف یا مفہوم نبی کا نہ ہوتا تب تو البتہ اس میں کلام کی گنجائش نہ ہوتی۔ لیکن جب قرآن کریم میں اور بھی لوازم نبی ہونے کے لکھے ہیں۔ تو پھر جب تک وہ تمام لوازم اپنی تمام شرائط کے ساتھ کسی میں متحقق نہ ہوں۔ اس کو ہم نبی کہہ سکیں۔ اس کی تو ایسی ہی مثال ہے کہ کسی کے پاس کروڑ ہا روپیہ ہو۔ وہ کہے کہ میرے پاس اتنا روپیہ ہے۔ جتنا بادشاہ کے پاس روپیہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی کسی پر حکومت نہ ہو۔ اس کے پاس کوئی ملک نہ ہو۔ تو اس بے ملک بادشاہ کو روپیہ کی کثرت کی وجہ سے کوئی احمق ہی بادشاہ کہے تو کہے یا مثلاً صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ مگر شریعت اسلام نے اس کے معنی نماز کے لئے ہیں۔ جو رکوع سجود و قومہ وغیرہ تمام ارکان کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ سو اب جہاں صلوٰۃ کا لفظ ہوگا۔ اس کے معنے نماز کے ہونگے پس اسی طرح نبی کی جو اصطلاح قرآن نے مقرر فرمائی ہے۔ ہمیں وہی اصطلاح نبی کی لینی چاہیئے اور اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو ہم قرآن کریم کی اصطلاح کو بگاڑنے والے اور نبیوں کی نبوت پر ناحق اور بیجا حملہ کرنے والے ٹھہریں گے۔

قولہ (۵) زبان عربی میں نبی کی تعریف

"عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے" (مکتوب مندرجہ اخبار عام ۱۹۰۸ء)

اقول۔ اس میں کیا کلام ہے کہ بکثرت پیشگوئیاں کرنا بھی نبی کا کام ہے۔ مگر صرف یہی ایک علامت نبوت کی نہیں کہ نبی بکثرت پیشگوئیاں کیا کرے۔ صرف اسی ایک علامت سے وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور اس کا ثبوت بین ہمارے ہاتھ میں یہ ہے کہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا جب آپ صرف نبی نہیں کہلا سکتے تو صرف بکثرت پیشگوئیاں کرنا ہی تعریف نبوت کیسے بھلا ہے۔۔۔۔

بہرحال ان تعریفوں سے جو جناب میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۶ پر حضرت صاحب کی کتابوں سے نکال کر پیش کی ہیں۔ یہ تعریفیں نبی کامل کی تو ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ ہاں جزوی نبی پر یہ تعریفیں ضرور صادق آتی ہیں۔ اور حضرت صاحب کا جزوی نبی ہونا ہم مانتے ہیں۔

بار بار جناب میاں صاحب کو براہین پنجم صفحہ ۱۳۸ کا حوالہ یاد آتا ہے کہ اس میں مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا کوئی شرط نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ کسی نبی کا متبع

نہ ہو۔

مگر کیا ان معنوں کی تائید میں وہ امتی نبوت قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کی یا کسی حدیث سے استدلال فرمایا۔ یا اپنے کسی الہام کی بنا پر فرمایا ہے کہ میں نے یہ تعریف کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا کوئی شرط نہیں تھی۔ اور نہ یہ شرط تھی کہ وہ کسی اور نبی کا متبع نہ ہو۔ تو پھر اسی براہین پنجم صفحہ ۱۹۲ پر یہ کیوں لکھا کہ تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست ان پر تجلی فرمائی تھی اور ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں۔ جیسا کہ **قرآن شریف اس پر گواہ ہے** ۔ اور اس پر تو قرآن کی گواہی بھی پیش کی۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ تعریف جو ۱۴۸ صفحہ پر مسلم کی حدیث میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے یہ تعریف ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے کیلئے ہو جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو حقیقی نبی پر وہ تعریف ہرگز صادق نہیں آسکتی اور اس بات کے ثبوت کیلئے دلیل اسی کی تائید میں اسی کتاب براہین پنجم حاشیہ صفحہ ۱۸۱ سے ایک اور دلیل بھی پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"کوئی شخص اس نئے نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو مستقل نبوت کہلاتی ہے کوئی مستقل نبی **امتی نہیں کہلا سکتا۔** مگر میں امتی ہوں پس یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔"

اس حوالہ سے بالکل یقین ہو جاتا ہے وہ تعریف جو صفحہ ۱۳۸ براہین پنجم میں ہے۔ اور جس کا حوالہ بار بار میاں صاحب دیتے ہیں سوائے امتی نبی کے وہ نبی پر ہرگز صادق نہیں آسکتی کیونکہ اس تعریف پر قرآن کریم کی آیت کا استدلال نہیں کیا گیا ہے ساتھ ہی قرآن کریم سے کوئی دلیل ہوتی تو پھر یہ بات ایک پکی بات ہو جاتی۔ اور تب البتہ یہ تعریف جس پر صادق آتی وہ امتی ہونے کی صورت میں بھی واقعی نبی ہو سکتا۔ میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرتے وقت حضرت نبی کریم پر حملہ۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۲۸ حقیقۃ النبوۃ جس پر یہ **عبارت لکھی ہے**

"محدث ہونے سے انکار یہ معنی ہیں کہ آپ نے (مسیح موعود) اس سے بڑے درجہ پانے کا دعویٰ کیا ورنہ ہر نبی محدث بھی ہے حتیٰ کہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے"

اب میاں صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ کونسی آیت یا وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری

بلکہ وہ رسول الرسول اور نائب الرسول قرار پاتے ہیں۔ چہارم۔ اس تعریف کی رو سے نائب الرسول پر رسول کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسا براہین ہر امام کا شمار مرسلین نبیوں سے ہو سکتا ہے۔ اس تعریف کی رو سے ہر شخص جو

جن میں آنحضرت کو محدث کہا گیا ہے۔ جناب میاں صاحب کو ہم سوگند دیتے ہیں کہ وہ کوئی ایک آیت یا کوئی حدیث ہی پیش کریں جس میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محدث کہا گیا ہو اور ثابت کر کے دکھا دیں کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ افسوس کہ خود ہی میاں صاحب محدث کو نبی سے نیچے اتر کر جو درجہ ہے اس پر رکھتے ہیں۔ اور پھر نبی کریم کی نسبت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے۔ حضرت جی کے لئے تو لکھتے ہیں کہ آپ نے محدث ہونے سے انکار اس لئے کیا کہ آپ نے اس سے بڑے درجہ پانے کا دعوے کیا۔ حالانکہ بروئے الہامات اگر مرزا صاحب محدث ہونے سے انکار کریں تو منکر اس حکم کو ٹھہرتے ہیں۔ اگر محدث ہو نے سے انکار کریں تو خود کافر ہو جاتے کیونکہ خدا ان کو کہتا ہے۔ انت محدث اللہ۔ مگر شان ایزدی تو دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو کوئی الہام یا وحی نہیں ہوئی کہ تو محدث ہے۔ اور یہاں حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ تو محدث ہے۔ حالانکہ حضرت صاحب کا الہام حضرت نبی کریم کی وحی کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی یا الہام کے برابر بھی مرتبہ نہیں رکھتا۔ لیکن میاں صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت جن کی شان میں حضرت جی فرماتے ہیں۔

وآں مسیح ما سری شد از دم او بیشمار

لکھ رہے ہیں کہ حضور سرور عالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی محدث تھے۔ یہ اس لئے کہ تا ان کی خانہ ساز حقیقی نبوت کی تعریف حضرت جی پر صادق آجائے اور پھر میاں صاحب ہر نبی کو محدث ٹھہرا کر حضرت جی کی نبوت کی بھی ایک دلیل ٹھہرا بیٹھیں کہ حضرت جی نے ایک وقت اپنے آپ کو محدث کہا تو وہ اس لئے کہا کہ ہر نبی پہلے محدث ہی ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان میاں صاحب کو حضرت نبی کریم کی نسبت محدث لکھتے کچھ غیرت نہ آئی کیا حضرت نبی کریم کسی نبی کے امتی تھے۔ یا کسی پہلے نبی کو متبع اور مطیع اور اس نبی کی اطاعت سے ایک قدم بھی باہر نکلنا کفر اور گمراہی اور تباہی سمجھتے تھے۔ افسوس کس بات نے ان کو آمادہ کیا کہ انہوں نے آنحضرت کو محدث لکھ کر ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

پھر حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۹ پر میاں صاحب نے ان الفاظ میں کہ حضرت صاحب اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنی کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی نبی ہوتا ہوگا الخ حضرت جی کے علم کی بھی خوب ہتک کی ہے۔ کیوں نہ ہو۔

۔۔۔ تو آپ پر لگایا ہی جا چکا ہے۔ ۔۔۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۳۲ پر جناب میاں صاحب لکھتے ہیں میں مانتا ہوں کہ پہلی تعریف
کو آپ نے اسلامی اصطلاح کہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن کریم سے کوئی دلیل نہیں دی۔
مگر بعد میں جو تعریف کی اس کے لئے قرآن کریم سے استدلال فرمایا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہاں قرآن
سے استدلال فرمایا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی جتنی تحریریں ہیں۔ اس میں تو قرآن اور حدیث
سے دلیل پیش کی ہے کہ میں نبی نہیں۔ اور نہ کوئی نبی آنحضرتؐ کے بعد آسکتا ہے۔ مگر بعد میں تو ایک
بھی آیت یا حدیث پیش نہیں کی کہ جس سے استدلال فرمایا ہو کہ میں اس طرح قرآن کی اس دلیل کے
ساتھ واقعی اور کامل نبی ہوں۔

حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۳ پر فرمایا ہے "نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ
وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے۔ یا بلاواسطہ نبوت پائے" جناب
میاں صاحب یہ کیا غضب کیا۔ یہ تو خود مسیح موعود کا خیال تھا۔ حضرت جی کو تمام مسلمان بنا دیا

افسوس صد افسوس۔ صفحہ ۱۳۸ حقیقۃ النبوۃ پر جناب میاں صاحب نے
کیسے انصاف کی بات فرمائی ہے کہ ایک فریق ہم میں سے (یعنی حضرت امیر اور ان کے احباب) مسیح
موعود کو اس لئے نبی کہنا گناہ سمجھتا ہے کہ شریعت جدیدہ کا آنا قرآن کریم کے بعد ممتنع ہے اور بلاواسطہ
نبوت کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد مسدود ہے۔۔۔ پس یہ لوگ حضرت مسیح موعود کو دیگر محدثین
میں شامل کرتے ہیں گو کسی قدر بڑے درجہ کا محدث کہتے ہیں (اور ہم یعنی میاں صاحب اور آپ کے
گروہ) اس کے خلاف نبی یقین کرتے ہیں۔ اور وہ اس اسم میں کسی اور انسان پر بجز حضرت مسیح موعود
کے صادق نہیں آتی (اگر یہی مراد ہے کہ نبی کا نام سوائے [illegible] کسی اور نبی پر صادق نہیں آتی۔ تو کہنا بھی
آپ کا [illegible] (ناقل) اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ مگر آپ کا تو الہام ہے کہ
ہم میں نبی آیا۔ اور آئندہ بھی نبی آئیں گے۔ وہ یاد نہیں رہا۔ ناقل) آئندہ کا حال پردۂ غیب میں
ہے۔ (جب خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ آئندہ نبی آئینگے۔ تو یہ حال پردۂ غیب میں کیسے ہوا) اس کی نسبت ہم
کچھ کہہ نہیں سکتے (اگر آپ یہ کہیں تو آپ کو اپنے الہام کے الہام ہونے میں شک اور تردد ہوگا) آئندہ
کے متعلق ہر ایک نبی پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔ اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے۔ نہ ہمارا۔ کیا آپ کو
خود خدا تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے نہیں بتلایا تھا کہ ہم میں نبی آیا۔ اور آئندہ بھی نبی آئیں گے
ملاحظہ ہو۔ الفضل ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء کے آخری صفحہ کی سرخی۔ ہم میں نبی اس سے معلوم ہوتا جناب
اپنے اس مکاشفہ کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے ورنہ خدا کے قول کو بر مسیح موعود کے ....

قول پر مقدم نہ کرتے اور نہ کہتے کہ ہر ایک خبر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے جس سے شاید جناب کو ایسا خیال پیدا ہؤا کہ وعید کی پیشین گوئی کی طرح یہ بھی نہ ٹل جائے۔ مگر آئندہ نبی آنے کے متعلق تو کبھی کوئی پیشگوئی نہیں ٹلی تو یہ کیسے ٹل سکتی ہے۔ جناب میاں صاحب آپکو جرأت سے کام لینا چاہئے تھا آپ نے کیوں خدا کے کلام کو مسیح موعود کے کلام پر مقدم نہ کیا۔

برادران جب خود حضرت صاحب کو نبی کی تعریف نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنا نبی ہونا ۱۵ برس تک مخفی رہا۔ تو ہم تا حضرت کی طرح ملہم اور مکلم ہیں اور نہ مامور ہی۔

پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نہ اس وقت تک اور نہ آئندہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نبی ہو کر آسکتا ہے۔ اور نہ امتی نبی پر نبی کی صحیح تعریف صادق ہی آسکتی ہے۔ کیونکہ حضرت جی نے لکھا ہے کہ بلا واسطہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو چکا تک بلا واسطہ نبوۃ پانے والا کوئی ہؤا ہی نہیں۔ اور مستقل نبی امتی ہؤا ہی نہیں تو یہ کس طرح مان لیا جاوے کہ بالواسطہ نبوۃ بھی از روئے قرآن ثابت ہو سکتی ہے۔ جب شریعت جدیدہ کا آنا قرآن کریم کے بعد ممتنع ہے۔ اور حضرت کی کیطرح کا کوئی شروع دنیا سے اسوقت تک ایسا نبی ہؤا ہی نہیں۔ اور نہ کوئی مستقل نبی امتی ہؤا ہے جسے ہم تو کہتے ہیں قرآن کریم اور حدیث شریف کو لے کر اور حضرت صاحب کی کتب کو مدنظر رکھ کر کہتے ہیں۔ اور ہمارے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے اور جس سے اس باطل اور بلا دلیل عقیدہ کی تائید کیجاتی ہے۔ وہ ایک محض من گھڑت خیال اور ظنیات کی بنا پر ہے۔ ورنہ قرآن کریم سے اور احادیث سے حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کے آخری مذہب میں اسلام قرآن بلکہ خود خدا کی بتائی ہوئی اصطلاح میں نبی کی تعریف صرف فلا یظہر علی غیبہ احد کی آیت کے مفہوم کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں حضرت نے شریعت لانا یا متبع نہ ہونا ضروری قرار نہیں دیا۔ یہ بھی محض دعوکا کھانا ہے۔ بار بار حضرت صاحب نے اسی حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ بلا واسطہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی مسدود ہے۔ اور اگر آیت فلا یظہر علی غیبہ سے حضرت صاحب یہ استدلال فرماتے کہ شریعت کا لانا یا متبع نہ ہونا نبی کے لئے ضروری نہیں تو پھر آپ یہ کبھی نہ لکھتے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا"۔ یا میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً یا ہمارے نبی صلعم کے بعد نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اگر آپ نبی اسی کو کہتے جس پر اظہار علی الغیب ہوتا تو پھر محدث کو اس تعریف میں اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں شامل نہ فرماتے۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۰۹۔

وہ جس بلا سے اللہ تعالے بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے۔ الخ جب محدث

مجازاً رسول اور مجازاً نبی ہونے کی وجہ سے بھی فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً میں ضمناً آجاتے ہیں۔ تو اس سے کہاں ثابت ہوا کہ نبی کے لئے شریعت لانا یا متبع نہ ہونا ضروری نہیں۔ یہ سخت حیرت کا موجب ہے۔ اور تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ کبھی قرآن شریف کو بھی نہیں پڑھتے اور کبھی حدیثوں کو بھی نہیں دیکھتے کیا ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قرآن کریم میں نبی کے لئے سوائے اس شرط فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً کے اور کوئی شرط موجود نہیں ہے۔ کیا قرآن کریم میں ما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللہ نہیں۔ کیا قرآن کریم میں ما ارسلنا من رسولٍ الا بلسان قومہ نہیں۔ کیا ما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین نہیں۔ کیا قرآن کریم میں لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس نہیں۔ کیا قرآن کریم میں یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق نہیں۔ کیا قرآن کریم میں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ نہیں۔ کیا قرآن کریم میں سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا نہیں۔ کیا قرآن میں انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوحٍ والنبیین من بعدہٖ نہیں۔ کیا قرآن کریم میں فانہ نزلہ علیٰ قلبک باذن اللہ نہیں۔ پھر کیا حدیث شریف میں انا خاتم النبیین لا نبی بعدی نہیں۔ پھر کیا حدیث شریف میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نہیں۔ پھر کیا حدیث میں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نہیں (اس حدیث کو میاں صاحب مجہول حدیث بتلاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ یہ وہ حدیث ہے جو اولیاء الرحمٰن نے از روئے مکاشفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی تصحیح فرمائی ہے) پھر کیا حدیث میں ما من نبی الا ولہ مثیل فی امتی نہیں۔ پھر کیا حدیث میں اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا نہیں۔ پھر کیا وہ حدیث جس میں آنے والے مسیح کو چھ جگہ عیسیٰ نبی اللہ کہا گیا ہے۔ بالفاظ حضرت صاحب ضعیف منفرد ناقابل اعتبار اور دوسری تمام صحیح حدیثوں سے مخالف نہیں۔ پھر کیا حضرت صاحب نے نہیں فرمایا کہ جو کامل طور پر امتی ہے۔ اس کا کامل طور پر رسول اللہ ہو جانا یا جو کامل طور پر رسول اللہ ہے اس کا کامل طور پر امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ پھر کیا حضرت صاحب نے نہیں لکھا کہ نبی اپنی ہی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوتی ہے۔ اور کوئی رسول یا نبی دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔

ص ۶ ـ حضرت صاحب کو کوئی الہام دکھاؤ۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح

پھر کیا حضرت صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔ اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے نقل ہو۔" پھر کیا حضرت صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی کے لفظ کا اطلاق بھی کسی پر جائز نہیں۔ پھر کیا حضرت صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰۔ پھر کیا حضرت نے یہ نہیں لکھا کہ میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً۔ پھر معلوم نہیں۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے جناب میاں صاحب کے پاس کونسے دلائل مسیح موعود کی نبوۃ کے ہیں۔ اگر کچھ بھی حضرت نبی کریم کی عزت ان کے دل میں ہوتی۔ تو وہ سوچتے۔ کہ جن باتوں سے انہوں نے مسیح موعود کو اپنے زعم میں نبی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ وہ صرف دو تین ہیں۔ اور وہ بھی ان کی خود ساختہ ہیں۔ جن میں وہ خود بھی باوجود نبی نہ ہونے کے داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کے مقابل پر وہ تمام نصوص قرآنیہ و حدیثیہ جو اپنے دعوے و دلیل کی سچائی سے ان کے اس باطل عقیدہ مسئلہ نبوۃ مسیح موعود کو پاش پاش کرتی ہیں وہ دو تین نہیں۔ بلکہ بیسیوں ہیں تو اگر آپ انصاف کرتے کہ کثرت دلائل کی کس طرف ہے۔ تو آپ ہرگز اس باطل مسئلہ کی حمایت نہ کرتے۔ کیونکہ ایسی نئی قسم کی نبوۃ جو مسیح موعود کی بتائی جاتی ہے۔ اس کی نظیر دوسرے انبیاء میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ کوئی نبوت بالواسطہ نہیں ہوئی۔ نبی تو آپ ہی براہ راست نبی بن جاتے ہیں۔ پھر نبی کوئی امتی نہیں ہوا۔ پھر بلاواسطہ نبوۃ کا دروازہ اب تا قیامت تک آنحضرت کے بعد مسدود ہے۔ پھر کیا حضرت صاحب کے لئے خدا کا کوئی اور قانون ہے۔ اور دوسرے انبیاء کے لئے کوئی اور قانون تھا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب نبیوں سے افضل اور اعلے اور خاتم الانبیاء تھے۔ خدا فرماتا ہے قل ما کنت بدعا من الرسل جا اور پکار کر کہدے میں کچھ نیا رسول نہیں ہوں"۔ تو اب حضرت صاحب کو عادت اللہ کے خلاف نئی قسم کا نیا رسول ماننا نہ صرف قرآن اور حدیث کو باطل ٹھہرانا اور آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ بلکہ ان کو نعوذ باللہ ایک بدعتی رسول ثابت کرنا ہے۔

نبی کسے کہتے ہیں؟

بیشک پہلا سوال جو مسیح موعود کی نبوت کے متعلق بحث کرتے وقت پیدا ہونا چاہئے۔ وہ یہ ہونا چاہئے کہ نبی کہتے کسے ہیں؟ پس ہر ایک شخص کا اوّل فرض تو یہ ہے کہ وہ معلوم کرے کہ نبی کی تعریف کیا ہے؟ نبی کے معنی کیا ہیں۔ لغت عرب میں اس کے کیا معنی ہیں۔ قرآن کریم نے اس کے کیا معنے کئے ہیں نبی کون ہیں۔ ان کے کام کیا ہوتے ہیں۔ پھر دیکھئے کہ اس سے مسیح موعود نبی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ قرآن کریم کی ہی شان ہے کہ وہ ہر بات کو مبرہن کر کے بیان کرتا ہے۔ اور جو دعوٰے کرتا ہے اس کی دلیل بھی دیتا ہے لیکن چونکہ بعض لوگ بغیر قرآن کریم پر غور اور تدبر کے محض ایک انسانی کلام کو قرآن کریم پر قاضی ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سوال کے حل کے لئے میں پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نبی اور نبوت کیا شے ہے۔ سو بات عزیز یاد رکھو نبی کے معنی پیغامبر از جانب خدا تعالیٰ کے ہے۔ اور نبوت کے معنی پیغامبری کے ہیں۔ اب وہ کونسا پیغام ہوتا ہے جو نبی خدا کی طرف سے لاتا ہے وہ کلام اللہ ہوتا ہے جو نبی پر براہ راست بذریعہ وحی کے نازل ہوتا ہے جس کے مطابق عمل کرنے سے انسان نجات حاصل کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کلام اللہ کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے واحد لا شریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھانے والے انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ اور ان مقدس لوگوں کے بغیر صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر ہوتا ہے۔ اس لئے قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا تعالیٰ کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہو گیا۔ سو پہلی شناخت نبی کی یہ ہوتی ہے جو حضرت صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱ پر لکھی ہے۔

"اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ"

دوسری شناخت انبیاء علیہم السلام کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ براہ راست ان پر تجلی فرماتا ہے

یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ کسی نبی کی پیروی یا روحانی تعلیم سے نبی بنتے ہیں۔ تا وہ امتی کہلائیں۔ اور خدا ان کو الگ کتابیں دیتا ہے۔ اور ان کو ہدایت ہوتی ہے کہ اس کتاب پر عمل کریں۔ اور کرائیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ ترجمہ پس مبعوث کرتا رہا ہے اللہ تعالےٰ اپنے نبی خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے اور اتارتا رہا ہے ان کے اپنی سچی کتاب تا کہ وہ فیصلہ کرے درمیان ان لوگوں کے ان مسائل میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے۔* ینزل الملئکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ ترجمہ وہی بھیجتا رہا ہے۔ اپنے فرشتوں کو ساتھ کلام الٰہی کے لئے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے جس شخص پر چاہتا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کہ ڈراتے رہو تم لوگوں کو کہ ہرگز نہیں معبود سوائے میرے کوئی۔ سو تقوےٰ کی راہ اختیار کرو یعنی اس راہ سے بچو جو ہلاکت کی راہ ہے۔ اور اس راہ پر چلو جس کی میں تم کو ہدایت کرتا ہوں۔

تیسری شناخت انبیاء علیہم السلام کی یہ ہے کہ وہ ہزارہا صحیح نشانوں اور واقعی معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھلاتے ہیں کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے۔ درحقیقت موجود ہے۔ اور ان کی تحدی کی پیشگوئیوں میں سے کبھی کوئی ایک بھی پیشگوئی ایسی نہیں ہو سکتی کہ ایک حرف بھی کسی رنگ میں کبھی منسوخ ہو سکے۔ ثبوت کے لئے دیکھو آیات ذیل۔ فقال تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام۔ ذالک وعد غیر مکذوب ترجمہ پس حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن کامل تک۔ یہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے اس کا خلاف ہرگز نہیں ہوگا۔ قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون۔ ترجمہ تم کو تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے۔ اس سے نہ تم ایک ساعت پیچھے رہوگے اور نہ آگے بڑھوگے۔

اب آؤ قرآن کریم میں نبی کی تعریف اور نبوۃ کا مفہوم تام مع اس کے شرائط کے دیکھیں کہ کیا ہے اور دیکھیں کہ نبی کے بھیجنے کی غرض کیا بتلائی ہے۔ قرآن کریم کا جب ہم غور سے مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس میں بھی ہمیں نبی کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے کہ خدائے تعالےٰ نبیوں پر اپنے غیب یعنی رضا کی راہیں کھولتا ہے۔ اور ہر نبی اپنی ایک کتاب لاتا ہے۔ اور بلاواسطہ یعنی براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے بذریعہ جبرئیل کے وحی کیا جاتا ہے۔ وہ کسی سابق نبی کی امت نہیں کہلاتا۔ اور بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتا ہے۔ یا بعض نئے حکم لاتا ہے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں یہ آیات قرآنی ہیں۔

عالم الغیب فلا یظہر علٰی غیبہٖ احدا الا من ارتضٰی من رسول۔ میں
اس آیت کے معنی اور تفسیر پہلے حضرت سیدنا المہدی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے درس قرآن مجید
کے نوٹوں سے بتلاتا ہوں۔ پھر حضرت اقدس کی کتاب حقیقۃ الوحی سے دکھلاتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔ درس
کا صفحہ ۲۹۱۔ آیت فلا یظہر علٰی غیبہٖ۔ غیب کی خبروں پر اظہار علی الغیب کے طریق سے یعنی متحدیانہ
طور پر سوائے رسول کے دوسرا کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اس پر رسول اور نبی کو ایسا وثوق کامل ہوتا
ہے کہ اس اظہار علی الغیب کی بنا پر رسول کی طرف سے متحدیانہ دعوے ہوتا ہے۔۔۔ غرض کہ تحدی
کرنا اور اس میں پورا اترنا یہ نبی کا خاصہ ہے۔ غیر نبی کو اظہار علی الغیب میں دخل نہیں۔ فانہ یسلک
من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ رصد نگہبان پہرے دار۔ فرشتوں کی حفاظت۔ سورۃ
الشورٰے میں وحی اور کلام الٰہی کو تین قسموں پر منقسم کیا ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا
فیوحی باذنہ ما یشاء[۲۶] عوام الناس وحی کا نام سن کر گھبرا اٹھتے ہیں۔ حالانکہ تینوں قسم کو وحی
کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ وحی کے لفظی معنی صرف اشارہ کے ہیں۔ الا وحیا میں عام خوابوں
کو بیان فرمایا ہے۔ من وراء حجاب۔ یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے۔ جو اولیاء اور اہل اللہ
کی وحی ہے۔ جن میں اکثر مکاشفات وغیرہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ جب تک تعبیر کا وقت نہ آوے
ان پر حجاب ہوتا ہے۔

تیسری قسم وحی یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ یہ وحی وحی متلو ہے۔ اس کی
عبارت بھی اگلے دو قسموں کی وحی سے زیادہ ہوتی ہے کہ اس میں احکامات اور امر و نواہی ہوتے ہیں۔ اس وحی
میں کسی قسم کے مغالطے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ اس کلام کی پوری حفاظت کرتا
ہے ملائکہ کا پہرا ساتھ ہوتا ہے۔ شیاطین کا دخل۔ قوت فکریہ۔ وہمیہ۔ خیالیہ۔ عادات و طبائع نفسانیہ اس میں
کسی قسم کی دست اندازی نہیں کر سکتی۔ رصدا کے لفظ میں کلام اور مہبط کلام دونوں کی حفاظت کا بیان ہے۔

ہمارے دوست اس آیت کو پورا نہیں لکھتے اور یہی وجہ ہے کہ ان کو نبی کی صحیح تعریف کرنے میں
دھوکا لگتا ہے۔ وہ نبوت اسی کو سمجھتے ہیں کہ جس نے بہت سی پیشگوئیاں کر دیں۔ وہی نبی ہو گیا۔ حالانکہ
اس آیت سے یہ مفہوم نبوت کا نہیں نکلتا۔ بہت سی پیشگوئیاں تو اولیاء اللہ بھی کرتے ہیں۔ پھر کیا
وہ سب نبی ہوتے ہیں۔ محدث ملہم من اللہ مکلم من اللہ سب ہی تو امور غیبیہ کے اظہار کا دعوے
کرتے ہیں مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔ اس لئے ہمیں قرآن کریم کی اس آیت کے تمام مفہوم پر غور کرنی

چاہیئے کہ اس میں کس قسم کے غیب کا اظہار صرف رسولوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں درس قرآن مجید کے مندرجہ بالا نوٹ نے اس آیت کی پوری تفسیر کر دی ہو۔ اور بتلا دیا ہے کہ اس آیت سے وحی رسالت نبوت ہی مراد ہے جو جبرئیل اور ملائکہ کے پہرے کے ساتھ اترتی ہے۔ اور اسی میں ہی عیب الغیب ہستی کی ہدایت و نیاز کے اسرار اس کی رضا کی راہیں ہدایت اور نور کی باتیں ہوتی ہیں۔ جن پر انسان عمل درآمد کر کے نجات اخروی حاصل کر سکتا ہے۔ ہمارا اور جناب میاں صاحب کا اس میں اختلاف اس طرح سے پیدا ہوتا ہے کہ ہم تو اس آیت سے صرف وحی رسالت اور وحی نبوت مراد لیتے ہیں جو تمام قسم کے غیب یعنی ماضی حال استقبال کو لئے ہوئے ہوتی ہے اور اس میں احکامات اور امر و نواہی ہوتے ہیں۔ اور خدا کی رضا کی راہوں کا بھی اس سے پورا پتہ لگتا ہے اور جس رسول پر اس طرح اظہار علی الغیب بذریعہ نگہبانی ملائکہ و جبرئیل کے ہوتا ہے۔ اسی وحی کی اتباع اس وقت سب پر فرض ہوتی ہے۔ وہ وحی کسی دوسرے نبی یا رسول کی علیحدہ اتباع کرنے کی ضرورت نہیں چھوڑتی۔ مگر جناب میاں صاحب حضرت صاحب کی صرف آئندہ کے متعلق پیشگوئیوں کو ہی ثابت کر کے اس آیت کا مصداق حضرت صاحب کو ٹھہراتے ہیں۔ اور اس سے ان کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ جو کہ صریح اس آیت کے منشاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس تالیف میں جو معنے جناب میاں صاحب اس آیت کی کرتے ہیں۔ وہ آیت کے ایک ٹکڑہ کو لے کر کرتے ہیں جس میں غیر نبی بھی داخل ہو جاتے اور ہم جو معنی اس آیت کے کرتے ہیں وہ ساری آیت کو لے کر اس کے مفہوم کے مطابق کرتے ہیں یعنی مطلق کسی رنگ میں بھی اس میں کوئی غیر نبی شریک نہیں ہو سکتا۔ ایک جگہ سورۃ تحریم میں بھی اللہ تعالے نے نبی کے معنی اظھرہ اللہ علیہ اور قال نبانی العلیم الخبیر کی آیت میں بتلائے ہیں۔ یعنی تبلایا ہے کہ نبی پر اظہار امر غیب ہوتا ہے اور نبی کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں یعنی خدائے علیم و خبیر سے غیب کی خبریں پانے والا نبی ہوتا ہے۔ مگر اس میں یہ قید نہیں لگائی کہ آئندہ کی خبریں پانے والا یا صرف خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنے والا ہی نبی ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں تبلایا ہے کہ دیکھو خدا تعالے کس طرح نبی کو ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اطلاع دیتا ہے۔ پھر نبی کے معنی کے متعلق اس آیت کے ہم مضمون ایک اور بھی آیت ہے جو یہ ہے وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء فامنوا بالله ورسله یعنی اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو غیب کی باتیں بتا دے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اس کو غیب بتا بھی دیتا ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور غیب کی

تو کسے پیچھے نہ تھیں۔ اور اس رکوع کے پڑھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی اطلاع علی الغیب سے خدا کی رضا کی راہوں کی اطلاع مراد ہے نہ کچھ اور۔ ہم اس سے انکار بھی نہیں کرتے کہ نبی کی حدیں معجزہ یا پیشگوئی بھی اطلاع علی الغیب کی بنا پر ہی ہوتی ہے۔ مگر نبی کے معنی صرف معجزہ یا پیشگوئی کرنے والا کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ بات نبیوں کے ان کی کیفیت سے اور ان کی الہامی تعلیم سے۔ ۔ ۔ عجیب کامیابی سے دریافت ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ بذریعہ جبرئیل فرشتہ نبیوں کی روح کے نزدیک آ کر انہیں ہدایتیں تعلیم دیتی تھی۔ تب وہ خدا سے سیکھ کر آدمیوں کو سکھلاتے تھے۔ اور اس طرح نبیوں کے وسیلے سے ہی الٰہی مرضی ظاہر کی جاتی تھی۔ اور منجملہ ان آیات کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔ ایک یہ آیت ہے۔ قل من كان عدواً لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله مصدقاً لما بين يديه وهدى وبشرى للمؤمنين ○ من كان عدواً لله وملئكته ورسله وجبريل وميكل فان الله عدو للكفرين۔

ترجمہ یعنی کہہ دے کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (ہوا کرے) یہ (قرآن) تو وہی (فرشتہ جبرئیل) ہی خدا کے حکم سے تیرے دل پر اتارتا ہے۔ جو ان کتابوں کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ جو اس کے اترنے سے پہلے موجود ہیں۔ اور اس (قرآن میں) مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ اب جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کے پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ پیغمبر اور نبی وہی ہوتا ہے جس پر جبرئیل کلام الٰہی لے کر نازل ہوا کرتا ہے اور تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان میں اس پر نازل کئے جاتے ہیں۔ اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوتی ہے پہلی کتابیں منسوخ ہو جاتی ہیں اس لئے کہ ان کے بعض بعض احکام منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اور یہی کلام اللہ اس نبی کے وقت میں اجرا اور نفاذ پاتا ہے۔ چوتھی شناخت نبی کی یہ ہے کہ وہ عادات اللہ کے ماتحت دوسرے انبیاء کی طرح نبی بنتا ہے کسی نئے طریق اور نئے نام اور نئے دعوے کے ساتھ وہ نبی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا ہو۔ دیکھو قرآن کریم فرماتا ہے۔ سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحويلا ١٧: ٧٩۔ پانچویں شناخت نبی کی یہ ہے کہ اس کی رسالت اور نبوت کی وحی اس کی مادری زبان میں ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ چھٹی شناخت نبی کی یہ ہے کہ وہ بعض احکام کو بعض نئے احکام سے منسوخ قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ولاحل لكم بعض الذي حرم عليكم۔ ساتویں شناخت نبی کی یہ ہے کہ وہ صرف اپنی ہی اطاعت کراتا ہے۔ نہ کسی پہلے نبی کی۔ جیسا کہ آیت وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله۔ یعنی ہر ایک نبی اسلئے بھیجا جاتا ہے کہ خدا کے حکم سے کی اطاعت کیجائے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ منشا اس آیت کا نبی واجب الاطاعت ہے پس وہ نبی کیونکر کسی نبی کی اطاعت نہیں کرائیگا۔ بلکہ صرف اپنی ہی اطاعت کرائیگا۔ اور اطاعت نبی کی ہو نہیں سکتی جبتک

نبوت کے متعلق بعض اصطلاحات

بعض الفاظ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جزئی نبوت کی تشریح کے لئے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں ان کا ذکر بھی یہاں کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سو واضح ہو کہ ایسے الفاظ نبوۃ کی تشریح کے بعد میں صوفیا اور آئمہ نے مقرر فرمائے ہیں اور قرآن کریم اور حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور حقیقی نبوت اور مستقل نبوت وغیرہ الفاظ چونکہ حضرت مسیح موعود نے غیر حقیقی اور غیر مستقل نبوت یعنی مجازی استعارہ طور پر حصول النبوۃ[2] امتیاز اور فرق بتلانے کے لئے استعمال فرمائے ہیں اور بعض اپنی بھی اصطلاحات وضع فرمائی ہیں جیسے کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا نام نبوت رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک بھائی ان اصطلاحات سے خوب واقف ہو اور وہ اصطلاحات یہ ہیں۔

اصطلاحات مسیح موعود	اس کے معنی جو خود مسیح موعود نے فرمائے
حقیقی نبوت [illegible]	"میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہے۔ اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کی بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا۔ اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ (سراج منیر صفحہ ۳ و ۴) ص اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ ..... لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں۔ ..... بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت

	...پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے ... مسیح موعود کا نام مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے ... یہ تو ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)
مستقل نبوت [illegible]	کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء کی چھین لے گا۔ اور آپ کی پیروی نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا..... کیا ضرور ہے کہ عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اس کی مستقل نبوت کا جامہ اتار کر امتی بنایا جائے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ و ۳۰)
مستقل نبی	کوئی مستقل نبی بامعنی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ (براہین پنجم حاشیہ صفحہ ۱۸۸) بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ (براہین پنجم حاشیہ صفحہ ۱۸۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی (رسالہ ملحقہ چشمۂ معرفت صفحہ ۹)

ظلی

ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا اور وہ قیامت تک باقی رہیگی۔ تاکہ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔ (حقیقۃ الوحی صـ۲۸)

تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ ہی سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنے اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعے سے ہے اور اس کا مظہر ہے اور اس سے فیضیاب ہے ....

خدا اُس شخص کو پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے۔ پس ایسا شخص خدا کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اُس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اسکی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے۔ یہ اس لئے تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ (چشمہ معرفت صـ۳۲۵)

زی نبوت

تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائمقام نبی ہو جاتا ہے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثیل انبیا ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلعم نے علماء کو مثیل انبیا قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ علما انبیا کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے چالیس آدمی ابراہیم کے قلب پر ہونگے۔ الحکم الہام المصلح صـ۱۴۳)

ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجاویں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ

اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں (ایک غلطی کا ازالہ)

امتی نبی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا نہ براہ راست (تجلیات الٰہیہ حاشیہ صفحہ ۹)۔ (جناب میاں صاحب نے سطر زیر لکیر کو اسلئے چھوڑ دیا کہ حضرت صاحب نے تو بعد آنحضرت کے لفظ نبی کا کسی پر بولنا جائز قرار نہیں دیا اور جناب میاں صاحب اُس کو آج جائز ہی نہیں بلکہ ضروری قرار دے رہے ہیں)۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس امت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی کا بند ہے تو پھر اس صورت میں کوئی امتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے کیونکہ نبی کیلئے ضروری ہے کہ خدا اُس سے ہمکلام ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے۔ اور اگر اس امت پر یہ دروازہ بند ہوتا تو یہ امت ایک مردہ امت ہوتی۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۲)

ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے اور امتی کے تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں۔ پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے اور کبھی حضرت عیسےٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی ہے ۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

نبوتِ تامہ

صاحبِ نبوتِ تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ (ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۲۵)

اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام

<table>
<tr>
<td></td>
<td>اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا کیا یہ
ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے
اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم
رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقاید دین جبرئیل کے ذریعہ سے
حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔
کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے
معزول کرکے بھیجا جائیگا.... لیکن یہ جواب معقول نہیں ہے....
کیا خدا آپ کے نزدیک اس بات پر قادر نہیں کہ وہ اپنے ایک بندہ میں
ایسی روح ڈالدے۔ جس سے وہ ابن مریم کے روپ میں ہوجاوے۔
کیا اس کی مثالیں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نہیں... کیا حدیثوں میں یہ
مذکور نہیں کہ مثیل ابن مریم وغیرہ اس امت میں پیدا ہونگے۔ ... کیا اس
میں کچھ جھوٹ ہے کہ ابن مریم کی سیرت رکھتا ہے وہ ابن مریم ہی ہے +
(ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۷۲)</td>
</tr>
<tr>
<td>نبوت کاملہ تامہ</td>
<td>اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس
چیز کیلئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت
محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں ہے۔ بلکہ تمام نبوتوں سے
زیادہ اس میں فیض ہے... اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت
اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا
تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ
محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت
میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ الخ (الوصیۃ صفحہ ۱۱)</td>
</tr>
<tr>
<td>جزئی نبوت</td>
<td>اس کی تعریف میں حضرت صاحب لکھتے ہیں "وہ صرف ایک جزئی
نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان
کامل کے اقتداء سے ملتی ہے۔ جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہو (توضیح مرام صفحہ ۱۰)
محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی
طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف
رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں (توضیح مرام صفحہ ۱۸)</td>
</tr>
</table>

	حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی هذا النوع الا المبشرات او المنذرات من الامور المغیبۃ او اللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعها من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی ہماری کلام کا مطلب یہ ہے کہ جزئی نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں سوائے مبشرات اور منذرات اور غیب کے امور اور لطائف قرآنیہ اور علوم لدنی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ نبوت تامہ کاملہ جو تمام کمالات وحی کی جامع ہے (یعنی پوری نبوت ہے) پس تحقیق ہم اُسکے منقطع ہونے پر ایمان لاچکے ہیں اس روز سے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ (توضیح مرام صفحہ ۲۰ سطر ۱۳)
نبوتِ ناقصہ	ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنیوالے مسیح کو نبی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اُس کو اُمتی کرکے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر دی گئی ہے کہ اے امتی لوگو وہ تم ہی میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلادیا کہ وہ اُمتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کریگا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھیگا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اُس میں پائی جائیگی۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۲)
طفیلی نبوت	محدث من وجہ نبی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور وہ اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے۔" (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۰۷)

مجازی نبوت	ازالہ اوہام میں صفحہ ۴۲۱ پر سوال ہے کہ آپ نے رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے جسکا جواب دیا ہے "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (حالانکہ جناب میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۷۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب "اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپکو بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں" اب کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو درست مانیں جو فرماتے ہیں کہ محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا گیا۔ یا میاں صاحب کی تحریر کو جو فرماتے ہیں کہ خدا نے آپکو بتایا تھا کہ محدثیت کا عقیدہ درست نہیں) اور پھر فرماتے ہیں "اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے۔ جس کیلئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوۃ کا دعویٰ لازم آگیا" (جزی نبوت یا ایک شعبہ نبوت کو یہاں مجازی نبوت قرار دیا ہے)۔
محدث	ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اسوجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانیوالا ہوتا ہے۔ اور نبی اسوجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیا اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ محدث کیلئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ

	کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اُس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیا کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اُس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے (توضیح مرام) ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وہی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیا یعنی نبی محدث ہوتا ہے اور محدث نبی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ اسے نبوت کی قسموں میں سے ایک قسم حاصل ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے مبشرات کے نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ جو سچی خوابوں اور صحیح مکاشفات اور اس وحی کی قسم سے ہیں جو خواص اولیا پر اترتی ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۰)
فنافی الرسول	خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر اُن میں پائے گئے ایسے طور پر کہ اُن کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اُنکو نصیب ہوا پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔“ (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۱) نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳ سطر ۱۲)
مجازی نبی اور مستعار نبی	”نبوت کے متعلق ان معنوں کی رو سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اس سے پہلا مقرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے جو مجازی معنوں کی رو سے خدا

اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جنمیں رسول وَرَسُولُ اللهِ آیا ہے۔۔۔۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں فقالوا انا الیکم مُرسلون بھی یاد نہیں رہا۔" (سراج منیر صفحہ ۳)

"یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں۔"

اس پر حاشیہ میں آپ نے نوٹ دیا ہے:-

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کیلئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اُس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اسجگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔" (اربعین نمبر ۲ حاشیہ صفحہ ۱۸)

"اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵)

استعارۃً طور پر رسول اور نبی

"اور محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اس خاتم الخلفا کا نام باعتبار ظہور تمین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور استعارہ کے طور پر رسول اور نبی کہا گیا۔" (نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۹)

"یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔" (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

مجازی طور پر [illegible]

"وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ یعنی میرا نام نبی مجازی رنگ میں رکھا گیا نہ حقیقی طور پر۔" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

حضرت مسیح موعود کی مذکورہ بالا اصطلاحات سے اور انکے وہ معنی جو حضرت مسیح موعود نے خود کئے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی نبوت (جو صرف نبی ہے) کی خصوصیات یہ دکھلائی ہیں کہ ایک تو [illegible]

نبوت نبوت تامہ اور نبوت کاملہ تامہ ہوتی ہے دوسرے انکو نبوت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ملتی ہے تیسرے نبیوں کی وحی نبوت میں سب قسم کے کمالات جمع ہیں چوتھے نبوت نئی شریعت
یا کوئی جدید حکم لاتی ہے پانچویں نبیوں کی نبوت نبوت مستقلہ ہوتی ہے چھٹے نبیوں کی نبوت نبوت اصلی
ہوتی ہے۔ ساتویں نبیوں کی نبوت نبوت حقیقی ہوتی ہے مگر امتی نبی کی نبوت جزئی اور نبوت ناقصہ
ہوتی ہے دوسرے امتی نبی کی نبوت براہ راست نہیں بلکہ ایک انسان کامل کی اتباع سے ملتی ہے
تیسرے امتی نبی کی نبوت میں صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں ہی ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتا چوتھے
امتی نبی کی نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی ہے اور کچھ نہیں۔ اس مکالمہ و مخاطبہ میں کوئی
نئی شریعت یا جدید حکم نہیں ہوتا پانچویں امتی نبی کی نبوت غیر مستقل نبوت ہوتی ہے چھٹے امتی نبی
کی نبوت ظلی نبوت ہوتی ہے ساتویں امتی نبی کی نبوت مجازی نبوت ہوتی ہے۔ غرض ان اصطلاحات
کے لکھنے کی حضرت صاحب کو ضرورت یہ تھی کہ نبی کی نبوت کا کوئی نام یا خصوصیت امتی نبی کو نہیں دیجاتی
اور نبی کی نبوت کو خدا ایک دفعہ بھی محدثیت کی نبوت قرار نہیں دیتا۔ یا کبھی نبی اپنی نبوت کو نبوت
ناقصہ یا جزئی یا غیر مستقل یا ظلی یا مجازی نہیں کہتا۔ ان اصطلاحات سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا
کہ حضرت صاحب کے نزدیک ایک نبی شریعت لانیوالے ہوتے ہیں۔ ایک بغیر شریعت کے ہوتے ہیں
اور ایک نبی دوسرے کی اتباع سے نبی بنتے ہیں۔ حاشا کلا یہ تین قسمیں نبیوں کی حضرت صاحب نے
کہیں نہیں لکھیں اور پھر جب یہ تیسری قسم کا نبی یعنی وہ نبی جو دوسرے نبی کی اتباع سے نبی بنتے
ہیں۔ کوئی سوائے مسیح موعود کے ابتدائے دنیا سے آجتک ہوا ہی نہیں تو معلوم نہیں کہ اس نئے طریق
حصول نبوت اور نئے نام ظلی و جزوی و مجازی اور نئے معنی والے یعنی مورد بعض حکم نفی وجود کا رکھنے
والے کے نبی ہونے کا ثبوت قرآن کریم کی کس آیت اور کس حدیث سے ہو سکتا ہے۔
حضرت صاحب نے ان اصطلاحات کو اسی لئے اختیار کیا ہے کہ کافہ رسل و انبیاء کی جماعت میں
آپکو شامل نہ سمجھا جائے اور وہ معنی آپ کی نبوت اور لفظ نبی کے نہ لئے جاویں جو انبیاء و رسل
کی نبوت اور لفظ نبی کے معنی قرآن کریم و احادیث میں لئے گئے ہیں۔ اسلئے تو آپنے بار بار
فرمایا کہ میں امتی اور ظلی طور پر نبی ہوں اور میری نبوت تامہ نبوت نہیں اور نہ میں حقیقی اور مستقل
طور پر نبی ہوں۔ ہمارے احباب یہ بھی خوب یاد رکھیں کہ یہ حضرت صاحب کی اپنی اصطلاحات

ہیں۔ قرآن اور حدیث کی یہ اصطلاحات نہیں اور نہ وہ معنی جو آپ نے اپنی نبوت کے کئے ہیں قرآن اور حدیث پر مبنی ہیں دنیا میں کون نہیں جانتا کہ حقیقی نبی وہی ہوتا ہے جو واقعہ میں نبی ہو کیونکہ حقیقی کے لغوی۔ شرعی اور عقل و نقل کی رو سے یہی معنی ہیں۔ کہ وہ درحقیقت نبی ہو۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود نے بار بار انکار کیا ہے کہ میں حقیقی نبی نہیں بلکہ مجازی نبی ہوں۔ سو معلوم ہوا کہ آپ درحقیقت نبی نہ تھے۔ کسی خاص امر کی مشابہت کی وجہ سے بطور مجاز و استعارہ کبھی کبھی اپنے آپ کو نبی کہہ لیتے تھے۔

جناب میاں صاحب کا یہ فرمانا صحیح نہیں کہ "بعد میں حضرت صاحب نے اس بات کو کہ محدث بھی نبی کہلا سکتا ہے غلط ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ محدث نبی نہیں کہلا سکتا۔ پس یہ حوالہ تو محدثیت کے عقیدہ کو ترک کرنے کے ساتھ ہی ۱۹۰۱ء سے منسوخ ہے" (دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۱) کیونکہ اگر یہ منسوخ ہوتا اور محدث ایک معنی سے نبی نہ ہوتا تو آپ براہین پنجم کے صفحہ ۱۸۱ پر اس سوال کا جواب یوں نہ لکھتے :-

قولہ "احادیث میں نازل ہونیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے"

اقول "عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے اس پر کیا دلیل ہے۔ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اس خیال کو ہرگز رد نہیں کیا یعنے اپنے محدث ہونے سے کہیں بھی انکار نہیں کیا۔ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہ ہونا اور بات ہے۔ اور وہ اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ نے اپنے محدث ہونیکے دعوٰی کو جو آپ خدا کے حکم سے کر چکے تھے رد کر دیا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر آپ ایسا کرتے تو خدا کے حکم کو رد کرنیوالے ٹھہرتے۔ یہ نہایت سخت حملہ حضرت صاحب کے دعوے پر ہے۔ افسوس ہے کہ

جناب میاں صاحب بے سوچے یونہی لکھ دیتے ہیں اور نہیں خیال فرماتے کہ اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے

پھر جناب میاں صاحب کی یہ بھی زبردستی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ "یہی وجہ ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت کے متعلق کہیں بھی جزوی یا ناقص نبوت نہیں لکھا"

حالانکہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" صفحہ ۲ سطر ۱۲ پر صاف لکھا ہے۔ کہ "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی"

جب صرف ایک ہی کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے اور باقی بند ہیں اور صدیق کا مرتبہ بھی نبی کے بعد دوسرے درجہ پر ہے۔ تو یہ جزئی نبوت ہوئی نہ کہ کلی نبوت۔ پھر دیکھئے چشمہ معرفت کے حاشیہ صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ "مومنوں کیلئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں . . . اور خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے" اور صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ "ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے۔ صرف مبشرات اور پیشگوئیاں باقی ہیں" اور پھر صفحہ ۳۲۴ پر لکھا ہے "تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں . . . مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اُسکے چراغ سے نور لیتی ہے۔ وہ بند نہیں" ان حوالجات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت نے اپنی جزوئی نبوت کا مفہوم ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے۔ پھر ملاحظہ فرمائیے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یکساں تسلیم کیا ہے کہ محدث کو علم غیب بھی بلا اظہار علی الغیب کا رتبہ دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:

حوالہ اول۔ اب ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اگر اپنے اس ارادے پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کر دے تو اس صورت میں وہی ارادہ پیشگوئی کہلاتا ہے (تحفۃ الندوہ صفحہ ۶)

حوالہ دوم:۔ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو . . . تو اپنے ان علماء سے جو دین سے کچھ خبر رکھتے ہیں یہ فتوے لو کہ کیا خدا پر یہ حق واجب ہے کہ جب اس کے کسی نبی یا محدث یا رسول سے کوئی فرقہ کفار اور بے ایمانوں کا خود تراشیدہ نشان مانگے تو وہ نشان اس کو دکھلا دے (تحفۃ الندوہ صفحہ ۲۰)

حوالہ سوم:۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔
(لکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۰)

حوالہ چہارم:۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بات

زیادہ ردہونیکے لایق ہوتی ہو جس کی اطلاع نہیں دیجاتی "-

ان تمام جگہوں میں حضرت صاحب نبی اور محدث کو ہم معنے خیال کرتے ہیں اور محدث پر اظہار غیب یعنی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا مانتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ محدث کو علم غیب دیئے جانیسے کبھی حضرت صاحب نے انکار نہیں کیا۔ صرف لفظ نبی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے نبی کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ اس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اپنے جھوٹے علم کی بنا پر مسیح موعود کو نبی قرار دے رہے ہیں سمجھ دے اور اُنکی آنکھیں کھولے تاحق و باطل میں تمیز کرسکیں۔ آمین یا رب العلمین ◆

مجازی نبی

کے عنوان سے ایک باب جناب میاں صاحب نے علیحدہ قایم کیا ہے اور اس میں مجاز کی ۲ قسمیں اور حقیقت کی ۲ قسمیں بناکر پرانی مولویانہ بحث کو پھر تازہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تو اپنی ابتدائی تحریروں سے لیکر اپنی آخری تحریروں تک اس لفظ کو نہیں چھوڑا۔ بار بار کہا کہ لفظ نبی اور رسول جو میرے الہاموں میں میری نسبت آئے ہیں وہ بطور استعارہ و مجاز ہیں۔ اسلامی اصطلاح الگ ہے۔ چنانچہ اربعین نمبر ۲ حاشیہ صفحہ ۸ اکو نکال کر پڑھ لو۔ پھر نزول المسیح میں دیکھ لو وہاں لکھتے ہیں کہ مجھ کو مستعار طور پر نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اب حقیقۃ الوحی میں جو آخری صفحو نپر اپنی نبوت کے متعلق لکھا ہے تو یہی لکھا ہے کہ سُمّیت نبیًّا من اللہ علی طریق المجاز اسی طرح قریبًا بیس جگہ اپنی تحریروں میں اپنے متعلق لفظ نبی کے یہ معنی بتائے ہیں کہ میں مجازاً نبی ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنی نبوت کو مجازی قرار دینے سے درحقیقت آپکا منشا یہ تھا کہ آپ حقیقت میں نبی نہ تھے۔ سو آج جناب میاں صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۶ پر اس کی یہ توجیہہ فرماتے ہیں کہ "اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے" گویا میاں صاحب کے نزدیک غیر تشریعی نبی سب مجازی نبی ہوگئے یہ ہے آپکا مذہب اور اسپر ہے کفر کے فتووں کا زور۔ حضرت صاحب تو حضرت عیسٰی کو بھی حقیقی نبی یقین فرماتے ہیں۔ اور یہ مسیح موعود کے فرزند ہوکر سب غیر تشریعی نبیوں کو مجازی نبی قرار دے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نور الانوار (اس حوالہ کا نمبر صفحہ آپنے کوئی نہیں دیا) کے حوالے سے حقیقت اور مجاز کی تشریح حسب ذیل فرماتے ہیں :- کہ حقیقت اس لفظ کو کہتے ہیں جس

مراد وہی معنی لئے گئے ہوں جن کیلئے وہ مقرر کیا گیا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وضع یعنی مقرر کر لینے سے یہ مراد ہے کہ اس لفظ سے کسی قرینہ کے بغیر وہ معنے سمجھے جاتے ہوں ۔ اب اگر یہ تعیین واضع لغت کی طرف سے ہو تو وضع لغوی کہلائیگی ۔ اور اگر شریعت نے تعیین کی ہو تو وضع شرعی ہوگی ۔ اور اگر کسی خاص گروہ کی تعیین ہو تو وضع عرفی خاص کہلائیگی ۔ اور اگر عرف عام سے یہ تعیین پیدا ہوگئی تو وضع عرفی عام کہلائیگی ۔ اور حقیقت کی تعریف میں یہ تمام قسمیں ملحوظ ہیں (پس حقیقت کی چار قسمیں ہونگی حقیقۃ لغویہ حقیقۃ شرعیہ حقیقۃ عرفیہ خاص حقیقۃ عرفیہ عام) اور مجاز میں بھی انہی حیثیتوں کا عدم ملحوظ ہے پس مجاز کی بھی چار قسمیں ہونگی ۔ مجاز وضعی ۔ مجاز شرعی ۔ مجاز عرفی عام ۔ مجاز عرفی خاص ۔"

اب جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو حقیقی نبوت کا لفظ استعمال کیا تو مذکورہ بالا چار حقیقتوں میں سے کس حقیقت کے ماتحت یہ لفظ بولا ہے (بعینہ ملاؤں والی بحث ہے جس طرح ملا نے متوفیک کے معنی ہیر پھیر کرکے حقیقت اور مجاز کا جھگڑا پیش کرتے ہیں بعینہ اسی طرح آج جناب میاں صاحب حقیقی نبی اور مجازی نبی کی بحث کرنے بیٹھے ہیں ۔ من تشبہ بقوم فھو منھم کے خوب مصداق بنے ہیں ۔ الحمد للہ رب العلمین ۔ ناقل) آگے جناب میاں صاحب اسکی توضیح و تشریح فرماتے ہیں :۔ "اب اس مسئلہ کے صاف ہونیکے بعد دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو حقیقی نبوت کا لفظ استعمال کیا ہے تو مذکورہ بالا چار حقیقتوں میں سے کس حقیقت کے ماتحت یہ لفظ آیا ہے ۔ تاکہ مجاز کے معنی اسی حقیقت کے مقابل کی مجاز کے کئے جاویں ۔ اب ہم نبی کے معنی جب لغت میں تلاش کرتے ہیں ۔ تو اس کا مطلب صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر ہوں ۔ جو اہم امور کے متعلق ہوں ۔ اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے ۔ اور شریعت لانیوالے کی شرط دنیا کی کسی لغت میں ہم نہیں پاتے پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقت لغویہ نہیں ہے" معلوم نہیں جناب میاں صاحب نے کس لغت میں یہ معنے نبی کے دیکھے ہیں کہ جس پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر ہوں جو اہم امور کے متعلق ہوں اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے ۔ حالانکہ دنیا جہان کی کسی لغت میں یہ معنی نہیں لکھے پھر یہ فقرہ بھی تعجب میں ڈالتا ہے جو جناب میاں صاحب لکھتے ہیں کہ "ہم شریعت لانیوالے کی شرط دنیا کی کسی لغت میں نہیں پاتے" شاید جناب میاں صاحب کے نزدیک شرائط نبوت بھی لغت کی کتابوں میں لفظ نبی کے معنی کے ساتھ لکھی ہوتی ہونگی ۔ بہر حال اسطرح اگر یہ حقیقت لغویہ اپنے خود ساختہ خیال کے

اب نبی کا لفظ لے لو یہ لفظ بھی صرف دو ہی حقیقتوں کیلئے استعمال ہوتا ہے ۔ یا لغوی یا شرعی ۔ عرفی حقیقت نبی کی کوئی نہیں ہے کیونکہ شریعت کی باتوں کا عرف عام سے کوئی تعلق نہیں ۔ ہر ایک حقیقت کے مقابل میں ایک

ماشمت نہ بنے۔ تو بلا سے۔ کون پوچھتا ہے۔ ناقل) آگے جناب میاں صاحب لکھتے ہیں: "پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ حقیقت شرعیہ ہے تو قرآن کریم اور احادیث میں بھی نبی کے معنی وہی ملتے ہیں جو لغت کرتی ہے سو صحیح ہے مگر قرآن کریم اور احادیث میں لغت کے معنی کے علاوہ نبی کی اور شرائط بھی ہیں۔ اسی لئے کسی آسمانی کتاب میں نہیں لکھا کہ شریعت یا کتاب کا لانا نبی کیلئے شرط نہیں۔ ناقل) پس یہ حقیقت شرعیہ بھی نہیں (پہلے شریعت سے دکھا دیں کہ نبی کیلئے کتاب یا شریعت لانا شرط نہیں پھر اسکو حقیقت شرعیہ قرار دیں اور شریعت ہم صرف قرآن اور حدیث ہی کو سمجھتے ہیں۔ ناقل) ہاں اگر عوام کے محاورہ کو دیکھیں تو انکے ہاں نبی بیشک اسی کو کہتے ہیں جو شریعت جدیدہ لائے یا بلا واسطہ نبوت پائے (نہیں حضرت یہ عوام کا محاورہ نہیں بلکہ خود حضرت صاحب کی تحریر ہے جو انہوں نے اپنی ہر کتاب میں لکھی ہے بلکہ اس کو اسلامی اصطلاح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔"

پھر حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے :۔ "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔" پھر حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے۔ "بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔۔۔۔۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست انکو منصب نبوت ملا۔" پھر الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ پر تحریر فرمایا ہے۔ "ویقول ما اعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ یعنے اور کہتا ہے کہ میری نبوت ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں کہ صحف اولیٰ میں مراد لیگئی ہے۔" اور پھر ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۹۲ پر تحریر فرمایا ہے۔ "وہ بلکہ تمام انبیاء۔۔۔۔ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو انپر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے انپر تجلی فرمائی تھی۔۔۔۔ ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں۔ اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔"

اور بھی بیشمار حوالے ہیں جن میں حضرت صاحب قرآن اور حدیث کی گواہی سے نبی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت یا کتاب لائے اور جو بلا واسطہ نبوت پائے پھر خود حضرت مسیح موعود نبی کی جو حقیقت بتلاتے ہیں اس کے لحاظ سے حضرت صاحب پر نبی کا لفظ حقیقت شرعیہ کے طور پر کبھی بھی بولا نہیں جا سکتا۔ اور اس کے معنے صرف یہی ہونگے کہ حضرت صاحب شرعی اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی نہ تھے۔ اسی لئے حضرت صاحب نے صاف لکھدیا کہ خدا کی طرف سے میرا نام مجازاً نبی ہے نہ حقیقتاً۔ یعنی آپ کتاب نہ لائے تھے۔ آپ انبیا کی طرح نبوة کے منصب پر فائز نہ ہوئے تھے۔ لہذا آپکے نبی ہونیکے یہی معنی ہونگے کہ آپ شریعت اسلام اور صحف اولی کے معنوں سے بھی صرف مجازی نبی تھے۔

اب یہی چوتھی حقیقت یعنی حقیقت عرفیہ خاص سوا اور لوگوں کی اصطلاحات کے تلاش کرنے کی کیا حاجت ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوة (جزئی) کے سمجھانے کیلئے ایک اصطلاح قرار دے لی ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور اس کی وجہ صاف ہے اور وہ یہ کہ شریعت میں نبی کی حقیقت کتاب کا لانا یا بلا واسطہ نبوت کا پانا ہے وبس اور یہ حقیقت حضرت صاحب میں متحقق نہیں کیونکہ صرف آئندہ کی پیشگوئیاں کرنا ہی قرآن اور صحف اولیٰ میں نبوة نہیں سمجھا گیا۔ پس حضرت صاحب نے بھی شریعت میں نبی کی اس حقیقت کو تسلیم کر کے انہیں سمجھایا ہے کہ میں ان معنوں سے بھی نبی نہیں ہوں۔ بلکہ من وجہ نبی ہوں یعنی خدا سے کثرت مکالمہ پاتا ہوں۔ اس لئے مجازاً نبی ہوں یعنے نبیوں سے صرف ایک رنگ میں یعنی آئندہ کی پیشگوئیاں کرنے میں مشابہت رکھتا ہوں لیکن درحقیقت میں نبی نہیں ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی حقیقی اور مستقل نبی نبوت تامہ سے متصف ہو کر نہیں آ سکتا۔

اب بتاؤ کہ سوائے میاں صاحب کے وہ کونسا شخص ہے جو بالواسطہ نبوت کو جو مجازی نبوة کہلاتی ہے حقیقی نبوة قرار دیتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت صاحب تو اپنی نبوت کو مجازی نبوت فرماویں اور جناب میاں صاحب اس کو حقیقی نبوت بنانے کیلئے نئے قاعدے اور نئی اصطلاحیں تراشیں حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۵ کے ان لفظوں نے سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میرا نام نبی۔ اللہ کی طرف سے مجازی طور پر رکھا گیا ہے۔ نہ حقیقی طور پر۔ ایسا فیصلہ کر دیا ہے کہ اب یہ مجاز حقیقت کبھی نہیں بن سکتا۔ میں حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب کیوں اس کی تاویل فرماتے ہیں۔ کیا حضرت صاحب کا اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی نام رکھا جانا

... رسول اور نبی ایسا نہیں ہوا۔ جس نے نبی کے معنے سوائے شریعت کی اصطلاح کے کچھ اور کئے ہوں شریعت کی

ثابت نہیں کرتا کہ اللہ کی طرف سے حقیقی طور پر وہی نبی ہوئے ہیں جن کا قرآن اور حدیث میں بیان ہے۔ اور آنحضرت کے بعد کوئی شخص اُن معنوں میں نبی نہیں ہو سکتا۔ اور پھر ما کان اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ کا فقرہ اس پر اور روشنی ڈالتا ہے یعنی کہ میری نبوت سے مراد اللہ کی کثرۃ المکالمہ ومخاطبہ ہے بس تو معلوم ہوا کہ آپکی نبوۃ نبیوں کی سی نبوۃ نہیں بلکہ اُن کی سی ہے جن سے خدا کا کثرۃ مکالمہ ومخاطبہ ہوتا ہے اور جو نبی نہیں کہلاتے اور وہ ہیں محدث مکلم اور ملہم لوگ جو امت مرحومہ میں ہوئے اور آئندہ ہوتے رہینگے کیونکہ اسلام توبموجب الیوم اکملت لکم دینکم کامل ہو چکا۔ اب کسی کا کثرۃ مکالمہ ومخاطبہ اس میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتا اور نبوۃ کی وحی ایک نئی اور مخفی بات کے بتانے اور خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی اور اُس کے ارادہ پر مطلع کرنے کیلئے یا کوئی نیا حکم تبلانے یا کسی پہلے حکم کو منسوخ کرنے یا شریعت کو کامل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ صرف اس کام کیلئے نہیں ہوتی کہ بعض پیشگوئیاں اُس کے اپنے نفس کے متعلق ہوں اور بعض اُس کی اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض حوادث کے متعلق اور بعض اُس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوں یہ ساری باتیں تو ایک مکلم اور ملہم کی وحی میں بھی ہوتی ہیں۔ مگر نبیوں کی وحی میں تو سب سے پہلے خدا کی توحید اور اُن کی نبوت کا اقرار ہوتا ہے۔ اور پھر احکام ہوتے ہیں اور پھر اُس وقت میں اُسی نبی کی ہی اطاعت ہوتی ہے نہ کہ کسی پہلے نبی کی۔ یہ باتیں ہرگز حضرت صاحب میں نہیں تھیں حضرت صاحب کی بڑائی جو کچھ تھی وہ تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری میں ہی تھی۔ اور خادم اور غلام ہونے کی وجہ سے تھی۔ اور یہ جو کچھ کثرت مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ تھا یہ بھی تو آنحضرتؐ کی اتباع کا ہی فیضان تھا نبوۃ آپ کا نام نہیں کہ کثرۃ مکالمہ کسی کو ہو جائے یا آئندہ کے متعلق پیشینگوئیاں بیان کیجائیں۔

یہ بھی جناب میاں صاحب کی خدا کی طرح عالم الغیب ہونے کی بات ہے کہ مسیح موعود آنحضرتؐ کی فرمانبرداری میں سب پہلوں اور پچھلوں سے بڑھ گیا تھا۔ پہلوں کے متعلق تو حضرت کی اپنی گواہی موجود ہے۔ ؎

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

اور فرماتے ہیں۔ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں۔ اُن کے کمالات کی نسبت بھی

(حاشیہ: [illegible])

ہمارے کمالات اگرچہ ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں الخ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

پھر فرماتے ہیں کہ میرے لئے یہی کافی فخر ہے کہ میں اُن لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں ... کب دوبارہ محمد صلعم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا پچھلوں کے متعلق بھی کان اللہ نزل من السماء کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا ہی جلالی انسان اور بہرحال مسیح موعود سے ہزاروں حیثیات میں بڑھ کر ہی ہوگا۔ غرض شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اُن معنوں کی رو سے حضرت صاحب ہرگز نبی ثابت نہیں ہوسکتے۔ ہاں حضرت صاحب چونکہ نبوت تامہ سے متصف نہیں تھے۔ مگر ہاں جزوی طور پر ایک نبی تھے۔ کیونکہ آپ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ امور غیبیہ آپ پر ظاہر کئے جاتے تھے۔ اسی لئے آپ لوگوں کو اپنی اس جزئی نبوت کے سمجھانے کیلئے حقیقی کے مقابل اپنے آپ کو مجازی نبی لکھتے رہتے تھے۔ اور یہی آپ نے بہت جگہ لکھا ہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ مجازی ہونے کے لفظ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے۔

جناب میاں صاحب کی زبردستی ہے کہ وہ حضرت صاحب کی طرف ایک فرضی اصطلاح کا تراشنا منسوب کرتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۴۸ حقیقۃ النبوۃ پر لکھتے ہیں کہ آپ (مسیح موعود) نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے اور خود ہی اس کے معنی بتا دیئے ہیں۔ وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی" اس لئے آپ نے اپنے آپ کو مجازی نبی لکھا۔ تو گویا دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ مسیح موعود نے نبوۃ کی حقیقت تو الگ رہی خود حقیقت و مجاز کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھا تھا۔ معاذ اللہ اور یونہی دھوکا کھا کر حقیقۃ الوحی میں لکھ دیا تھا کہ "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز" حالانکہ بقول جناب میاں صاحب یہ اصطلاح سنہ ۱۹۰۲ء سے قبل ترک کر چکے تھے۔ مگر پھر بدل گئی۔ اور نہ سوچا کہ اس مجاز کے معنی تو وہی ہو گئے جو آپ نے اپنی نبوت کو جزئی نبوت قرار دیئے ہیں۔ اگر یہ جناب میاں صاحب کی مجاز و حقیقت بنانے کی تجویز مان لی جائے تو کس طرح ان کا خود تراشیدہ مذہب درست مانا جا سکتا ہے۔ اگر حضرت صاحب کی تحریر و تقریر ہی فیصلہ کن تھی تو اُس سے بالبداہت ثابت ہو سکتا تھا کہ مسیح موعود خدا اور رسول اور شریعت اسلام کی تعریف کی رو سے ہرگز ہرگز نبی نہیں۔ غرض نبی کیلئے جو شرائط قرآن کریم میں موجود ہیں اُن میں سے ایک شرط بھی حضرت مسیح موعود میں پائی نہیں جاتی گو آپکو نبیوں سے ایک مشابہت ہے۔ اور وہ مشابہت صرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہی ہے نہ کسی اور بات میں جس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو

ثابت نہیں۔ اس لئے دنیا میں ایک نبی آیا اس پہلو کے لحاظ سے جو مدلل اور معقول وجوہات کے ساتھ مبرہن اور صحیح ثابت ہو سکتا ہے یہی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ حضرت صاحب۔

جناب میاں صاحب نے اربعین کا حوالہ دیکر جو فرمایا ہے کہ "خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دیکر مسیح موعود کو ایک رنگ میں تشریعی نبی قرار دیا ہے" یہ بھی حضرت صاحب کے صاحب شریعت نبی ہونیکی ایک ابتدا قرآنی آیات کی وحی کسی پر ہو یا نہ ہو قرآن کریم کی بجا آوری ہر حالت میں ہر مسلم پر فرض ہے اس سے کوئی صاحب شریعت نبی سے مشابہت پیدا نہیں ہو جاتی۔ ان آیات کے دوبارہ نازل ہونے سے غرض خداوندی تو یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ نازل ہوئی ہو وہ اس حکم کی طرف لوگوں کو خاص توجہ دلائے اور اسی میں اس وقت کے لوگوں کی اصلاح سمجھے۔ اس قسم کی آیات کا نزول صرف خادم الدین لوگوں کے دلوں میں القا کے طور پر ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اُن کو اطلاع دیتا ہے کہ اس قسم کی مرض لوگوں میں اس وقت موجود ہے۔ اس کی طرف تم خاص توجہ کرو اور لوگوں کی اصلاح اس امر کے متعلق کرو نہ کچھ اور حضرت امام کے الہام میں قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الآیۃ کا آنا کوئی اچنبے کی بات نہیں اور نہ اس سے آپ کی کسی صاحب شریعت نبی سے کوئی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اہل اللہ پر بھی تو اس طرح قرآنی آیات کا جس میں امر و نواہی ہوں الہام کے رنگ میں اترنا پایا جاتا ہے مگر وہ اُن سے نہ تو نبی اور نہ صاحب شریعت ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں چند امر و نواہی تو مریم صدیقہ ام مسیح عیسٰے کی وحی میں بھی ہیں جیسے یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین پھر کیا وہ اس وحی سے صاحب شریعت نبی ہو گئی۔ کلا و حاشا ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں جناب میاں صاحب کا بار بار فرمانا کہ قرآن کریم نے ہرگز شریعت کا لانا شرط نبوت نہیں ٹھیرایا یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا۔ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا۔ یعنی لوگو تم میں سے ہر کسی کو ہم نے ایک شریعت اور ایک راہ دکھایا ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون۔ پس اس طرح بھی مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق نبی کو شریعت یا کتاب کا دیا جانا ضروری ہے ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا ھو کے مطابق بلاواسطہ نبوت کا دیا جانا بھی ضروری ہے پھر چونکہ قرآن کریم کے بعد شریعت کا آنا ممتنع ہے اور بلاواسطہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد بکلی مسدود ہے

۲ اور ان دونوں شرطوں کے علاوہ دوسرے شرایط بھی جو نبیوں کے قرآن نے بیان کئے ہیں حضرت صاحب میں پائے نہیں جاتے

تیسری فصل

نبوت مسیح کے متعلق چند ضروری امور کے بیان میں

کے عنوان سے جناب میاں صاحب نے ایک الگ باب باندھا ہے۔ جو حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۰۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں آپ نے نبوت مسیح موعود کے متعلق کچھ دلائل بیان کئے ہیں اور اس امر کے متعلق بھی بحث کی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے علاوہ اس امت میں کوئی اور بھی نبی گزرا ہے یا نہیں۔ جناب میاں صاحب نے دلائل سے پہلے بطور تمہید کے آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے خاتم النبیین ہونے کے بھی کچھ معنے فرمائے ہیں۔ اس پر بھی ایک نظر ضروری ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ بدقسمت ہے وہ انسان جس نے آپ کے دامن کو نہ پکڑا اور بد نصیب وہ انسان جس نے آپ کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر نہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ کے قرب کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کی اطاعت میں کمال پیدا کرلے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

میں عرض کرتا ہوں بیشک ہر مسلم اور مومن کا تو یہی عقیدہ ہونا چاہئے کہ وہ آنحضرت صلعم کے دامن کو ہی پکڑے اور آنحضرت کی ہی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھے کیونکہ اللہ کے قرب کا ایک ہی ذریعہ قیامت تک ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے اگر حضرت صاحب کی وحی کو اولیاء کی وحی نہ مانا جائے اور ان کی نبوت کو مجازی نبوۃ نہ کہا جائے۔ بلکہ آپ کی وحی کو وحی رسالت سمجھا جائے۔ اور آپ کی نبوت کو درحقیقت نبوت سمجھا جائے تو حضرت صاحب کی بھی یہ وحی ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اب ایسی وحی کی موجودگی میں بشرطیکہ اس کی وحی کو وحی رسالت اور وحی نبوت سمجھا جائے۔ یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی اتباع سے کوئی کمال حاصل ہو سکتا ہے۔ یا آپ ان کے نور سے کوئی نور پاکر نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ دراصل لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ جب اصل یہی ہے کہ اب خدا کا محبوب بننے کے لئے حضرت صاحب کی اتباع لازمی ہو تو نقل کفر کفر نباشد۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اب بیسود ہوئی۔ اور پھر اس دلیل کا کیا فائدہ کہ مسیح موعود کا نبی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی اتباع میں کمال کو پہنچ گیا ہے۔" گویا نعوذ باللہ آنحضرت کی اتباع میں کمال کو پہنچا کیا ہوا۔ نبی بن کر آنحضرت کی نبوت کو منسوخ ٹھہرانا ہوا۔ کیونکہ وہی الفاظ جو آنحضرت کے حق میں تھے۔ وہی اس نبی کے حق میں آگئے تو فرمائیے آنحضرت صلعم کی اتباع اب کہاں رہی؟

پھر جناب میاں صاحب صفحہ ۱۸۷ پر فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔ اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔

میں عرض کرتا ہوں ۔ اگر فیض نبوۃ یہی ہے کہ کوئی نبی ہو جائے تو یہ تو فیض نبوت خوب ہؤا کہ تیرہ سو برس میں جا کر ایک نبی بنا اور آگے پھر قیامت تک کوئی نہیں ملو ہم ایسے فیضان کے منکر ہیں جو صرف ایک ہی آدمی تک محدود ہے۔ مگر ایسے فیضان کے اقراری ہیں جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ اور بذریعہ وحی آلہی کے مخفی امور پر اطلاع پا دے۔ اور اس سے ایک دنیا سیراب ہو۔ اور ہزاروں اس فیضان کے نمونے نظر آویں۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایسے نبی کہ جیسے حضرت صاحب تھے اس امت میں بہت ہوئے اور آئیندہ ہوں گے کیونکہ یہ نبوت باعث امتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ کوئی اصل نبوت نہیں ۔اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کو فیض کی راہ میں روک نہیں ہوتے۔ بلکہ بقول و عقیدہ میاں صاحب حضرت صاحب کے اس فیض کی راہ میں روک ہوئے کیونکہ حضرت جی کے بعد نبوۃ کا دروازہ بند ہو گیا اور مسیح موعود نے آکر دنیا کو اس فیض عام سے محروم کر دیا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرتا ہے جو صرف آپ کا ایک ہی سعید اور انعام یافتہ شاگرد قرار دیتا ہے۔ ہمارا یہ ایمان نہیں کہ ہمارا ہادی اور رہبر اور خاتم الرسل اور سب سے افضل اور اعلےٰ اور بہتر اور اپنی قوت قدسیہ میں تمام انبیاء سے بڑھکر **نبی** کے نیچے دین پر ثابت اور قائم ہونے والا اور خدا کیطرف سے ملہم ہو کر امور غیبیہ کا بتلانے والا صرف **ایک** ہی ظلی نبی یعنی امتی نبی ہؤا ہے۔

اب میں ان دلیلوں کی طرف آتا ہوں جو مسیح موعود کی نبوۃ کے بارے میں جناب میاں صاحب نے دی ہیں۔

قولہٗ۔ اوّل دلیل ۔ حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالےٰ نے رسول رکھا

اقول ۔ میں نے اس پیشگوئی کے بارے میں جو رسالہ اسمہ **احمد** لکھا تھا اور اس میں ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کا یہ مذہب نہیں تھا کہ قرآن کریم میں خدا نے مجھ کو اسیطرح رسول اور نبی کہہ کے پکارا ہے جس طرح کہ حضرت موسٰیؑ و عیسےٰؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ کو رسول اور نبی کہہ کے یاد فرمایا ہے چنانچہ

میں نے ازالہ اوہام کے مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت کیا تھا کہ اسمہٗ احمد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں نہ کہ حضرت مرزا صاحب۔ حوالجات یہ ہیں۔

(۱) مسیح کیونکر آ سکتا ہے وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئین اس کو آنے سے روکتی ہے سو اس کا ہم رنگ آیا۔ وہ رسول نہیں۔ مگر رسولوں کے مشابہ ہے ازالہ صفحہ ۲۱۶ خیال فرمائیے۔ اس میں رسول ہونے سے صاف انکار ہے۔ پھر اسمہٗ احمد کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

(۲) ہست احمد نہاں وارد و در صد دراد وجود سے تواند شد مسیحا مے تواند شد یہود صفحہ ۶۶۳
ہست احمد میں محمد ہو کر مسیحا بن کر پھر اسمہٗ احمد کی پیشگوئی آپ پر کیسے صادق آ سکتی ہے۔ یہ کیسے صاف لفظ ہیں۔

(۳) ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں | دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں | خاک راہ احمد مختار ہیں

(۴) جس حالت میں یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ اے عیسائیو میں کوئی نیا دین یا نئی تعلیم لیکر نہیں آیا۔ بلکہ میں بھی تم میں سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں۔ اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں۔ اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں۔ الخ

اب فرمائیے کہ جب احمد عربی کے سوا کوئی اور رسول نہیں تو اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے حق میں کیسے ہوئی۔

علاوہ ازیں یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو زمانہ سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی احمد تھا اور یہ نام حضور کے اسم گرامی محمد سے بھی پہلے رکھا گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے ان دو ناموں کے متعلق صاحب اتقان نے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے:۔

"ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبیوں میں سے بجز عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہیں تھا جس کے دو نام ہوئے ہوں۔ دیکھو تفسیر اتقان اردو حصہ دوم صفحہ ۳۴۹۔

اسی طرح جب ہم خوب تحقیقات کے ساتھ دریافت کرینگے۔ تو نصوص حدیثیہ اور اقوال

صحابہ اور اقوال آئمہ اور اقوال فقہا اور اقوال علما بالاتفاق اس بات پر گواہی دیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہی دراصل میں احمد تھا۔ اور اس بشارت عیسوی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مصداق تھے۔ تیرہ سو برس ہو گئے کسی مقبول امام پیشوائے انام یا کسی عالم اور متقی انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم گرامی دراصل میں احمد ہونے سے انکار نہیں ہوا حتیٰ کہ اہل لغت نے بھی صاف اور صریح طور پر اقرار کیا ہے کہ تمام عرب میں سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا نام احمد نہیں تھا چنانچہ تاج العروس شرح قاموس جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۹ میں اس طرح پر لکھا ہے۔

"محمد هذا الاسم الشريف الواقع علما عليه صلى الله عليه وسلم وهو اعظم اسمائه واشهرها كانه حمد مرة بعد مرة اخرى... وقد سمت العرب احمد محمد وهما من اشرف اسمائه صلى الله عليه وسلم ولم يعرف من تسمى قبله صلى الله عليه وسلم باحمد" یعنی محمدؐ یہ بزرگ نام آنحضرت صلعم کا بطور علم کے ہے۔ اور یہ آپ کا نہایت بزرگ اور مشہور نام ہے گویا آپ بار بار تعریف کئے گئے ہیں..... اور نام رکھتے ہیں۔ عرب لوگ احمدؐ اور محمدؐ اور یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ نام ہیں۔ اور آنحضرت صلعم سے پہلے کسی آدمی نے اپنا نام احمدؐ نہیں رکھا"

ظاہر ہے کہ نصاریٰ کو ملزم کرنے کے لئے اسمہ احمد کی بشارت کے مطابق آنحضرت صلعم کا نام ہی احمد ہونے سے حجت پوری ہو سکتی تھی۔ اور قرآن کریم کے اس دعویٰ کو تقویت مل سکتی تھی۔ اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد نہیں تھا اور نہ آپ احمد کے نام سے مشہور تھے۔ تو اس طرح تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ آپ نے انجیل کی اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا معاذ اللہ جھوٹے طور پر دعویٰ کر دیا اور فرما دیا کہ میں بشارت ہوں عیسےٰ کی اور دعا ہوں ابراہیم کی۔ اور معاذ اللہ یہ بھی خلاف واقعہ فرما دیا۔ اسمی فی التوراۃ محمد واسمی فی الانجیل احمد۔ یا معاذ اللہ یہ بھی غلط فرما دیا کہ میری ماں نے میرا نام فرشتہ کے کہنے کے مطابق احمد رکھا لیکن ایک ایماندار کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب وہ سنتا ہے کہ فلاں بات جو قرآن میں ہے وہ خلاف واقعہ ہے یا فلاں پیشگوئی کا مصداق جو قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اللہ تعالےٰ تو یہ آیۃ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے بعد فرمائے۔ فلما جاء ھم بالبیّنٰت قالو ھذا سحر مبین۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ احمد جس کا آیۃ میں ذکر ہے وہ بوقت نزول قرآن موجود تھا جبھی تو کافروں نے کہا ھذا

سحر مبین۔ کیونکہ اگر احمد نزول قرآن کے وقت موجود نہ ہو تو یہ آیت فلما جاءھم بالبینٰت قالو ھذا سحر مبین۔ خلاف واقعہ ٹھیرتی ہے اور پھر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر جو اسی آیت کے متعلق آپنے فرمائی کہ انا محمد وانا احمد (دیکھو کتاب التفسیر صحیح بخاری بیان سورہ صف) وہ بھی غلط ٹھہرتی ہے۔ مگر افسوس ہزار افسوس کہ جناب میاں صاحب کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ جس امر میں قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر زد پڑتی ہو ایماندار کا کام نہیں کہ وہ پہلو اختیار کرے۔

تعجب تو یہ ہے کہ یہ اعتقاد ایک بے بنیاد خیال کی بنا پر گھڑا گیا ہے۔ حضرت امام کی ایک بھی تحریر ایسی پائی نہیں جاتی جو آنحضرت صلعم کے سوا اپنا نام اصلی احمد ہونے پر ایک ذرہ بھی اشارہ کرتی ہو۔ مگر ہمارے یہ بدعتی بھائی اپنا یہ من گھڑت مذہب حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ جو اس آیت شریفہ یاتی من بعدی اسمہ احمد کا حقیقی اور واقعی اور اصلی مصداق ہے اس کو تو یہ اس کا مصداق نہیں سمجھتے۔ اور جو اس آیت شریفہ کا کسی رنگ میں بھی حقیقی اور واقعی اصلی مصداق نہیں بن سکتا۔ اور اس کو اس کا مصداق ٹھہرا رہے ہیں۔ مگر دوستو یاد رکھو اقرب بالامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہی یہی مذہب ہے کہ قیامت تک اس آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق یقینی اور قطعی طور پر سوائے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین رسول رب العالمین احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو نہ مانا جائے۔ اور ایک امتی کو جس کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ سے نہایت ہی کمتر اور فروتر ہے۔ اس بزرگ اور جاہ و جلال والے نبی سے متعلق بشارت کا (جو اس امتی کا بھی نبی اور رسول اور پیشوا ہے) مصداق نہ سمجھا جائے۔ اور وہ درجہ اس کو نہ دیا جائے جو اس کے کسی طرح بھی شایان شان نہیں یعنی حقیقی نبی اور رسول کا درجہ۔

دوسری آیت جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر اذا الرسل اقتت کی پیش کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ اور اس کی معنے یہ کئے ہیں کہ ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا۔ اور وہ مسیح موعود کی وجود میں ظاہر ہونگے۔ معلوم نہیں آنحضرت کی پیشگوئی تو صرف مسیح موعود مہدی کے آنے کی تھی۔ یہ سارے رسولوں کے ایک وجود میں آنے کی پیشگوئی قرآن و حدیث میں کہاں لکھی گئی تھی

نوٹ اس مسئلہ میں تین رسالے ایک اسمہ احمد ایک احمد [illegible] علیہ وسلم بطور تتمہ اسمہ احمد ایک

لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود اسکو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں اسلئے ہم حضرت صاحب کے اپنے الفاظ میں اس کو مان لیتے ہیں۔
اگر حضرت مسیح موعود فرمادیں کہ اس سے میرا واقعی نبی اور رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو آمنا وصدقنا
مگر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی ہی الفاظ میں اس آیت کے معنی ذیل میں لکھو جاویں حضرت صاحب کی تحریر یہ ہے
واذا الرسل اقتت۔ اور جب رسول وقت مقرر پر لائے جاویں گے یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے۔ اور اس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اور یہ میں کئی دفعہ بیان کرچکا ہوں کہ اکثر قرآن کریم کے آیات کئی وجوہ کے جامع ہیں جیسا کہ یہ احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کے لئے ظہر بھی ہے اور بطن بھی۔ پس اگر رسول قیامت کے میدان میں بھی شہادت کے لئے جمع ہوں تو آمنا وصدقنا۔ لیکن اس مقام میں جو آخری زمانہ کی ابتر علامات بیان فرما کر پھر اخیر پر یہ بھی فرمایا کہ اس وقت رسول وقت مقرر پر لائے جائیں گے۔ تو قراین بینیہ صاف طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس ظلمت کے کمال کے بعد خدا تعالےٰ کسی اپنے مرسل کو بھیجے گا تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو اور چونکہ قرآن شریف سے ثابت ہوچکا ہے کہ وہ ظلمت عیسائیوں کی طرف سے ہوگی تو ایسا مامور من اللہ بلاشبہ انہیں کی دعوت کے لئے اور انہیں کے فیصلہ کے لئے آئیگا۔ پس اسی مناسبت سے اس کا نام عیسیٰ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کے لئے ایسا ہی بھیجا گیا۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور آیت واذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ مجدد جس کا بھیجنا بزبان رسول کریم معہود ہوچکا ہے۔ وہ اس عیسائی تاریکی کے وقت میں بھیجا جائیگا۔ دیکھو صفحہ ۴۱ شہادۃ القرآن۔
واذا الرسل اقتت۔ یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہوجائیگی یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے تمام ر قعدکا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا۔ ظہور میں آجائیگا۔ یہ آیت بھی اس بات پر نص صریح ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ کیونکہ بھلا مسیح ہی دوبارہ آجائے تو وہ اپنا وجود تعیین عدد نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ تو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک رسول ہے۔ جو فوت ہوچکا ہے۔ اور اس جگہ خلفاء سلسلہ محمدیہ کے تعیین مطلوب ہے۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ اقتت کے یہ معنے لینے معین کرنا اس عدد کا جو ارادہ کیا گیا ہے۔ کہاں سے معلوم ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتب لغت لسان العرب وغیرہ میں لکھا ہے کہ قد یجئ التوقیت بمعنی تبیین الحد والعدد المقدار کما جاء فی حدیث ابن عباس رضی اللہ

عنه لم یقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر حدًا ای لم یقدر ولم یحدّہ بعدد مخصوص۔ یعنی لفظ توقیت جس سے اقتت نکلا ہے۔ کبھی حد اور شمار اور مقدار کے بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کی کچھ توقیت نہیں کی۔ یعنی خمر کی حد کی کوئی تعداد اور مقدار بیان نہیں کی۔ اور تعیین عدد بیان نہیں فرمائی۔ پس یہی معنے آیت واذا الرسل اقتت کے ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا۔ اور یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جب ایک سلسلہ کا آخری ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو عند العقل اس سلسلہ کی پیمائش ہو جاتی ہے۔ اور جب تک کوئی خط ممتد کسی نکتہ پر ختم نہ ہو ایسے خط کی پیمائش ہونا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اس کی دوسری طرف غیر معلوم اور غیر معین ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور سے دونوں طرف سلسلہ خلافت محمدیہ کے معین اور مشخص ہو جائیں گے۔ گویا یوں فرماتا ہے و اذا الخلفاء بیّن تعدادھم وحدّد عددھم بخلیفۃ ھو آخر الخلفاء الذی ھو المسیح الموعود فان آخر کل شئی یعین مقدار ذالک الشئی وتعدادہ فھذا ھو معنی واذا الرسل اقتت۔ دیکھو تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

ناظرین خدا را انصاف فرماویں کہ جناب میاں صاحب نے جو استنباط اس آیت سے کیا ہے کیا وہ صحیح ہے۔ یا کیا حضرت صاحب کی ان تحریروں سے یہ استنباط ہو سکتا ہے یا حضرت صاحب کا منشا اس آیت کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے وہی دلیل اس آیت سے مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے۔ اوّل تو مسیح موعود نے اس آیت کے وہ معنی نہیں کئے۔ جو میاں صاحب نے فرمائے۔ اور نہ اس سے آپ نبی یا رسول ہونے کی دلیل دی ہے پھر کس طرح اس سے حضرت صاحب کے نبی ہونے کا استدلال ہو سکتا ہے۔

تیسری آیت جناب میاں صاحب نے پیش کی ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت کی نسبت لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے لئے ہے۔ وہ اس کے زمانہ میں پوری ہوگی۔

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اس آیت کا بھی مسیح موعود کے ذکر کے ساتھ کوئی حقیقی تعلق نہیں خود حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ " آیت تبت یدا ابی لھب وتب جو قرآن شریف کی

آخری سپارہ میں چار آخری سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے۔ ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کی ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہو جاب فرمائی گئی۔

چوتھی آیت جو جناب میاں صاحب نے مسیح موعود کے نبی ہونے پر لکھی ہے۔ یہ ہے۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ آپ لکھتے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث بتائے گئے ہیں پس ضرور ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اس آیت کے بہت معنی فرمائے ہیں۔ ایک معنی تو اس آیت کے یہ فرمائے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں جو حدیث امامکم منکم وامکم منکم مسیح موعود کے حق میں لکھی ہے..... کچھ شک نہیں کہ اس جگہ منکم کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفصلہ ذیل میں قائم مقام صحابہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وآخرین منھم لما یلحقو بھم۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کریم کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور اسی معنی کے رو سے صحابہ میں داخل ہے۔ اور اس آیت کی تشریح میں یہ حدیث ہے۔ لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔" ایک معنے اس آیت کے یہ بھی فرمائے ہیں۔ "خدا کے کلام میں یہ قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا۔ جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اس لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا۔ جیسا کہ فرماتا ہے وآخرین منھم لما یلحقو بھم۔ یعنی امت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنے والے ہیں۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا۔ اور فرمایا لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ اور میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی

یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔ اور اس دمشقی حدیث میں بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت کا لفظ موجود ہے۔ وہ بھی باآواز بلند پکار رہا ہے کہ یہ سب باتیں عالم رویا اور کشف میں سے ہیں جن کی مناسب تاویل ہونی چاہیئے۔ صفحہ ۹۰ "حالانکہ بجز نواس بن سمعان اور ایک دو اور راویوں کے کسی نے اس حدیث کی روایت نہیں کی۔ بلکہ نواس بن سمعان اپنی تمام روایت میں منفرد ہے" صفحہ ۱۰۰ "اس صورت میں جس قدر ضعف اس حدیث میں پایا جاتا ہے۔ وہ محققین کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا" (صفحہ ۱) "مسلم کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ... جب عیسٰے دجال کو باب لد پر قتل کرے گا۔ تو اس پر اللہ تعالےٰ وحی نازل کرے گا.... اور وحی کا لانے والا جبرئیل ہوگا۔ کیونکہ جبرئیل ہر پیغمبر دل پر وحی لاتا ہے.... اب ہر ایک دانشمند اندازہ لگا سکتا ہے کہ جس حالت میں ۲۳ برس میں تیس جزو قرآن شریف کی نازل ہوگئی تھیں تو بہت ضروری ہے کہ اسی چالیس برس میں (جو مدت توقف حضرت مسیح کی دنیا میں دوبارہ آنیکے لئے قرار دی گئی ہے) کم سے کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے" صفحہ ۲۴۰

اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے۔ خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے۔ اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے۔ صفحہ ۹۹۔ ازالہ اوہام۔

یہ بھی یاد رہے کہ "مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے" ایام الصلح صفحہ ۷۵۔ قصہ نزول مسیح جو مسلم میں ایک لمبی حدیث میں نواس بن سمعان سے ہے۔ یہ حدیث اور اس کے امثال استعارات کے رنگ میں ہیں۔ کیونکہ اگر اس مضمون کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو بوجہ تناقض یہ تمام حدیث رد کرنیکے لائق ٹھہرے گی" پھر حضرت صاحب نے براہین پنجم صفحہ ۱۸۳ میں صاف لکھا ہے کہ "اگر آنے والے عیسٰے کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا بعد امتی اس کا نام نہ رکھا جاتا۔ تو دھوکا لگ سکتا تھا۔ مگر اب تو صحیح بخاری میں آنے والے عیسٰے کی نسبت صاف لکھا ہے کہ امامکم منکم یعنی اے امتیو آنے والا عیسٰے بھی صرف ایک امتی ہے۔ نہ اور کچھ۔

اب فرمائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو صرف نبی کہاں کہا ہے یا صرف نبی کے نام سے کہاں پکارا ہے۔ پھر ہم کس طرح اس بات کو صحیح سمجھیں کہ آنحضرت شاہد میں

ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ پھر جناب میاں صاحب صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت نے لا نبی بعدی فرمایا ہے تو مسیح کو نبی اللہ بھی فرمایا ہے پس ان دونوں اقوال کو ملا کر معنی کرنے پڑیں گے کہ ایک قسم کے نبی آپ کے بعد نہیں ہوں گے۔ اور ایک قسم کے ہوں گے"۔ اس کا جواب تو یہ ہے کہ اول تو وہ حدیث ہی ناقابل اعتبار ضعیف منفرد اور مجروح ہے جس میں لکھا ہے کہ مسیح نبی ہوگا پھر اگر اس کو مان بھی لیا جائے کہ وہ آنحضرت کی طرف سے ہے۔ تو وہ صرف ایک رویا یا مکاشفہ آنحضرت صلعم ہو۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے بھی لکھا اگر پھر ہم ان دونوں اقوال کو اس طرح ملا دینگے کہ مسیح موعود کے لئے جو نبی کا لفظ ہوگا اسکو بطور مجاز و استعارہ کے سمجھینگے اور اس طرح لا نبی بعدی کا مفہوم صحیح رہے گا۔ و لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے ہم ایک جزوی نبوت جو محدثیت یا مجددیت کے منصب کے لئے ضروری ہے۔ جاری سمجھیں گے۔

آگے چل کر جناب میاں صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے ایسے ہی لوگوں سے ڈر کر شاید فرمایا تھا کہ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ میں عرض کرتا ہوں شاید کا علم تو میاں صاحب کو ہوگا۔ لیکن اگر آپ اسی کتاب میں سے جس میں یہ قول حضرت عائشہ کا نقل فرمایا۔ یہ چوتھی حدیث بھی لکھ دیتے جو محمد ابن سعید نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدہ الا ان یشاء اللہ تو اس سے آپ کا مطلب زیادہ واضح ہو جاتا۔ اس قسم کے قول اور جھوٹی روایتوں اور بناوٹی حدیثوں نے ہی تو لوگوں کو اپنا دین ترقی کرنے کی وجہ سے ایسے استثناؤں کو زیادہ کرنے کی جرات دلائی ہے۔ اور اسی لئے بعضوں نے بسبب فساد عقیدہ کے یا بغض صحابہ کے حدیثوں کو موافق اپنے عقیدہ کے گھڑ کر کسی صحابی کا نام اس پر جڑ دیا۔ اور روایت کر دیا۔ بخاری اور مسلم اور تمام کتب حدیث میں متواتر صحیح مرفوع متصل طور پر یہی حدیث آئی ہے کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور حضرت عائشہ ان سب کے خلاف یہ فرماتی ہیں قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول حضرت عائشہ کا نہیں ہو سکتا کسی نے اپنی نادانی اور جہالت سے اسے حضرت عائشہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ورنہ اس قول کی تصحیح آپ کسی صحابی کی زبان سے ثابت کریں

حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف جو یہ قول منسوب کیا جاتا ہے۔ اول تو اسکی صحیح سند کسی کے

پاس نہیں کہ ضرور حضرت عائشہ صدیقہ کا ہی یہ قول ہے۔ دوسرے جب قول صحابہ حجت نہیں تو قول عائشہ صدیقہ حجت کیسے ہو سکتا ہے۔ تیسرے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح قول انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کی تکذیب ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے تمسک کرنا آنحضرت کی ہتک شان کرنا ہے۔ چوتھے اگر یہ قول صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے آنحضرت کے بعد انبیاء کا سلسلہ ماننا پڑتا ہے۔ اور انبیاء کے آنے کا ایک دروازہ کھلتا ہے گا جیسا کہ میاں صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کے دل میں خیال پیدا ہوا ہوگا کہ کچھ دن کے بعد لوگ نبوت کا دروازہ بالکل مسدود نہ سمجھ لیں اور وقت پر خدا تعالیٰ کے کسی نبی کا انکار نہ کر بیٹھیں"

اگر نبوۃ کا سلسلہ آنحضرت کے بعد ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کی تعلیم فرماتے۔ ہم تو حضرت نبی کریم کے ہر ایک قول اور فعل کی عزت کرتے اور دل سے ان سب باتوں پر ایمان لاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوں۔ ہم اس حدیث کے منکر نہیں جس میں عیسٰی نبی اللہ آیا ہے۔ لیکن یہ حدیث چونکہ آنحضرت صلعم کے مکاشفات میں سے ایک ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہیں۔ اور نبی کے لفظ کو بطور مجاز و استعارہ کے سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ وہ بھی بطور مجاز و استعارہ کے ہے"۔

جناب میاں صاحب صفحہ ۱۹۱ حقیقۃ النبوۃ پر فرماتے ہیں کہ لا نبی بعدی۔ اور مسیح کو نبی اللہ کے نام سے جو آپ نے یاد فرمایا ہے۔ ان دونوں اقوال میں تطبیق دو۔ میاں صاحب اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ تشریعی نبوت اور نبوت مستقلہ کا دروازہ مسدود سمجھو۔ اور اس نبوت کو

تا قیامت جاری خیال کرو۔ جو آپکے فیضان سے ملتی ہے"۔

ہم بھی تو یہی مانتے ہیں۔ مگر ہم تشریعی نبوت اور نبوۃ مستقلہ کے بغیر اس نبوۃ کو جو آپکے فیضان سے ملتی ہے۔ اور قیامت تک جاری ہے۔ لم یبق من النبوۃ کے ماتحت جزوی نبوۃ مانتے ہیں اور اسی میں ہم حضرت مسیح موعود کو رکھتے ہیں۔ اور آپ اس نبی کریم کی فیضان والی نبوت کو کامل نبوۃ قرار دیتے ہیں مگر مسیح موعود کے سوا کسی کو اس میں ساجھی نہیں ٹھہراتے۔ حالانکہ اسلام میں اس نبوۃ کا دروازہ بند ہے جو کامل نبوۃ کہلاتی ہے یا بنا سکر جاتی ہے۔

نواس بن سمعان راوی کی روایت کے سوا دنیا بھر میں کوئی ایسی روایت یا حدیث مطلق نہیں جس میں مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہو۔ اور گو وہ ضعیف روایت ہے۔ اور منفرد ہے لیکن اللہ تعالیٰ

سے وہ لفظ بلفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہوا ثابت نہیں ہوتا۔ تاہم
چونکہ حضرت صاحب نے اس کو بطور ایک دلیل کے اپنے دعوے میں مانا ہے۔ اس لئے
ہم اس حدیث میں نبی کے وہ معنی کرتے ہیں۔ جو حضرت صاحب نے فرمائے ہیں یعنی بطور مجاز و استعارہ
پھر صفحہ ۱۹۲ پر جناب میاں صاحب ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اسکے
(یعنی نواس بن سمعان کی حدیث کے) علاوہ ایک اور حدیث بھی ہے جس میں مسیح موعود کو نبی
کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتی
ودینہم واحد وانا اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن
بینی وبینہ نبی وانہ نازل۔ الخ۔ یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔
ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں۔ اور دین ایک ہوتا ہے۔ اور میں عیسے بن مریم میں سب سے زیادہ
تعلق رکھنے والا ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہونے والا ہے
جناب میاں صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں صاف طور پر آنے والے عیسے کو نبی کہا
گیا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی کہا گیا ہے۔ بلکہ سب نبیوں کی جماعت میں اسے شریک کیا گیا ہے الخ
مگر افسوس جناب میاں صاحب نے غور نہیں فرمایا کہ اس میں نزول کے بعد نبوۃ کا ذکر
تک نہیں۔ اور یہ دو ٹکڑے ملا دئے گئے ہیں۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ مخالفین جو
ایسی ہی احادیث سے عیسے ابن مریم رسول نبی اسرائیل کے نزول کا استدلال اسی بنا پر کرتے ہیں
کہ اس میں انہ نازل لکھا ہے۔ وہ کیوں معتمد نہیں سمجھے جاتے۔ کیونکہ اس حدیث میں
یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ آنے والا عیسے اور ہے۔ اور جانے والا عیسے اور۔ اس میں تو صرف ایک ہی
عیسے ابن مریم کا ذکر ہے۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس حدیث کو حضرت صاحب نے بھی کہیں پیش کیا
ہے جو آپ نے یہاں استدلال میں پیش کئے ہیں۔ یا کہیں حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا
ہے کہ انبیاء میرے علاتی بھائی ہیں۔ بلکہ آپ نے تو یہ فرمایا ہے

ہم ہوئے خیر رسل احمد کریم   ہم خدا کا منشا وہ ہمدرد سے

آگے جناب میاں صاحب صفحہ ۱۹۶ پر فرماتے ہیں

تیسری شہادت۔ مسیح موعود کے نبی ہونے پر انبیاء گذشتہ کی شہادت ہے جن میں سے
پہلی شہادت تو زرتشت نبی کی ہے جو ایران کا ایک نبی تھا جس کے پیرو پارسی کہلاتے
ہیں اور ہندوستان میں خاص طور پر معزز خیال کئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اس نبی نے اپنے

ہے۔ اس لئے کہ مسیح موعود کا نام خدا نے کرشن بھی رکھا ہے یہ محض فضول اور لغو خیال ہے حضرت صاحب کا تو خدا نے آدم بھی نام رکھا پھر آدم کی بھی کوئی خبر نکالو کہ اخیر زمانہ میں ایک آدم آنے والا ہے۔ پھر مریم بھی نام رکھا پھر یہ بھی کہیں سے خبر نکالو کہ ایک مریم بشکل مسیح موعود آنے والی ہے کیا ڈھکوسلے جوڑے ہیں جن کا نہ سر ہے نہ پیر۔ افسوس صد افسوس۔

ایک تیسری شہادت دانیال نبی کی جناب میاں صاحب نے اور لکھی ہے اور لکھا ہے مسیح موعود تحریر کرتے ہیں کہ آپ کا نام انہوں نے نبی رکھا۔ مگر میاں صاحب نے اس حوالہ کو پڑھکر نہیں دیکھا جو اربعین اور تحفہ گولڑویہ میں اسطرح پر لکھا ہے۔

اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق **مجاز** اور **استعارہ** کے طور پر ہے ...... اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت **بطور استعارہ** فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں **خدا کی مانند** یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے۔ جو براہین میں ہے۔ **انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی**۔ اب خیال فرمائیے حضرت صاحب تو نبی اور رسول کا لفظ جو ان کی نسبت کسی الہام میں آیا۔ مجاز اور استعارہ قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ مجاز اور استعارہ کو حقیقت بنا رہے کچھ شرم نہیں آتی کہ مسیح موعود کیا فرماتے ہیں۔ اور ہم کیا کہتے ہیں۔ اگر نبی کے لفظ سے مراد دانیال نبی کی واقعی نبی ہے۔ تو فرشتہ یا میکائیل سے واقعی فرشتہ یا خدا کی مانند کیوں مراد نہیں۔ اس پر کیا دلیل ہے اگر کہو کہ حضرت صاحب واقعی فرشتہ یا خدا کی مانند نہیں ہو سکتے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلعم کے بعد مسیح موعود واقعی نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ اگر تم واقعی نبی مانتے ہو تو پھر واقعی خدا کی مانند اور واقعی فرشتہ بھی ان کو کہو۔ اور پھر واقعی خدا کا بیٹا بھی ان کو مطابق الہام **بمنزلة ولدی** کے مانو۔ آخر دنیا میں کروڑوں ہیں جو ایک آدمی کو خدا مان رہے ہیں۔ اگر تم نے ایک اور آدمی کو بھی خدا یا فرشتہ یا نبی اسی طرح مان لیا جسطرح وہ تو نہیں تو کون سی بات ہو گئی۔ پر افسوس تمہارے ان لغو استدلالات پر جو تمہیں اسلام سے دور لے جا رہے ہیں۔

یہ بھی محض بناوٹ اور جھوٹے اور باطل امر ہے کہ ابتدائے زمانہ سے سارے نبی مسیح موعود کے نبی ہونے کی خبر دیتے آئے ہیں۔ حالانکہ کسی نبی نے سوائے محمد رسول اللہ کے آخری نبی اور

چوتھی شہادت جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی حضرت موصوف کے کل الہامات وحی سے جن میں آپ کے نزدیک کثرت سے حضرت جی کو نبی کا خطاب دیا گیا ہے چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ پر جناب میاں صاحب نے ۲۳ برس کے الہامات میں جہاں نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے ان سب کو گنا ہے مگر خدا کی شان ہے کہ اُس گنتی کو بھی چالیس کے عدد تک پوری نہیں کر سکے تسپر بھی آپ لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت جی کو سینکڑوں دفعہ نبی کا خطاب دیا" ان الہامات میں جناب میاں صاحب نے ایسے الہامات بھی درج کر دیئے ہیں جن میں حضرت جی کے متعلق نبی کے خطاب کا نام تک بھی نہیں مثلاً مبشر ونکا زوال نہیں۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا وقت آگیا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ مقام او مبیں از راہ تحقیر۔ سعدا لنخ رسولاں ناز کردند۔ دنیا میں ایک نذیر آیا الخ" وغیرہ ہیں پھر سکے قریب قرآن کریم کی آیات ہیں جو حضرت پر الہام کے طور پر القا ہوئی ہیں اور یہ مسلّمہ امر ہے اور خود حضرت صاحب نے لکھا ہے " کہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے۔ اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اُس سے ہوتا ہے"۔ باقی الہامات میں رسول مرسل کا لفظ آیا ہے جو محدث کے لئے بھی الہام آلٰہی میں بولا جاتا ہے۔ اور جبکہ خود حضرت صاحب کو خدا نے الہام میں انت محدث اللہ فرمایا ہے تو اس سے بڑھکر اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں لیکن اگر کوئی کہے کہ کیوں رسول اور مرسل سے آپ کا نبی اللہ اور رسول اللہ ہونا مراد نہیں ہو سکتا تو اُس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضرت صاحب اپنے آپ کو مجازی نبی لکھتے ہیں۔ دوسرے آپ میں وہ تمام شرائط جو نبی کیلئے ہونے ضروری ہیں قطعاً نہیں پائے جاتے۔ تیسرے حضرت نے لکھا ہے کہ رسول کا لفظ غیر نبی پر بھی بولا جاتا ہے۔ اس لئے ان الہامات کے معنے کرنے کیوقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے اور ان سے مراد محدث لیجائے تاکہ آپ کو صحیح الہام انت محدث اللہ کی تکذیب نہ ہو۔ اور رسول اور مرسل کے یہ معنی کرنے پر ہم اس لئے مجبور بھی ہیں کہ محدث کبھی نبی اور رسول اُن معنوں میں نہیں ہو سکتا جن معنی میں کہ نبی نبی اور رسول رسول ہوتا ہے اور کسی نبی کو ہم محدث نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ محدث امتی ہوتا ہے۔ نبی امتی نہیں ہوتا۔ باقی رہ گئے صرف وہ الہام جن میں جناب میاں صاحب کا خیال ہے کہ حضرت صاحب کو نبی کہا گیا ہے۔ "دنیا میں ایک نبی آیا" یہ کوئی علیحدہ الہام حضرت صاحب کا نہیں اور نہ اس کو علیحدہ الہام کی شکل میں حضرت صاحب نے کہیں لکھا ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا" کی دوسری قرأت اس کو لکھا ہے اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ نہ آپ کبھی نبی

بنا لیے گئے اور نہ آپ میں وہ تمام شرائط پائی جاتی ہیں جو تمام انبیا میں تھے اس لئے یہ الہام آپکی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ تمام دنیا کی طرف آنیوالے ایک ہی مخصوص نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آسکتا ہے کیونکہ آپ حقیقی نبی تھے اور آپ میں تمام کمالات نبوت اور وہ تمام شرائط جو انبیاء میں تھیں اکمل اور اتم طور پر موجود تھیں۔ باقی رہگیا ایک الہام یا نبی اللہ کنت لا اعرفک۔ یہ ایک کشف ہے اور کشف میں تو آپنے اپنے آپکو خدا بھی دیکھا پھر کیا ہم حضرت صاحب کو خدا مان لیں؛ جناب میاں صاحب نے ان الہامات کو تو لکھا جن میں بار بار رسول کا لفظ آیا تھا مگر اُن الہامات کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا جن سے حضرت صاحب کا غیر نبی ہونا ثابت ہوتا تھا تا کسی طرح لوگوں کو دھوکا لگ جائے۔ اب میں اُن الہامات کو نمبروار یہاں لکھتا ہوں جن میں کثرت سے آپ کو اُن خطابوں سے مخاطب کیا گیا ہے جن سے اظہر من الشمس طور پر آپ کا غیر نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور وہ الہامات یہ ہیں:۔

(۱) یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ (۲) یا ادم اسکن انت و زوجک الجنۃ (۳) یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ (۴) انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیہ (۵) یا عبد القادر رضی اللہ عنہ (۶) یا علی دعھم و انصارھم و زراعتھم (۷) ھز الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا (۸) کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم (۹) فتح الولی فتح و قربناہ نجیا (۱۰) ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس (۱۱) وصل علی محمد و ال محمد الصلوۃ ھو المربی (۱۲) نصرت بالرعب و احییت بالصدق ایھا الصدیق (۱۳) ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ (۱۴) کتاب الولی ذوالفقار علی (۱۵) صل علی محمد و ال محمد سید ولد ادم خاتم النبیین (۱۶) تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر اُن سے مشابہت رکھتا ہے) (۱۷) ھذا رجل یحب رسول اللہ (۱۸) یا عبد القادر انی معک اسمع و اری (یہ حضرت پیران پیر صاحب کا بھی الہام ہے جو منقول ہے) (۱۹) اذا غضبت غضبت۔ وکلما احببت احببت۔ من عادی ولیا لی فقد اذنتہ للحرب (۲۰) خلق ادم فاکرمہ (۲۱) قوت الرحمن لعبید اللہ الصمد (۲۲) شخصے پے

سن القمر کسنابک مسود غنم (۲۳) طریق زہد و تعبد تمام اسے زاہد خدا سے کن وہم را ند براوہ داوہ
(۲۴) یا عبد العالی رافع انی رافعک الی (۲۵) لوگ آئے اور اس کو پکڑ بیٹھے شیر خدا نے اُن کو پکڑا
اور شیر خدا نے فتح پائی (۲۶) آریوں کا بادشاہ آیا (۲۷) جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو (۲۸)
عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی (۲۹) حجۃ اللہ القادر سلطان احمد مختار (۳۰) دیکھو
کیا کہتی ہے تصویر تمہاری (۳۱) انت اشد مناسبۃ بعیسٰی ابن مریم واشبہ الناس بہ
خُلقًا وخَلقًا وزمانًا (۳۲) ھذا الکتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام (اس کتاب سے
مراد آپکی کمالات اسلام ہے اور اُس میں حضرت نے موٹے الفاظ میں لکھا ہے من نبی نیستم تاقل) (۳۳)
انت تربی فی حجر النبی (۳۴) سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن (۳۵) اصبر
سنفرغ یا مرزا (۳۶) سلامت بر تو اے مرد سلامت (۳۷) مبارک بر تو اے مرد مبارک (۳۸)
سلطان القلم (۳۹) غلام قادر آئے گھر نور سے اور برکت سے بھر گیا (۴۰) محمد مفلح (۴۱) انت
سلیمٰن ومنی یا ذا البرکات (۴۲) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں
اور ان کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں (۴۳) یا ولی اللہ کنت لا اعرفک (۴۴)
شفیع اللہ (۴۵) امین الملک جے سنگھ بہادر (۴۶) اے عبد الحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر
سے بچاوے۔ اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے۔ (۴۷) سلطان عبد القا
(۴۸) خدا کے ستّ نکو کار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں (۴۹) انت امامٌ مبارکٌ (۵۰)
غلام احمد کی جے یعنی فتح (۵۱) انی معک یا ابن رسول اللہ (۵۲) برتر گمان وہم سے احمد کی شان
ہے ✦ جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے (۵۳) وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق
نہیں ہوگا۔ (۵۴) خدا نے تیرے پر رحم کیا ہے۔ (۵۵) جو دعائیں آج قبول ہوئیں اُن میں
قوت اسلام اور شوکت اسلام بھری ہے (۵۶) دولت اسلام بذریعہ الہام (۵۷) شرفنا
بکلام منا (۵۸) انت منی بمنزلۃ البروزی (۵۹) یا عبد اللہ انی معک (۶۰) انی
معک یا امام رفیع القدر (۶۱) جاءک اللہ نصر اللہ رفع اللہ حجۃ الاسلام جلّا
ھو الذی امشاکم فی کل حال لا تحاط اسرار الاولیاء (۶۲) خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد
بود (۶۳) سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دین واحد (۶۴) غلام احمد مظفر

قرآنوں میں سے ایک امر صدیق اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پکارا گیا ہے اور ان الہامات میں جو اوپر لکھے گئے ہیں ان میں کہیں آپ کو مریم کہا ہے کہیں آدم کہا ہے کہیں عبد القادر رضی اللہ عنہ کہا ہے کہیں سلمان کہا ہے کہیں علی کہا ہے کہیں حسن کہا ہے کہیں ابن رسول اللہ کہا ہے کہیں عبد الحکیم کہا ہے کہیں محمد مظفر کہا ہے کہیں غلام احمد کہا ہے غرض بہت سے ایسے نام ہیں جو نبی کے نام نہیں ہوسکتے۔ اُن سے بھی آپ کو پکارا گیا ہے۔ جو مزید ثبوت ہے آپکے غیر نبی ہونیکا۔

اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسقدر الہامات کی موجودگی میں ہم ایک طرف اگر حضرت صاحب کو نبی قرار دیں تو دوسری طرف کے الہامات سے اُن کو غیر نبی قرار نہ دیں۔ الہامات کی ایک ہی شق پر زور دینا اور دوسری شق کو ترک کرنا۔ یہ انصاف اور ایمان سے بعید بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ ہی آپکو غیر نبی اشخاص کے ناموں سے پکارتا ہے مگر نبیوں کے ناموں میں سے بارہ ایسے نبی بھی نہیں نکلینگے جن کے ناموں سے خدا نے آپ کو یاد فرمایا ہو۔ پھر ہم سب جگہ ایک نبی کے لفظ ہی کو پکڑ لیں اور امتی کے لفظ کو چھوڑ دیں بلکہ ان سب الہامات سے مراد صرف اسیقدر ہے کہ جزئی یا مجازی نبی تھے۔ کیونکہ نبیوں کی کوئی صفت بھی آپ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ کیا دنیا میں کسی اور نبی میں بھی یہ نظیر ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کبھی غیر نبیوں کے ناموں سے بھی پکارا ہو اور کسی پہلے نبیوں کے ناموں سے بھی۔ حالانکہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جو کسی دوسرے نبی کے نام سے پکارا گیا ہو۔ اور کوئی ایسا نبی دنیا میں نہیں ہوا کہ کسی غیر نبی کا نام وحی میں اُس کا رکھا گیا ہو۔ کیا اس کی نظیر دنیا میں کسی اور نبی میں ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اُسے مریم کہے اور کبھی اُسے عیسےٰ کہے اور کبھی اُسے عبد القادر رضی اللہ عنہ کہے اور کبھی ابن رسول اللہ کہے اور کبھی نبی اللہ کہے۔ ہاں یہ نظیر اولیاء اللہ کے الہاموں میں ملتی ہے۔ کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اُن کے حق میں استعمال فرما لیتا ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب کے بھی وہ الہامات جن میں قرآنی آیات ہیں اور اُن میں عیسیٰ اور موسیٰ ابراہیم وغیرہ اسماء سے آپ کو مخاطب کیا ہے یا نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے یہ سب حقیقت پر محمول نہیں تعجب ہے کہ جو آپکا اصل عہدہ انت محدث اللہ میں بتلایا گیا ہے اُس کا نام تک نہیں لیا جاتا مگر جو اصل عہدہ نہیں اُس کو اپنی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ احمد نبی اللہ یا احمد جری اللہ نہ کہے

۴ آپ حضرت جی کے کسی الہام میں

[illegible] الہام [illegible] اللہ [illegible]

پ دیکھئے عیسیٰ موسیٰ داؤد سلیمان۔ یوسف۔ ابراہیم وغیرہ نام الہام میں پائے۔ کسی جزوی مشابہت
کی وجہ سے دیئے گئے تھے پھر آپکے الہامات میں اسقدر کثرت سے نبی کا لفظ نہیں جتنا کہ کثرت سے
آپ کی نسبت ولی کا لفظ ہے۔ نبی کا لفظ تو صرف ایک دفعہ ہی ہے جو یا نبی اللہ کنت لا اعرفک
کے کشفی حالت میں آپکی نسبت بولا گیا ہے۔ تعطیر الانام نکال کر دیکھ لو کہ کوئی اگر کسی کو کہہ لے
ولی اللہ تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی آپ کے نبی ہونے کیلئے کوئی دلیل نہیں۔ پھر آپ
کو نوح۔ ابراہیم۔ موسےٰ عیسےٰ وغیرہ انبیاء کے نام سے پکارنا یہ بھی اس بات کا زبردست ثبوت
ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں مگر انہیں کو کسی دوسرے نبی کے نام سے
پکارا گیا ہو۔ ہاں اولیاء اللہ کو پیار سے دوسرے نبیوں کے ناموں سے کسی ایک مشابہت کی وجہ
سے پکارا گیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نبی کو خطاب اُس کے نام سے ہی ہوا ہے۔ کسی دوسرے
نبی کے نام سے نہیں ہوا۔ جیسا کہ قرآن کریم اسپر گواہ ہے۔ کیا سب نبیوں کو ہم اس لئے نبی نہیں
مانتے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو نبی کہا۔ اُن کے نام سے اُن کو پکارا۔ اُن کی مادری زبان میں اُن کو
وحی کی۔ اُن کو سب کا مطاع بنایا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت صاحب میں اگر وہ نبی تھے۔ ان میں سے
ایک بات بھی پائی نہیں جاتی تھی۔ خدا نے موسیٰ کو کہا کہ تو نبی ہے اور وہ نبی ہو گیا۔ اور عیسےٰ کو کہا
کہ تو نبی ہے اور وہ نبی ہو گیا۔ لیکن مسیح موعود سے کہیں نہیں کہا کہ تو نبی ہے بلکہ کہا تو محدث
ہے۔ اگر خدا مسیح موعود کو نبی بناتا تو اسی طرح بناتا جس طرح اُس نے دوسرے نبیوں کو نبی بنایا تھا
کہ اس طرح کہ کبھی پیار سے اُس کا کوئی نام رکھدیا اور کبھی کوئی رکھدیا۔ کبھی پہلے مجددین میں سے
عبد القادر کا نام رکھدیا۔ اور کبھی مریم نام رکھدیا اور کبھی عبد الحکیم نام رکھدیا اور کبھی محمد مفلح اور کبھی محدث
کہہ دیا اور کبھی رسول کہدیا۔ (رسول۔ مرسل کا لفظ محدث پر بھی بولا جاتا ہے اور غیر رسول پر بھی
اطلاق پاتا ہے۔) اور کبھی انت منی بمنزلۃ ولدی کہدیا۔ غرض یہ کہ ان تمام ناموں اور الہاموں سے
پوری مشابہت آپ کی اولیاء اللہ سے ملتی ہے کسی نبی یا رسول رب العٰلمین سے نہیں ملتی
ہمارے سامنے کوئی ایسا نبی پیش کرو جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ پہلے نبیوں کو بھی خدا اسی طرح
نبی بنایا کرتا تھا۔ کہ پہلے تو ان کو محدث کہتا تھا اور حکم دیتا تھا کہ جاؤ اور دنیا میں اعلان

٣ یہ نام آپ کے نہ تھے بلکہ مجازاً آپکے یہ نام الہام میں رکھے

ہیم ہوں۔ آج کہدو آدم بنگیا ہوں۔ آج کہدو عیسے ہوں۔ آج کہدو میں موسٰی اور ابراہیم۔ یعقوب اور یوسف اور داؤد اور سلیمان ہوں اور آج کہدو میں محمد اور احمد ہوگیا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولوں اور نبیوں پر نازل ہونیوالی یقینی وحی اور رسالت اسی طرح ہوتی ہے۔ اور جبرئیل اسیطرح کا کلام نبیوں پر لایا کرتا ہے۔ میں بطور نمونہ چند وحیاں حضرت صاحب کی نیچے لکھتا ہوں۔ تا کہ پتہ لگجائے کہ نبیوں کی وحیوں اور ولیوں کی وحیوں میں کیا فرق ہوتا ہے۔

(۱) بالفعل نہیں (۲) ویل یو گو ٹو امرتسر۔ اور سارے انگریزی الہامات (۳) عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیلخان (۴) آج حاجی ارباب محمد لشکرخان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے (۵) صبح کیوقت بیداری ہی میں جہلم سے روانہ ہونے کی اطلاع دیگئی (۶) بست ویک روپیہ آنیوالے ہیں (۷) بست ویک روپیہ آئے ہیں (۸) بست ویک آئے ہیں۔ (۹) ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے؟ (۱۰) ھذا شاھد نزاغ (۱۱) کرہائے تو مارا کرد گستاخ (۱۲) چل رہی ہے نسیم رحمت کی۔ جو دعا کیجئے قبول ہے آج (۱۳) تو دید گمراہی سے بھرا ہوا ہے (۱۴) یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب (۱۵) ایک امیر نووارد پنجابی الاصل کی نسبت متوحش خبریں (۱۶) خدا تیرن کو چار کریگا (۱۷) بکرو ثیبٌ (۱۸) اس سفر میں تمہارا اور تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا (۱۹) نصف ترا نصف عمالیق را (۲۰) اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم وغم پیش آئیگا (۲۱) دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں (یہ الہام کا ترجمہ ہے اصل الہام نہیں ملا) (۲۲) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ (۲۳) بلیّۃ مالیۃ (۲۴) تبید ساختن عشرت را (۲۵) از برائش محمد احسن را۔ تارک روزگار مے بینم (۲۶) آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے (۲۷) فتح کا نقارہ بجے (۲۸) خاکسار پیپرمنٹ (۲۹) میں اس گھر سے جانے کو تھی۔ مگر تیرے واسطے رکگئی (۳۰) ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم (۳۱) امن است در مکان محبت سرائے ما (۳۲) جاءک الفتح (۳۳) بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا (۳۴) قل ماللہ حیلۃ (۳۵) فتح نمایاں ہماری فتح (۳۶) المبارک (۳۷) تحفہ ملوک (۳۸) آہ نادر شاہ کہاں گیا (۳۹) برکۃ زائدۃ علیٰ ھذا الرجل (۴۰) کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے۔ تو کس حد تک (۴۱) لنگراٹھادو (۴۲) آتش فشاں (۴۳) بامراد (۴۴) رد بلا وغیرہ وغیرہ

میں ان کو الہام نہیں سمجھتا۔ حاشا کلّا یہ غرض ہرگز نہیں۔ میں نے تو اس غرض سے پیش کئے ہیں کہ ان
الہامات کی مشابہت ولیوں کے الہامات سے ملتی ہے نہ کہ انبیاء کی وحی سے۔ ان الہامات کی موجودگی
میں کوئی شخص مسیح موعود کی نبوت کا تو انکار کر سکتا ہے۔ مگر ولایت اور محدثیت اور آپ کے ملہم
من اللہ ہونے کا انکار ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو شخص ان الہامات کو وحی نبوت اور وحی رسالت
قرار دیتا ہے۔ وہ نہ صرف پہلے انبیاء کی وحی اللہ کو ہی نظر استخفاف سے دیکھتا ہے۔ بلکہ اپنے ایمان کو بھی
خیرباد کہتا ہے۔ خدا کی تمام کتابوں اور قرآن کریم کا بھی انکار کرتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ
اور تمام انبیاء کی نبوت پر جو دلائل قرآن نے دیئے ہیں۔ اور جن الفاظ سے اُن کی نبوت ثابت کی ہے
اس میں سے ایک دلیل بھی حضرت صاحب پر منطبق نہیں ہو سکتی مثلاً بلسان قومہ "لیطاع باذن اللہ"
النبیین مبشرین و منذرین وانزل معہم الکتاب۔ ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ اور
فلا یظہر علی غیبہ تا قد ابلغوا رسالات ربہم وغیرہ آیات جب کسی طرح بھی حضرت صاحب پر
لگ ہی نہیں سکتیں تو کون مسلم اور مومن ہے جو قرآن کریم کو حکم مان کر پھر مسیح موعود کو نبی قرار دے میں
عرض کرتا ہوں کہ مسیح موعود کا نبی نہ ہونا ہی اُن نبیوں کے نبی ہونیکا ثبوت ہے۔ اور اگر مسیح موعود نبی
ثابت ہوں تو پھر ماننا پڑیگا کہ دنیا میں آجتک کوئی نبی ہوا ہی نہیں کیونکہ جو شرائط ان انبیاء میں نبی ہونے
کی ہیں وہ حضرت مرزا صاحب میں نہیں اور جو حضرت صاحب میں ہیں وہ اُن نبیوں میں نہیں +

صفحہ ۲۰۲ پر جناب میاں صاحب بڑی حیرت ظاہر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ نبی بنانا خدا کا کام
ہے یا انسان کا۔ آگے فرماتے ہیں اگر خدا کا کام ہے تو وہ کسی کو نبی کس طرح بناتا ہے۔ کیا ہمیں خدا تعالےٰ
کے کسی کو نبی بنانے کا علم اسی طرح نہیں ہوتا کہ اس نے اُسے نبی اور رسول کا خطاب دیا ہے "

آفسوس جناب میاں صاحب کہاں سے کہاں چلے گئے۔ میں پوچھتا ہوں قرآن کہاں گیا؟ کیا
قرآن نے کہا ہے کہ کسی کو صرف نبی یا رسول کا خطاب دینے سے ہی وہ نبی اور رسول ہو جاتا ہے۔ اگر اس
طرح نبی اور رسول بننے لگیں تو میں آپکے مریدوں میں سے ہی ایسے آدمی دکھا سکتا ہوں جن کو الہامات
میں نبی اور رسول کا خطاب دیا گیا اور صاف کہا گیا کہ یا نبی اللہ امامکم منکم۔ یا رسول اللہ نذیر عبد اللہ
تیماپوری کے الہامات کی ایک کتاب چھپی ہوئی میرے پاس ہے۔ اس میں اس قدر نبی اور رسول کے

نبی نہیں ہوتے۔ پھر کیا ہم اس کو نبی اور رسول مان لیں۔ ایسی ہی اور بودی دلیلیں ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک کسی نبی میں تمام شرائط نبوت کی نہ پائی جائیں تب تک وہ نبی نہیں ہو سکتا خواہ کرو ڑ دفعہ بھی اس کے الہامات میں اس کو نبی اور رسول کہا گیا ہو۔

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں "کیا حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ برس نبی اور رسول کے نام سے نہیں پکارا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نبی نہ ہوئے"؟

میں عرض کرتا ہوں وہی وجہ ہے جو حضرت صاحب نے لکھی ہے۔ کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ ورنہ حضرت صاحب پر الزام آتا ہے۔ کہ خدا ان کو ۲۳ برس تک نبی اور رسول کہتا رہا مگر وہ ۲۳ برس تک ہی ان الفاظ کو بطور مجاز و استعارہ کے ہی سمجھتے رہے۔

پانچویں دلیل جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی یہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تعریف قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول اور یہ شرط مسیح موعود میں پائی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس تعریف کے ماتحت آپ مسیح موعود کو اس آیت کا مصداق ٹھہراتے ہیں وہی تعریف محدث پر بھی صادق آتی ہے تو اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس غیب کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم رسولوں کے سوا کسی اور پر اظہار علی الغیب نہیں کرتے۔

وہ غیب کیا ہے وہ صرف اپنی رضا کی راہوں کا غیب ہے جو ہدایات اور احکامات اور تعلیمات الٰہیہ کی صورت میں صرف رسولوں پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور ایسا یقینی ہوتا ہے کہ اس کا ایک حرف بھی کبھی باطل نہیں ہو سکتا اور یہ غیب پچھلے غیب اور پہلے غیب پر مشتمل ہوتا ہے۔ پس جبکہ اظہار علی الغیب کی طاقت یعنے تعلیم اور ہدایت اور احکام آلہی اور خدا کی رضا کی راہوں کا الہام بذریعہ جبرئیل حضرت صاحب پر ہوا ہی نہیں تو آپ کی رسالت کیسی اور نبوت کس قسم کی سنہ تو حضرت صاحب کو کسی پچھلے غیب پر اطلاع ہوئی۔ مثلاً اگر قبر مسیح کا ہی الہام ہو جاتا تب بھی یہ ایک بات تائیدی رنگ میں پچھلے غیب پر اطلاع پانے کی ہو سکتی تھی اور نہ آئندہ کے کامل غیب پر۔ حضرت اقدس کی جتنی پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں وہ بہت سی تو رویا صالحہ یا مکاشفہ کی قسم کی ہیں اور چند وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں

تقویت ایمان کیلئے بھی نہایت مفید اور مبارک ثابت ہوئی ہیں نہ کہ حضرت صاحب کی نبوت اور رسالت کے ثبوت کیلئے کوئی مفید ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر ہزاروں لاکھوں بھی نشانات اس رنگ میں پورے ہوں اور ہزاروں غیب کی خبروں پر بھی کسی کو قبل از وقت خدا خبر دیدے اور وہ اپنے وقت پر اکر پوری بھی ہو جائیں مگر شرائط نبوت اگر اس میں نہ پائے جاویں تو وہ نبی ہرگز نہیں ہو گا ہاں محدث۔ ملہم من اللہ۔ مکلم۔ سچا خواب بین ہونا اسکا ضرور قابل تسلیم ہو گا۔ کیونکہ نبی اور رسول کا کام تبلیغ ہوتا ہے اور تبلیغ الٰہی احکام کے متعلق ہوتی ہے نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کیلئے ملہم مامور بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اختیار رکھتا ہے کہ چاہے ان کو شایع کرے یا نہ کرے۔

علاوہ اس کے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین بھی اگر اظہار علی الغیب کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے تو ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ اور ما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ اور الا رجالا نوحی الیھم ... بالبینٰت والزبر اور یرسل رسولا فیوحی باذنہ بھی تو اسی آیت کی ہی تفسیر ہیں اگر صرف رسولوں کا کام تبشیری اور انذاری رنگ کی پیشگوئیاں کرنا ہی ہوتا۔ تو یہ لوازم اور شرائط نبوۃ کے قرآن میں بیان نہ ہوتے۔

چھٹی دلیل جناب میاں صاحب نے عجیب دی ہے اور لوگوں کو کافر بنانے کے فتوے پر زور دینے کا ایک ایسا حیلہ بتایا ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کو کافر کہہ سکتا ہے میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ کو نبی نہ مانا جائے تو ایک خطرناک نقص پیدا ہو جاتا ہے جو انسان کو کافر بنا دینے کیلئے کافی ہے یعنی یا تو اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ من ذالک غلط بیانی کا اتہام لگانا پڑتا ہے یا حضرت مسیح موعود پر جھوٹ کا الزام" (دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۰۴)

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود کو نبی مانا جائے تو ایک خطرناک نقص اسلام اور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ماننا پڑتا ہے جو انسان کو واقعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کیلئے کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کو نعوذ باللہ من ذالک صادق الوعد نہیں مانا جاسکتا اور بانی کریم کی نسبت نعوذ باللہ غلط بیانی کا اتہام لگانا پڑتا ہے خدا تو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرماتا ہے اور اپنے صادق الوعد ہونے کا ثبوت دیتا ہے کہ کسی کو وہ دنیا جہان میں ۱۳ سو برس تک آنحضرت کے بعد

نبی نہیں آتا۔ اگر آج اُس کے خلاف ہم مسیح موعود کو نبی مان لیں تو پھر خدا کا صادق الوعد ہونا جھوٹ ہو جاتا ہے۔ اور نبی کریم کی حدیث انا خاتم النبیین لا نبی بعدی جھوٹی ٹھہرتی ہے۔ اب ہم کس طرح خدا اور اس کے رسول کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ لیں اور اس کے ارشاد کے خلاف اور اُسکی سنت کے خلاف اور اس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے خلاف ایک ایسے انسان کو نبی مان لیں جس میں کوئی وصف بھی پورے طور پر نبی اور رسول ہونیکا نہیں پایا جاتا پس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نقص منسوب کرنا اعلیٰ درجہ کا کفر ہے۔ اس سے بڑھ کر ظالم اور منکر اور کوئی نہیں جو سنت الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ایک شخص کو نبی بنا کر خدا کی کتاب اور کلام اور فعل کو باطل ٹھہراتا ہے اور تمام آیات الٰہی کو ملیامیٹ کرتا ہے۔ مسیح موعود کا خدا کے مقرب بندوں میں سے ہونا۔ اُس کا صادق اور راستباز ہونا اس امر کو مستلزم نہیں کہ وہ ضرور نبی یا رسول ہی ہے۔ کیا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ خدا کے مقرب بندوں میں سے نہ تھا کیا صادق اور راستباز نہ تھا۔ پھر کیا ہر مقرب کا نبی ہونا لازم ہے یا کیا راستباز کا نبی ہونا فرض ہے یا ہر صادق کا نبی ہونا ضروری ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں ہر نبی ضرور مقرب ضرور راستباز ضرور صادق ہوتا ہے۔ پر ہر مقرب۔ ہر راستباز ہر صادق نبی نہیں ہوتا۔

اسی بنا پر خیال کر لو کہ مدعیان وقائلان نبوت مسیح موعود کیسے خطرناک عقیدہ کے پیرو ہیں اس سے اول تو وہ مسیح موعود کو نعوذ باللہ جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے اور یہ لوگ ان انبیا میں انکو شامل کرتے ہیں جنپر مجازاً نبی کا لفظ کہنا کذب ہی نہیں بلکہ کفر بھی ہے۔ تو جو شخص آپ کو اُن تمام انبیا میں شامل کرتا ہے وہ نہ صرف مسیح موعود کو ہی جھوٹا کہتا ہے۔ بلکہ وہ خدا کی پاک ذات پر بھی غلط بیانی کا اتہام لگاتا ہے۔ دیکھو آیت فلا یظھر علی غیبہ احدًا الخ کے اتنے ہی ٹکڑے سے استدلال کرتا ہے اور آگے کے الفاظ کے مطالب پر نظر ہی نہیں کرتی (حالانکہ قرآن میں فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول کے آگے طیاقف کا کوئی نشان نہیں) اور اس کے یہی معنے کرتے ہیں کہ سوائے رسولوں کے ہم کسی پر کثرت سے غیب ظاہر نہیں کرتے تو اس تعریف میں محدث امام زمان اور سب مامور اور سب غیر مامور داخل ہو جاتے ہیں۔ محدث تو اس طرح داخل ہو جاتے ہیں کہ محدث بھی کثرت مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں امام الزمان اور مجدد اصطلاح

کہ خود حضرت صاحب نے اس آیت میں انکو شامل فرمایا ہے جیسا کہ تحریر فرمایا ہے:-

"قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں" (حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

مامور اور غیر مامور اس طرح داخل ہو جاتے ہیں کہ خود جناب میاں صاحب کو دعویٰ ہے کہ "مجھے الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کثرت سے امور غیبیہ پر مجھے اطلاع دیتا ہے" اب فرمائیے جب تک قرآن کریم کی اس ساری آیت کو نہ لیا جائے اور جو اُس کا مفہوم اور مطلب ہے اُس پر نظر نہ کی جائے تب تک صرف نبیوں اور رسولوں کیلئے ہی اظہار علی الغیب کی اس سے تعیین نہیں ہو سکتی۔ آیت کا اگلا ٹکڑا اظہار علی الغیب کی پوری تفسیر ہے کہ وہ اظہار علی الغیب جو رسولوں کو ہوتا ہے وہ اپنی رضامندی اور نارضامندی کی راہوں کا غیب ہوتا ہے جو جبرئیل اور ملائکہ کے ذریعہ رسولوں تک پہنچایا جاتا ہے جس کا اظہار وہ اپنے رسولوں کے ذریعہ ہی کرتا ہے۔ جناب میاں صاحب نے جھوٹ لکھدیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی یہ ایک تحریر ہے کہ: "خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) یہ کوئی حضرت اقدس کی تحریر نہیں ہے۔ یہ تقریر کا خلاصہ ہے جو ایڈیٹر بدر نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔ دیکھو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء عنوان "ڈائری یا القول الطیب"۔ جناب میاں صاحب اس کو حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر قرار دیتے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۰۹ سطر ۷۔ حالانکہ یہ تحریر نہیں تقریر ہے۔ پھر اس پر ظلم یہ کیا ہے کہ اس تقریر کے پہلے لفظ "اصل میں یہ نزاع لفظی ہے" جان بوجھ کر چھوڑ دیے ہیں جو اصل تقریر پر روشنی ڈالتے تھے۔ اس تقریر میں تو حضرت جی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ "جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے" اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر حضرت جی سے پہلے اور حضرت جی کے بعد دین میں نبوت کا سلسلہ نہیں تو وہ مردہ ہے یا نہیں؟ ہم اسکے قائل نہیں کہ حضرت جی سے پہلے یا بعد امت محمدیہ میں نبوۃ کا سلسلہ

اخبار بدر کے لکھنے والا بھی ایک سادہ لوح ایڈیٹر تھا کہ اُسی بدر میں وہ ایک خطبہ نکاح درج کرتا ہے جو جناب صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب پر حضرت سیدنا المہدی نور الدین علم

رضی اللہ عنہ نے حضرت جی کے روبرو پڑھا تھا جس میں سیدنا المہدی نے فرمایا تھا کہ

"ہم اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ (خدا) ہمیشہ اپنی رضامندی اور نارضامندی کی باتوں کو ظاہر کرتا رہا ہے اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہنچاتا ہے اور اس کی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب **قرآن شریف** ہے جس کا نام فضل شفاء رحمت اور نور ہے اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا ہے وہ آپ کا یعنی آنحضرت صلعم کا غلام ہو کر آیا ہے۔" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم اول کا اخیر جملہ)

بھائیو! خدارا سوچو حضرت صاحب تو فرماویں کہ ہم رسول اور نبی ہیں اور اُن کا خاص الخاص مرید خطبہ میں فرماوے کہ رسول اللہ صلعم کے سوا اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا ہے وہ آنحضرت کا غلام ہی ہو کر آیا ہے۔ کیا غلام بھی نبی ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ غلام نبی کبھی نہیں ہو سکتا۔ نبی مطاع ہوتا ہے۔ غلام کو مطاع کوئی نہیں کہہ سکتا۔

ناظرین کرام اگر جناب میاں صاحب حضرت جی کی یہ تقریریں بھی پڑھ لیتے جو حضرت اقدس نے اپنے آخری دنوں میں فرمائی تھیں یعنے :۔

"میرا دعوٰے تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اُس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔" (بدر ۲۵ جون ۱۹۰۸ء)

"وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہی عیسٰے آئے تو پھر تو وہ خاتم الانبیا ہو گیا۔ اگر کوئی کہے کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ویسا نبی نہیں ہوں حضرت عیسٰے علیہ السلام بلاواسطہ خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلعم کے واسطے اور فیوض سے ہے" (ایضاً بدر ۲۵ جون)

"اُن کی اور ہماری **نزاع لفظی ہے** مکالمہ و مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔" (الحکم مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲)

تو کبھی بھی بعد ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کا صرف ایک ہی حوالہ لکھکر حقیقۃ النبوۃ پڑھنے والوں کو تاریکی میں نہ رکھتے۔ جس نبوت ظلی کے مدعی مسیح موعود بنتے ہیں اُس نبوت ظلی کے مالک تو امت کے کاملین افراد میں سے محدث اور مجدد بھی ہوئے ہیں۔ اسی لئے حضرت صاحب خود بیسیوں جگہ اُنکو بھی اور اپنے آپ کو بھی فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کی ذیل میں کہتے ہیں۔

فلہذا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ چونکہ اس آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ میں حقیقی نبی اور حقیقی نبوۃ کا بیان ہو اسلئے مجازی نبی اور مجازی نبوت کا اس سے استدلال کرنا اشارۃ النص کے طور پر ہوگا نہ کہ صراحت النص کے طور پر

ساتویں دلیل میاں صاحب نے یہ دی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنے آپکو نبی کے لفظ سے پکارا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کہ حضرت جی نے اپنے آپکو نبی کہکے پکارا ہے۔ اگر نبی کے لفظ سے اپنے آپکو پکارتے تو آپ کیوں لکھتے کہ "میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) یا کیوں لکھتے کہ "میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے" (ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۵) یا کیوں لکھتے کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں" (تجلیات الٰہیہ حاشیہ صفحہ ۹)

جناب میاں صاحب نے صفحہ ۲۱۰ پر جو حوالجات درج کئے ہیں اُن کا جواب یہ ہے:-

حوالہ (۱) پگٹ جو جھوٹا مدعی نبوت تھا اُس کے خلاف جو اشتہار حضرت نے لکھا۔ اُس کے آخر میں اپنا نام "دی پرافٹ مرزا غلام احمد" (یعنی النبی مرزا غلام احمد) کرکے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو حضرت صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا دکھانا چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا لکھا بھی ہو تو یہاں پنجاب یا ہندوستان میں النبی مرزا غلام احمد کیوں کسی اشتہار پر نہ لکھا۔ معلوم ہوا۔ اُس کے مقابل پرافٹ لکھنا ضروری تھا۔ کیونکہ وہ بھی پرافٹ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور پرافٹ کا ترجمہ مذہبی پیشوا بھی ہے۔

حوالہ (۲) اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ) **جواب** اس سے کیا ثابت ہوا۔ کیا واقعی نبی ہونا یا کامل نبی ہونا۔ جب کوئی نبی دنیا میں امتی ہوا ہی نہیں تو امتی کا نبی ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہے۔ اسی لئے حضرت صاحب نے کئی بار لکھدیا کہ میں صرف نبی نہیں ہوں بلکہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں جس سے یہی ثابت ہوا کہ آپ فی الحقیقت نبی نہیں ہیں۔ اگر نبی ہوتے تو کیوں لکھتے کہ میں صرف نبی نہیں ہوں۔ **حوالہ (۳)** جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹)

النبی مرزا غلام احمد

جواب - اُمتی اور نبی کا لفظ بتلا رہا ہے کہ وہ کامل طور پر نبی نہیں ہوگا کیونکہ نبی اور امتی کی کیفیت اور مفہوم متباعُن ہے یعنی جو کامل طور پر امتی ہوگا وہ باوجود امتی ہونیکے کسی طرح سے کامل طور پر نبی یا رسول نہیں ہوسکتا - حوالہ (۳) جناب بیان صاحب نے تیسرے حوالہ میں جو عبارت حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کی چوتھی سطر سے لکھی ہے وہ نا تمام لکھی ہے - اُس سے اگلی عبارت میں خود اُس کا جواب موجود ہے یعنی جس نعمت کا اس میں ذکر کیا ہے وہ نعمت صرف مکالمہ مخاطبہ کی نعمت ہے یا معرفت کاملہ دیئے جانیکی نعمت اور معرفت کاملہ تو کسی خاص امر میں ایک غیر نبی کو نبی سے بڑھکر ملسکتی ہے - حوالہ (۴) میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کے حاشیہ کی عبارت کو پیش کیا ہے جس میں حضرت جی نے لکھا ہے " میں آدم ہوں - میں شیث ہوں - میں نوح ہوں الخ " اس سے نبوت کہاں ثابت ہوئی - کیا انبیا علیہم السلام کا مظہر نبی ہونا چاہیئے - مظہر کا لفظ ہی بتلا رہا ہے کہ نبی مظہر کسی نبی کے نہیں ہوتے کیونکہ اگر کسی کے مظہر بننے سے انسان وہی ہوجاتا ہے تو حضرت صاحب نے تو انبیا علیہم السلام کو مظہر اللہ فرمایا ہے پھر وہ اللہ ہوئے - تمام نبیوں کے نام اگر کسی کی طرف منسوب ہوں اور وہ اس وجہ سے نبی ہو تو سب سے پہلے حضرت بایزید بسطامی نبی ہونگے جنکی نسبت خود حضرت جی نے ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۰ اپر لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں - میں ہی نوح ہوں الخ ایسا ہی حضرت پیران پیر نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ وہ انسان بحالت ترک نفس و اطلاق وفنا فی اللہ تمام انبیا کا مثیل بلکہ انہیں کی صورت کا ہوجاتا ہے " حوالہ (۵) - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ میں رسول مرسل - نبی وغیرہ الفاظ جو حضرت نے اپنی کتابوں میں اپنے متعلق لکھا ہے - اُس سے آپ کے نبی اور رسول ہونے پر استدلال کیا ہے - دیکھو حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ سو ان سب حوالوں کا ایک ہی جواب یہ ہے کہ جب حضرت صاحب نے بار بار لکھدیا کہ مجھکو مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا ہے (دیکھو نزول المسیح حاشیہ صہ اور اربعین حاشیہ صہ ۱۸ - تحفہ گولڑویہ حاشیہ صہ ۱۶ وغیرہ وغیرہ اور اسی کتاب حقیقۃ الوحی ضمیمہ صہ ۶۵ پر لکھا کہ خدا نے میرا نام مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً) تو جہاں حضرت جی اپنی کتابوں میں رسول یا نبی کا لفظ اپنی نسبت لکھینگے اس سے مراد وہی ہوگی جو آپنے ایک دفعہ نہیں بارہا دفعہ بیان کردی - یعنی جب رسول اور مرسل اور نبی کے لفظ کی تشریح آپنے کردی کہ اس سے صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ مراد ہے جو کثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہے تو معلوم

نہیں کہ ان لفظوں کے لکھنے اور اپنے نشان اور رسول اور نبی اور مرسل کے لفظوں کو حضرت کی تحریروں میں سے نکال کر پیش کرنے سے اُن کے واقعی نبی اور رسول ہونے پر کیسے دلیل ہو سکتی ہے جب ایک قاعدہ آپنے ان لفظوں کی تشریح کے ساتھ مقرر کر دیا اور ان لفظوں کی مراد اپنے متعلق استعمال کرنے کی بتلادی تو پھر یہ کیسی فضول بات ہے کہ بار بار ان لفظوں کو پیش کیا جاتا ہے کہ اس سے آپ کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو یا تو اُن اصطلاحوں کو اور ان مرادوں کو جو آپنے (یعنی حضرت صاحب نے) اس لفظ نبی کی اپنے متعلق بتلائی ہیں جھوٹ قرار دیدو۔ اور یا ان لفظوں کے معنی اُن مرادوں کے ماتحت کرو۔

آٹھویں دلیل۔ جناب میاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۴ پر یہ دی ہے کہ قرآن کریم میں نبیوں کے متعلق جو انعامات بتائے ہیں ان سب سے مسیح موعود نے حصہ وافر لیا ہے الخ

مثال کے طور پر جو آیات قرآن کریم کی میاں صاحب نے پیش فرمائی ہیں اُن میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ میاں صاحب اس کے مقابل لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کو بھی یہ معجزہ دیا گیا عجیب استدلال ہے مسیح موعود پر نہ تو کوئی سورۃ اتری اور نہ کوئی کتاب نازل ہوئی۔ اور یہ دعویٰ کہ آپکو یہ معجزہ دیا گیا گویا قرآن کریم پر ہنسی اڑائی ہے اور قرآن کریم کو اس عظیم الشان معجزہ کا استخفاف کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح دوسری آیات کی بھی ہنسی اڑائی ہے مثلاً نمبر ۳ میں تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض لکھ کر لکھا ہے کہ آپ میں یہ سب خصوصیات موجود ہیں۔ حالانکہ جن رسولوں کا اس آیت سے پہلے ذکر ہے وہ سب صاحب کتاب تھے اُن میں سے حضرت موسیٰ صاحب شریعت نبی بھی تھے اور آنحضرت صلعم بھی نئی شریعت لائے تھے۔ حالانکہ حضرت صاحب کا کتاب لانا یا شریعت لانا تو درکنار آپ کا واقعی نبی ہونا یا نبوت تامہ سے متصف ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

حوالہ (۷) میں عہد میثاق کی آیت لکھکر آگے لکھا ہے کہ آنحضرت نے وصیت کی کہ مسیح موعود کو میری طرف سے سلام کہنا۔ حالانکہ حضرت نبی کریم کا سلام کہنا کوئی انوکھی اور مخصوص بات نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں جب آتے تو السلام علیکم فرماتے۔ پھر اگر وصیت پر ہی دارومدار ہے آنحضرت صلعم کی وصیت یہ بھی تھی کہ اویس قرنی کو بھی میری طرف سے سلام کہنا۔ دیکھو حضرت ...

کی تقریر الحکم مورخہ۔

پانچواں حوالہ۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا یتلوا علیہم آیاتہ الخ لکھکر لکھا ہے۔ یہ ساری کام بھی مسیح موعود نے کئے اور آگے لکھا ہے کہ آپ ایسے وقت میں آئے جبکہ قرآن آسمان پر اُٹھایا جاچکا تھا۔ افسوس خدا تو فرماتے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور آپ فرماتے ہیں کہ قرآن آسمان پر اُٹھایا جاچکا تھا۔ غرض اسی قسم کے بہت فضول اور دور از کار استدلالات آیات سے کئے ہیں اور ایک الحاد کی راہ کھول لی ہے جس سے آدمی آیات کے معنی توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق کرسکتا ہے۔ کہیں ان فضولیوں سے بھی کوئی مجازی اور غیر حقیقی جزوی اور ناقص نبی بھی واقعی نبی ثابت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

نویں دلیل۔ میاں صاحب یہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ نبی کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ جدید شریعت لائے یا یہ کہ پہلے نبی کا تبع نہ ہو الخ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم سے یہ تعریف نبی کی ثابت نہیں۔ حضرت جی نے جہاں یہ بات لکھی ہے وہاں ایک امتی کو یا ایسا نبی مراد لیکر اسکے متعلق ہی یہ تعریف کی ہے۔ اور اس تعریف کے رو سے نہ صرف مسیح موعود ہی امتی نبی ثابت ہوتے ہیں بلکہ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں دوسرے تمام خلفا اور مجدد اور محدث بھی اس تعریف کے رو سے امتی اور نبی ثابت ہو سکتے ہیں۔

دسویں دلیل۔ میاں صاحب نے یہ دی ہے کہ جب کبھی حضرت جی پر اعتراض ہوا کہ آپ نبوۃ کے مدعی ہیں تو آپنے اس کا جواب یہ نہیں دیا کہ میں نبی نہیں الخ اس کا جواب میں اسکو سوا کیا دوں

؎ چوں نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب جب آپ پر یہ اعتراض ہوا تب تب آپنے اپنے نبی ہونے کا صاف انکار کیا۔ کبھی ایک دفعہ ہی کسی کے اعتراض پر فرمایا ہو کہ ہاں میں نبی ہوں ایک دفعہ ہی مخالف کے سامنے آپ کا اپنی نبی ہونیکا اقرار نکال کر دکھاؤ۔ ورنہ شرماؤ۔

باقی گیارھویں دلیل سے لیکر پندرھویں دلیل تک جتنے دلائل میاں صاحب نے پیش کئے ہیں ان سب کا جواب پہلے آچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ گو اس نبوت کے ابطال کو دلائل جتنا میاں صاحب نے حضرت جی کی طرف سے وکیل ہونے کی صورت میں پیش کئے ہیں بہت ہیں لیکن اس جگہ اسیقدر پر کفایت کیجاتی ہے ؎

سکے یہی معنی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا جبتک کہ آنحضرت کی غلامی اختیار نہ کرے۔ اور خاتم الاولیا کے یہی معنی ہیں کہ کوئی ولی نہیں ہو سکتا جبتک مسیح موعود کی غلامی اختیار نہ کرے۔ تو تم ہی خدارا سوچو کہ آنحضرت کی غلامی کو چھوڑ کر مسیح موعود کی غلامی [illegible]

اس سوال کا جواب کہ کیا مسیح موعود کے سوا کوئی اور نبی بھی اس اُمّت میں گذرا ہے یا نہیں؟

اس عنوان کے ماتحت جناب میاں صاحب نے صفحہ ۲۴۳ پر ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے سوا امت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ حدیث میں صرف ایک ہی شخص کا نام نبی رکھا گیا ہے مگر میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جناب میاں صاحب کا تحکم ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صریح حدیث موجود ہے جس میں سب علماء ربانی کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کو بھی امتی اور نبی عیسےٰ نبی اللہ کا مثیل قرار دیا ہے۔ دوسرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا پھر یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ محض جھوٹ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے کہ لیس بینی وبینہ نبی۔ یہ لفظ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم اسرائیلی کے متعلق فرمائے ہیں کیونکہ اس کے بعد فرمایا ہے انہ نازل۔ پھر خاتم الانبیاء نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ مسیح موعود نبی ہوگا۔ بلکہ فرمایا۔ امامکم منکم۔ اے امتی لوگو وہ صرف تم ہی میں سے ایک امتی شخص ہوگا۔ اسی لئے حرف نبی کا لفظ مسیح موعود کے لئے نہیں بولا۔ اور یہ ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ جو کامل طور پر امتی ہوتا ہے اس کا کامل طور پر رسول اللہ ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بالکل ممتنع ہے۔ اسی لئے ثبوت میں جناب میاں صاحب نے حضرت صاحب کی وہ عبارت لکھی ہے۔ جو آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھی ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں۔

مگر میں تو حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب اس کو سند پکڑتے ہیں۔ اور خدا کے اس کلام کو جو بغیر توسط فرشتہ کے آپ کو ہوا تھا کہ ہم میں نبی آیا۔ اور آئندہ بھی نبی آئینگے اسکو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا کے کلام پر مسیح موعود کے کلام کو مقدم کرتے ہیں۔ پہلے آپ یہ شائع کریں کہ خدا جو کہتا ہے کہ آئندہ بھی نبی آئیں گے۔ یہ صحیح ہے یا مسیح موعود جو فرماتے ہیں کہ ایسا شخص صرف ایک ہی ہوگا۔ یہ صحیح ہے۔ ہم خدا کی بات مانیں یا مسیح موعود کی یا تو یہ شائع کریں کہ میں نے جھوٹ کہا تھا کہ مجھے خدا نے بغیر توسط فرشتہ فرمایا ہے کہ ہم میں نبی آیا اور آئندہ

نبی آئیں گے۔ اور مسیح موعود کا قول رد کریں جو کہ یہ ہے یا یہ مانیں کہ مسیح موعود کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ (حالانکہ ایسا شخص صرف ایک ہی ہوگا)

پھر اس کے بعد جو عبارت جناب میاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۳۴ پر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ سے نوٹ کی ہے۔ اسمیں تو کہیں نہیں لکھا کہ اس امت میں مجھ سے پہلے جسقدر خلفا اور امام الزمان اور مجدد اور محدث اور ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ تو خدا نے اپنی وحی میں نبی اور رسول کہا اور نہ ان میں سے کسی کو خدا نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا۔ وہاں تو یہ لفظ ہیں کہ جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔"

اس سے کہاں ثابت ہوا کہ سوائے اولیاء اور ابدال اور اقطاب کے کسی محدث اور امام الزمان اور مامور من اللہ اور کسی خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا اس لئے اس عبارت سے کہیں صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صاحب نے اس امت کے کسی محدث یا امام الزمان یا کسی مامور رحمان سے کہ جو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آپ سے پہلے مبعوث ہوتے رہے امتی نبی ہونے سے انکار کیا لیس مسیح موعود کا یہ لکھنا کہ امت محمدیہ میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا نے اس امت کے کسی فرد کو بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے کبھی مشرف نہیں فرمایا ہے جو کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی ہم پڑھتے ہیں۔

"لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں۔ مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں۔ اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔" دیکھو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲

اب بتلاؤ کہ جب خدا تعالےٰ ملہموں اور مکلموں کی جو دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ایسی ہی تائید کرتا ہے جیسی کہ حضرت صاحب کی اس نے تائید کی اور خدا تعالےٰ کے نشان ان کیلئے بارش کی طرح برستے ہیں۔ تو ہم کیسے کہ سکتے ہیں کہ ان کی بغیر اس حصہ کثیر اس نعمت کے دیئے جانے کے بھی ایسی ہی تائید ہوئی تھی جیسی کہ حضرت صاحب اپنے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

جب خود حضرت مسیح موعود الوصیۃ صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ :- خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے ۔۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے

کا مفہوم اور پیروی کے معنی۔ اتم اور اکمل وجہ پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ
ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود
منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح
ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے بھی نبی ہونے کا خطاب
پایا۔" کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ
نبوت محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی ہے"۔ پس ہر ایک مومن پر فرض ہے
کہ مسیح موعود کی تمام تحریروں پر نظر رکھے اور اپنی نافہمی سے کسی تحریر کے ایسے معنے نہ کرے جو
حضرت نبی کی طرح الفاظ کو الٹ پھیر کر اپنے مطلب پھیر کہ یہ ایک خطرناک گناہ ہے۔
بعض لوگ محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی کی
ایسا ہی
نسبت بھی آنحضرت نے نبی کا لفظ نہیں بولا۔ یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کہ کوئی کہدے
کہ حضرت عمر کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کی نسبت محدث کا لفظ نہیں بولا جس
کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عمر کے سوا کوئی امت میں سے محدث ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے محدث
کا نام پانے کے لئے وہی مخصوص ہیں۔ اور اور کوئی بھی یہ نام پا نہیں سکتا کیونکہ محدث کی
لئے ضروری ہے کہ اُس کو کثرت سے خدا کا مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہو اور حضرت عمر کے بعد آج تک کسی
پائی نہیں جاتی۔ اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی
سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا بھی جو حضرت عمر کے بعد ہوئے۔ وہ بھی محدث کا خطاب
پالیتے۔ تو وہ محدث کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت کی پیشگوئی میں
ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا کہ سوائے حضرت عمر کے کوئی محدث نہ ہو۔ افسوس
بعض خیانت کے طور پر دوسری احادیث پر غور نہیں کرتے کہ اس طرح پر کسی خاص شخص
کی نسبت خاص الفاظ آجانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سوائے اس کے دوسرا کوئی شخص یہ نام
نہیں پا سکتا۔ یا یہ نام صرف اسی کیلئے مخصوص ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے
کہ جن اشخاص میں یہ صفات ہوں گے۔ وہی اس نام کے مستحق ہونگے نہ غیر۔
اگر یہ معنی نہ کئے جاویں تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر کے سوا امت محمدیہ میں کوئی محدث
نہیں ہوا کیونکہ امت میں سوائے حضرت عمر کے اور کوئی محدث کے لقب سے مشہور نہیں۔ اور
حضرت احمد سرہندی کے سوا امت محمدیہ میں کوئی مجدد نہیں ہوا کیونکہ امت محمدیہ میں سوائے

حضرت احمد سرہندی کے کوئی مجدد کے لقب سے مشہور نہیں

اسی طرح کوئی احمق کہہ دے گا کہ حضرت مرزا صاحب کے سوا امت محمدیہ میں کوئی امتی نبی نہیں ہوا کیونکہ امتی نبی کا لقب کسی نے اپنے لئے مخصوص نہیں کیا۔ اور اس طرح تو امت محمدیہ میں صرف ایک ہی محدث اور صرف ایک ہی مجدد صرف ایک ہی امتی نبی ہوا۔ حالانکہ یہ غلط ہے کسی کا ایک صفت کی وجہ سے مشہور ہو جانا۔ یا کسی کا ایک حدیث میں محدث یا امتی نبی کا کہا جانا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس کے سوا دوسرا کوئی محدث یا امتی نبی ہی نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ہم مانتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان صرف ایک ہی شخص ہوگا۔ نہ مسیح موعود سوائے آپ کے کوئی دوسرا شخص ہوگا ۵ اور یہ بھی اس لئے کہ اس کے متعلق علیحدہ خاص پیشگوئی ہے لیکن یہ پیشگوئی نبی کریم کی کسی جگہ نہیں کہ میری امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی کسی قسم کی نبوۃ ہی نہیں کرے گا نہ ظلی نبی کہلائیگا جس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود تو آنحضرت کی پوری اطاعت کر کے امتی نبی ہو سکتا ہے مگر دوسرا کوئی بھی آنحضرت کی اطاعت اور اتباع اور کامل پیروی کر کے مسیح موعود جیسا امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیا صرف محض فیض محمدی سے وحی پانا حضرت جی کے لئے ہی مخصوص تھا؟ اور کوئی اور نیض آنحضرت کی اتباع سے نہیں پا سکتا تھا۔

اب اگر ۳۹۱ صفحہ کی عبارت کے یہ معنے ہی کرتے ہیں کہ تیرہ سو برس ہجری میں کوئی ایک شخص بھی ظلی نبی نہیں ہوا تو پھر اس عبارت کے کیا معنی ہوں گے جو صفحہ ۲۸ حقیقۃ الوحی میں حضرت نے لکھی ہے مگر ظلی نبوۃ جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔

بعض بھائی تنگ آکر یہ کہتے ہیں کہ ظلی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سوائے حضرت صاحب کے کوئی نہیں ہوا لیکن یہ بھائی ہمارے اسقدر خیال نہیں کرتے کہ اس سے وہ مرتبہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے ہی امت مرحومہ کے تمام افراد کو محروم کرنا چاہتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کی نبوۃ محدثوں والی نبوۃ نہ تھی۔ کیونکہ محدث تو اس امت میں پہلے بھی گذر چکے ہیں ..... پھر بھی حضرت صاحب ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان میں شرط نبوۃ نہیں پائی جاتی" حالانکہ صفحہ ۳۹۱ حقیقۃ الوحی پر کہیں بھی محدث کا لفظ لکھا ہوا نہیں۔ اور کہیں بھی تمام کتابوں میں حضرت کے یہ الفاظ نہ پاؤ گے کہ محدث

۵ اور مہدی معہود سوا مسیح موعود کے کوئی دوسرا ہوگا۔

میں بھی شرط نبوۃ ظلی کی نہیں پائی جاتی اور مجھ میں پائی جاتی ہے۔" یہ کتنا خلاف واقعہ بیان ہے کہ بار بار جناب میاں صاحب نے اس فقرہ کو لکھا ہے کہ "مسیح موعود نے محدثوں کو اس شرط کے پورا کرنے سے قاصر ظاہر فرما کر اپنے آپکو اس امت کے باقی سب افراد سے علیحدہ کرتے ہیں۔" حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے۔ مسیح موعود نے اپنی نبوۃ محدثوں کی نبوۃ سے علیحدہ بیان نہیں کی۔ جاؤ ساری کتابیں تلاش کر لو۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ محدثوں کی نبوۃ میری نبوۃ سے ادنٰے درجہ کی ہے۔ یا ان کی نبوۃ اور ہے اور میری نبوۃ اور بلکہ حضرت صاحب نے اپنی آخری تقریر میں جو لاہور میں آپنے کی صاف فرمایا ہے۔

"ان کی (یعنی ہماری مخالفوں کی) اور ہماری نزاع لفظی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔" الحکم مورخہ ۱۴۔ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱ کالم ۴۔

اس پر بھی اگر میاں صاحب نہ مانیں تو ان کا اختیار ہے۔ جناب میاں صاحب کا کہنا بالکل غلط ہے کہ حضرت امیر سیدنا محمد علی صاحب نے نبوۃ کی بعض خصوصیتوں کو اصل نبوۃ قرار دے کر اور ان نبیوں کے خصوصی نام لکھ کر دیا کہ دیکھو یہ نبیوں والی نبوۃ ہے۔" یہ تقسیم تو خود حضرت صاحب کی ہے۔ میاں صاحب کی اپنی خود ساختہ تعریف ہے وہ نہ تو قرآن سے ثابت ہو سکتی ہے۔ نہ حدیث سے نہ حضرت مسیح موعود کے کلام سے۔ میاں صاحب نے نبوت کو بعض خصوصیتیں بتا دیا ہے تاکہ کسی طرح حضرت مرزا صاحب اُن کی اپنی خود ساختہ تعریف کے ماتحت نبیوں میں شامل ہو جاویں قیامت تک جناب میاں صاحب نزدیک قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے کہ نبوۃ کی بعض خصوصیتیں ہوتی ہیں یا نبیوں کے علیحدہ کوئی مخصوص نام ہوتے ہیں۔ یہ جناب میاں صاحب کا اپنا خود ساختہ خیال ہے جناب میاں صاحب کے نزدیک نبی کی اصل تعریف کثرت وحی الٰہی اور کثرت سے امور غیبیہ کا ظاہر ہونا ہے۔ حالانکہ یہ ہرگز نبی کی اصل تعریف نہیں۔ کیونکہ اگر نبی کی اصل تعریف یہ ہوتی۔ تو غیر نبی اس میں شامل نہ ہو سکتا۔ حالانکہ خود بدولت جناب میاں صاحب کا دعویٰ ہے کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے امور غیبیہ مجھ پر خدا تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ جب کثرت سے امور غیبیہ آپ پر بھی غیر نبی ہونے

نبیوں کا علاوہ خصوصیات نبوۃ الگ الگ ہونا ہے۔

کی حالت میں خدا ظاہر کرتا ہے تو پھر یہ نبی کی اصل تعریف کس طرح ٹھہری۔ کوئی پوچھے کہ جناب میاں صاحب نے یہ نبی کی اصل تعریف کہاں سے نکالی ہے۔ حضرت مسیح موعود تو ما بقی بعدہٗ الا المکالمۃ وھو بشرط اتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریہ فرما کر امت مرحومہ تک کثرت مکالمہ باتباع حضرت نبی کریم ہونے کے قائل اور اقراری ہیں۔ اور ظلی نبوۃ یعنی کے بعض فیض محمدی سے وحی پانا قیامت تک ہونا مانتے ہیں تو سمجھ نہیں آتی کہ میاں صاحب حضرت کو باوجود حضرت صاحب کے اپنے آپکو ظلی نبی لکھنے کے کس دلیل سے حضرت تک کو ان نبیوں میں شامل کرتے ہیں کا سوائے نبی نام ہونے کے اور کوئی نام نہیں۔ ہاں اسجگہ جو صفحہ ۳۹۱ حقیقۃ الوحی پر عبارت ہے اس سے ضرور ناسمجھ اور کم عقل کو دھوکہ لگ سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ پس اس سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ کہہ سے آپ کا نعوذ باللہ واقعی نبی ہونا ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ذرا غور اور فکر کریں اور اسی کتاب حقیقۃ الوحی کی دوسری عبارتوں کو بھی رکھ لیں تو آسانی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ حضرت صاحب نے جب خود اپنے آپکو مجددین میں اور مجددین اور محدثین اور خلفا اور امام الزمان اور امت مرحومہ میں جسقدر مرسل ہوئے ہیں انکو ظلی نبی کہا تو ان مجددین اور محدثین سے کوئی الگ نبوت تو حضرت مرزا صاحب کی ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ جس طرح انہوں نے آنحضرت کی سچی پیروی اور محض فیض محمدی سے وحی پائی۔ اسی طرح حضرت صاحب نے پائی۔

اب حقیقۃ النبوۃ کے حوالوں کا بیان بھی سن لیجئے۔ میاں صاحب نے اپنے اس بیان کی تائید میں تحفہ الشہادتین صفحہ ۴۳ کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

جس حالت میں آنحضرت صلعم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور آپ کے خلفا مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کر کے پکارا گیا ہے۔ مگر دوسرے خلفا کو یہ نام نہ دیا گیا۔ سو میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔ **اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔** اس لئے اگر تمام خلفا کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا۔ تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفا نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفا کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ اُن کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔" **اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔**"

جناب میاں صاحب نے اس عبارت سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو یہ لکھا ہو کہ اگر تمام خلفا کو نبی کے نام سے موسوم کیا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ مگر جب حضرت صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین لکھا اور فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اب فرمائیے کہ کوئی کے لفظ میں مسیح موعود نبی کیسے ہو گئے۔ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر مسیح موعود بھی نبی نہیں ہو سکتے اور اگر خاتم النبیین کے یہ معنی صحیح ہیں کہ آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہی نبی ہونگے تو پھر مسیح موعود کا صرف نبی نام پانے کیلئے مخصوص ہونا کہاں رہا۔ مگر حضرت اقدس کا یہ فرمانا کہ "اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفا نبی ہیں" ظاہر کرتا ہو کہ ایک فرد کو نبی پکارنے سے مشابہت اس طرح پیدا ہو جاتی ہو کہ جس طرح کے نبی مسیح موعود ہیں۔ اسی طرح کے نبی باقی خلیفے آنحضرت صلعم کے ہو گئے ہیں یعنی جن معنوں میں مسیح موعود نبی ہیں انہی معنوں میں پہلے خلیفے بھی نبی تھے۔ انہی معنے کر کے حضرت امام اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں:- "مگر اول اور آخر کی مشابہت سے یہ قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ درمیان میں بھی ضرور مشابہت ہو گی" آگے فرق مسیح موعود میں اور اُن خلفا میں یہ ہو کہ مسیح کے نام پر آنیوالا موعود تھا مگر وہ موعود نہ تھے چونکہ خلفا کا نام الگ الگ نہیں بتایا گیا اس لئے ان کو علیحدہ علیحدہ نبی کے نام سے پکارا بھی نہیں گیا اور کانبیاء بنی اسرائیل کہکر بنی اسرائیل کے نبیوں کا مثیل اور مشابہ اُن کو ٹھہرایا گیا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنیوالا تھا۔ اُس کو چونکہ الگ طور پر پیشگوئی میں بیان کیا گیا۔ اس لئے اس کو نبی کے نام سے بھی پکارا گیا۔ مگر اس کو بھی کانبیاء بنی اسرائیل کی مانند نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہی ٹھہرایا گیا۔ جیسا کہ حضرت امام نے اسی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۱۲ پر فرمایا "ایک غلام غلمان محمدی سے یعنی یہ عاجز اس کا مثیل کر کے اس امت میں سے پیدا کیا۔" انہی معنی کر کے تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۱۶ پر حضرت امام تحریر فرماتے ہیں:- "اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اللہ گزرے ہیں مگر اُن میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیح موعود تھا" کیسا صاف اور واضح بیان ہے کہ جس طور پر نبی ظلی مسیح موعود ہیں۔ اسی طور پر نبی ظلی پہلے خلفا بھی ہیں۔ پھر اسی تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۳۰ پر ان الفاظ میں دوبارہ تشریح فرمائی ہے "یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے سورۃ نور میں لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہونگے اور وہ خلفاء سلسلہ

موسیٰ کے مثیل ہونگے اور صرف ایک ان میں سے جو سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کے مشابہ ہوگا۔ باقی موعود نہیں ہونگے یعنی نام لیکر ان کیلئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی۔"

آب دیکھو ان عبارتوں سے کیسی اُس عبارت پر روشنی پڑتی ہے جو میاں صاحب نے صفحہ ۴۳ تک تذکرۃ الشہادتین سے پیش کی ہے اور مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے پھر جب اسی کتاب میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی نبوت بھی ظلی طور پر ہے اور ہر ایک کامل جو اس امت کیلئے آتا ہے وہ آنحضرت صلعم کی فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اُس کی وحی محمدی وحی کی ظل ہے تو سوال باقی کیا رہ جاتا ہے یعنی جتنے کامل امت محمدیہ میں ہوئے وہ مسیح موعود کی طرح ہی ظلی نبی تھے۔ اور ان کی وحی محمدی وحی کی ظل تھی۔

پھر چونکہ اپنے متعلق نبی کا نام دو جگہ سے حضرت جی نے لیا ہے۔ ایک اس مسلم کی حدیث عیسیٰ نبی اللہ سے جو مثیل کے معنی میں ہے اور ایک علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے اور ہم پہلے کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ گو مسلم کی حدیث کیسی ہی ضعیف منفرد اور ناقابل اعتبار اور گمنام راویوں سے مروی اور صحیح احادیث کے خلاف ہی ہو مگر پھر بھی حضرت جی نے اس حدیث سے بھی مسیح موعود کا واقعی نبی ہونا مراد نہیں لیا۔ تو اب کس طرح کوئی حضرت جی کا واقعی نبی ہونا اس سے سمجھ لے۔ اتنا بھی تو سمجھو کہ "جب حضرت موسیٰ کے دوسرے خلیفوں سے مشابہت بغیر نبی کا نام پانے کے بھی ہو سکتی ہے۔ تو مسیح موعود کی مشابہت بغیر نبی کا نام پانیکے کیوں حضرت عیسیٰ سے نہیں ہو سکتی۔ اس پر کیا دلیل ہے۔ اگر مثیل عیسیٰ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی کا نام بھی پا دے تو پھر ضروری ہوا کہ جتنے امت مرحومہ میں بالفاظ حضرت جی کہ "وہ آل مسیح ناصری مشدار دم اور بیشمار" حضرت نبی کریم کی دم قدم کی برکت سے مسیح ناصری جیسے ہوئے۔ انہوں نے بھی نبی کا نام پایا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ مسیح مہدی امت میں صرف ایک ہی ہونے والا تھا مگر مسیح ناصری جیسے تو بیشمار ہوئے اور ہونیوالے تھے۔ پھر کیوں ہم اُنہیں نبی کا نام نہ دلیں۔ کیونکہ جو موعود کیلئے امتی اور نبی کا لفظ احادیث میں ہے وہی امتی اور نبی کا لفظ دوسرے علماء کیلئے حدیث میں ہے جیسا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے ظاہر ہے اور اس حدیث کے خود حضرت جی یہ معنے فرماتے ہیں "یعنی میری امت کے علما ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳) اور پھر جب حضرت جی اس تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۴۳ میں فرماتے ہیں کہ "ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ

مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے" تو اب وہ معنی جو خود حضرت مسیح موعود کے کلام کے خلاف ہوں کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ دعویٰ کرو کہ ظلی نبی بھی کوئی حضرت صاحب کے سوا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک کوئی ظلی نبی ہی ہو سکتا ہے اور یونہی حضرت جی نے چلتے چلتے یہ بات کئی جگہ لکھدی کہ ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے فیض پانا وہ قیامت تک باقی ہے۔ ورنہ حقیقت میں امت کوئی ظلی نبی ہی ہوا اور نہ کوئی بروزی نبی حضرت جی کے سوا کبھی ہو سکتا ہے تو پھر تو جھگڑا ہی ختم ہے اور اگر حضرت جی کی عبارتوں کے وہی معنی کرنے ہیں جو اُن عبارتوں سے نکلتے ہیں تو پھر بہر حال ماننا پڑیگا۔ کہ یہاں جو آپ نے اپنا خاص علیحدہ ذکر فرمایا ہے کہ نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص ہوں" اس سے آپکا یہ مطلب ہے کہ ظلی نبوت میں بھی اسیطرح مراتب ہیں جس طرح کہ ظلی نبوت میں ہیں۔ اس سے تو حضرت جی کی فضیلت تمام امت کے اولیا اور ابدال اور اقطاب پر نکلتی ہے مگر فضیلت سے مجددیت اور محدثیت کی نبوت کی نوعیت کا بدلجانا نہیں نکلتا۔ اگر نوعیت کا بدل جانا مانا جائے تو پھر نہ صرف ختم نبوت آنحضرت صلعم کا انکار کرنا پڑیگا۔ بلا حضرت جی کے دعویٰ کا بطلان بھی اس سے ہوگا۔ کیونکہ وہ بات جو دشمن حضرت جی کے خلاف کہا کرتے تھے اور آپ لعنت بھیجکر مؤکد قسمیں کھا کر اُس کا انکار فرمایا کرتے تھے۔ وہ سب نعوذ باللہ غلط اور جھوٹ ثابت ہونگی۔ غرض یہ دو نو مقام تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ کی عبارت اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی عبارت کے بالکل صاف ہیں۔ اگر کوئی انصاف سے ان مقامات کو اُسی کتاب کے دوسرے مقامات اور عبارات سے حل کرے تو پھر کوئی دقت باقی نہیں رہتی۔ اب میں ذیل میں حضرت سیدنا المہدی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک خط نقل کرتا ہوں جس میں حضور ممدوح نے اقرار فرمایا ہے کہ بیشک کاملین امت میں سے بعض افراد نے نبی اور رسول کا نام بھی لپنے پر استعمال فرمایا ہے۔ یہ خط ایک سائل کے جواب میں حضرت سیدنا المہدی نے لکھا تھا۔ وھو ہذا۔

(منقول از بدر قادیان مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا۔ مکرم معظم۔ . . صاحب السلام علیکم۔ مکرمت نامہ باعث سرور و سرور ہوا جزاک اللہ۔ اگر اس طرح ٹھنڈے دل سے کوئی بات کرے تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ قصے گر گز فرد تل آرام سے بات نہیں کرتے . . . . آپ نے التزام فرمایا ہے کہ تیرہ سو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا۔ اس پر عرض ہے کہ مثنوی مولانا روم تو دیکھئے

آپ نے وعظوں میں سنی ہو گی۔اس کے اس وقت دو تین شعر پڑھتا بلکہ لکھتا ہوں جو آپ کے دعوے یاد دلاتے ہیں:۔

چوں بدادی دست خود در دست پیر | بہر حکمت کو علیم است و خبیر
کو نبی وقت خویش است اے مرید | تا از و نور نبی آید پدید
دست تو از اہل آں بیعت شود | کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

اے مرا تو مصطفٰے من چوں عمر | از برائے خدمتت بندم کمر

پھر فرماتے ہیں اور ان کی وحی کا دعوے فرماتے ہیں:۔

آنکہ از حق یابد او وحی و جواب | ہرچہ فرماید بود عین صواب
نہ نجوم است و نہ رمل است نہ خواب | وحی حق واللہ اعلم بالصواب
از پئے روپوش عامہ در بیاں | وحی دل گویند آں را صوفیاں

یہاں سب کچھ کہہ لیا ہے اور مولوی لوگوں کے ڈر کا ذکر بھی فرما دیا۔ اگر آپ سن سکیں تو میں ۱۳ مسلم النبوت اولیا کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ یہ آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرہ سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا۔

مکرم من! میں اس آیۃ کریمہ کا وخاتم النبیین کے معنی لکھنے کو تیار ہوں۔ مگر آپ کا حوصلہ دیکھ لوں کہ میرا یہ عریضہ کیا اثر کرتا ہے۔ کیونکہ بات بہت سیدھی اور صاف ہے۔ میں اب قبل اس کے کہ اس عریضہ کو ختم کر دوں اور آپ کو یقین دلادوں کہ آیۃ کریمہ خاتم النبیین کو صاف اور سیدھے معنی عرض کروں گا مگر اس خط کے جواب کا انتظار کروں گا۔ اتنا عرض کر دیتا شاید نامناسب نہ ہو گا کہ ایک مشہور کلام کنت نبیا و آدم بین الماء والجسد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم آدم سے پہلے نبی تھے اور نبی تھے تو خاتم الانبیا ہی نبی تھے اور یہی حق ہے والحمد للہ رب العالمین۔

نیز احادیث صحیحہ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا نہ بلکل بعثت کو جنگلوں پہاڑوں جزائر میں نبیوں کی خبریں نہیں پہنچیں اور بہرہ جو پیدائشی ہیں سو عذر کریں گے جیسا کہ ہم نے تفسیر احکم سا نہیں سنتا تھا۔ ان میں ایسے جو سنتے نہ تھے کیا ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ تو اس وقت کیا ہو گا۔ ایک دلچسپ بیان ہے جو انتار اللہ وخاتم النبیین کے پاک اور سچی اور حق کلام کے مطابق ہے۔ والسلام نور الدین۔

ہمارے ایک بزرگ دوست سیٹھ نے فرمایا کہ یہ مرید کا کلام ہے پیر کا نہیں ہمیں نے عرض کیا صاحب مثنوی کا قول ایک طرف احمدی لوگوں کے کلام کو ایک طرف رکھ کر دیکھ لو۔ احمدی مولوی روم کی برابر تو ان کو مان لو۔ مگر ایک شعر خواجہ معین الدین چشتی کا ان کو سنا دیا۔ آپ کو بھی سنا دیتا ہوں حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

دم بدم روح القدس اندر معینے مے دمد   من نمے گویم مگر من عیسٰے ثانی شدم

پھر حضرت مہدی نے ایک دوسرے خط میں لکھا کہ   والسلام نور الدین ۳۱ جولائی ۱۹۰۹ء

فوائد الفواد میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی محمد نظام الدین صاحب چشتی نے فرمایا ہے دیکھئے صفحہ ۲۴ قصہ حضرت شبلی جنہوں نے اپنے مرید کو ارشاد کیا۔ کہو لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ

نور الدین۔ ۱۸ مارچ ۱۹۱۰ء   (بدر ۲۸ اپریل و ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

اس حوالہ کو دیکھو کہ اس امت کے بعض افراد کا اپنے آپ کو رسول اللہ کہنا پایا جاتا یا نہیں بلکہ حضرت سیدنا المہدی کے نزدیک بارہ مسلم الثبوت اولیا کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا۔ اب میں پھر اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ جناب میاں صاحب جس بات کو نبی کی اصل تعریف یقین فرماتے ہیں یعنے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے اور کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرنے کو۔ اسی کو حضرت صاحب نبی کی اصل تعریف قرار نہیں دیتے ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل حوالہ:۔

"میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور پھر غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں ..... اگر اسلام میں نبوت (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہیں تو پھر آپ کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اور آپ کوئی نصرت الٰہی کا نشان نہیں دیکھ سکتے" (بدر ۵ جون ۱۹۰۸ء)

"ان کی اور ہماری نزاع لفظی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں بلکہ مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں" (الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء)

اب جناب میاں صاحب کی وہ تمام دلیل بھی اور تعریف بھی لغو اور باطل ہو گئی جو بار بار اپنی ساری کتاب حقیقۃ النبوۃ میں پچاس دفعہ کے قریب اس کو پیش کیا ہے کہ نبی ہوتا وہی ہے جس کو

کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے۔ اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کا کسی سے بکثرت ہمکلام ہونا اور اپنی غیب کی باتوں کا کثرت سے اُس پر ظاہر کرنا یہ حقیقی نبوت نہیں۔ اب حضرت صاحب کے ان فیصلہ کن الفاظ کے بعد بھی کوئی اپنی ضد نہ چھوڑے تو اس کی بدنصیبی ہے۔

اب میں اس رسالہ کو یہاں پر ختم کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی بھائی غلو کی راہ سے بچے کہ یہ نہایت ہی ضلالت کی راہ ہے عیسائیوں کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے کیوں ضال اور مضل کا خطاب دیا۔ اسی غلو کی وجہ سے۔ قرآن کریم کیوں اُن کو فرماتا ہے لا تغلو فی دینکم ولا تقولوا الا الحق۔ اسی غلو کی راہ اختیار کرنے کی وجہ سے۔ پس کسی بات کو حد سے مت بڑھاؤ۔ کہ یہ خدا کی کلام پر ایک زیادتی ہے۔ وہ جو غلو کرتا ہے اور ایک نبی کو خدا بناتا ہے وہ بھی ضال ہے اور وہ جو غلو کرتا اور ایک امام اور مجدد کو نبی بناتا ہے وہ بھی ضال ہے۔ خوب یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جھوٹا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو بھی نبی کہتا یا مانتا ہے۔ حق کی پیروی ہی انسان کو نجات دلا سکتی ہے۔ کوئی دلائل قاطعہ اس بات پر نہیں کہ مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ پس تم غلو سے باز آجاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہ کرو۔ یہ بات سراسر حق کے خلاف ہے کہ آنحضرت کے بعد بھی ایک نبی آگیا ہے۔ مجھے اسلام کا صرف ایک ہی نبی اور ایک ہی رسول ہے۔

اے دوستو! تم خود ہی سوچو کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آجائے تو پھر خاتم النبیین کون نبی رہا۔ سب سے پیچھے آنے والا یا اُس سے پہلے آنے والا۔ مسیح موعود کو اس کے اصل درجہ تک (یعنی امام ہونے تک) ماننا تو عین ثواب ہے۔ مگر ان کو نبی ماننا نہ صرف غلو ہی ہے بلکہ عذاب بھی ہے پس مسیح موعود کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ آنحضرت کے مقابل ان کو بھی نبی کہنے لگ جاؤ۔ یہ غلو ہے اور غلو کی راہ ہلاکت کی راہ ہے۔ دیکھو میں تمہیں دل کی ایک بات سناتا ہوں جناب میاں صاحب نے ساری کتاب حقیقۃ النبوۃ تو اس ثبوت میں لکھی کہ حضرت جی نعوذ باللہ واقعی نبی اللہ ہیں۔ مگر خاتمۃ الکتاب میں یہ

"لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم لوگ وسط میں ہیں ایک طرف اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کے قائل اور آپ کے خاتم النبیین ماننے کے دعویدار بنتے ہیں تو دوسری طرف مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر کے ختم نبوت کی کسر شان کرنے سے محفوظ ہیں۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۵۱۔"

جناب میاں صاحب نے یہاں تو یہ مان لیا ہے کہ مسیح موعود کو نبی ماننا ختم نبوت کی کسر شان کرنا ہے مگر پھر صفحہ ۲۵۶ پر جا کر لکھا ہے کہ "نبوت مسیح موعود سے انکار کرنا درحقیقت اسلام کی کمزوری اور آنحضرت کے فیضان کی کمی بلکہ آپ کا دنیا کے لئے عذاب ہونے کا اقرار کرنا ہے" اللہ اکبر! کتنی جرأت ہے کہ خدا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمائے اور میاں صاحب جب تک مسیح موعود نبی نہ بنیں تب تک نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلعم کو دنیا کیلئے ایک عذاب قرار دیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ اسی عقیدہ کی لعنت ہے جو آنحضرت صلعم کی نسبت ایسے گستاخی کے کلمے آپکے قلم سے لکھے جا رہے ہیں۔ دیکھو جو شخص مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کریگا وہ ضرور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے کلمات کہیگا۔ آہ! مسیح موعود کی نبوت کا مدعی اور قائل یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ اپنے اس اقرار سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] بلکہ وہ خدا تعالیٰ سے بھی جنگ کرنیوالا ٹھہرتا ہے کہ کیوں اُس نے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین ٹھہرایا۔ خوب یاد رکھو کہ خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ نبوت و رسالت حقیقی معنوں کی رو سے ختم ہو چکی ہے۔ اب خواہ کوئی اس کے حصول کیلئے کیسی ہی قابلیت تامہ اور ارفع مراتب امتیت پر پہنچ جائے۔ اُس نبوت حقیقی کو نہیں پا سکتا۔ جو انبیا علیہم السلام نے پائی۔ کیونکہ نبوت وہبی ہے نہ کسبی اور خدا وعدہ فرما چکا ہے کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی اور رسول حقیقی معنوں کی رو سے نہیں بھیجا جائیگا۔ اسی لئے حضرت جی نے فرمایا کہ۔

(۱) "محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا . . . . . اور استعارہ کے طور پر رسول اور نبی کہلا گیا" (نزول المسیح)

(۲) "وسمیت نبیًّا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

(۳) "اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا" (حقیقۃ الوحی۔ حاشیہ صفحہ ۱۵۰)

(۴) "مگر اُس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے" (الوصیت)

(۵) "نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم" (کشتیٔ نوح صفحہ ۱۳)

(۶) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں" (انجام آتھم)

خدا تعالیٰ ہمارے غلطی خوردہ بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ان کو ضلالت کے گڑھے سے نکال اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت فرماوے اور ہر ایک غیر مرئی لعنت کا دھبہ کو مٹا دے اور اسلام اور قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو ظاہر فرما دے [illegible]

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

کیا حضرت مسیح موعود کو نبی ماننا آنحضرت صلعم کی ہتک نہیں؟

حضرت مسیح موعود کو باطنی علم اور انکشاف ہی تو تھا کہ وہ اس بات پر آپ کو مجبور کرتا تھا کہ آپ بار بار اس مسئلہ نبوت کو کھول کر لکھیں اور اپنی آخری کتاب تک بطور فیصلہ کے لکھیں کہ میری نبوت ظلی ہے تمثیلی اور میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا اور میرا نام خدا نے مجازاً نبی رکھا ہے نہ حقیقتاً اور تحریر فرمادیں کہ آنحضرت کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ کیونکہ آپ نظر دوربین سے دیکھتے تھے کہ لوگ غلو کرینگے۔ سو آپ نے جو حق تعلیم کا تھا پورا کر دیا اور ہر کتاب اور ہر اشتہار میں اپنے واقعی نبی ہونے کا صاف صاف انکار کیا۔ اب کوتاہ اندیش ہم پر لاکھوں اعتراض کریں ہمیں مرتد کہیں فاسق نام رکھیں۔ کافر کہیں ہم اس عقیدہ کو ترک نہیں کر سکتے۔ اور ہم آنحضرت صلعم کے بعد کسی انسان پر نہ مسیح موعود پر نہ کسی اور شخص پر لفظ نبی کا بول سکتے ہیں اور نہ ہم آنحضرت کے بعد درحقیقت کسی اور کو حقیقی نبی مان سکتے ہیں اور نہ کبھی ایسے عقیدہ کو اختیار کر سکتے ہیں جس میں آنحضرت صلعم کی ہتک لازم آوے۔ ہمارا نبی اور رسول اور شفیع اور منجی سوائے خاتم النبیین کے اور کوئی نہیں۔ ہم اس شخص کو حضرت جی کی تعلیم سے نہایت دور پڑا ہوا یقین کرتے ہیں جو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت بلحاظ نبوۃ و رسالت ایسی ہی ہے جیسی کہ انبیائے سابق کی۔ ہم مسیح موعود کے متعلق رسول کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا یعنی مامور کیا گیا۔ اور آپ کے متعلق نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد لیتے ہیں کہ خدا سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو ہم ان لفظوں کو جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اور حضرت جی نے ان کی مراد نبی کے حقیقی مفہوم سے بالکل الگ بتلائی ہے۔ یعنی کثرت مکالمہ و مخاطبہ حضرت مسیح موعود کے نام کے ساتھ نبی کا لفظ بولنا نہ صرف گناہ ہی سمجھتے ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں ہتک بھی جانتے ہیں۔ کیونکہ ہم دلی ایمان سے سمجھتے ہیں کہ نبوۃ آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور دلی یقین سے جانتے ہیں کہ جو شخص خاتم النبیین کے بعد کسی کو صرف نبی کہہ کے پکارتا ہے وہ صرف اس آیت کا ہی انکار نہیں کرتا بلکہ وہ درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہو کر ایک نئے دین کا پیرو ہوتا ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں

اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے کیونکہ بلا واسطہ
نبوت کا نہ ہونا ہی بتلاتا ہے۔ کہ اب کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ اگر
مسیح موعود نبی ہوتا تو خدا اپنی سنت قدیمہ کو صرف مسیح موعود کیلئے ہی بدلتا۔ کیونکہ وہ قرآن کریم
میں فرما چکا ہے لا تجد لسنتنا تحویلا۔ ہم حضرت مسیح موعود کو دین اسلام کا محض ایک خادم
اور غلمان محمدی میں سے ایک غلام سمجھتے ہیں۔ ہم تو اسلام اور قرآن اور محمد رسول اللہ سے
ہی سچی محبت رکھنی چاہتے ہیں اور آنحضرت کی عظمت اور شان کو بھلانا نہیں چاہتے اور حضرت
مسیح موعود کے متعلق جو نبی اور رسول کے لفظ ہیں اُن کو خود حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے
ماتحت محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں جانتے اور مانتے ہیں یعنی رسالت بمعنی آپ کے بھیجے
جانے اور مامور ہونے کو یقین کرتے اور نبوت بمعنی صرف مکالمہ و مخاطبہ اور خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں
یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا جانتے ہیں اور اس حد تک ہم حضرت جی کو جزئی نبی یا ظلی
نبی یا مجازی نبی اعتقاد کرنا مذموم نہیں سمجھتے۔ مگر چونکہ قرآن کریم میں اور اصطلاح اسلام میں
نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ نبی خدا سے حکم و احکام پاتا اور کتاب لاتا ہے اور خدا کی توحید
منوانے کے ساتھ اپنی نبوت کا اقرار لیتا ہے۔ اور وہ مطاع ہوتا ہے۔ کسی نبی کا وہ مطیع اور امتی
نہیں ہوتا۔ اپنی مادری زبان میں وحی کیا جاتا ہے اور ایک نبی کا زمانہ دوسرے نبی کے آنے تک
ہوتا ہے۔ جب دوسرا نبی آجاتا ہے تو اس کا ہی ماننا سب نبیوں کا ماننا ہوتا ہے اور اُسی کی
حکومت اور اطاعت کو بکلی سر پر لینا ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلے رسول کی اُسکے وقت میں اطاعت
نہیں کیجاتی۔ اور اُسی نبی کی وحی عبادات میں پڑھی جاتی ہے اور نبی دینی علوم اور عقاید کو
بذریعہ جبرئیل حاصل کرتا ہے اور نبی غلطی پر کبھی نہیں رکھا جاتا۔ نبی پر خدا جبرئیل کے ذریعے اپنی رضا
کی راہوں کا اظہار فرماتا ہے۔ نبی کو اس کے نام کے بغیر دوسرے کسی نبی کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔
نبی حل معلقات و معضلات دین اجتہاد سے نہیں بلکہ نبوت سے کرتا ہے۔ نبی اپنی ایک امت بناتا
ہے۔ اسلیے ہم حضرت جی کو انبیا کی جماعت میں شامل نہیں سمجھتے کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم
کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے
نہیں ہے۔ سوم ہم مدعیان و قائلان نبوت مسیح موعود کو سخت غلطی کا ارتکاب کرنیوالے اور گمراہ یقین
کرتے ہیں۔ اور ہم حضرت مسیح موعود کو نبی کہنا اور نبی ماننا قرآن کریم کے خلاف۔ احادیث صحیحہ کے
خلاف سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف خود مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں اور ہم یقین جانتے

ہیں کہ یہ لوگ سراسر غلو کی راہ سے حضرت جی پر افترا کرتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ وہ ہرگز نبی نہ تھے۔ حضرت جی کو سوائے اس کے اور کوئی دعوےٰ نہیں تھا کہ ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکت پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعے ہی ہمیں فیض و معارف ملتے ہیں۔ اور ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں۔ یہ ایک گھڑا بنایا ہوا مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا کمال ثابت ہی نہیں ہو سکتا جب تک ایک نبی آپ کی امت میں سے پیدا نہ ہو۔ اس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی۔ یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے کہ جب تک مسیح موعود نبی نہیں ہو گا اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نبی ہونا اور آپ کی نبوۃ کا کمال ثابت ہونا معرض شک اور التوا میں رہیگا۔ نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات والکفریات۔ مسیح موعود کے نبی ہو کر آنے نے آنحضرت کی نبوۃ کا کمال کیا ثابت کیا بلکہ الٹا آنحضرت صلعم کی نبوت کا زوال ثابت کیا۔ کیونکہ اس مسیح موعود کے آنے سے اب آنحضرت کی نبوت پر ایمان لانا کافی اور باعث نجات نہ رہا۔ میں نے لفظ خاتم النبیین کا سوال اس بدبختی فرقہ کے بہت سے مولویوں سے کیا ہے مگر جوں جوں یہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں توں توں نیچے جاتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ بتلاؤ جس کے بعد ایک نبی آ گیا وہ خاتم رہا یا جس کے بعد کوئی نبی نہ آیا وہ خاتم رہا۔ اگر خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ شریعت لانے والے نبی آنے بس ہو گئے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ شریعت نہ لانے والے نبی بس نہیں ہوئے اور مسیح موعود کے آنے سے وہ بھی بس ہو گئے۔ کیا خاتم النبیین دو ہو سکتے ہیں۔ ایک شریعت لانیوالے نبیوں کا خاتم اور ایک شریعت نہ لانیوالے نبیوں کا خاتم۔ مگر خاتم النبیین تو صرف ایک ہی ہے دو نہیں۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ شریعت والے نبی اور نہ شریعت لانے والے نبی سب آنحضرت کے بعد آنے بس ہو گئے اور اگر خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کیلئے مہر دی تو پھر سوال یہ ہے کہ تیرہ سو برس میں کیوں اس مہر نے اپنا افاضۂ کمال کچھ نہ دکھایا اور کوئی نبی نہ بنایا اور آج اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اسی مہر نے ہی مسیح موعود کو نبی بنایا ہے۔ مہر نے تو النبیین بنانے تھے اور بنایا صرف ایک نبی۔ جب قیامت تک کوئی اور نبی مسیح موعود کے سوا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر یہ مہر بیکار گئی اور النبیین کا لفظ بھی غلط گیا۔ عجب مذہب ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین بھی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں۔ مگر ایک نبی آپ کے بعد بھی آنیوالا تھا۔ ایک نبی آ جائے تب بھی آپ خاتم النبیین۔ نبی آ جائے تب بھی آپ خاتم النبیین مگر جب ایک نبی سے زیادہ امت میں نبی ہو جائیں تو پھر آپ

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود کو نبی ماننے والوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے چینے کے بھڑولے میں کوئی پھنس جائے۔ جوں جوں نکلنے کے واسطے ہلیگا نیچے ہی نیچے جاویگا۔ یہ لوگ بیچارے اسی طرح پھنستے چلے جاتے ہیں۔

جناب میاں صاحب کو اپنی اس کتاب حقیقۃ النبوۃ پر بڑا فخر ہے کہ اس میں اصولی بحث کیگئی ہے۔ مگر جناب میاں صاحب نے خاتم النبیین پر کوئی اصولی بحث نہیں فرمائی اور نہ نبوت کی حقیقت کی ہی کوئی ایسی جامع مانع تعریف کی جس تعریف میں غیر نبی قطعاً داخل نہ ہو سکتا۔ اور نہ مسیح موعود کے کامل اور واقعی نبی ہونے کی از روے قرآن و حدیث کوئی دلیل دی بلکہ قرآن و حدیث سے جو دلائل حضرت جی نے آنحضرت کے بعد نبی نہ آنے کے بارہ میں دئے تھے اُن کو حضرت کی ایک اجتہادی تفسیر فرما کر بحث سے خارج کر دیا۔ اور ان سب تحریروں کو منسوخ قرار دیدیا۔ مثلاً مسیح موعود نے فرمایا "کہ میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (فیصلہ آسمانی) مگر اسکے متعلق جناب میاں صاحب نے کہیں سے حضرت کا یہ لکھا ہوا نہ دکھایا کہ جو مجھے نبی نہ سمجھے میں اُس کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ہاں میاں صاحب نے حضرت جی کی طرف سے خود وکیل بنکر ایسا فتویٰ دیدیا ہے کہ جو مسیح موعود کو نبی نہیں سمجھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے پھر مسیح موعود نے تو یہ لکھا کہ

"اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اور اُس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے"

مگر آج یہ اندھیر اور غضب ہے کہ یہ مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالے دشمن قرآن بنکر خاتم النبیین کے بعد نبوت کا نیا سلسلہ جاری کرنا چاہتے ہیں اور اُس خدا سے بھی نہیں شرماتے جس کے سامنے حاضر کئے جاوینگے۔ اور نہ مسیح موعود کی کوئی وحی یا تحریر اس کے خلاف دکھلاتے ہیں کہ مجھ پر آج سے دعویٰ نبوت اور وحی رسالت ہوتی ہے۔ سچ ہے من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون

پھر مسیح موعود تو فرماویں کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیا نہیں ٹھہر سکتے۔ اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے اور اگر فرض بھی کرلیں کہ حضرت عیسی

امتی ہو کر آئینگے تب بھی شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہو گی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہونگے اگر خدا تعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے۔"

مگر آج یہ غضب ڈھایا گیا ہے کہ خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا دنیا میں آنا پیش کیا جا رہا ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کریم کی تکذیب کی سمجھ نہیں کیجاتی۔ بلکہ ہمارے ظالم مخالفوں نے حضرت اقدس کی ان تحریرات کو خاک میں ملانے اور ہیچ محض ٹھہرانے کیلئے یہ نیا ڈھکوسلا ایجاد کر لیا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تحریریں وحی الٰہی کے خلاف لکھی گئی ہیں جس طرح حیات مسیح کا عقیدہ وحی الٰہی کے خلاف لکھا گیا تھا مگر حیات مسیح کے مسئلہ سے رجوع کرنے کی اور اپنے مسیح موعود ہونیکی وحی تو صاف لفظوں میں حضرت صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۲ میں لکھدی ہے۔ مگر یہ وحی ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نبی کامل اور حقیقی نبی (بمعنی غیر صاحب شریعت نبی) ہونے کی کوئی نہ بتلائی اور نہ کہیں لکھا کہ جو میں نے بارہا دفعہ لکھا تھا کہ اگر خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی دنیا میں آجائے تو اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے وہ غلط تھا اور اس کی غلطی مجھپر میری آج کی وحی نے ظاہر کر دی ہے۔ اور اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کامل نبی ہوں۔ حضرت مسیح موعود تو یہ لکھیں کہ ..... خدا کے علم میں وہ (مسیح علیہ) نبی ہو گا تو بلاشبہ اس کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی ہوگا کیونکہ وہ حقیقی نبی ہے اور قرآن کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے۔ (ایام الصلح)* اب تبلاؤ کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے قرآن اور حدیث جانتے تھے یا نہیں۔ اگر نہیں جانتے تھے تو الرحمٰن علم القرآن کا الہام غلط ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون کا الہام جھوٹ ہے۔ صل علیٰ محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین الہام مصنوعی؟ اگر مسیح موعود ہو کر یونہی رسمی طور پر جو لوگوں سے سُنا ہوا تھا اُسی قرآن اور حدیث سے مطابق کر لیا کرتے تھے تو آپ کا حکم و عدل ہونا معلوم۔

*پھر ایام الصلح ... کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع نہیں تو حضرت مسیح ... کو ایک عذاب قرار دیا جاتا ہے۔

س: ... ۱۹۰۱ء کی تمام تحریریں دریابرد کرنی پڑتی ہیں

دوسری طرف حضرت مسیح موعود کے الہامات کو غلط اور فضول ماننا پڑتا ہے جب حضرت صاحب کو خدا الہام کرتا ہے الرحمٰن علم القرآن تو یہ اچھا خدا نے قرآن سکھایا کہ اُس کو جتنے استدلال خاتم النبیین کے بعد نبی نہ آنے کے تھے وہ سب غلط اور فضول اور باطل ہو گئے پھر یہ الہام والخیر کلہ فی القرآن۔ لا یمسہ الا المطہرون یعنی تمام خیر قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاکدل ہیں۔ جب اچھے قرآن کے اسرار کھول کر جو لکھے وہ سب آج خاک میں ملگئے۔ جب پہلی تحریر و نیز خدا کی کوئی مہر نہیں تو ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریر و نیز خدا کی کونسی مہر ہے۔ یہ صاحبزادہ صاحب کی حضرت مسیح موعود پر خاص نظر عنایت ہوئی ہے کہ نبوت ثابت کرتے کرتے سب تحریرات کو خاک میں ملا دیا اور سب ہی یکلخت پانی پھیر دیا جب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں میں جو کچھ آپنے قرآن اور حدیث سے اپنے دعویٰ نبوت پر استدلال کیا وہ بقول میاں صاحب صرف آپکا اجتہاد تھا نہ خدا کا دیا ہوا علم اور اس پر کوئی الٰہی مہر یا وحی کی تصدیق نہ تھی۔ تو حضرت کی پچھلی تحریریں کہاں الہام سے لکھی ہوئی ثابت ہو سکتی ہیں۔ اگر پہلی تحریریں پچھلی تحریر والے منسوخ ہو گئیں تو پچھلی تحریریں بغیر خدا کی تصدیق کے کہاں قابل سند رہ گئیں۔ اللہ اللہ! مسیح موعود تو لکھیں کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی نبوت کے دعویٰ میں دھوکا نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے اُن کو دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی (اعجاز احمدی صفحہ ۹۶) مگر بقول جناب میاں صاحب یہ مسیح عیسیٰ سے تمام شان میں افضل اور اعلیٰ ہونے والا اپنی نبوت کے بارے میں اخیر دم تک دھوکا میں رہا اور اس کو حقیقت نبوت قریب سے نہ دکھائی گئی اور نہ بار بار دکھائی گئی۔ کیا یہی عیسیٰ مسیح سے ہر شان میں بڑھکر ہے۔ اگر حضرت صاحب نبی تھے تو کیوں حقیقت نبوۃ آپ کو قریب سے نہ دکھائی گئی اور پھر کیوں آپنے پندرہ برس ایک غلطی میں مبتلا رہنے کے بعد کھول کر نہ لکھا کہ حضرت عیسیٰ کی طرح میں بھی کامل اور حقیقی نبی ہوں اور نبوۃ کاملہ تامہ سے متصف ہوں اور انبیا کی زمرہ میں شامل ہوں۔ کیا نبی اسیطرح بنا کرتے ہیں کہ پندرہ برس تک انکو اپنا نبی ہونا ہی معلوم نہ ہو۔ حالانکہ خدا اس کو نبی کہے اور بار بار کہے۔ دوستو۔ عزیزو! غور کرو یہ بات تو نہیں کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود کیلئے کوئی نیا قانون بنانا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قدیم قانون کو دیکھو اور اس کے مطابق مسیح موعود کی نبوت کے مسئلہ کو جانچو اور اندھوں کی طرح بیعت کر کے تقلید کے تاریک اعتقاد کنوئیں نہ گرو جہاں گرتے ہی تمہارا دین ایمان سب ضایع اور برباد ہو جائے۔ آخری کتاب حقیقۃ کے آخری صفحہ پر باوجود وحی ہونے کے اور عقیدہ بدلجانے کے پھر بھی مسیح موعود یہی لکھیں کہ خدا نے یہ

نام بطور مجاز کے نبی رکھا ہے نہ بطور حقیقت کے تو نعوذ باللہ مسیح موعود کو خدا کی وحی پر بھی ایمان نہ ہوا۔ میں پوچھتا
ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود مسیح عیسے جیسے ہی کامل و حقیقی نبی تھے اور نبوۃ کی وجہ سے ہی مسیح عیسے
سے افضل تھے۔ تو ہر ایک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صاحب بھی حضرت موسیٰ
عیسے اور حضرات انبیاء علیہم السلام جیسے ہی نبی ہوئے تو بہت ضروری ہوا کہ اب آخری نبی مسیح موعود کو مانا
جائے اور جو کچھ آپ پر نازل ہوا۔ اسی کو ہی مسیح کا نیا قرآن اور کلام اللہ کہا جائے اور ان کی بھی وحی
کو قرآن میں کسی قدر مختلف ہی ہو نماز و میں پڑھی جاوے اور کلمہ کی بھی کسیقدر ترمیم و تنسیخ کیجائے کیونکہ جب مسیح موعود
کے الہاموں میں ہی نبی کا لفظ دیکھ کر کوئی نبی مانا ہے تو جب الہامات کو دیکھو گے تو وہ بھی رسول اللہ کی شان سے بڑھے
ہوئے ہی معلوم ہونگے جیسا کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی یا بمنزلۃ ولدی یا بمنزلۃ
عرشی وغیرہ وغیرہ الہامات جو کسی نبی کو نہیں ہوئے تو آپ کل نبیوں سے افضل ہوئے اور پھر جب اس صریح الہام پر نظر کرو گے
کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ تو اب اگر زمرہ انبیاء میں مسیح موعود کو رکھو گے تو پھر لازماً
ماننا ہوگا کہ وہ رسول اللہ سے بھی افضل تھے۔ افضل کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے کیوں لگو گے۔ اس کا تخت بہر حال مسیح
موعود سے نیچے ہی ہے۔ اب چھوڑو ایسے رسول کو۔ پھر تم کو حضرت کی کتابوں اور عبارتوں سے ایک قانون اپنے
لئے بنانا پڑیگا۔ جب میاں صاحب کا یہ مذہب ہے کہ مردہ اسلام کو ہم دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے تو زندہ اسلام
تو اب وہی ہوگا جو میاں صاحب اب حضرت صاحب کے نبی منوانے کے بعد اختراع کرینگے مگر ہم تو نہیں کہتے کہ وہ مردہ اسلام
ہے جس سے مسیح موعود زندہ ہوئے اور جس سے مسیح موعود جیسے ہزاروں بندگان خدا اور برگزیدہ اس امت میں پیدا
ہوئے اور آئندہ پیدا ہوتے رہینگے۔ ہم تو اسی اسلام کے شیدائی اور عاشق ہیں جس کے لانیوالے محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ ہم تو اسی رسول کے دامن سے ہی اپنی نجات کو وابستہ سمجھتے ہیں اور اسی رسول کے دامن سے
وابستہ ہونیکو مسیح موعود اپنی نجات سمجھتے تھے اور اسی نبی کو اپنا ہادی اور اپنا مولا اور اپنا رسول اور نجات دہندہ
سمجھتے تھے مگر تم جاؤ مسیح موعود کو اپنا نبی بنا کر دیکھ لو تم اسی قوم کے مشابہ ہو جاؤ گے جو ضالین کہلاتے
ہیں جب سے یہ بدعت اور فسق اور ضلالت کی راہ نکالی گئی ہے کہ آنحضرت کے بعد بھی ایک نبی دنیا میں آیا ہے تب
سے ہی حضرت جی کی انبیاء پر افضلیت کا مسئلہ شروع ہو گیا ہے۔ ابھی تو لوگ دبی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم جناب مرزا
صاحب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہی مانتے اور عین محمد ہی جانتے ہیں۔ کل دیکھ لینا یہ لوگ
ولد اللہ۔ توحید اللہ۔ عرش اللہ بھی مانینگے اور آنحضرت سے بھی افضل ہونا یقین کرینگے الغرض مسیح موعود کو
نبی ماننے سے اسلام کی بیخکنی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑتا ہے آیت الیوم اکملت لکم دینکم باطل ٹھہرتی
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف ہتک ہی ہوتی ہے۔ بلکہ حضرت نبی کریم کے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین
نبیًا العلیین ہونے پر ایک خندہ انگیز ہوتا اور دین میں فساد پھیلتا ہے۔ اگر اس اعتقاد والے کہ حضرت مرزا
صاحب ایسے ہی نبی ہیں جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے پابندی اسلام کے بنا دین قائم کرنیوالے ہوں

اب الگ ہیں۔ بیشک یہ تو ایک طریق کسی کو نبی ماننے کا ہے یا ایک نیا مذہب قائم کیا گیا ہے۔ گر یہ کونسا طریق اور مذہب ہے کہ مانا تو حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی نبی جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر سنت و کتاب پر عمل کریں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت مرزا صاحب کی وحی کو نہ تو نماز میں پڑھیں اور نہ اُس وحی کی بنا پر کوئی فرض سمجھیں۔ یہ تو برائے نام کا ہی نبی ماننا ہوا نہ کہ حقیقت کا نبی ماننا۔ اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے کہ کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایسا ہی نبی مانے جیسے کہ حضرت عیسیٰ نبی مانتے تھے۔ مگر جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں وہ کلیسیا کی طرف بھاگے اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں تو وہ انجیل کھول بیٹھے اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو جائے اور شراب پئے اور سؤر کھائے کیونکہ وہ انجیل میں حرام نہیں اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہ رکھے اور پھر کہے کہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ رسول اللہ جیسا ہی رسول اللہ مانتا ہوں تو کیا لوگ اسے بے دین نہ کہیں گے کہ مانتا تو ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا نبی جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں مگر عمل کرتا ہے انجیل پر۔ جو لوگ اب حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت کے بعد ایسا ہی نبی مانتے ہیں۔ اُن کا اب قرآن بھی وہ ہونا چاہئے جو حضرت جی کے الہام ہیں۔ اور ان کی شریعت بھی وہ ہونی چاہئے جو اُن الہاموں کے اندر بیان ہو گئی ہو۔ اب قرآن سے اُن کا کیا تعلق اور محمد رسول اللہ صلعم سے اُن کا کیا واسطہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد مسیح موعود کو نبی اور رسول ماننا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق توڑنا ہے۔ یہ جو لوگ ایسا جو کہتے ہیں کہ ہم حضرت صاحب کو صاحب شریعت نہیں مانتے ان کو رسول اللہ ایسا نبی سمجھنا اور اُن کے کلام میں موجود اور ظل اور روح القدس کی تائید سے لکھی ہوئی کلام کو الگ کرنا اور سب کو قطعی بالقبول کرنا قرآن اور حدیث کو آپ کے کلام پر مقدم نہ کرنا حقیقت میں ان کو صاحب شریعت نبی ماننا ہے۔ اس وقت یہ بڑا غضب ہوا ہے کہ مختلف رایوں اور گوناگوں خیالات کے شائع ہونے کے باعث سے کم فہم لوگوں کیلئے بڑی ہی دقتیں پیش آ گئی ہیں۔ میاں صاحب کی نبوت کی من گھڑت اور تحریفوں نے ان نوآموزوں کی طبائع میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ جو امر نہایت معقولیت میں تھے وہ اُن کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں نہایت درجہ نامعقول تھیں اُن کو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور ان لوگوں کے علاج کیلئے جو اپنے گھڑی مخلوق کے ہادی بن بیٹھے ہیں سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ حضرت ہی کی کتابوں سے ہی ان کے خانہ ساز مسئلوں کی خامی ثابت کی جائے۔ اے بزرگو! اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنوں پر رحم کرو اور قبل اس کے جو وہ باطل کی طرف کھنچے چلے جائیں ان کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری قوم کا بھلا ہو اور سب کو معلوم ہو کہ آنحضرت کے بعد کسی نئے نبی رسول اور قطعی نبی کا آنا محض جھوٹ اور بے حقیقت بات اور صرف بکواس ہے اور قرآن کریم کے بعد کسی الہام یا وحی کو قرآن کریم کی طرح ماننا تکذیب کلام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کو کسی امام یا مجدد کے قول کے مقابل پر چھوڑنا کفر محض ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم دنیا کے لئے اب ہادی نہیں ہیں تو رونے کا مقام ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم دنیا کیلئے اب آخری نبی نہیں رہے اور آخری نبی حضرت مرزا صاحب ہیں تو غیرت کا مقام ہے کہ ہم اب بھی خواب غفلت میں سویا کریں اور اس لعنتی عقیدہ کے قلع و قمع کرنے حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسول کریم رؤف رحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کے قائم کرنے میں از حد کوشش نہ کریں اور براہین قاطعہ و آیات قرآنیہ و حدیثیہ سے اس ناپاک دجل اور شیطانی طلسم کو پاش پاش نہ کریں۔ خدا نے ہم کو صدہا براہین قاطعہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر عنایت کیں۔ اور ہمارے مخالفین (محمودی پارٹی) کو اُن میں سے ایک بھی نصیب نہیں۔ اور خدا نے ہم کو حق محض عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہیں لیکن تب بھی شرارت کی کوششیں ایک ایسی موثر چیز ہے کہ یہ باطل پرست مدعی فرقہ کس قدر فائدہ اُٹھا ہی لیتا ہے اور چوروں کی طرح کہیں نہ کہیں ان کی نقب بھی لگتی ہی رہتی ہے۔ دیکھو عیسائی مذہب ایک انسان کو خدا منوانے کی ہمیشہ کی کوششوں سے کیا ترقی پر ہے۔ آج تک لوگ اُن کا شکار ہو رہے ہیں۔ پھر آریہ مذہب کے لوگوں کو دیکھو کیسی ترقی کر رہے ہیں۔ خدا کا قانون قدرت ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ دھر کر غافل ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بے نصیب رہتا ہے۔ سو اے بزرگو! اس سے زیادہ اور کیا انسان [illegible] جس کے آگے آپ لوگ راہ دیکھتے ہیں۔ آپ کے سامنے حضرت نبی کریم کی شان اور عظمت اور رسالت کو [illegible] ہے جو آنحضرت کے در کا ایک غلام اور چاکر تھا۔ اس کو آنحضرت کے تخت جلال پر بٹھایا جاتا ہے اور [illegible] بھی رسول نہیں مانتے۔ ایسا ہی کیسے [illegible] ان کا حضرت مرزا پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن یہ یاد رکھیں کہ نری سخن بینی کوئی ہنر کی بات نہیں مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ا
نہ تھی۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ ناحق حق کا خون کیا جارہا ہے۔ جس سے اسلام کے نیست و نا
ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے خدا کی قسم میرا چین و آرام گویا حرام ہو گیا۔ اور بیقرار ہو کر
جناب الٰہی میں دعا کی اور اس مضمون کو لکھنا شروع کیا اور سب سے پہلے میں نے القول الفصل
کے جواب کی طرف توجہ کی جسے میں نے القول الفصل پر سرسری نظر سے موسوم کیا اور قولہ
اقول کے طریق پر بیان کیا۔ ماتوفیقی الا باللہ

قولہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعود اپنے ایک کلام کی خود ہی تفسیر فرما
اور کوئی شخص آپ کے اس کلام سے آپ کی تفصیل و تشریح کے خلاف ایک اور ہی معنے لیکر اس تحر
کو اپنے کسی مطلب کے لئے سند کے طور پر پیش کرے۔ اقول۔ بیشک یہ اصول نہایت پاک
اور صحیح ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب کی صریح تشریح و توضیح کے برخلاف کونسا ذ
اپنی من گھڑت چلا کر اپنے مزعومات باطلہ کا خواہ مخواہ ثبوت دیتا ہے۔ قولہ آپ تحریر فرماتے
ہیں جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل
پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے ا
رسول و مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا
طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے نداء نے مجھے
اور رسول کر کے پکارا ہے الخ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴) اقول حضرت اقدس کی یہ عبارت نہ
واضح ہے جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ میں کوئی علیحدہ شخصیت اور حیثیت سے نبی نہیں۔ اور
میری کوئی الگ شریعت ہے۔ جن سے بڑھ کر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ حقیقی نبوت سے انکار
لئے اور کون سے الفاظ موزون ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اصولی شرائط نبوت میں سے اگر
شرط کی بھی کمی ہو تو وہ نبوت حقیقت یا تامہ کاملہ نبوت نہیں کہلا سکتی۔ اس لئے حضرت صاحب
ایک ایسے اصل نبوت کا نام لے کر انکار کر دیا ہے۔ کہ جس کے بغیر کبھی کوئی نبوت حقیقہ شرعیہ
ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ شرط یہی مستقل ہونے کی شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں
کیا مطلب کہ وہ نبوت جو حقیقہ شرعیہ نبوت ہوتی ہے یا اصلی نبوت کہلاتی ہے۔ میری وہ نبو

نہیں ہے۔ ہاں وہ نبوت جو ہر ایک سچے نبی کی نشانی ہے کہ اپنے فیض سے اپنے متبعین کو پہنچاتے ہیں بھی اسی قسم کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی سے حاصل کی ہے جیسا کہ فرمایا کہ "نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کردے ...... اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں" (چشمہ مسیحی ص۴۶) اگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں پر شرائط نبوت اصلیہ یا جس کو نبوت حقیقیہ شرعیہ یا کاملہ تامہ مستقلہ بھی کہتے ہیں کی شرائط بھی بیان کر دیں۔ اور پھر اس قسم کی نبوت کی بھی کسی قدر ماہیت بیان کر دیں۔ جو انبیاء کاملین کے فیض سے اُمتیوں کو ملا کرتی ہے جسکو نبوت غیر حقیقی یا مجازی یا ظلی یا بروزی یا لغوی نبوت بھی کہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہم ان کے بیان میں قرآن و حدیث اور حضرت اقدس کے ارشادات سے باہر نہ جائیں گے۔ مگر قبل اس کے کہ ان شرائط کا ذکر کیا جاوے یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ نبوت حقیقیہ اصلیہ مستقلہ یا تامہ کاملہ کے شرائط کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرائط لازمہ غیر منفکہ یعنی وہ شرائط جن کا ثبوت اصلیہ حقیقیہ میں پایا جانا از بس ضروری ہے اور ایسا ضروری ہے کہ جن کے بغیر شرعی معنوں میں حقیقی نبوت ثابت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس جس شخص میں اُن میں سے کوئی شرط بھی موجود نہ ہوگی تو اُسے ہرگز حقیقی نبی نہیں کہہ سکیں گے۔ (۲) شرائط اضافیہ غیر لازمہ۔ ان سے وہ شرائط مُراد ہیں جن کے بغیر بھی کسی حقیقی نبی کی نبوت حقیقیہ میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پس اب ہم اُن دونوں قسم کے شرائط کا علیٰحدہ علیٰحدہ قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کر دیتے ہیں۔ اور یہ یاد رہے کہ اسی کو دوسرے لفظوں میں اصطلاح اسلام کہتے ہیں۔

(۱) نبوت اصلیہ حقیقیہ شرعیہ کے شرائط لازمہ غیر منفکہ جن کے بغیر کسی نبی کی حقیقی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ (۱) مستقل ہونا۔ یعنے بغیر توسط کسی پیغمبر کے براہ راست محض موہبت الٰہی سے جداگانہ نبوت پانا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ یعنے ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا۔ مگر اس لئے کہ وہ مطاع ہو۔ یعنے لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے اور خود کسی کا مطیع نہ ہو۔ پس جب وہ کسی کی اطاعت کے لئے پیدا نہیں ہوا تو کسی کے فیض سے نبی بننے کے کیا معنے ہوئے۔ نبی تو وہ پہلے سے بن ہو چکا۔ پھر کسی کی فرمانبرداری سے نبوت کا حاصل کرنا چہ معنے دارد؟۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلنَّبِیُّ نَبِیٌّ

وَلَوْ كَانَ فِي بَطْنِ أُمِّهٖ۔ کہ نبی۔ نبی ہی ہے۔ اگرچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ پھر جیسا کہ نبی ماں کے پیٹ سے ہی نبی ہوتا ہے۔ تو کسی کے فیض یا اطاعت سے وُہ کیوں کر نبی بنا کیونکہ اطاعت یا فرمانبرداری تو کوئی پیدائش کے بعد ہی کسی کی کر سکتا ہے۔ نہ کہ قبل از ولادت۔ بھی حالانکہ نبی تو وہ اُسی وقت بن جاتی ہے جبکہ وُہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ نبوت تامہ کاملہ حقیقیہ شرعیہ کسی کی اطاعت کی ہرگز محتاج نہیں۔ بلکہ براہِ راست ماں کے پیٹ سے ہی ملجاتی ہے۔ حضرت اقدس نے کیا خوب فرمایا۔ کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دُوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی اُمتی وُہ اس وجہ سے کہ وُہ بکلی تابع شریعت رسُول اللہ...... ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں والا معاملہ اُس سے کرتا ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)۔ مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ باوجود اتنی تصریحات کے کوئی شخص پھر بھی تنکوں کا سہارا ڈھونڈھ کرکے۔ کہ یوں تو رسول کو خدا کی اطاعت سے بھی کیوں نہ

لہ آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ پر صاحب زادہ صاحب کا ایک یہ بھی اعتراض ہے۔ کہ اگر تمام انبیاء کا اس قسم کا مُطاع ہونا شرط ہوتا۔ کہ وہ کسی کے بھی مطیع نہ ہوں۔ تو خدا نے توریت کے متبع انبیاء کے متعلق یہ کیوں فرمایا۔ کہ یحکم بھا النبیون لیکن حضرت کو یہ نہ سُوجھا۔ کہ توریت کے مُطابق حکم نافذ کرنا شئے دیگر ہے۔ اور کسی نبی کا مطیع یا اُمتی ہونا شئے دیگر۔ میں آپ کو اس سے بڑھ کر آیت بتلاؤں جس میں خدا تعالےٰ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ تم انبیاءِ سابقین کی ہدایت کی پابندی اختیار کرو۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ سکے ۔۱۶ ۔ تو کیا مان لینا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُستقل نبی نہ تھے۔ بلکہ سب نبیوں کے اُمتی تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا ایں جا است

آزاد سمجھ لیا جاوے۔ مگر کاش کہ ایسا بےڈھنگا اعتراض سب سے بڑھی ہوئی فضیلت کے مدعیان کی طرف سے نہ ہوتا۔ کیا یہی قرآن دانی کا ثبوت تھا جسے جناب میاں صاحب نے پیش کیا؟ غور کیجئے میں عرض کئے دیتا ہوں کہ بعض کلیات کے اندر کچھ نہ کچھ مستثنیات بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے۔ تو اسکے اس قدر وسیع معنے نہیں ہوسکتے۔ کہ یہ بھی مان لیا جاوے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی دوسرا شخص خاتم النبیین ہوکر آسکتا ہے۔ یا چونکہ خدا تعالےٰ قادر مطلق ہے تو ایک دوسرا خدا بھی اپنی مانند پیدا کرسکتا ہے یا آسمان پر بھی زندہ انسان کو بجسد عنصری اُڑا کر لے جاسکتا ہے۔ مگر جانتے ہو ایسا کیوں نہیں کرسکتا۔ اسکی وجہ یہی تو ہے۔ کہ ایسا کرنا اُس کے قانون کے بخلاف ہے۔ اس لیئے باوجود عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قدیر ہونے کے پھر وُہ ایسا نہیں کرسکتا۔ اسی لئے اُس نے بتلا دیا ہے۔ کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا یعنے وہ اپنے قانون کی بھی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے۔ **اسی بناء پر آئت موصوفہ بالا کے معنے بھی اس قدر وسیع نہیں ہوسکتے۔ کہ انبیاء و رسل کو خدا تعالےٰ کی اطاعت سے بھی آزاد سمجھ لیا جاوے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا تو سب سے بڑھ کر اُس کے رسولوں کے فرائض میں سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا** کہ ان ھذہٖ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون یعنی کہ اے رسولو یہ تمہاری ایک جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس میری ہی عبادت اور اطاعت کیا کرو۔ اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون یعنے وُہ خدا تعالےٰ سے کسی بات میں بھی پیش دستی (خود رائی) نہیں کرتے اور ہر امر میں اُسی کے فرمانبردار رہتے ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ کہ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کہ تمام جن و انس کی پیدائش کی علت غائی میری عبادت ہے۔ پس چونکہ انبیاء و رسل بھی آدمی ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے وُہ بھی اس قانون سے باہر نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا باوجود ایسے کھلے کھلے قوانین کے یہ کیونکر قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ انبیاء کو خدا کی اطاعت

کی بھی ضرورت نہیں ؟ یہ تو ایک نہایت ہی لغو خیال ہے جس کو عقل سلیم بھی دھکے دے رہی ہے۔ کہ جن کے وہ رسول ہو کر آئے ہیں اُس کی اطاعت سے آزاد اور سرکش ہوں۔ اگر وہ ایسے ہی آزاد ہوتے تو خدا کا رسول بننے کی اُن کو کیا ضرورت پڑی تھی۔ وہ سیدھے خدائی کے دعویدار بنتے ؟ نہ کہ خدا کے رسول کہلاتے ؟

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ خدا کے رسول علوم دین کو ہمیشہ جبرئیل کے ذریعہ سے سیکھا کرتے ہیں۔ اور جب تک جبرئیل باذن الٰہی اُنھیں کچھ سکھلاوے نہیں تب تک نہ تو وہ کوئی نکتہ معرفت بیان کرسکتے ہیں۔ اور نہ مخالفین کے کسی اعتراض کا جواب معقولی یا منقولی رنگ میں دے سکتے ہیں۔ یعنی دینی امور میں اُن کے ذاتی قیاسات و اجتہادات کا قطعاً کوئی دخل یا تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لاتے ہیں وہ تمام دور از عقل باتوں کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ یا کوئی عقلی یا نقلی دلیل اوس میں نہیں ہوتی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک قسم کے دلائل اُن کو دیئے تو ضرور جاتے ہیں۔ مگر وہ سب کچھ خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ انبیاء کے اپنے قیاس و اجتہاد کا اُس میں دخل نہیں ہوتا۔ اسی لئے تو فرمایا۔ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى یعنی ہمارا رسول اپنے ہوائے نفس سے کچھ نہیں بولتا۔ جو کچھ بولتا ہے وحی الٰہی سے ہی بولتا ہے جو اُس کی طرف کی گئی۔ اور پھر فرمایا کہ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى یعنے سکھلایا ہے اُس کو (رسول اللہ کو) مضبوط قواؤں والے نے جو زبردست طاقتوں والا ہے۔ پس وہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ اور اُس میں کوئی کمزوری باقی نہیں رہی۔ صاحبزادہ صاحب نے اس شرط پر حقیقۃ النبوۃ میں بڑا مضحکہ اڑایا ہے کہ یہ بھی کوئی شرط نبوت ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ کیا نبی اُس شخص کو کہتے ہیں جسکی بات بلا دلیل ہو یا یہ کہ نبی اُسے کہتے ہیں جو لوگوں سے بلا دلیل بات منوائے ؟۔ سو عرض ہے کہ در اصل آنجناب نے مطلب کو ٹھیک طور پر سمجھا ہی نہیں۔ ورنہ اگر ذرا غور سے کام لیتے تو آپ ہرگز اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ بات کا خلاصہ مطلب تو صرف اس قدر تھا کہ حقیقی انبیاء دینی مسائل میں اپنے قیاس و اجتہاد سے کام نہیں لیا کرتے۔ بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں

جو وحی کے ذریعہ سے انہیں بتلایا جائے نہ کہ اُن کی تعلیم ہی سرے سے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معرا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نقطہ کو نہ سمجھتے ہوئے آپ نے جھٹ لکھدیا۔ کہ قرآن و حدیث تمام دلائل سے پُر ہے اور حضرت ابراہیم کے دلائل کا قرآن میں ذکر موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ لیکن آنجناب کو یہ نہ یاد رہا کہ اُسی قرآن میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور حضرت ابراہیم کے دلائل کی نسبت بھی صاف لکھا ہے کہ تلك حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ کہ یہ تمام حجت ہم نے ابراہیم کو اپنی قوم پر دی۔ کیوں حضرت وہ تمام دلائل وحی الٰہی پر مبنی ثابت ہوئے یا قیاس واجتہاد پر۔

(۳) خدا کے رسل حقیقی ہمیشہ اپنی قوم کی زبان میں بھیجے جایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مولا کریم نے فرمایا کہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ پ ۱۳-۱۳- یعنے نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو۔ مگر اُس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ اُن کو کھول کھول کر ہر ایک بات سمجھاوے۔

(۴) خدا کے رسول تعظیم لامر اللہ اور شفقت علے خلق اللہ کا اعلےٰ نمونہ ہوتے ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ کہ وہ کسی بات میں بھی خدا تعالےٰ سے پیش دستی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جسکا حکم پاتے ہیں اور شفقت علےٰ خلق اللہ کے متعلق فرمایا کہ لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین کہ شاید تو اپنی جان کو ہلاک کردیگا۔ کہ وہ ایمان نہیں لائے۔ اور ایک دوسری جگہ یُوں فرمایا۔ کہ وما ارسلنٰك الا رحمۃ للعلمین۔ کہ تجھے تو محض رحمت عالمیان بناکر ہم نے بھیجا ہے۔ تو سراسر اُن کے لئے رحمت ہے۔

(۶) نبوت اصلیہ حقیقیہ مستقلہ یا تامہ کاملہ نبوت کے شرائط اضافیہ غیر لازمہ۔ یہ شرائط اضافیہ دو قسموں پر منقسم ہیں (۱) شرائط اضافیہ خاص۔ (۲) شرائط اضافیہ عام۔ شرائط اضافیہ خاص وہ شرائط ہیں جن کا پایا جانا صرف حقیقی انبیاء کی ذات تک محدود ہے۔ اور کسی غیر نبی میں اُنکا پایا جانا ہرگز ممکن نہیں۔ مگر اُن کا پایا جانا ہر ایک

حقیقی نبی میں کوئی ضروری بھی نہیں۔ پس ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی حقیقی کی نبوت یا رسالت میں کوئی نقص بھی لازم نہیں آتا۔ کیونکہ یہ صفات بہرحال شرائط اضافیہ غیر لازمہ ہی ہیں اصلیہ نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ شرائط خاصہ بجز کامل نبیوں کے کسی دُوسرے فرد بشر میں پائی بھی نہیں جاتیں۔ سو وہ حسب ذیل ہیں:۔ (۱) صاحب شریعت جدیدہ ہونا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اولٰئک الذین اٰتینٰھم الکتٰب والحکم والنبوۃ ۱۶ یعنے یہ وُہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب دی اور حکم دیا اور نبوت دی۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان سہ صفات میں سے صرف ایک ہی صفت صاحب کتاب ہونے کی ایسی مذکور ہوئی ہے جو حقیقی انبیاء سے خصوصیت رکھتی ہے اور دوسرے ہر دو صفات عام ہیں جو دیگر انبیاء میں بھی مشترک ہیں۔ (۲) ناسخ بعض احکام شریعت سابقہ ہونا جیسے خدا تعالےٰ نے مسیح کے ذکر میں فرمایا ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کہ میں تمہارے پاس اِس غرض سے بھی آیا ہوں کہ بعض حرام شدہ چیزوں کو تم پر حلال کروں۔ پھر یہ صفات شرائط اضافیہ خاص ہیں جو بجز حقیقی انبیاء کے دُوسرے کسی فرد بشر میں پائی نہیں جاتیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے ان صفات کے اپنے اندر پائے جانے سے بھی انکار کر دیا ہے اور بار بار فرمایا ہے۔ کہ میں صاحب شریعت بھی نہیں اور ناسخ بعض احکام شریعت بھی نہیں تاکہ ہر طرح سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے۔ کہ ہمارا کوئی دعوے نبوت حقیقیہ شرعیہ نہیں ہے۔ مگر بعض حضرات نے حضرت صاحب کے اِس نکتہ کو نہ سمجھتے ہوئے کچھ اور ہی اُلٹ یہ سمجھ لیا۔ کہ حقیقی نبی وہی ہوتا ہے جو صاحب شریعت ہو۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور صاحب شریعت ہونا شرائط اصلیہ میں سے نہیں بلکہ شرائط اضافیہ خاص میں سے ہے اسی لئے بعض حقیقی نبیوں کو شریعت ملی اور بعض کو نہیں ملی۔ مگر جن کو شریعت جدیدہ نہیں ملی اُن کو بھی غیر حقیقی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہی شریعت نے قرار دیا ہے۔ اور باوجہ نہ ملنے شریعت کے شریعت نے اُن کو ناقص یا غیر حقیقی نبی قرار نہیں دیا۔ بلکہ صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت سب کو یکساں طور پر حقیقی نبی قرار دیا ہے۔ اسی کو تشریعی نبوت بھی کہتے ہیں۔ اِس کے بعد دوسری قسم شرائط اضافیہ عامہ کی ہے جو حقیقی و غیر حقیقی سب میں مشترک

انبیاء و رسل میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ (۱) مظہر علی الغیب
ہونا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الّا من ارتضیٰ من رسول
۲۸ سورہ جن۔ یعنے وہ کسی کو غیب پر بکثرت اطلاع نہیں دیتا۔ مگر اسی کو جس کو رسولوں
میں سے پسند کرے۔ یہ وہ آیت ہے جس پر جناب صاحبزادہ صاحب اور اُن کے انصار نے
حضرت مسیح موعود کی نبوت کی بنیاد قائم کی ہے۔ مگر یہ عجیب نظارۂ قدرت ہے کہ کثرت سے
امورِ غیبیہ پر اطلاع پانے کو خود خدا تعالیٰ اس آیت میں شرط نبوت نہیں ٹھیراتا۔ بلکہ
اس آیت سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے بعض کو جس کو
چاہتا ہے بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ اور جس رسول کو چاہے یہ کثرت نہیں بھی دیتا
پس ثابت ہوا۔ کہ ہر ایک رسول یا نبی کے لئے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا کوئی
شرط نہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ یہاں مِن بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں ہے۔ لہذا واضح رہے۔ کہ اگر
اسجگہ مِن کو بیانیہ لیا جاوے تو قرآن کریم کی ایک دوسری آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔
جس میں بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع پانا تو درکنار سرے سے معمولی اطلاع علی الغیب کو
بھی ہر ایک رسول کے لئے ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَا كَانَ
اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۴ یعنے
یہ کوئی ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ تم سب کو غیب پر اطلاع دے۔ لیکن وہ اس کام کے لئے
اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ سو کثرت تو الگ رہی۔ اس آیت نے تو
معمولی اطلاع علی الغیب کو بھی سب انبیاء و رسل کے لئے ضروری شرط تسلیم نہیں کیا۔ چہ جائیکہ
کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کو شرط نبوت قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے
نزدیک ہر ایک نبی کے لئے یہ کوئی ضروری شرط نہیں تو اس سے حقیقی نبوت کا استدلال
کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں لغت میں ضرور اس کو شرط نبوت ٹھیرایا گیا ہے۔ جس کا ذکر حضرت
صاحب نے بکثرت اپنی تحریرات میں کیا ہے۔ اُس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اسکا جواب
ہم آگے چل کر دیں گے۔ کہ لغوی شرط نبوت شرعی اصطلاح کے بالمقابل کیا وقعت رکھتی
ہے۔ (۲) آدمیوں کی طرف آدمی کا ہی رسول ہو کر آنا اور وحی پانا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے

فرمایا کہ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ۱۲ یعنے نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر آدمیوں کو جن کو ہمنے وحی کی۔ (۳) بشیر و نذیر ہونا۔ جیساکہ فرمایا وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ یعنے نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر انذار و تبشیر کے لئے۔ الغرض اس قسم کے مشترکہ اضافی شرائط یا اوصاف نبوت بیشمار ہیں جن کی پوری پوری تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس لئے ان کو یہیں پر ختم کرکے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالجملہ انہی شرائط اضافیہ عامہ کا نام مبشرات رکھ کر فرمایا ہے کہ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ یعنے نہیں باقی رہا نبوت میں سے کچھ سوائے مبشرات کے اور قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ کوشش کرنے والوں اور استقامت اختیار کرنے والوں کو خدا تعالےٰ ضرور اُن انعامات سے متمتع کرے گا۔ جیساکہ فرمایا کہ اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کریں گے ہم ضرور ان کو اپنی راہوں پر چلائیں گے پھر فرمایا۔ کہ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنے جن لوگوں نے کہا۔ کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اس پر ثابت قدمی دکھائی تو اُن پر ہمارے فرشتے نازل ہوتے رہیں گے (یعنے اُن کو الہامات ہونگے)۔ اور اس فیضان کے حاصل کرنے کا یہ طریق بتلایا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الخ یعنے اے رسول تم لوگوں کو کہدو۔ کہ اگر تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو تم محبوب خدا بن جاؤ گے۔ پھر فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۵ کہ خبردار خدا کے ولیوں کو کوئی خوف نہ پہنچے گا۔ اور نہ وہ غم کھائیں گے اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ کہ بیشک خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہے۔ جو تقوے کرتے ہیں اور خدا کی اس طرح عبادت کرتے ہیں کہ گویا اُس کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ کہ بیشک ہم اپنے بھیجے ہوؤں کی اور ایمانداروں کی دنیا و عاقبت میں بالضرور مدد کریں گے۔ مگر شرائط اصلیہ نبوت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعی طور پر دروازہ بند ہے کیونکہ آنحضرت اس حد کے جو آدم سے شروع ہوا آخری

نبی ہیں۔ اور اب قیامت تک آپ ہی کا دور ہے۔ اور بجز آپ کے ہرگز کسی دوسرے کا عہد
نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں جس طرح یہ دو
انگلیاں (انگشت شہادت اور وسطی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یعنے میرے بعد اب قیامت
ہی آئے گی۔ اور کوئی دوسرا نبی مبعوث نہ ہوگا۔ اگر آپ کے بعد حقیقی شرعی معنوں میں کوئی دوسرا
نبی ہوتا تو ایسا کیوں فرماتے؟ لہذا جہاں خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ جامع جمیع
کمالات نبوت ہیں۔ وہاں یہ معنے بھی بالضرور ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں فتدبروا
الغرض جیساکہ ہمنے ثابت کیا۔ شرعی حقیقی معنوں میں جس کو نبی یا رسول کہا جائیگا۔
اُس میں ہر چہار شرائط اصلیہ لازمہ غیر منفک کا پایا جانا قرآن وحدیث کی رُو سے از بس ضروری
ہے اور میرے کہنے سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی کتاب یہی کہتی ہے۔ اور اُس کا سب سے پیارا اور
بزرگ تر نبی صلے اللہ علیہ وسلم (فداہٗ نفسی و مالی) یہی فرماتا ہے۔ کہ شرعی معنوں میں حقیقی
نبی وہی ہوگا جس میں یہ ہر چہار شرائط اصلیہ پائی جاتی ہوں۔ لہذا اگر کسی نبی میں اُن میں
سے ایک شرط کی بھی کمی پائی جاتی ہو تو میرے نزدیک اُسے خدا اور رسول کا بتلایا ہوا قانون
حقیقی نبی نہیں کہتا۔ پس یہ وہ صداقت ہے۔ جس پر میں ہزار بار بھی اگر کسی کو اعتبار ہو تو قسم
اُٹھا سکتا ہوں۔ مگر اس سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ ان کے علاوہ اور کوئی شرط
نبوت نہیں۔ بلکہ میرا مدعا صرف یہی ہے کہ میری تحقیقات میں یہی شرائط نبوت اصلیہ ہیں۔
اگر کوئی صاحب قرآن وحدیث سے اس سے زیادہ شرائط اصلیہ کا ثبوت دیدیں تو میں
ہر وقت ماننے کے لئے طیار ہوں۔ خلاصہ شرائط مذکورہ یہ ہے کہ (۱) نبی مستقل ہو یعنے
بلا واسطہ بغیر کسی بشری ذریعہ کے بغیر کسی جد و جہد یا ریاضت کے محض موہبت الٰہی سے
جداگانہ طور پر نبوت پائے۔ جیساکہ حضرت عیسےٰ ابن مریم نے بچپن میں اپنی قوم کے سامنے
بیان دیا۔ کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَّاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ
وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۙ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۙ یعنے میں
خدا کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور نماز اور زکوٰۃ
کی زندگی بھر کے لئے مجھے وصیت کی ہے۔ اور اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا

مجھے بنایا ہے۔ جابر اور سخت مزاج نہیں بنایا۔ دیکھو وہ پچیس کیا کہے اور ایسے جواب کیا کہیں۔ خدا کے بندو تم اس سے زیادہ اپنے فلسفہ کو یہاں پر دوڑا نہیں سکتے۔ کہ کہدو کہ وہ کوئی اس وقت دودھ پیتے ننھے بچے تو نہ تھے۔ مگر بھائی جان میں کہوں گا۔ کہ قرآن پاک کے یہ الفاظ کہ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ اور کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا یعنی وہ اس کو اپنی قوم کے پاس اٹھا کر لائی۔ اور وہ کہنے لگے ہم اس سے کیونکر کلام کریں جو گود کا بچہ ہے۔ حضرت عیسےٰ کو فی الواقع دودھ پیتا بچہ نہ سہی۔ تو نثراً ابتراً یا جوان بالغ بھی ثابت کرنے سے رہے پھر ایسی لغو باتوں سے کیا حاصل؟ یہ وہ نوشتۂ تقدیر ہے جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ یہ مستقل ہونے کی کوئی ایسی ویسی کمزور شرط بھی نہیں جسے کوئی معمولی سی خصوصیت بتا کر ٹال جاؤ بلکہ یہ وہ عظیم الشان شرط نبوت ہے جس نے آدم سے لے کر خاتم النبیین تک سب انبیاء و رسل کو گھیر رکھا ہے۔ اور کوئی نبی بھی اس سے باہر نہیں ہوا۔ لہذا کسی صورت میں بھی اس کو ہیچ نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ سچ پوچھو تو حقیقی نبوت کا امتیازی نشان اور روح رواں یہی شرط ہے (۲) تمام علوم دین جبرئیل سے سیکھے اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے کرے۔ نہ کہ آپ کی مانند یا دیگر علماء و فقہائے اسلام کی مانند صرف قیاس و اجتہاد پر اس کا دار و مدار ہو بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ جبرئیل تو حضرت صاحب پر بھی آیا۔ جیسا کہ آپ کا یہ الہام ہے کہ جاءنی جبرائیل۔ کہ میرے پاس جبرئیل آیا۔ سو ایسے حضرات کو یاد رہے کہ اس طرح سے غیر تشریعی طور پر تو جبرئیل کا آنا ممتنع نہیں ہے جس طرح کہ حضرت صاحب کے پاس آیا یوں تو مریم صدیقہ کے پاس بھی آگیا تھا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا۔ یعنے ہم نے اس کی طرف (مریم کی طرف) جبرئیل کو بھیجا جو اس کے لئے ہو بہو آدمی بن گیا۔ تو کیا بیوی مریم بھی نبیہ مستقلہ بن گئی تھیں خدا کی شان ایسے ایسے لغو سوالات ان احمدیوں کو سوجھتے ہیں جو مسیح موعود کی تربیت یافتہ جماعت کہلاتے اور ہم چو ما دیگرے نیست کا دم بھرنے والے ہیں۔ مگر ان حضرات کو یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ یوں تو جبرئیل اور فرشتے ہر صدی کو سر پر لیلۃ القدر کی رات اترتے ہی رہتے ہیں

جیساکہ خدا تعالٰے نے فرمایا کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (یعنے فرشتے اور جبرئیل اس رات خدا تعالٰے کے اذن سے اترتے ہیں) تو آخر وہ کسی پر تو اُترتے ہی ہیں؟ یا اب لیلة القدر کے وجود سے ہی انکار کردوگے۔ بات تو یہ ہے کہ نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت ممنوع ہے نہ کہ بہ پیرائیہ وحی ولایت؟ جیساکہ حضرت اقدس نے خود فرمایاہے کہ باب نزول جبرئیل بہ پیرائیہ وحی رسالت مسدود ہے۔ (دیکھو ازالہ صفحہ ۱۶۷) نہ پیرایہ وحی ولایت۔ مگر ان حضرات نے نہ آگا دیکھا نہ پیچھا۔ جھٹ ایک پر لیکر کوا بنانے لگ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

(۳) حقیقی انبیاء میں قدیم سے یہ سُنّتُ اللہ جاری ہے کہ وہ اپنی قوم کی زبان میں مبعوث ہوتے ہیں۔ یعنے اُن کو الہام الٰہی اُسی زبان میں ہوتاہے جو اُن کی قوم کی زبان ہوتی ہے۔ جیساکہ خدا تعالٰے نے فرمایا کہ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ۱۳-۱۴۔ (۴) شفقت بےخلق اللہ اور تعظیم لامر اللہ کا وہ سب سے اعلےٰ نمونہ ہوتے ہیں۔ اُسی خدا تعالٰے کے سب سے بڑھ کر فرمانبردار اور مخلوق الٰہی کے لئے سب سے بڑھ کر خیرخواہ ہوتے ہیں۔ پس یہ تو وُہ شرائط نبوّت حقیقیہ شرعیہ ہیں۔ جن کو شرائط اصلیہ کہنا چاہیئے۔ مگر جیساکہ میں پیچھے بتا آیا ہوں ان کے ماسوا کچھ اور بھی شرائط ہیں جنکو شرائط اضافیہ کہتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں یعنی شرائط اضافیہ خاص اور شرائط اضافیہ عام۔ (۱) شرائط اضافیہ خاص یہ ہیں۔ صاحب شریعت جدیدہ ہونا۔ ناسخ بعض احکام شریعت سابقہ ہونا۔ یہ دونوں شرائط بھی اگرچہ بہت زبردست ہیں جو حقیقی انبیاء سے خصوصیت کا تعلق رکھتی ہیں۔ یعنے بجز حقیقی انبیاء کے ان کا کسی غیرنبی میں پایا جانا قطعًا محال ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ کہ ہر ایک حقیقی نبی میں بالضرور یہ پائی جاویں۔ اسی لئے اُن کو شرائط اضافیہ کے ذیل میں رکھا گیاہے۔ اور شرائط اضافیہ عام وُہ ہیں جن میں حقیقی وغیر حقیقی یا مجازی یا ظلّی و بروزی نبی و رسول بھی شریک ہیں۔ پس اگر ان عام اضافیہ شرائط نبوّت میں سے ایک یا ایک سے زیادہ شرائط

کسی بزرگ یا ولی یا مجدد میں پائی جائیں تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ بزرگ جزوی نبی ہیں۔ نہ کہ حقیقی یا کامل نبی ◆

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ لغت عرب کے رُو سے بھی کسی قدر لفظ نبی کی تعریف درج کر دی جاوے تاکہ میرے آئندہ مضامین پڑھنے والوں کے لئے آسانی ہو سو واضح ہو کہ لفظ نبی کے دو ماخذ ہیں ایک نَبَأ دوم نبوّت۔ نَبَأ کے معنے لغت عرب میں مطلق خبر کے ہیں پس اگر لفظ نبی کو نبأ سے مشتق سمجھا جائے تو اس کے معنے ہوئے ہمیشہ بکثرت خبر دینے والا یا پیش گوئی کرنے والا اور خبر پانیوالا۔ کیونکہ یہ لفظ فعیل کے وزن پر ہے۔ جو مبالغہ اور صفت مشبّہ کا ایک مشترک وزن ہے۔ اور نبوّت کے معنے عربی میں بزرگی کے ہیں۔ پس اگر لفظ نبی کو اس سے مشتق سمجھا جائے تو نبی کے معنے ہوئے صاحب نبوّت یعنے خدا رسیدہ بزرگ۔ پس یہی وُہ لغوی حقیقت ہے۔ جس کے رو سے حضرت صاحب نے بارہا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو نبی کہا۔ دیکھ لو ان معنوں کے رُو سے نبی کے لئے صاحب شریعت یا غیر صاحب شریعت یا کسی نبی کا تابع ہونے یا نہ ہونے کی کوئی قید نہیں ہے اور انہی معنوں میں ہم نے بھی ابتداء سے آپ کو خدا رسیدہ اور نبی مانا۔ پس اس سے بخوبی واضح ہے کہ لغت نے نبی کے لئے جو تعریف بیان کی ہے۔ وُہ اصطلاح اسلام کے رُو سے صرف ایک جزو نبوّت ہے نہ کہ تامہ کاملہ نبوّت۔ اصطلاح اسلام کے رُو سے لوازمِ نبوّت میں اُوپر بیان کر آیا ہوں اُن کو بھی پڑھ لو۔ اور اس لغوی حقیقت میں بھی غور کر لو۔ پھر خدا کے لئے خود ہی انصاف کر کے کہدو۔ کہ کیا لغوی حقیقت نبوّت اور شرعی حقیقت نبوّت یا اصطلاح اسلام ایک ہی ہے۔ جیسا کہ صاحبزادہ صاحب کا دعوےٰ ہے یا یہ دونوں حقیقتیں فی الواقعہ جدا جدا ہیں؟ بیّنوا توجروا ◆

اب میں مختصر طور پر حضرت صاحب کے چند حوالجات سے یہ امر ثابت کئے دیتا ہوں کہ اُن کا ہرگز شرعی اصطلاح یا حقیقت شرعیہ کے رُو سے دعوےٰ نبوّت نہ تھا بلکہ حقیقت لغویہ کے رُو سے تھا اسی لئے حضرت اقدس اصطلاح اسلام کو ہمیشہ الگ بتلاتے رہے ہیں اور اپنی نبوّت و رسالت کو شرعی حقیقت کے بالمقابل محض بطور استعارہ اور مجاز فرماتے

رہے ہیں۔ غور کیجئے ۱۸۹۹ء کے ایک خط میں یوں فرمایا کہ "نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق و معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں...... اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں" بعض حضرات نے حضرت اقدس کی اس کلام کی عجیب قسم کی تحریف کرکے کہا ہے کہ اس جگہ اصطلاح اسلام سے مراد اصطلاح عوام ہے۔ سو ایسے حضرات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بغیر کسی قرینہ صارفہ کے الفاظ کو مروڑنا اور کچھ کا کچھ بنا دینا مسلمانوں کا کام نہیں بلکہ یہودیوں کا ہے۔ لہذا مسلمان ہوکر یہودیوں کے سے کام کرنا ہرگز مسلمانی نہیں ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ عوام بیچاروں کو تو قطعاً اس بات کا علم ہی نہیں کہ نبوت ہوتی کیا شئے ہے۔ پس یہ نہایت ہی گندہ اور ناپاک خیال ہے۔ جس کی واقعات سراسر تکذیب کر رہے ہیں اور الفاظ سے بھی یہ بات نہیں نکلتی۔ بھلا اگر حضرت صاحب کی مراد اصطلاح عوام سے ہوتی تو ان کو اصطلاح عوام لکھنے میں کون سی شرم یا خوف یا روکاوٹ پیش آگئی تھی کہ انھوں نے سیدھی طرح سے اصطلاح عوام نہ لکھدیا۔ پھر دوسرا عذر نامعقول اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ یہ خط ۱۸۹۹ء کا ہونے کے باعث قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ ان دنوں حضرت صاحب اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور بعد میں جاکر چونکہ آپ کو کوئی وحی متواتر بارش کی طرح ہوئی۔ جس نے آپکے عقیدہ در بارہ نبوت کو بدلا دیا۔ اس لئے خط ہذا کا مضمون منسوخ تصور کرنا چاہیئے۔ لہذا بگزارش لکھا ہے کہ یہ عذر بھی ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کا ابتداء سے لے کر آخر دم تک اپنی نبوت کے متعلق ایک ہی عقیدہ رہا ہے۔ جیسا کہ دو امور کی تقریر سے واضح ہے۔ دوم وہ بارش کی طرح وحی جو آپ پر ہوئی ہے وہ صرف نبوت کے بارہ میں نہیں بلکہ فضیلت

سے علے المسیح کے متعلق ہے۔ اسی بناء پر حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو ایک جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا" اب میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ کیسے حواس ہیں جو اس کا یہ مطلب نکال لیتے ہیں۔ کہ اُس وحی نے حضرت صاحب کے عقیدۂ نبوت کو بدلا دیا۔ اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ عقیدہ فضیلت علی المسیح کو اُس وحی نے بدلا دیا نہ کہ عقیدۂ نبوت کو؟ پھر بعض نے چالاکی سے حضرت صاحب کی اس عبارت کے اگلے ٹکڑہ کو خواہ مخواہ اس کے ساتھ جوڑ کر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیا ہے جو یہ ہے کہ "اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" مگر ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے۔ کہ حضرت یہ صریح طور پر نبی کا خطاب کیا۔ صرف اُسی بارش کی مانند وحی کے وقت سے ملا یا ابتداء دعوے سے بھی پیشتر کا ملا ہوا تھا جب یہ ثابت ہے۔ کہ صریح طور پر نبی کا خطاب آپ کو مجددیت سے بھی پہلے کا سیکڑوں مرتبہ کا ملا ہوا تھا۔ تو پھر اس فقرہ کو اکٹھے طور پر ساتھ ملا کر پیش کرنے سے کیا حاصل۔ ایسا کرنا تو تب درست ہوتا۔ کہ پہلے کبھی حضرت اقدس کو جناب الٰہی سے نبی کا خطاب نہ ملا ہوتا۔ (۳) پھر ۱۹۰۰ء میں اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱ کے حاشیہ میں فرمایا کہ "یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے۔ وہ اُس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اُس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اصطلاح اسلامی کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔" پھر براہین پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر فرمایا۔ کہ بعض یہ کہتے ہیں کہ ..... صریح لفظوں میں اُس کا نام نبی اللہ رکھا ہے ..... اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکے سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اُس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" مگر اس جگہ بھی بعض

لوگوں نے کمال چالاکی سے حضرت صاحب کی عبارت کی صریح طور پر معنوی تحریف کر کے لوگوں کو یہ دھوکا دیا ہے۔ کہ گویا حضرت صاحب نے نبی کی یہ تعریف شریعت اسلام کے رو سے حقیقی بیان کر کے اپنے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ یہ محض جھوٹ ہے نہ نبی کی یہ شرعی معنوں میں حقیقی تعریف ہے اور نہ حضرت صاحب کا ایسا نبی ہونیکا کوئی دعوے ہے۔ بلکہ یہ تو صرف لغوی حقیقی معنے حضرت صاحب نے بیان کر کے بتلایا ہے کہ لغت عرب کے رُو سے نبی کے یہی معنے ہیں اور اپنی طرف سے الہاماً یا شریعت اسلام کے رُو سے یہ تشریح ہرگز نہیں کی۔ پس کسی کو دھوکا نہ لگنا چاہیئے۔ بات واقعی اسی طرح ہے کہ لغت عرب کے رُو سے نبی کے لئے ہرگز کسی کا اُمتی ہونے یا نہ ہونے۔ اور صاحب شریعت ہونے یا نہ ہونے کی کوئی قید یا شرط نہیں ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ شریعت اسلام کے رُو سے بھی نبی کے حقیقی معنے یہی ہیں۔ بلکہ یہ محض لغوی حقیقی معنے حضرت نے بیان فرمائے ہیں۔ جو کہ بالکل صحیح اور درست ہیں اور انہی معنوں کے رُو سے آپکا نبی ہونے کا دعوے ہے۔ پھر آگے چل کر بتلایا ہے کہ ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ اس لفظ ایسا نبی پر غور کرو۔ اگر آپ ویسے ہی نبی ہوتے جیسے کہ بقول صاحبزادہ صاحب گذشتہ انبیاء ہوئے ہیں تو آپ کو ایسا نبی کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ سیدھا نبی کہدینا کافی تھا پس اس کے یہ معنے ہیں کہ ایک امتی کو (خواہ کوئی امتی ہو) جسکو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو اُس کو ان لغوی معنوں میں نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا یعنے شریعت اسلام اس قسم کی نبوت کا (جس سے صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مراد ہے) دروازہ بند نہیں کرتی اور ہر ایک اُمتی اس قسم کا نبی بن سکتا ہے۔ اسی لئے آگے چلکر پھر فرمایا۔ کہ "وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وُہ نبی نبی ہے۔ جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا۔ کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے"۔ یعنے یہ ہر ایک سچے دین اور سچے نبی کی حقیقت اور علامت ہے کہ اپنے متبعین کو اس مرتبہ مکالمات الٰہیہ تک پہنچاتا ہے۔ اور اسی کا نام لغت میں نبوت ہے۔ پس ایسی نبوت ہر ایک صادق نبی کے زمانہ میں اُن کے متبعین پاتے رہے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین بھی اسی قاعدہ مستمرہ کے مطابق ہمیشہ

تا قیامت اس قسم کی نبوت پاتے رہیں گے۔ اور ایک غلطی کے ازالہ میں یوں فرمایا کہ
"یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رُو سے یہ ہیں۔ کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی
خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے (یعنے لغوی معنے) صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا
(یعنے لغوی طور پر اُس کو نبی ہی کہا جائیگا نہ شرعی طور پر) اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے...
اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رُو سے (یعنے ان لغوی معنوں کے
رُو سے جس سے مراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے) نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے
کہ یہ عقیدہ رکھا جائے۔ کہ یہ اُمت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ
لغوی مفہوم نبی کا صرف اُسی قدر ہے کہ اُس کو مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو مگر شرعی اصطلاح
الگ ہے) کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ ظاہر ہونگی۔ بالضرور اُس پر مُطابق آیت لا
یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا (یعنے لغوی طور پر اُس پر مفہوم اس آیت
کا صادق آئیگا۔ یعنے لغوی معنوں میں اُس کو نبی کہا جائیگا۔ اِس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں
کہ شرعی معنوں میں بھی وہ نبی ہو جائے گا۔ بلکہ صرف اسی قدر مطلب ہے کہ لغوی طور پر
جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ ظاہر ہونگے۔ اُس پر لغوی طور پر ہی مفہوم اس آیت کا صادق
آئے گا۔ جیسا کہ آگے چل کر پھر فرمایا کہ) اسی طرح جو خدا کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ اُسی کو ہم
رسول کہیں گے" (کیونکہ لغت عرب فی الواقعہ سوائے اس کے کہ ایسے شخص کا نام نبی یا رسول
رکھے اور کوئی دوسرا نام بجائے ان کے استعمال نہیں کرتی بلکہ نبی یا رسول ہی کہتی ہے۔
پس ہم بھی بجز نبی یا رسول کے لفظ کے لغوی طور پر کوئی دوسرا لفظ اس پر استعمال نہیں کر سکتے
پھر آگے چل کر فرمایا کہ "اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا
تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے (یعنے اگر غیب کی خبریں پانیوالے کا نام نبی نہ
رکھیں تو اور کیا نام رکھیں۔ کیا مطلب کہ لغت عرب ایسے شخص کا نام سوائے نبی کے اور
کچھ نہیں رکھتی۔ عربی میں اس کو نبی ہی کہتے ہیں۔ اور کچھ نہیں کہتے۔ پھر خواہ مخواہ اُس کو
اس لحاظ سے نبی ہی کہنا پڑے گا نہ اور کچھ) اگر کہو اسکا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں
کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار امر غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار

امر غیب ہے (ان فقرات میں حضرت نے ایک تو یہ امر واضح کر دیا کہ ہماری بحث لغوی معنوں پہ ہے شرعی اصطلاح پر نہیں۔ دوم اس بات کو پھر واضح کر دیا کہ لغت میں اظہار امر غیب کا نام جس کا ہمارا دعوے ہے۔ بجز نبوت کے اور کچھ نام نہیں ہے۔ پس جہاں اظہار امر غیب پایا جائے گا۔ اُس کو لغت کے رُو سے نبی ہی کہیں گے۔ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس کو محدّث کیوں نہ کہا جائے تو فرمایا کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار امر غیب نہیں ہے۔ اس لئے اس صفت والے انسان کا نام لغت کے رُو سے بجز نبی کے محدّث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تحدیث لغت کے رُو سے شئے دیگر کا نام ہے۔ اظہار امر غیب کا نام تحدیث نہیں بلکہ اس کو لغت میں نبوّت کہتے ہیں۔ پس بہر حال لغت کے رُو سے ایسے شخص کو نبی ہی کہیں گے محدّث نہیں کہیں گے) مگر بعض حضرات نے حضرت صاحب کی اس عبارت سے یہ سمجھ لیا کہ آپ شرعی معنوں میں اپنے محدّث ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب کا ابتدا سے رُوئے سخن لغوی معنوں کی طرف ہے اور انہی پر بحث کر کے بتلا رہے ہیں۔ کہ خدا کے بندو عربی لغت میں غور کرو پھر ہمارے دعوے میں غور کرو کہ جس بات کا ہم کو دعویٰ ہے یعنے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے کا اُس کو لغت عرب کے رُو سے نبوت نہ کہیں تو اور کیا کہیں مگر ان لوگوں کو کیا کہیں جن کو تھوڑی سی اردو عبارت کا مطلب بھی ٹھیک طور پر سمجھ میں نہیں آتا اور اُس بھوکے کی مانند جھٹ دو اور دو چار روٹیاں سمجھ لیتے ہیں جسکو بھوک کی بیتابی کی حالت میں کسی نے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے تو حضرت جھٹ بول اٹھے کہ چار روٹیاں۔ کوئی ہمیں بتا دے تو سہی کہ وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے حضرت کا شرعی معنوں میں محدّث ہونے سے انکار پایا جاتا ہے؟ یہاں تو شرعی معنوں پر بحث ہی نہیں بلکہ حضرت صاحب نبی کے لغوی معنوں پر بحث فرما رہے ہیں۔ چنانچہ دیکھئے حضرت صاحب صاف فرماتے ہیں کہ "اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے؟ اگر کہو اُس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار امر غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے" جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت صاحب لغوی معنوں پر

بحث کر رہے ہیں نہ کہ شرعی معنوں پر پس اُن کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر شریعت کی طرف لے آنا کوئی انصاف نہیں۔ کیونکہ شرعی معنوں میں تو حضرت صاحب خود ازالہ اوہام۔ اور توضیح مرام میں بحکم خداوندی اپنے محدث ہونے کا دعوے بھی کر چکے ہیں۔ لہذا یہ خیال صحیح نہیں۔ پیارے مولانا نے کیا خوب فرمایا کہ اِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور اگر کوئی صاحب اِس بات کا وہم کریں کہ وہ تو گذشتہ زمانہ کی بات ہے جو کہ ہمارے نزدیک منسوخ ہو چکی تو ہم اُن کو براہین پنجم سے بھی دکھا سکتے ہیں۔ جہاں آپنے لکھا ہے۔ کہ بموجب حدیث محدثین کے لئے جو شرائط قرار پا چکے ہیں میں اُنہی کے مطابق آیا ہوں اور اتنی مہلت پائی ہے۔ دیکھو براہین پنجم صفحہ ۱۱۶ فرمایا کہ " میں چودھویں صدی کے سر پر آیا اور محدثین کی شرط قرار دادہ کے مطابق چہارم حصہ صدی تک میری زندگی پہنچ گئی۔ مگر آپ کے نزدیک یہ حدیث بھی غلط "

پھر آخری خط مطبوعہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں فرمایا کہ " میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبانوں میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا " پھر چونکہ شرعی شرائط نبوت یا اصطلاح اسلام کے بالمقابل مسیح موعود کی نبوت میں صرف ایک عام اضافی شرط نبوت مکالمہ مخاطبہ کی پائی جاتی ہے۔ اس لئے بجز اس کے کہ اس نبوت کو (جو کہ لغت کی رُو سے تو فی الواقعہ حقیقی ہی ہے) ایک جزوی نبوت مانا جائے اور کوئی چارہ نہیں۔ حضرت صاحب نے اسی ایک بات کو جسے لغت نبوت کہتی ہے۔ اعنی مکالمہ مخاطبہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر حاصل کیا اور نہ صرف اپنے سے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُسی میں فنا ہو کر درمیان سے دوئی کا پردہ اُٹھا کر اپنے آپ کو خدا اور رسول کے عشق میں مٹا کر اس لغوی نام کو بطور اعزاز حاصل کیا کیونکہ جو اپنی ذات سے مٹ جاتا ہے۔ اُس کو کوئی علیحدہ حیثیت یا شخصیت نہیں دی جاتی بلکہ اپنے محبوب کے عشق میں مٹنے والے اپنا آپ کھو کر ظلی طور پر خود وہی محبوب بنجایا کرتے ہیں۔ اِس کے نظائر اسلام میں بیشمار ہیں۔ اگر کوئی احمق اُن کو کوئی الگ وجود تصور کر کے خدا یا رسول سمجھنے لگے تو اُس کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔

کیونکہ وہ بالکل اس کوچہ سے ناآشنا محض اور بیمار ہے۔ اسی کا نام ظل اور بروز ہے
مگر افسوس کہ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے اس لئے اس مضمون پر انشاءاللہ کسی
دوسرے وقت میں مستقل طور پر الگ بحث کی جاوے گی۔ اب میں آگے بڑھتا ہوں۔

قولہ۔ آپ کی اُن تحریرات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے اپنے نبی ہونے سے کبھی
انکار نہیں کیا...... بلکہ جب انکار کیا ہے لوگوں کی اس خود ساختہ اصطلاح سے
کیا ہے... اور وُہ یہ کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے یا جس کی نبوت بلاواسطہ ہو اور
جو کسی کی اُمت میں نہ ہو...... مگر خدا تعالےٰ کی اصطلاح کے مُطابق نبی ہوں....
آپ اپنی نبوت کے متعلق فرماتے ہیں کہ "ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار
کرسکتا ہے سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُسنے
نبوّت رکھا (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵)۔

اقول۔ ہمارے نزدیک یہ ایک دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے کہ حضرت صاحب نے عام لوگوں
کی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ جو کہ اُنہی کی خود ساختہ اور محض غلط
ہے۔ اس کی کوئی دلیل چاہیئے۔ لہذا اوّل تو آپ ثابت کریں کہ یہ کس ملک کے عوام کے
خیالات فاسدہ ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو خود یہ خیال ہی محض ڈھکوسلہ ہے۔
اس لئے کہ عوام بیچاروں کو تو بعض کو یہ بھی معلوم نہیں کہ خدا کیا چیز ہے۔ چہ جائیکہ
وُہ نبوّت کی اتنی شرائط جانتے ہوں کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے یا بلاواسطہ
ہو یا کسی کا اُمتی نہ ہو۔ دوم ہم اُوپر کسی قدر قرآن و حدیث سے نبوّت کا بالتفصیل
ذکر کر آئے ہیں۔ جن میں بالضرور آپ کی ان اصطلاح عوام والی غلط شرائط نبوّت کا
بھی اندراج پاتے ہیں۔ لہذا ہمارے نزدیک یہ ہرگز غلط اصطلاح عوام نہیں ہے
بلکہ خدا و رسول کا یہی فرمودہ ہے۔ پس آنجناب پر لازم ہے کہ جس طرح میں بعض
آیات و احادیث کے ذریعہ سے اُن کو اصطلاح شریعت اسلام ثابت کر آیا ہوں اسی طرح
آپ بھی قرآن و احادیث کی سند سے مع حوالہ آیات و احادیث اس کی تردید شائع فرماویں
یا اگر ان کے محض غلط ہونے پر جناب کو یقین ہو تو مؤکد بعذاب قسم اُٹھادیں کہ نبوّت

کے متعلق جو اصطلاح اسلام اس عاجز نے اوپر ثابت کی ہے وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ تا خدا تعالیٰ حق و باطل کا خود ہی فیصلہ کردے۔ دُوسرے حصّہ ارشاد میں آنجناب نے یہ جتلایا ہے کہ حضرت صاحب چونکہ خدا تعالیٰ کی اصطلاح کے مُطابق نبی تھے اس لئے ضرور ہے کہ آپ شرعی حقیقی معنوں میں نبی ہوں سو اس کے متعلق میں صرف اسی قدر کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ فرما کر خود ہی اس بات کا فیصلہ کردیا ہوا ہے۔ کہ یہ کوئی شرعی اصطلاح نہیں۔ بلکہ ایک عام لغوی اصطلاح ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو نبی کہا۔ کیونکہ جس طرح لوگوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنی گفتگو میں کوئی اصطلاح مقرر کریں۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ بھی چاہے تو وُہ بھی ایسی اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ اُس کے واسطے ایسا کرنا کوئی حرام نہیں۔ دیکھو میں اس کی چند مثالیں قرآن کریم سے ہی عرض کردیتا ہوں (۱) وحی کے معنے لغوی طور پر تو صرف چُپکے سے بات پُہنچانے کے ہیں۔ مگر کیا جب انبیاء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وحی ہوتی تھی تو اُس کا بھی بس اُسی قدر مفہوم اُس پر صادق آتا رہا جیسا کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اُس کی کیفیت اس سے کچھ نرالی بھی تھی۔ (۲) پھر لفظ رسُول پر غور فرمایئے۔ خدا تعالیٰ نے اس لفظ کو حقیقی انبیاء پر بھی بکثرت بولا ہے یا نہیں؟ پھر جب رسُول وہ ہوئے جنکو شریعت نے رسول قرار دیا۔ تو بتاؤ پھر اُسی خدا تعالیٰ نے غیر نبیوں کو کیوں رسُول کہا؟ جیسا کہ مسیح کے حواریوں کی نسبت فرمایا کہ واضرب لهم مثلا اصحاب القرية اذ جاءها المرسلون۔ اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا اليكم مرسلون۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جو ایلچی آیا اُس کو بھی رسُول ہی کہا۔ جیسا کہ فرمایا کہ فلما جاءه الرسول قال ارجع الى ربك ۱۲ ع ۱۷ (یعنی جب آیا اُس کے پاس رسول تو اُس نے یعنے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ لوٹ جا اپنے رب کے پاس) دیکھو اس جگہ رب کا لفظ بھی استعارتاً ہے۔ جو ایک نبی اللہ نے انسان پر بولا ہے اور بلقیس نے کہا کہ انی مرسلة اليهم بهدية فناظرة بم يرجع المرسلون یعنے میں اُن کی طرف تحفہ بھیجتی ہوں۔ پس میں دیکھوں گی کہ ساتھ کس چیز کے (یا جواب کے)

واپس ہوتے ہیں مرسل۔ دیکھو ان کو بھی خدا تعالیٰ نے رسول ہی کہا ہے۔ مگر جب بقول آپ کے خدا کی اصطلاح کے یہی معنے ہیں کہ جسے وہ رسول کہے وہ فی الواقعہ شریعت اسلام کے رُو سے بھی حقیقی رسُول ہی بن جاتا ہے تو اس طرح تو یہ سب لوگ خدا کے حقیقی رسول ہی ٹھیرے ہو حالانکہ یہ صریح باطل ہے پھر خدا تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ما ارسلنا قبلك الا رجالاً نوحی الیهم کہ ہم نے تجھ سے پہلے آدمیوں کو ہی رسُول کرکے بھیجا ہے۔ جنھیں ہم نے وحی کی۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسُول وہی ہوتے ہیں جو آدمی ہوں جیسا کہ ہمیشہ حقیقی و غیر حقیقی سب آدمی ہی رسول بنتے رہے۔ مگر دُوسری جگہ فرشتوں کو بھی رسُول ہی کہا ہے۔ حالانکہ اُن کو عربی میں ملائکہ کہتے ہیں نہ کہ رسول۔ جیسا کہ فرمایا کہ توفته رسلنا (وفات دیتے ہیں اُس کو رسول ہمارے) اور رسلاً اولی اجنحۃ مثنی وثلث وربٰع (رسول پروں والے جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں) پس ثابت ہُوا کہ شرعی اصطلاح کے بالمقابل استعارہ و مجاز کے طریق پر خدا تعالیٰ پر یہ کوئی حرام نہیں کہ وہ کوئی لفظ لغوی طور پر بھی استعمال کرلے ساری اصطلاحیں اُسی کی ہیں سو وہ ہر طرح سے مجاز ہے کہ جس طرح چاہے کسی اصطلاح میں بات کرلے چنانچہ وہ لوگوں کی اصطلاح میں بھی بات کرلیتا ہے اور شرعی اصطلاح میں بھی کرسکتا ہے۔ اُس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور یہ بالکل غلط بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی اصطلاح کو انسان ہر ایک بات میں شرعی اصطلاح تصوّر کرنے لگے۔ خاصکر جبکہ اُس کا مسیح خود کہتا ہے کہ شرعی اصطلاح الگ ہے مجھے خدا تعالیٰ نے صرف استعارہ و مجاز کے طور پر نبی کا لقب دیا ہے تو پھر کسی دُوسرے کا کیا حق ہے کہ خواہ مخواہ اُن سے بڑھ کر اُنکا خیرخواہ بن کر اُن کو جھٹلاوے کہ نہیں آپ جھوٹ کہتے ہیں یا آپ نے سمجھا نہیں۔ ہم آپ سے بڑھ کر سمجھدار ہیں۔ اِس ضمن میں پھر حضرت صاحب کی اصل عبارت کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ جس سے آپ نے ٹھوکر کھائی ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میری کوئی علیحدہ شریعت نہیں اور نہ الگ طور پر جداگانہ شخصیت یا حیثیت سے نبی ہوں جس طرح حقیقی انبیاء کا قاعدہ ہے۔ لفظ مستقل کے بھی آپ لوگ مرغے کی ایک ٹانگ کی مانند یہی معنی کرتے ہیں کہ

مستقل سے مراد صرف براہ راست نبی ہوتا ہے۔ حالانکہ علاوہ ان معنوں کے اس کے یہ بھی تو معنے ہیں کہ علیحدہ یا جداگانہ حیثیت و شخصیت سے۔ پس حضرت صاحب کے اس فقرہ کا یہ مطلب ہوا کہ میں براہ راست بھی نبی نہیں اور کسی جداگانہ حیثیت سے بھی میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں اگر کسی کو میرے اِن معنوں کا اعتبار نہ آئے تو خود حضرت صاحب کی سننی چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے۔ اُس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا۔ تو گویا اُس مُہر کو توڑنے والا ہوگا۔ جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو۔ کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اُسی کا نام پالیا ہو۔ (یعنی جس طرح صوفی فنا فی اللہ ہو کر انا الحق پکار اُٹھتے ہیں ۔ . . .) تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلّی طور پر" اب اسجگہ حضرت صاحب نے کیسا صاف کھول دیا۔ کہ میں بلحاظ مرزا غلام احمد ہونے کے ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہی تو وہ پردہ مغائرت ہے جس کے مٹائے بغیر کسی کو اب نبوت نہیں مل سکتی۔ پس جب تک انسان اپنی کچھ ہستی سمجھے گا۔ تب تک وہ نبی نہیں کہلاسکتا (اس لئے کہ علیحدہ طور پر نبوت کا دروازہ آنحضرت کے بعد بند ہوچکا) یہ مقام فنا ہے۔ اس میں جو داخل ہوگا۔ اُس کو سب سے پہلے اپنی ہستی اپنا وجود جو کہ غیریت یعنی جداگانہ شخصیت و حیثیت ہے مٹا کر اور اپنے محبوب میں فنا ہو کر خود ہی وہ محبوب بن جانا چاہیئے تب وہ نبی بھی ہے محمدؐ بھی ہے احمدؐ بھی ہے سب کچھ ہے۔ اِسی وجہ سے تو فرمایا۔ کہ وہ محمدؐ ہے۔ یعنے اپنے آپ سے گم ہو کر وہ محمدؐ رسول اللہ میں ایسا محو ہوگیا ہے۔ کہ اب اُس کی کوئی اپنی ہستی یا رنگ یا وجود درمیان میں باقی نہیں رہا۔ جسے الگ طور پر شمار میں لایا جاوے۔ لہذا وہ من وجہ عین محمدؐ بنجاتا ہے۔ مگر ظلّی اور بروزی طور پر نہ فی الواقعہ۔ پس وہی بروز محمدؐ بھی ہے اور نبی بھی ہے سب کچھ ہے مگر نہ اپنی کسی جداگانہ ہستی و انانیت کو ساتھ لے کر۔ لہٰذا جب کوئی اپنی ہستی کو درمیان میں لائے گا تو وہ مُہرختمیت کو توڑنے والا ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنی ہستی کو اس طرح مٹاویگا کہ خود محبوب کے حکم میں ہوجائے گا۔ جیسا کہ لوہا آگ میں پڑ کر آگ ہی بن جاتا ہے۔ تو اُس وقت وہ اپنے محبوب ہی کا نام پائے گا اور اُسی کا مقام بھی پائے گا۔ اسی لئے فرمایا کہ" باوجود اُس شخص کے دعوے نبوت جس کا نام ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا

کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اُسی محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اُسی کا نام ہے۔" (یعنے وہ اپنی ہستی کو
مٹا کر ظلی طور پر وہی محمدؐ اور نبی بنا ہے۔ مگر اپنے وجود سے نہیں بلکہ اس دوئی جسمانی کو درمیان سے
مٹا کر وہی محمدؐ بنا ہے۔ اور الگ طور پر اُس کی کوئی ہستی یا نبوت نہیں ہے۔ بلکہ خود محمدؐ کے حکم میں ہو کر
نبی بھی ہے۔ رسول بھی ہے جو خاتم الانبیاء تھا) پھر فرمایا کہ "حضرت عیسےٰ بغیر مُہر توڑنے کے آ نہیں
سکتا۔ کیونکہ اُس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔" یعنے عیسےٰ کیوں نہیں آ سکتا۔ اس لئے نہیں
آ سکتا۔ کہ اُس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اس لئے بباعث جداگانہ نبی ہونے کے وہ
خاتم النبیین کے بعد آنے کا مجاز نہیں۔ کیونکہ کسی جداگانہ حیثیت سے آنحضرت کے بعد کسی کا
نبی ہو کر آنا منع ہے۔ مگر میری نبوت چونکہ کوئی الگ نبوت نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کے
عشق میں فنا ہو کر میں ظلی طور پر خود ہی محمدؐ بن گیا ہوں جو ابتداء سے تھا۔ اس لئے یہ نبوت
کسی کے پاس الگ نبوت کے طور پر نہیں گئی۔ بلکہ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی گئی ہے۔ کسی
دُوسرے کے پاس نہیں گئی۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ "بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے
دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے ..... وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمدؐ
کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی ..... بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔"
پھر اخبر پر فرمایا کہ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے ..... بروزی صورت میں میرا
نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمد
ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی
(دیکھو ایک غلطی کا ازالہ) ۔ پس یہ کیسی نا انصافی ہے کہ باوجود بار بار حضرت صاحب کے یہ
لکھنے کے کہ میرا وجود درمیان نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے۔ پھر بھی لفظ مستقل کے معنے
مرف براہ راست کے کر کے حضرت صاحب کو خواہ مخواہ تحکم کے طور پر بحیثیت مرزا غلام احمد
ہونے کے الگ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دوسرا نبی ثابت کرنیکی سعی و
کوشش کی جاتی ہے۔ کیا حضرت صاحب کے یہ الفاظ کسی کو دکھائی نہیں دیتے کہ "جو شخص
میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا
اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے ..... بروزی صورت میں

میرا نفس درمیان نہیں ہے"۔ کیا ان صاف اور صریح الدلالۃ الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کوئی صحیح الدماغ یا سلیم الفطرت مگر خدا ترس انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت صاحب بھی آنحضرت کے بعد کوئی دوسرے نبی بن کر آ گئے تھے؟ خدا کے بندو خدا سے ڈرو جو اپنے خاتم النبیین کے لئے سب سے بڑھ کر غیور ہے **قولہ** اسی طرح فرماتے ہیں کہ نبیوں کی اصطلاح کے رُو سے بھی میں نبی ہوں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں "جبکہ وُہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کمیت وکیفیت کے رُو سے کمال درجے تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" **اقول** جناب والا حضرت صاحب نے تو جگہ نبوت کے صرف لغوی معنے بیان کر کے فرمایا ہے کہ جب مکالمہ و مخاطبہ اپنی کمیت وکیفیت کے رُو سے نہایت صفائی سے کمال کو پہنچ جاتا ہے جس میں کھلے طور پر امور غیبیہ بھی پائے جاتے ہیں تو اسی کو نبوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنے لغت میں اسی کو نبوت کہتے ہیں جیسا کہ پیچھے بھی ہم انہی معنوں کو حضرت صاحب کی تحریرات سے لغوی ثابت کر چکے ہیں جس پر تمام نبیوں کا بھی اتفاق ہے۔ تو اس کا آپ نے یہ مطلب کہاں سے نکال لیا کہ گویا آپ نبیوں کی اصطلاح کے رو سے نبی تھے۔ یہ امر دیگر ہے کہ حضرت صاحب کے ان بیان کردہ لغوی معنوں کے ساتھ انبیاء کا بھی اتفاق ہو۔ مگر اُس کو آپ نے اصطلاح انبیاء کیسے بنا لیا؟ پھر جو لغت عام ہے اُس سے انبیاء کو اتفاق نہ ہو تو کیوں نہ ہو۔ کیا وُہ ہاتھی کا گھوڑا سمجھ لیا کریں یا گھوڑے کو مُرغا تصور کر لیا کریں؟ یا یہ بھی کوئی شرط نبوت ہے کہ لغت عام سے ان کو ضد کرنا لازم اور ضروری ہے؟ پس اگر انبیاء کا ان نبوت کے لغوی معنوں کیساتھ اتفاق ہے کہ اُسی کا نام نبوت ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا۔ کہ یہ کوئی جداگانہ طور پر شرعی اصطلاح انبیاء ہے۔ اور جبکہ حضرت صاحب نے بھی خود اُس کو اصطلاح انبیاء کے نام سے موسوم نہیں کیا۔ تو پھر آپ کس لئے اُس کو اصطلاح انبیاء بتا کر جاہلوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ **قولہ**۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ میں قرآن کی اصطلاح کے مطابق نبی ہوں" جس کے یہ معنے ہونگے۔ بالضرور اُس پر آیت لایظهر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق

آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اُسی کو ہم رسُول کہیں گے ؎

اقول۔ حضرت صاحب نے تو یہ کہیں بھی نہیں لکھا۔ کہ میں قرآن کی شرعی اصطلاح کے مُطابق نبی ہوں پس آپ خواہ مخواہ اُس کو شرعی اصطلاح کیوں بنا رہے ہیں؟ حضرت صاحب کی اس تحریر سے تو فقط نبوت کے لغوی معنوں کی تائید میں آیت مذکورہ کا پیش کرنا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ ارشاد کہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ ظاہر ہونگے" جو کہ صاف لغوی معنوں کا اظہار ہے۔ چنانچہ انہی معنوں کی تائید کے لئے آیت مذکورہ کے مفہوم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ اس آیت سے بھی ان لغوی معنوں کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اسمیں بھی نبوت کی ایک ایسی مشترکہ شرط کا ذکر ہے جو لغت کے رُو سے نبوت کی حقیقی علامت کہلاتی ہے یعنے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جس میں اظہار امر غیب ہو۔ پس کسی لغوی معنے کی تائید کے لئے اگر کوئی آیت بھی پیش کر دیجاوے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ پس قرآن کی شرعی اصطلاح بھی اسی قدر ہے؟ یہی تو وہ زبردستی ہے۔ جو آنجناب اور آپکے انصار کی طرف سے ہو رہی ہے کہ بات کچھ اور ہوتی ہے اور بنا کچھ اور لیجاتی ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ سب جگہ امید ہے کہ احباب کے پاس موجود ہوگا۔ پس چاہیئے کہ سب صاحبان اپنی اپنی جگہ اس کا بغور مطالعہ کرکے تصفیہ کرلیں کہ آیا حضرت صاحب نے اس آیت کو شرعی معنوں میں اپنے مطلب کی تائید میں پیش کیا ہے یا لغوی تعریف نبوت کی تائید میں پیش کیا ہے؟ مگر اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ پہلے ہر ایک صاحب اصل حوالہ نکال کر سیاق و سباق عبارت کو بغور مُطالعہ کرلیں۔ پھر اگر حضرت صاحب نے وہاں پر لغوی تعریف نبوت کا ذکر کیا ہوگا۔ تو بہرحال آیت کو بھی انہی لغوی معنوں کی تائید میں سمجھنا ہوگا۔ اور اگر وہاں پر اصطلاح اسلام کا ذکر ہوگا تو صاحبزادہ صاحب کا بیان صحیح ماننا پڑے گا۔ دیکھیئے میں جگہ سے کچھ شروع کی عبارت یہاں بعینہٖ نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے۔ حضرت صاحب ایک غلطی کے ازالہ صفحہ ۳ پر یوں فرماتے ہیں کہ " یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا..... اب اگر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اِن معنوں کے رُو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمّت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ ظاہر ہونگے۔ بالضرور اُس پر مُطابق آیت فلا یظھر علےٰ غیبہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اُسی کو ہم رسُول کہیں گے۔" پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس عبارت میں کس قرینہ کی بناء پر آیت مذکورہ کا شرعی معنوں میں پیش ہونا سمجھا جاتا ہے۔ دُوسرا جواب اِس بات کا یہ ہے کہ جیسا کہ ہم پیچھے لکھ چکے ہیں قرآن کریم کی ہر ایک اِصطلاح شرعی اِصطلاح نہیں کیونکہ بلکہ قرآن کریم کی نسبت صاف آچکا ہے کہ لہٗ ظھر و بطن کہ اس کا ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اِس کو ہر جگہ ظاہر پر ہی حمل کرتے جائیں یا ہر جگہ باطن ہی کیطرف دھیان رہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ملکہ سبا کے ایلچیوں کو بھی رسُول ہی کہا اور مسیح ابن مریم کے حواریوں کو بھی رسُول ہی کہا۔ اور عزیز مصر کے اُس ایلچی کو بھی جو اُس نے حضرت یُوسف کے پاس بھیجا اُسے بھی رسُول ہی کہا اور فرشتوں کو بھی رسُول ہی کہا۔ پھر حقیقی انبیاء کو بھی رسُول ہی کہا تو پھر کیا عجب ہے کہ ختم نبوّت کے بعد نبی و رسُول کے ایسے معنے کئے جائیں۔ جو اُن کے سراسر منافی بلا ضد واقعہ ہوئے ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ اِن معنوں کو خود صاحب نبوت تسلیم نہیں کرتا۔ تیسرا جواب۔ حضرت صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ "مفہوم نبی کا صادق آئے گا" یہ نہیں فرمایا کہ وُہ شرعی معنوں میں نبی ہو بھی جائے گا۔ پس مفہوم کے صادق آنے کا یہ مطلب ہے کہ جیسا کہ ہم کسی آدمی کو شہ زوری کے سبب شیر کہدیتے ہیں۔ تو ہمارا اُس کے شیر کہنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اُس پر مفہوم شیر کا (یعنے بہادری اور شہ زوری جو کہ شیر کی ایک ممتاز خصلت ہے) صادق آتا ہے نہ کہ سچ مچ وُہ شیر بن جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ اظہار علے الغیب جو نبی کی ایک علامت ہے وُہ مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر نہ سچ مچ آدمی اُس ایک علامت شیر کے پائے جانے سے حقیقی شیر بن سکتا ہے اور نہ سچ مچ ایک اُمّتی ایک علامت نبوّت کے پائے جانے سے حقیقی نبی بن سکتا ہے۔ فتدبروا۔ **قولہ** ایسا آپ کی تحریرات سے ثابت ہے کہ پہلے انبیاء بھی اسی لحاظ سے نبی اور رسول کہلاتے تھے

جس لحاظ سے آپ اپنے آپکو نبی کہتے ہیں۔" یہ ضرور یاد رکھو کہ اِس اُمت کے لئے وعدہ ہے کہ وُہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ اُن انعامات کے وُہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔" اقول۔ یہ بات بھی حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھی کہ میں اُسی لحاظ سے نبی اور رسُول کہلاتا ہوں جس لحاظ سے گذشتہ انبیاء نبی اور رسُول کہلاتے رہے ہیں۔ یا وہ بھی اِسی لحاظ سے نبی اور رسُول کہلاتے تھے جس لحاظ سے میں نبی اور رسُول کہلاتا ہوں۔ بلکہ اُنھوں نے تو اِس کے سراسر خلاف یہ لکھا ہے کہ "حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنیوالا عیسےٰ اُمتی ہے۔ تو کلام الہٰی میں اُسکا نام نبی رکھنا اُن معنوں سے نہیں ہے۔ کہ جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔" (براہین پنجم صفحہ ۱۸۲) پس جب مسیح موعود خود اِس بات کے اقراری ہیں کہ کلام الٰہی میں اُس کا نام نبی رکھنا اِن معنوں سے نہیں جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہُوا۔ کہ پہلے انبیاء بھی اِسی لحاظ سے نبی اور رسُول کہلاتے تھے۔ جس لحاظ سے آپ اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں؟ باقی رہا پیشگوئیوں والا معاملہ۔ سو اِس لحاظ سے بھی اگر اُن کو نبی کہا گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ لغت کے رُو سے اسی بات کا نام نبوت ہے۔ مگر ساری وجہ اُن کے نبی کہلانے کی صرف پیشگوئیاں ہی تو نہ تھیں۔ اُن کو تو حضرت صاحب نے بھی منجملہ دیگر انعامات نبوت کے مانا ہے۔ پھر جب ساری اُمت کے لئے اُن انعامات کے پانیکا وعدہ ہے۔ تو جس طرح دیگر افراد اُمت محمدیہ ان انعامات کو پا سکتے ہیں (اور ضرور پاسکتے ہیں مگر ظلّی طور پر) اُسی طرح حضرت مسیح موعود کے پانے کے بھی ہم قائل ہیں مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ جن انعامات کے پانیکا ساری امت محمدیہ سے وعدہ تھا۔ وُہ صرف اکیلے مسیح موعود نے ہی پالئے اور دُوسروں پر حرام ہوگئے؟۔ قولہ "اصطلاح اسلام کی اصطلاح میں نبی اس شخص کا نام ہوتا ہے اُس کی نسبت فرماتے ہیں...... ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے...... ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسُول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وُہ خدا کے پاک مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں

خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دُعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں"۔ اقول حضرت
صاحب نے اس جگہ اصطلاح اسلام کے رُو سے چند اضافی اوصاف نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ ورنہ
درحقیقت صرف اسی قدر اصطلاح اسلام کے رُو سے تعریفِ نبوت نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی بہتیرا
کچھ ہے۔ لہذا اس سے یہ سمجھ لینا کہ بس اسی قدر کُل کائنات نبوت ہے بالکل غلط بات ہے
یہ تو وُہ عام اضافی اوصاف نبوت ہیں۔ جو عام طور پر اولیاء اللہ میں بھی پائے جاتے ہیں
اور نبیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت صاحب کے اپنے الفاظ نبی اور رسول
اور محدّث سے ظاہر ہے پس اس سے آپ کا کوئی مُدعا ثابت نہیں ہوتا۔ باقی رہا آپکا اس جگہ
لفظ محدّث پر حاشیہ چڑھانا۔ سو اس کی حقیقت کو بھی ہم کئی جگہ اسی مضمون میں آشکارا کر
چکے ہیں کہ جہاں حضرت صاحب نے محدّث ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس جگہ صرف لغوی
معنوں میں محدّث ہونے سے انکار کیا ہے۔ ورنہ شرعی معنوں میں آپ نے محدّث ہونے
سے عُمر بھر کبھی انکار نہیں کیا۔ اور اس جگہ انکار کرنے کی یہ وجہ پیش آئی۔ کہ وہاں پر لفظ نبی
اور محدّث کے لغوی معنوں پر حضرت صاحب بحث فرما رہے تھے۔ اس لئے تحریر فرمایا۔ کہ
تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار امر غیب نہیں ہے۔ جو کہ بالکل صحیح بات ہے
مگر نبوّت کے معنے بالضرور اظہار امر غیب کے ہیں جس سے حضرت صاحب کا مُدعا فقط اسی قدر
ہے۔ کہ لغت کے رُو سے تو مجھے نبی ہی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اظہار امر غیب جس کا ہمکو دعویٰ ہے
اُس کو لُغت میں نبوّت ہی کہتے ہیں۔ مگر تحدیث کے معنے چونکہ کسی لغت کی کتاب میں اظہار
امر غیب نہیں ہیں۔ اس لئے لغت کے رُو سے ہم محدّث نہیں کہلا سکتے ورنہ شرعی اصطلاح
کی رُو سے حضرت صاحب نے محدّث ہونے سے اخیر دم تک کبھی انکار نہیں کیا۔ جیسا کہ
براہین پنجم صفحہ ۱۱۶ پر فرمایا کہ "محدثین کی شرط قرارداد کے مطابق چہارم حصہ صدی تک میری
زندگی پہونچ گئی۔ مگر آپ کے نزدیک یہ حدیث بھی غلط" جس سے صاف ثابت ہے کہ حدیث
کے رو سے جو شرط محدّثین کے لئے قرار پا چکی ہے۔ اسی شرط کے مطابق آپ کو اتنی مُہلت
ملی ہے پس اگر آپ محدّث نہ تھے تو محدثوں والی شرط آپ پر کیوں پُوری ہوئی؟ بیشک
شرعی معنوں میں تو محدّث ہی تھے اور خدا کے حکم سے محدّث ہو کر آئے تھے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام

صفحہ ۴۲ پر فرمایا کہ ’’ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا‘‘ مگر اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ لغت کے رو سے آپ فی الواقعہ نبی ہی تھے۔ قولہ آجکل کے مسلمانوں میں سے ایک جماعت میں چونکہ یہ غلط خیال بھی پھیلا ہوا ہے کہ نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے۔ اور رسول وہ ہے جو شریعت لائے اور نبی وہ جو ہر ایک پہلے نبی کی اطاعت سے آزاد ہو۔ اس لئے آپ نے کبھی لوگوں کے اس خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ میں رسول نہیں ہوں ۰۰۰ اس انکار سے فائدہ اُٹھا کر یہ اعلان کرنا کہ حضرت مسیح موعود ایک مجددوں میں مجدد اور ماموروں میں سے ایک مامور۔ اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے اور بزرگ بھی نبی کہلا سکتے ہیں سخت ظلم اور تعدی ہے۔ اقول کیا حضرت مسیح موعود حکم ہو کر نہ آئے تھے جو لوگوں کے غلط خیالات کے متبع بنے رہے اور اُنہی کی غلط رائے کے ساتھ متفق ہو گئے؟ کیا وہ جو لوگوں کی غلطیاں نکالنے کے لئے مامور ہو کر آیا تھا وہ خود بھی اُنہی غلطیوں میں پڑ گیا تھا تو بتاؤ وہ مامور کیسا اور حکم کیسا؟ پھر اگر یہی صحیح ہے تو سیدھے مونھ سے یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ معاذ اللہ وہ راستباز نہیں بلکہ کاذب تھا خاک بدہن قائل) ورنہ اُس کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ لوگوں کے ان خیالات فاسدہ کی اصلاح کرنے کی بجائے اُلٹا اُنہی کی ہاں میں ہاں ملانے لگ گیا۔ واللہ یہ بہت بڑی تہمت ہے۔ جو اُس کے فرزند نے اُس پر لگائی۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ ’’ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جو حکم کہلاتا ہے وہ تمہارا ہر رطب و یابس کا ذخیرہ مان لے‘‘ اور آپ کہتے ہیں کہ آپ کبھی لوگوں کے غلط خیالات کا بھی لحاظ رکھ لیا کرتے تھے۔ مگر قرآن و حدیث سے کسی ایسے لحاظی حکم کا پتہ نہیں چلتا۔ جو لوگوں کے غلط خیالات کا بھی لحاظ رکھ لینے کا مجاز ہو۔ اور ایسے لحاظی آدمی کبھی خدا تعالےٰ کے سچے راستباز مامور نہیں ہو سکتے اور حضرت صاحب کو ہمارا مجددوں میں سے ایک مجدد اور ماموروں میں سے ایک مامور اور ایسا نبی جیسے کہ اور بھی بیشمار نبی اس اُمت میں ہوئے اور تا قیامت ہوتے چلے جائیں گے۔ ماننا اور اعلان کرنا خود حضرت صاحب کی اپنی تحریرات اور قرآن و حدیث کی بناء پر ہے۔ لہذا ہم کسی اور کو قرآن و حدیث پر قاضی نہیں مان سکتے

دیکھو وفات سے ایکدن پیشتر بھی آپکا یہی اقرار ہے کہ میں مجددوں میں سے ایک مجدد ہوں
اور ایسا ہی نبی ہوں۔ جیسے کہ اور بھی اس امت میں بعض ہوا کرتے ہیں۔ خود فرمادیں کیا
فرماتے ہیں۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اس لیئے اولیا اللہ بھیجے
جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے (آن نبیٔ وقت باشد اے مرید) محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا
ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی ایسا ہی عقیدہ ظاہر کیا ہے ..... یاد رکھو کہ یہ سلسلۂ نبوت
قیامت تک جاری رہے گا ..... بہت سے لوگ توحید سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی
طرف سے ایک بندے کو مبعوث کرتا ہے۔ جو لوگوں کو از سر نو شریعت پر قائم کرتا ہے۔ سو
برس تک سستی واقعہ ہو جاتی ہے۔ ایک لاکھ کے قریب تو مسلمان مرتد ہو چکا ہے۔ ابھی آپکے
نزدیک کسی کی ضرورت نہیں ..... بقول آپ کے قرآن کریم اور علماء کافی تھے۔ تو پھر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض آتا ہے ..... پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ
سو برس کے بعد مجدد آئے گا۔" پھر قرآن کریم نے بھی صاف طور پر فرما دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آنحضرتؐ نے خود بھی اس کی یہ تفسیر کردی کہ لا نبی بعدی
یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں حتیٰ کہ دو انگلیوں کا اشارہ کر کے بتلا بھی دیا کہ قیامت تک اب
میرے بعد کسی دوسرے نبی کا زمانہ نہیں بلکہ میرے بعد اب قیامت ہی ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ
لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اور اس میں سے اب
سوائے مبشرات کے یعنی عام اضافی شرائط نبوت کے کچھ باقی نہیں رہا۔ تو اب کوئی ہمیں بتلادے
کہ ایسا اعلان کرنے میں یا اعتقاد رکھنے میں ہم کیوں کر کاذب ٹھیر سکتے ہیں۔ کیا خدا اور رسول
سے بڑھ کر بھی کسی کی بات ماننے کے قابل ہو سکتی ہے یا مسیح موعود سے بڑھ کر بھی فی زمانہ کسی
کی بات کوئی وقعت رکھتی ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ایک شخص ایک
سلسلہ کا خاتم الانبیاء ہو گذرا ہے۔ اس کے نمونے نے بھی بتلادیا۔ کہ خاتم وہی ہے جس کے
بعد کوئی حقیقی معنوں میں نبی نہ ہو۔ چنانچہ جس سلسلہ کا وہ خاتم الانبیاء ہو کر آیا تھا۔ اس
سلسلہ کا کوئی شخص اس کے بعد نبی ہو کر مبعوث نہیں ہوا۔ جس سے خاتم ہونے کے معنی خوب
کھل گئے۔ پھر آپ خلاف قرآن خلاف حدیث خلاف مسیح موعود خلاف سنت اللہ خاتم النبیین

کہ کیسی نرالی قسم کے معنے کس طرح کریں فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ ہاں
وہ جو صرف ایک سلسلہ کا خاتم ہو کر آیا تھا اُس کے بعد تو کوئی اُس سلسلہ کا آدمی نبی نہ ہو سکا
مگر وُہ جس کے لئے دونوں جہان بنائے گئے جب وہ سب کا خاتم ہو کر آیا تو خود اُس کے
غلاموں میں سے ہی اِس کا ایک ہمسر شریک پیدا ہو گیا؟ پس اگر یہی صحیح ہے تو وُہ غلام خاتم
النبیین ہوا۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ منہا) کبرت کلمۃ تخرج من افواھم
ان یقولون الا کذبا۔ **قولہ** مسیح موعود صاف کہتے ہیں کہ اِس اُمت میں میرے سوائے اور
کوئی نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال
اس اُمت میں سے گذر چکے اُن کو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اسوجہ سے نبی کا
نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں
(حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱) اور آپ کہتے ہیں کہ اس نبوت میں حضرت مسیح موعود کے شریک اور
دیگر بزرگ بھی ہیں۔۔۔۔ کمالات نبوۃ سے حصہ پانا ایک اور شے ہے اور وہ درجہ حاصل کرنا
ایک اور شے ہے۔ **اقول**۔ اس کے کئی جواب ہیں۔ اوّل تو یہ آپ کو بھی مسلم ہے کہ حضرت صاحب
کی خود اپنی کثیر التعداد تحریرات اس خیال کے بالکل بخلاف موجود ہیں۔ جن میں حضرت صاحب
نے عام طور پر اس قسم کی نبوۃ کو تمام اُمت محمدیہ میں مشترک مانا ہے اور بارہا اصولی طور پر فرمایا
ہے کہ جس دین میں نبوۃ کا سلسلہ نہیں وُہ جھوٹا اور لعنتی اور ناکارہ ہے اور جس نبی کے فیض
اتباع سے اُس کے متبعین کو اس قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ وہ رسُول رسول ہی نہیں ہے
جیسا کہ براہین پنجم صہ ۱۳۸ پر فرمایا کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے
ہیں۔ جو خدا سے الہام پاکر پیش گوئی کرے۔۔۔ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوۃ کا دروازہ
بند نہیں ہے جو بتوسط فیض واتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے
شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو تو پھر ایسے نبی اس اُمت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اِس پر
کیا دلیل ہے؟۔ (اس بات کا جواب صاحبزادہ صاحب دیں جن کے نزدیک اس اُمت میں
بجز مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص نبی کے خطاب کا مستحق نہیں ہے) اور صہ ۱۸۳ پر فرمایا۔ کہ
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد

دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ (یعنی لغوی معنوں کی نبوۃ کا) بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی" پھر حقیقۃ الوحی حاشیہ پر فرمایا کہ "ظلی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی" پھر براہین پنجم کے اسی صفحہ ۱۸۳ پر اس طرح فرمایا کہ "ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنے اندر رکھتا ہے جس کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے (یعنی لغوی معنوں کی نبوۃ سے) ان کی آنکھیں نہ کھولے۔ . . . میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں"۔ (اس سے ثابت ہوا کہ نہیں کہ اس قسم کی لغوی نبوت یعنی صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف نہ صرف اسی امت محمدیہ میں عام ہے بلکہ گذشتہ انبیاء کے سلسلوں میں بھی بالضرور تھی۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے سچے رسول تھے اور اُن کا مذہب بھی سچا تھا نہ کہ معاذ اللہ شیطانی مذہب۔ جس میں بقول حضرت اقدس یہ سلسلہ نہیں ہوتا) پھر فرمایا کہ "جبکہ خدا تعالےٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالےٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا ہے . . . . تو پھر یہ امت کیسی بدنصیب ہے کہ اس کے مرد بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح بھی نہیں (یعنی بالضرور ہیں) . . . . خدا تعالےٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی ختم نہیں ہوگا . . . . . ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا" (دیکھو براہین پنجم صفحہ ۱۸۳ و ۱۸۴) پھر اسی براہین پنجم کے صفحہ ۱۳۹ پر فرمایا کہ "وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ وہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے (اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ اوّل یہ کہ یہ ہر ایک سچے دین کی خاصیت ہے کہ وہ اپنے متبعین کو ایسی نبوت یعنی شرف مکالمات الٰہیہ بخشے ورنہ وہ لعنتی اور قابل نفرت دین ہے نہ کہ سچا دین۔ دوم یہ کہ یہ خاصیت اُس دین کی عام ہونی چاہیئے۔ کہ ہر جو ئندہ یابندہ بنا دے۔ نہ کہ صرف کسی خاص فرد کی ذات تک ہی محدود رہ کر اُس کے فیوض کا خاتمہ ہو جائے۔ جیسا کہ آجکل کے نئے احمدیوں نے صرف مسیح موعود کی ذات تک ہی دین اسلام کے اس فیض کو محدود سمجھ رکھا ہے)

پھر آگے چلکر فرمایا کہ "دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے...... سچے دین کا متبع...... خدا تعالےٰ کے کلام کو سن سکتا ہے (یعنی اُس کو لغوی معنوں میں نبوت مل سکتی ہے) سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" (دیکھو صفحہ ۱۳۹ براہین پنجم) پھر اس کے علاوہ ابھی پچھلے سوال کے جواب میں حضرت اقدس کا وفات سے ایک دن پیشتر کا جواب بھی میں اوپر نقل کر آیا ہوں۔ اس کو بھی پڑھ لو پھر خود ہی انصاف کر کے کہدو کہ جب اس قسم کی نبوۃ کا دروازہ تمام افراد امت محمدیہ کے لئے یکساں طور پر کھلا ہے۔ بلکہ پہلی امتوں میں بھی اس قسم کی نبوت کے بیشمار نظائر موجود ہیں جن کا حضرت صاحب کو خود اقرار ہے تو ہم ایک دو جگہ حضرت صاحب کے اس بیان کے خلاف کسی تحریر کو کیوں کر صحیح تسلیم کر سکتے ہیں۔ لہذا حضرت صاحب کی دو متضاد تحریروں کا فیصلہ اس طریق پر ہو سکتا ہے کہ ہم وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ پر سچے دل سے ایمان لا کر خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق متشابہات کو محکمات کے ماتحت کر کے اُن کی صحیح صحیح تاویل کر لیں۔ کیونکہ متشابہات کو محکمات پر مقدم کر کے انکی تاویل کرنا ہرگز ایمانداری نہیں ہے۔ اب رہا متشابہ اور محکم کی پہچان کا سوال سو اسکے متعلق یہ خوب یاد رکھو کہ متشابہ وُہ ہوتا ہے جو قلیل ہو اور محکم وہ جو بتعداد کثیر ہو۔ سو آؤ اسی اصول کے ماتحت اس بات کا تصفیہ کر لیں۔ ایک طرف ایسی تمام تحریرات جن میں حضرت صاحب نے دُوسرے اولیاء اُمت کو نبی کے لقب کا مستحق قرار دیا ہے جمع کر لو۔ دوسری طرف اُن تحریرات کو بھی جمع کر لو جن میں آپ نے اس قسم کی مکالمہ مخاطبہ والی لغوی معنوں کی نبوۃ کو عام مانا ہے اور دوسروں کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم اور محمد و احمد ہونا تسلیم کر کے اُن کا نبی کا لقب پانا بھی تسلیم کیا ہے۔ پھر جب ان دونوں قسم کی تحریرات کی جدا جدا دو فہرستیں مرتب ہو جائیں تو قلیل کو کثیر کے ماتحت کر کے صحیح معنے سمجھ لیں۔ اوّل تو ایسی جگہ دیکھ لیویں کہ آنجناب نے حضرت صاحب کی صرف دو تحریرات اپنے مطلب کی تائید میں پیش کی ہیں جن میں حضرت صاحب نے دُوسرے اولیاء امت کو نبی کے لقب کا مستحق ہونے سے انکار کیا ہے۔ ایک تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ سے اور دُوسری حقیقۃ الوحی

صلہ ۳۹ سے۔ مگر ان ہر دو تحریرات کے بالمقابل آپ میری اس عرضداشت کو بتمامہ دیکھ
لیں کہ میں نے کتنی تحریرات ان کے برعکس مضمون کی پیش کر دی ہیں۔ پھر الوصیت صلہ ۱۲ و ۱۳
بعض افراد والی تحریر بھی جناب سے پوشیدہ نہ ہو گی وہ اُن کے علاوہ ہے اور مزید برآں اور
اس قدر ایسی تحریرات کا ایک ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کہ اگر سب کی سب یکجا نقل
کی جائیں۔ تو شائد آپ کی ایک دوسری حقیقۃ النبوۃ تیار ہو جاوے۔ اس لئے بخوف طوالت
میں ان سب حوالہ جات کو ترک کر کے آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ اُسی کی رضا
جوئی کے لئے ذرا خالی الذہن ہو کر انصاف تو فرمائیں کہ آپ حق بجانب ہیں یا وہ جو ہو
قلیل مستضعفون کے مصداق ہیں۔ آپکے اس دعوے کی بنیاد حضرت صاحب کی صرف انہی
تحریرات متشابہ پر ہے۔ جن کی محکمات کے بحر زخار کے سامنے کوئی بھی ہستی اور وقعت نہ
ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب کی یہ ہر دو تحریرات محض اجتہاد پر مبنی ہیں
اور یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ المجتھد قد یخطی و یصیب (کہ مجتہد کبھی خطا بھی کر جاتا
اور صواب بھی کرتا ہے) اس لئے ہم حضرت صاحب کے اس قول کو کہ "اگر تمام خلفاء کو
کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے
پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی ہیں۔ لہٰ
..... پہلے سب خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے تو اُن کا نام نبی نہ رکھا جائے۔
پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونو
سلسلوں کی مشابہت ہو جائے" بوجہ خلاف قرآن ہونے کے صرف ایک قیاس مع الفارق
سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اگر امر ختم نبوت کسی کے صرف نبی کہلانے سے مشتبہ ہو جاتا ہے۔ تو کو
وجہ نہیں کہ مسیح موعود کے نبی کہلانے سے مشتبہ نہ ہو۔ اور اگر مسیح موعود کے نبی کہلانے
مشتبہ نہیں ہوتا تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسروں کے نبی کہلانے سے مشتبہ ہو جائے۔ پس با
یہ ہے کہ اس طرح سے کسی کے بھی نبی کہلانے سے مشتبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کوئی شرعی
نبوت نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ قرآن کریم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے یعنی
آپ کو نبیوں کا خاتم قرار دیتا ہے جنہوں نے آپ کے فیض سے نبوت پائی ہے۔ تو کو

وجہ نہیں کہ جن انبیاء کے آپ خاتم ہیں وُہ نبی کہلانے کے مستحق ہوں۔ اگر وُہ نبی کہلانے کے مستحق نہ تھے۔ تو خدا تعالیٰ نے اُن کو النبیین بصیغہ جمع کیوں لقب دیا؟ پس بہرحال جب خدا تعالیٰ نے اُن کا نام النبیین رکھا ہے۔ (جن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں) تو خواہ مخواہ وہ نبی کا لقب پانے کے بھی مستحق ہیں جس طرح مسیح موعود مستحق ہیں پھر تیسرا جواب یہ ہے کہ جب بقول آپ کے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے اور حقیقۃ الوحی کی اس فضیلت علی المسیح والی عبارت سے حضرت صاحب کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی وُہ تمام تحریرات منسوخ ہو چکی ہیں جن میں آپ نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہوا ہے تو کیا وجہ ہے کہ براہین پنجم کے مذکور بالا حوالجات کی رُو سے اور ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کے آخری مکتوب کی رُو سے جس میں حضرت صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبانوں میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا" جس سے ثابت ہے کہ آپ کا محض لغوی معنوں میں نبی ہونے کا دعوےٰ تھا نہ شرعی معنوں میں اور ۲۵۔ مئی ۱۹۰۸ء کی آخری تقریر کی رُو سے اُن کی اِن ہردو تحریرات کو بھی جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے منسوخ نہ سمجھا جائے۔ پس انصاف تو اسی بات کا مقتضی ہے کہ جس طرح آپ نے حضرت صاحب کی ان دو تین تحریرات کو حضرت صاحب کے پہلے عقیدے کا ناسخ سمجھ لیا ہے اسی طرح بسبب سب سے آخری فیصلہ ہونے کے ہمارے پیش کردہ حوالجات کی بنا پر آپ اپنی ان پیش کردہ دو تین تحریرات کو بھی منسوخ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہمارے حوالہ جات آپ کے پیش کردہ حوالجات کی بہ نسبت بہت پیچھے کے ہیں اور سمجھ لیجئے کہ آخر کار پھر حضرت صاحب نے اپنے اصلی عقاید کی طرف رجوع کر لیا تھا کیونکہ درحقیقت یہی عقیدہ صحیح بھی ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد شرعی حقیقی معنوں میں تو کوئی بھی نبی نہیں۔ مگر مشابہ بہ انبیاء ظلی نبی اس اُمت میں بے شمار ہیں۔ گو بعض خصوصیات کی وجہ سے ہم مسیح موعود کو دیگر اولیائے اُمت سے من وجہ افضل سمجھتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں سے نکال کر اُنکو علیحدہ کوئی نرالی قسم کا نبی تصوّر نہیں کر سکتے۔ جس کا نمونہ آدم سے لے کر قیامت تک کہیں بھی نہ ہو۔ کیونکہ ایسا سمجھنا تو مسئلہ حیات مسیح کی مانند سراسر شرک و بدعت ہے

مگر ایک طرح سے ہم آپ کو نبی کا نام پانے میں مخصوص بھی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیگر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے الگ کر کے بھی نبی کا لقب دیا ہے۔ پس اس سے زیادہ اس مخصوصیت کے کچھ معنے نہیں فتدبروا۔ باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ کمالات نبوت سے حصہ پانا اور شئے ہے اور وہ درجہ پانا ایک اور شئے سو اسکا جواب یہ ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو۔ اگر دیگر افراد اُمت محمدیہ بھی اس درجہ کو پا سکتے یا پاتے رہے ہیں تو بالضرور حضرت مسیح موعود نے بھی یہ درجہ پایا ہوگا اور اگر اور کسی اُمتی نے ایسی نبوت کا درجہ نہیں پایا جیسی کہ مسیح موعود کی نبوت تھی۔ تو یقیناً سمجھو کہ مسیح موعود نے بھی ایسی کسی نبوت کو نہیں پایا۔ کیونکہ کسی صفت میں ہم مسیح موعود کو کوئی ایسی خصوصیت نہیں دے سکتے جس سے وہ واحدہٗ لاشریک سمجھے جائیں پس کمثلہ شئی ایک ہی واحدہٗ لاشریک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اس پر مفصّل بحث کسی دوسرے وقت میں کیجاوے گی (انشاء اللہ تعالیٰ) سردست میں آگے چلتا ہوں۔ **قولہ** اُمت محمدیہ میں اب تک کوئی انسان خواہ اُس نے کتنا ہی بڑا درجہ کیوں نہ پایا ہو۔ خواہ وہ صحابہ میں سے ہو یا غیر صحابہ میں سے نبی نہیں کہلا سکتا ...... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کوئی شخص اس انعام میں اُن کا شریک نہیں ہوا ...... وُہ کون انسان ہے۔ جس کی نسبت پہلے انبیاء نے خبریں دی ہیں۔ وہ کونسا انسان ہے جس کی نسبت پہلے انبیا نے خبریں دی ہیں۔ وُہ کون سا انسان ہے جس کی نسبت مسیح ناصری سا اولوالعزم نبی کہتا ہے کہ وہ میری ہی بعثت ہوگی۔ جس کا نام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی رکھا۔ حالانکہ جس قدر اولیاء ابتک گذرے ہیں اُن میں سے کسی کا نام بھی نبی نہیں رکھا وہ کونسا انسان ہے جس کو خدا تعالےٰ نے بار بار الہامات میں نبی اور رسول کہا اور جس نے اس نام کو پیش کر کے کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ ہاں میری نبوت آنحضرت کے فیضان سے ہے۔ کیا شک ہے کہ انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اقول۔ اگر کوئی انسان صحابہ میں سے ہو یا غیر صحابہ میں سے۔ نبی نہیں کہلا سکتا۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ یٰبَنِیۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ یعنے اے اولاد آدم بالضرور تمہارے پاس ہمارے رسول آئیں گے۔ تمہیں میں سے جو گذشتہ نازل شدہ آیات کو تم پر پڑھیں گے اور

ڈرسُنائیں گے) پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلحاظ فیض رسانی کے جو خاتم النبیین فرمایا تو کن نبیوں کا خاتم ٹھیرایا۔ کیا اُن کو جو نبی کہلا ہی نہیں سکتے ؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ ابوبکر نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسےٰ ومن یسّرہ ان ینظر الی عیسے ابن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری (یعنے ابوبکر نظیر ابراہیم ہے اور عمر نظیر موسےٰ ہے اور جسے خوش لگے ۔ کہ جیسے ابن مریم کو دیکھے تو ابی ذر غفاری کو دیکھ لے) تو ایسا کس بنا پر فرمایا؟ پھر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں علماء امت کو مثیل انبیاء کہا ہے (مسیح موعود بھی تو مثیل مسیح ہی تھے) پھر یہ کہنا کہ آنحضرت کی اُمت میں سے کوئی شخص اس انعام میں اُن کا شریک نہیں ہوا کس طرح صحیح رہا ؟ پھر غور کرلو کہ اُنہی کو جب النبیّین خدا تعالےٰ نے لقب دے دیا۔ تو اس لقب میں وُہ مسیح موعود کے شریک ہوئے یا نہیں ؟ پھر جب اُنہی کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا میں دے دی۔ تو وُہ اس معاملہ میں بھی مسیح موعود کے شریک ہوئے یا نہیں ؟ پھر وُہ فی الواقعہ بڑے پائے کے انسان ہیں یا نہیں جن کی نسبت اٰخرین منھم میں بھی خدا تعالےٰ نے بلا تخصیص شخصے مسیح موعود کی مانند بروز محمد اور احمد ہونے کی تا قیامت پیشگوئی کردی۔ پس جس طرح سے مسیح موعود کی بعثت سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ مراد لیتے ہو۔ اُسی طرح اُن کی بعثت کو بھی آنحضرت ہی کی بعثت ہر زمانہ میں سمجھی جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام نبی بھی رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حضرت صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ اور اگر کہو کہ آیت وَّاٰخرین منھم صرف مسیح موعود کی ذات سے خاص ہے اور کوئی دوسرا اس کا مصداق نہیں تو اس آیت میں خصوصیت سے مسیح موعود کا کہیں نام دکھائے۔ ورنہ دعوے بلا دلیل ہوگا۔ پھر دیگر مامورین و اولیاء اُمّت کو بھی خدا تعالےٰ نے نبی اور عیسےٰ کہا ہے۔ غور کیجئے ؎

دمیدم رُوح القدس اندر میعنے میدمد ٭ من نمے گویم مگر من عیسےٰ ثانی شدم

بتلائیے پبلک میں پیش کرکے دعوے کیا یا نہیں ؟ پھر ممکن ہے آپکو اُن کے حالات سے

کما حقہ آگاہی ہی نہ ہو۔ تو عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ
اوّل اُن کے حالات اُن کی کتابوں میں یا کتب تواریخ و سیر میں پڑھ کر پھر بعد میں اُنکی نسبت
اظہار رائے کیجئے۔ ورنہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ
وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ (مت واقفیت ظاہر کرو بات
کی جس کا تمکو علم ہی نہیں۔ لاریب کان اور آنکھیں اور دل اس بارہ میں پوچھے جائینگے)
پھر اگر فی الواقعہ آپ ہی کا کہنا صحیح ہے۔ کہ ایسا امتی بھی نہ کوئی پیچھے گذرا اور نہ آئندہ کسی
کے ایسا بننے کی امید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ خاتم الاولیاء ہیں اور مستقل انبیاء تو خود ایسے
امتی نبی ہوتے ہی نہیں تو پھر بتلائیے کہ حضرت صاحب کی خدائی شان میں کیا کسر باقی رہ گئی۔
خدا بھی اپنی شان میں لیس کمثلہ ہے اور حضرت صاحب کو بھی ایک صفت میں آپنے ویسا
ہی مان لیا ہے۔ پس اس حساب سے وہ بھی (معاذ اللہ) شریک باریتعالے ٹھیرے نہ کہ صرف
نبی۔ کیونکہ جب حضرت صاحب نے حیات مسیح کے عقیدہ کو بھی اسی وجہ سے شرک قرار دیا ہے
کہ اُس نے بھی مسیح ابن مریم کو بے مثل و مانند ماننا پڑتا ہے۔ (جو کہ شان کبریائی ہے)

تو مسیح موعود کا بے مثل و مانند نبی ہونا کیوں شرک نہیں جو ایسا نبی تو نہ کسی گذشتہ
زمانہ میں ہؤا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بقول آپکے تمام امت محمدیہ میں اس مرتبہ
میں کوئی انسان اُن کا شریک نہیں ہؤا۔ پس ثابت ہؤا کہ آپ بے مثل و مانند ہیں اور جب
بے مثل ہیں تو شرک ثابت ہو گیا فنعوذ باللہ منہا۔ **دُوسرا جواب** صحابہ کرام
کی نسبت یہ کہنا کہ اُن میں سے بھی کوئی مسیح موعود کے کمالات کا شریک نہیں ہؤا نہ صرف
صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے موجب ہتک ہے۔ بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی اہانت
سخت ہتک ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ سمجھا جائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اندر معاذ اللہ کوئی کمال ہی نہ تھا۔ اگر کوئی کمال ہوتا تو سب سے پہلے آپ اپنی
صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ جماعت کو سب سے بڑھ کر فیض پہنچاتے اور آپ کی تربیت
یافتہ جماعت سب سے بڑھ کر آپ کے فیض سے کمال حاصل کرتی۔ مگر جب بقول آپ کے
تربیت یافتوں کا یہ حال ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی اس درجہ عالیہ کو نہیں پہنچا جس درجہ

مسیح موعود کو پہنچا ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ کے تیرہ سو سال بعد جا کر ایک شخص کو سب سے بڑھ کر فیض محمدی پہنچ گیا جو پاس بیٹھنے والوں اور جانیں قربان کرنیوالوں کو بھی نہ پہونچا؟ جب آپکے گھر میں ہی آپ کی فیض رسانی کا یہ عالم ہے کہ نعوذ باللہ زندگی بھر میں آپ کسی کو بھی نبی نہیں بنا سکے تو یہ کوئی عقل باور کر سکتی ہے کہ وفات کے ۱۳ سو سال بعد جا کر ایک غیر صحبت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ انسان آپکے فیض سے نبی بن گیا ہو؟ ہاں وہ کام جس کے کرنے پر عمر بھر آپ قادر نہ ہو سکے۔ وفات کے ۱۳ سو سال بعد اُس کے کرنے پر کیوں کر قادر ہو گئے؟ مثل ہے کہ سالیکہ نکوست از بہارش پیداست۔ (کہ جو سال نیک ہے اُس کی بہار سے ہی پتہ لگ جاتا ہے) پس اگر یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی اِس مرتبہ میں مسیح موعود کا شریک نہیں ہوا یعنی اُن کو ایسی نبوت نہیں ملسکی جیسی کہ مسیح موعود کو ملی تھی تو یقیناً سمجھو کہ پھر کسی کو بھی خواہ وہ مسیح موعود ہو یا کوئی اور ہو نبوت نہیں ملی۔ اور اگر صحابہ کرام بھی ایسے ہی نبی تھے تو مسیح موعود بھی ضرور نبی ہونگے۔ الغرض اگر صحابہ کرام کی نبوت سے (جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پالی جماعت ہے) انکار کروگے تو مسیح موعود کی نبوت سے بھی انکار ہی کرنا پڑے گا۔ دیکھو صحابہ کرام کی وہ جماعت ہے۔ جن کے حق میں خود حضرت مسیح موعود بھی ازالہ میں ایک تحریر فرماتے ہیں کہ "اُن کے کمالات کی نسبت ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقعہ ہیں اور اُن میں بعض ایسے جزوی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔" اور آپ فرماتے ہیں کہ خواہ کوئی صحابہ میں سے ہو خواہ غیر صحابہ میں سے کوئی شخص اِس انعام میں مسیح موعود کا شریک ہی نہیں ہوا۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اپنے ایک مکتوب میں شہادت دیتے ہیں کہ صحابہ کی نسبت حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں اُن لوگوں کا خاک پا ہوں جو جزوی فضیلت خدا تعالیٰ نے اُنھیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی شخص نہیں پا سکتا" اور آپ کہتے ہیں کہ صحابہ مسیح موعود کی گویا ریس ہی نہیں کر سکتے۔ اور اُن کو مسیح موعود کے بالمقابل بالکل ہیچ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ع "ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا" اور اب ہم حضرت صاحب کو اپنے بیان میں سچا سمجھیں یا آپ کو سمجھیں؟ اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ چاند پر تھوکنے سے

کسی کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ اُن کے لئے یہ کافی فخر اور سارٹیفکٹ ہے کہ خدا تعالےٰ اُن کی
نسبت کہتا ہے کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ۔ یعنی خدا تعالےٰ اُن پر راضی ہو چکا اور
وُہ اُس پر راضی ہو چکے۔ پس مسیح موعود کو اُن سے بڑھ کر ماننے والے اگر طاقت رکھتے ہیں۔ تو
مسیح موعود کی نسبت بھی کوئی ایسا ہی سارٹیفکٹ پیش کریں وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا
یا اِس سارٹیفکٹ کو صحابہ سے چھین لیں۔ قول۔ پھر ایک سوال یہ ہے کہ وہ کونسی آیت ہے
جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء صرف مستقل نبی کے ہوتے ہیں؟ اقول سنت اللہ تو
یہی شہادت دیتی ہے۔ کہ خلفاء ہمیشہ مستقل نبیوں کے ہی ہوتے ہیں۔ مگر عام خلفاء تو کتاب کے
بھی ہوتے ہیں۔ جن سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ منصوص خلفاء کن کے ہوتے
ہیں۔ سو وُہ ثابت شدہ امر ہے کہ مستقل نبیوں کے ہی ہوتے ہیں۔ کیا موسےٰ کے خلفاء اور آنحضرت
کے خلفاء الراشدین المہدیین آپ کو یاد نہیں رہے؟ قول۔ اگر کوئی شخص حقیقی نبی کے
یہ معنے کرے کہ وُہ نبی جو بناوٹی یا نقلی نہ ہو۔ بلکہ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر
کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کے رُو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا
مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اُس میں اُس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں
پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کے رُو سے آپ حقیقی نبی تھے۔ گو اِن
معنوں کے رُو سے کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے حقیقی نبی نہ تھے۔ اقول جناب والا حقیقی نبی
کا لفظ کوئی ایسا چیستان نہیں ہے جس کے معنے کسی کی سمجھ میں نہ آسکتے ہوں اور وُہ بھٹکتا پھرے
پھر غیر حقیقی نبی بھی تو بناوٹی یا غیر خدا کی طرف سے نہیں آتے بلکہ خدا ہی کی طرف سے آیا کرتے
ہیں۔ جیسا کہ جو لوگ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ
یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا کے ماتحت ہر صدی کے سر پر مبعوث ہو کر آتے رہے ہیں وُہ بھی خدا ہی
کی طرف سے تھے۔ اور خدا نے ہی فی الواقعہ اُن کو مامور کر کے بھیجا تھا۔ گدی نشین خلیفوں
کی مانند لوگوں کی منصوبہ بازی سے خلیفے نہیں ہوئے تھے۔ مگر پھر بھی وہ شرعی حقیقی معنوں
کے رُو سے انبیاء یا رسول نہ تھے۔ ہاں لغوی معنوں کے رُو سے اُن کو بھی نبی یا رسول ہی کہتے
ہیں۔ جیسا کہ حضرت صاحب تھے۔ باقی رہی خدا کی اصطلاح اور قرآن کریم کی اصطلاح سو وُہ

خواہ کوئی شرعی معنوں میں نبی یا رسول ہو یا غیر شرعی معنوں میں ہو سب کو یکساں طور پر رسول ہی کہتے ہیں۔ اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ اس پر میں پیچھے کسی قدر قرآن کریم سے مثالیں عرض کر آیا ہوں۔ اُن کا بغور مطالعہ فرمالیجئے۔ اِن قرآن کریم کی اصطلاح اگرچہ دونوں قسم کے رسولوں کو رسول ہی کہتے ہیں۔ مگر شرعی طور پر حقیقت نبوت قرآن کریم نے الگ طور بھی بتادی ہے۔ صاحب عقل و تمیز کو ان ہر دو اصطلاحات میں شرعی اور غیر شرعی کی تمیز کرلینی چاہیئے۔ کیونکہ صُلحا نے کہا ہے کہ ع "گر حفظ مراتب نکنی زندیقی" پس ہم کو تمیز سے کام لینا چاہیئے۔ باقی رہا یہ امر کہ مسیح موعود میں وہ تمام کمالاتِ نبوت پائے جاتے تھے جس حد تک کہ نبیوں میں پائے جانے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ بالکل باطل دعوےٰ ہے جو دلیل کا سخت محتاج ہے۔ اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے حضرت مسیح موعود نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ تمام کمالات نبوت حقیقی طور پر مجھ میں موجود ہیں جس حد تک کہ انبیاء میں پائے جانے ضروری ہوتے ہیں۔ تو پھر کسی دُوسرے کا کیا حق ہے کہ خدا کے مامور سے ایسی گھڑ کر باتیں بنائے اور ایسی بے سروپا باتوں کو اُن کی طرف منسوب کرے جنکا ہرگز اُن کو دعوےٰ نہیں۔ کیا کوئی ہے جو اِن الفاظ کا حضرت اقدس کی تحریرات سے ثبوت دے۔ کہ مجھ میں وہ تمام کمالات نبوت حقیقی طور پر موجود ہیں جو انبیاء میں ہوتے ہیں۔ اور اُسی حد تک موجود ہیں جس حد تک کہ انبیاءؑ کے لئے ضروری ہوتے ہیں؟ اور اگر یہ الفاظ حضرت کی کسی تحریر میں موجود نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہرگز موجود نہیں تو پھر آپ نے کس بناء پر ایسا لکھ دیا۔ کہ "تمام کمالات نبوت آپ میں اُس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہونگا کہ اِن معنوں کے رُو سے آپ حقیقی نبی تھے"؟ ہم خوب جانتے ہیں کہ اصطلاح اسلام کے رُو سے جو جو شرائط نبوت ہیں وہ وہی ہیں جو کسی قدر ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور حضرت صاحب میں اُن میں سے سوائے شرائط اضافیہ عامہ کے کوئی بھی اصلی شرط نبوت پائی نہیں گئی بلکہ حضرت صاحب ہمیشہ اُن کے دعوے سے دست بردار رہے ہیں۔ پس کسی صورت میں بھی ان کو ان شرعی حقیقی معنوں کی رُو سے نبی نہیں کہا جا سکتا۔ اور آپ کے حقیقی نبی نہ ہونے کی صرف یہی وجہ نہیں ہے کہ آپ کوئی شریعت نہیں لائے (کیونکہ مجدد صاحب شریعت ہونا حقیقی نبوت

کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ ایک اضافی شرط نبوت ہے۔ جس کے بغیر بھی کسی حقیقی نبی کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آسکتا) بلکہ حقیقی نبوت کے شرائط ماسوائے اس کے اور بھی بہتیرے ہیں جن میں سے کوئی بھی اصلی شرط مسیح موعود میں پائی نہیں گئی۔ لہٰذا وہ حقیقی نبی ثابت نہیں ہوسکتے۔ قولہ اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ اقول حقیقی نبی کے بالمقابل غیر حقیقی یا مجازی یا ظلی یا بروزی الفاظ بیشک ہیں لیکن یہ نقلی یا بناوٹی یا اسمی کے الفاظ کبھی کسی اہل اللہ کی زبان سے آج تک شائد کبھی نہ نکلے ہونگے۔ جناب والا کی ہر ایک بات عجیب و غریب ہے۔ کیا اہل اسلام میں سے آپ سے پہلے بھی کسی بزرگ نے ان الفاظ کو حقیقی نبی کے بالمقابل رکھا؟ جو آپ کہ رکھکر لوگوں کو بتاتے ہیں۔ پھر جب یہ اہل اللہ کا محاورہ ہی نہیں تو آپ کو ایسا تکلف کرنیکی کیا ضرورت پڑی؟ مگر سنئیے میں آپ کو حضرت صاحب کے نقلی نبی ہونے کا ثبوت دوں حضرت صاحب حقیقۃ الوحی ص۱۱۵ پر یہ فرماتے ہیں "کہ وہ خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے؟ فرمائیے اس طرح سے آپ نقلی نبی ہوئے یا نہیں یعنے آپ نے نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرکے حاصل کیا یا نہیں جس طرح آفتاب سے دھوپ کو نقل کیا جاتا ہے۔ پھر اسمی نبی ہونے کے متعلق سنئے حضرت صاحب براہین پنجم کے ص۱۸۸ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "کہ کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھائے میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے (یعنے وہ نبوت جو مستقل طور پر جداگانہ اپنی حیثیت رکھتی ہے یہ وہ نبوت نہیں ہے)۔ . . . . پس یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے" فرمائیے جب آپ کا یہ صرف اعزازی نام ہے تو آپ صرف ایک اسمی نبی ہوئے یا نہیں؟ باقی رہا لفظ بناوٹی تو یہ توجیہ کا جھوٹے نبی کو کہتے ہیں۔ پھر حضرت صاحب باوجود صادق ہونے کے معاذ اللہ جھوٹے نبی کیوں ہونے لگے۔ آپ خدا کے سچے راستباز مامور تھے۔ کاذب ہرگز نہ تھے جو اُن کو کاذب سمجھے وہ خود جھوٹا اور لعنتی ہے۔ مگر باوجود صادق ہونے کے پھر آپ کی نبوت وہ نبوت نہ تھی جو مستقل نبوت انبیاء کو ملی یا جسے مستقل نبوت کہتے ہیں

قولہ میں نبیوں کی تین قسمیں مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لانے والے ہیں۔ دُوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے۔ لیکن اُن کو بلا واسطہ نبوّت ملتی ہے..... جیسے سلیمان زکریا یحییٰ اور ایک وُہ جو شریعت لاتے ہیں اور نہ اُن کو بلاواسطہ نبوّت ملتی ہے۔ لیکن وُہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی بنتے ہیں۔ اقول کیوں حضرت عالی پہلی قسم صاحب شریعت نبیوں کی جو آپ نے الگ شمار کی ہے کیا وُہ بھی بلاواسطہ نبی نہیں ہوتے؟ جب وہ بھی بلاواسطہ ہی نبی ہوتے ہیں تو پھر آپ نے اُن کی نبوّت کو حضرت زکریا یحییٰ وغیرہ انبیاء کی نبوّتوں سے الگ کیوں شمار کیا؟ مہربان من مستقل نبی سب ایک ہی قسم کے نبی ہوتے ہیں۔ شریعت ملنا یا نہ ملنا ایک الگ امر ہے۔ ان سب کو یکساں طور پر تشریعی نبی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان سب پر وحی شریعت نازل ہوتی ہے اور وہ سب یکساں طور پر علوم دین کو جبرئیل سے سیکھتے ہیں اس لئے ان سب کی نبوت ایک ہی قسم کی ہوتی ہے۔ باقی رہی آپ کی تیسری قسم نبوت جو کہ درحقیقت دوسری قسم نبوّت ہے۔ یہ بھی اُسی نبوت اصلیہ کے اظلال کا نام ہے۔ ورنہ کوئی جداگانہ نبوّت نہیں۔ اسی لیے اُسکو نبوّت ناقصہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں سوائے مبشرات کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اسی لیئے اُس کو ظلی یا بروزی یا مجازی اور غیر حقیقی نبوّت بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ "یہ نبوّت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنخضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوّت نہیں ہے..... آپ فرماتے ہیں کہ عیسےٰ نازل ہونے والے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اُسی عیسےٰ..... کو حدیثوں میں اُمتی بھی تو کہا گیا ہے (حاشیہ) اُمتی اُس شخص کو کہتے ہیں جو بغیر پیروی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی طرح اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتا" دیکھو براہین پنجم صہ۱۸۳ کیا مطلب کہ یہ وہ نبوّت نہیں ہے۔ جو فی نفسہ ایک کامل نبوّت اور سورج کی مانند اپنے ذاتی نور سے منوّر ہوتی ہے۔ بلکہ یہ وُہ نبوّت ہے جو اصلی نبوّت کی شعاع سے روشن ہونے والی ہوتی ہے۔ جب تک انسان اُس کے بالمقابل کھڑا رہے یعنی کامل نبی کا عاشقانہ اور خادمانہ طور پر مطیع اور فرمانبردار بنا رہے۔ وہ اُس کے نور سے نور حاصل کرکے روشن رہتا ہے۔ مگر جب ذرا چوک ہو گئی تو وُہ نور جاتا کہیں نظر نہ آیا۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ "اِس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں

جب تک کہ ہم اُس کے بالمقابل کھڑے رہیں" یعنے اگر ذرا اِدھر اُدھر ہو جاویں تو وہ سارا نور بلا پُوچھے ہم سے رخصت ہو جائے۔ جیساکہ بلعم باعور کا حال ہُوا۔ یاد رکھو کہ یہ نبوت الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر ہر ایک امتی کو مل سکتی ہے یعنے نبوت محمدیہ کا سایہ اُس پر پڑتا ہے جس سے اُس کو مشابہ بہ نبوت ایک حالت نصیب ہو جاتی ہے جس میں بعض کمالات نبوت ناقص طور پر معہ خوارق وکرامات کے پائے جاتے ہیں اور ذرا سی خلاف ورزی اور لغزش کی صورت میں ایسی نبوت کا چھینا جانا ممکنات سے ہے۔ مگر حقیقی نبی آفتاب کی مثال رکھتے ہیں جو فی نفسہٖ ایک منور چیز ہے وہ ان تدریجی ترقیات کے حاصل کرنیکے کبھی محتاج نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ ماں کے پیٹ سے ہی آفتاب صداقت کامل نور پاکر نکلتے ہیں اور نبوت کے لئے کسی دُوسرے نبی کامل کی پیروی کے قطعاً محتاج نہیں ہوتے جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنت نبیًّا وآدم بین الماء والطین۔ یعنے میں اُس وقت بھی نبی ہی تھا جبکہ ابھی آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا فتدبروا۔ **قولہ** اِس قسم کی نبوت صرف اِس مکمل انسان کی متابعت میں ہی پائی جاسکتی ہے۔ اِس سے پہلی اُمتوں میں اِس کی نظیر نہیں اور اِس اُمت میں سے بھی صرف مسیح موعود کو اِس وقت تک یہ درجہ عطا ہُوا ہے پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہ ملنے کی وجہ یہ نہیں کہ پہلے حقیقی نبی آسکتے تھے۔ . . . . بلکہ پہلے نبیوں میں ایسا کوئی اُستاد نہیں ہُوا۔ **اقول** حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ "جبکہ خدا تعالےٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا آیا ہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالےٰ کے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل ہوُا ہے۔ . . . . . . خدا تعالےٰ کے بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا . . . . . . ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات ومخاطبات کرتا رہے گا" (براہین پنجم صفحہ ۱۸۱)۔ اور "وہ دین دین نہیں ہے نہ وہ نبی نبی ہے جسکی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اِس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا۔ کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے . . . . . . ایک اُمتی کو اِس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" مگر آپ کہتے ہیں کہ اِس قسم کی نبوت صرف اس مکمل انسان (یعنے آنحضرت ہی کی) کی متابعت میں پائی جاتی ہے۔ اِس سے پہلی اُمتوں میں اِس کی نظیر نہیں" تو کیا یہ حضرت صاحب

نے معاذ اللہ جھوٹ لکھا؟ پھر جب سابقہ امتوں میں بقول آپ کے اس قسم کی نبوت کی نظیر نہیں تو کیا معاذ اللہ وہ سب دین اور انبیاء بھی جھوٹے اور اُن کے ادیان لعنتی اور قابل نفرت ہیں (جیسا کہ حضرت صاحب نے لکھا)؟ کچھ خدا تعالےٰ کا بھی انسان کو خوف کرنا چاہیئے حضرت مسیح موعود کی نبوت بھی تو ویسی ہی نبوت ہے جیسی کہ اُن گذشتہ انبیاء کے متبعین کو ملتی رہی۔ حتیٰ کہ عورتوں کو بھی ملی۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں محدود ہے جس کی پہلی امتوں میں نظیر نہیں؟ لاریب جب انسان ایک حق کا انکار کرتا ہے تو اُس کی سزا میں اُس کو اور بھی بیشمار صداقتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج | تا ثریا مے رسد دیوار کج

اسی طرح ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے اُس کو اور ہزاروں جھوٹ بولنے پڑتے ہیں مگر وہ محسوس نہیں کرتا۔ جیسا کہ عیسائیوں نے جب مسیح ابن مریم علیہ السلام کو جو کہ فی الواقعہ آدم زاد اور انسان تھے۔ خدا ثابت کرنا چاہا تو منجملہ اور واہیات اعتقادات کے اُن تمام گذشتہ راست بازوں کو بھی بٹہ لگانا پڑا۔ کہ وہ سب خطاکار اور گنہگار تھے۔ مگر ایک مسیح جو اُسی گنہگار آدم کی اولاد سے تھا گناہ سے پاک رہا۔ اس لئے وہ خدا تھا۔ ایسا ہی اب آنجناب کو بھی وہی تکلف پیش آ رہا ہے جو عیسائیوں کو پیش آیا۔ اور اب آپ کو بھی تمام انبیاء علیہم السلام پر خواہ کیسا ہی اعتراض آوے کیسا ہی دھبہ لگے اس بات کی کچھ پروا نہیں معلوم ہوتی۔ جبھی تو لکھ دیا کہ "اس سے پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں۔ مگر کسی طرح مسیح موعود کی نبوت ثابت ہو جائے اس لئے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسواء گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ایسا اُستاد آپ کو نظر نہیں آتا جس کے متبعین نے اس قسم کی نبوت اس کے فیض سے پائی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ "وہ دین دین نہیں ہے۔ نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا۔ کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔" پھر فرماتے ہیں کہ "ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔" (براہین پنجم ص ۱۳۹) پھر جب بقول آپ کے گذشتہ انبیاء ایسے اُستاد ہی نہ تھے جن کے فیض سے امتیوں کو ایسی نبوت ملتی جو مسیح موعود کو ملی۔ تو بقول

حضرت صاحب وُہ نبی کیسے ہوئے۔ اور اُن کے ادیان ادیان باطلہ اور قابل نفرت و لعنت ہوئے نہ کہ سچے دین؟ پھر اگر یہی صحیح ہے تو سچائی کا معیار کیا رہا؟ ۔ سچ ہے سے

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی | ببری رونق مسلمانی

قولہ پہلے نبیوں کی اُمت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رک جاتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ اُن کے دلوں پر نظر فرماتا تھا۔ اور جن کو اس قابل پاتا کہ وُہ نبی بن سکیں اُن کو اپنے فضل سے بڑھاتا اور نبی بنا دیتا تھا **اقول** **مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ** (خبیث بات کی مثال خبیث درخت کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی اوپر سے اُگا۔ وُہ کبھی ٹھیر نہیں سکتا) کیوں حضرت یہ کس قرآن یا حدیث پر لکھا ہے۔ کہ پہلی اُمتوں کے لوگوں کو براہ راست نبوت اِس طریق سے ملی کہ "پہلے نبیوں کی اُمت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رک جاتے تھے"۔ پھر اللہ تعالےٰ جن کو اس قابل پاتا تھا براہِ راست نبی بنا دیتا تھا پہلے نبیوں کی ماتحتی میں تدریجی ترقیات کا حاصل کرنا کیا کہتا ہے۔ اور پھر براہِ راست نبوت کا فضل سے ملنا کیا کہتا ہے۔ خدا نے جناب والا کو ایک قلم دوات تو دیدی۔ مگر واللہ بہت بُری طرح سے آپ نے اِس کی خبر لی۔ بھلا مستقل نبوت ملنے کا یہ بھی کوئی قاعدہ ہے۔ جسے آج آخر زمانہ میں آکر آپ کی عقل تجویز کر رہی ہے۔ خدا کے پیارے حقیقی نبی کبھی اس طرح نبی نہیں بنتے۔ بلکہ وُہ ازل سے نبوت پا چکے اور اِس طرح کسی کے زیر تربیت رہ کر اُنھوں نے کبھی نبوت مستقلہ نہیں پائی۔ یہ بات بالکل خلاف قرآن و حدیث ہے۔ کہیں سے اِس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ صفحۂ ہستی پر ایسا کوئی متنفس نہیں جو اس تو وُہ طوفان کا ثبوت قرآن یا حدیث سے دے سکے۔ پس یا تو اِس کو واپس لے کر اعلان کیجئے کہ ہم نے غلطی کی ورنہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیجئے۔ **قولہ** ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اُس مقام بلند پر کھڑا کیا اور آپ نے اُستادی کا ایسا اعلےٰ درجہ حاصل کر لیا کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں پاس کرا سکتے ہیں ...... اُن کے یعنے گذشتہ انبیا کے مدرسہ کا آخری امتحان نبوت نہ تھا۔ بلکہ ولائیت تھا۔ لیکن ہمارے آنحضرت صلعم کا اپنا

درجہ استادی ملا کہ آپ کے مدرسہ کو کالج تک بڑھا دیا گیا۔ اور آپ کی شاگردی میں انسان
نبی بھی بن سکتا ہے۔ اقول ع : حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را۔" آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ایسی خود غرضانہ تعریفات سے بالکل مستغنی ہے اور
اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کی شان تمام دنیا و مافیہا سے بہت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ مگر
اس کے یہ معنے نہیں کہ خداتعالیٰ نے ان کی خاطر سے اپنے کسی مستمرہ قانون کو بدل ڈالا ہو۔
ایسا کرنا اس کی شان الوہیت کے برخلاف ہے پس جب ابتداء سے اس نے حقیقی نبوت کے
لئے یہ قانون باندھا ہوا ہے کہ وہ ایسی نبوت محض اپنے فضل سے اور خالص موہبت سے
انبیاء کو دیتا آیا ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر سے وہ اپنے ایسا
قانون کو توڑ دے۔ اس نے صاف کہہ رکھا ہے کہ لا مبدل لکلمٰتہ۔ کوئی اس کے قانون کو
بدلنے والا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خواہ کتنی ہی ارفع و اعلیٰ کیوں نہ ہو
یہ امر بالکل غیر ممکن ہے کہ خلاف سنت اللہ ان کے فیض سے کسی کو حقیقی نبوت مل سکے۔ مگر میں
حیران ہوں کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اپنے من گھڑت طریق پر
اس قدر بلند کیا جاتا ہے۔ کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ کو ایسا استاد بتایا جاتا ہے اور آپ کے
مدرسہ کو خود ہی کالج بنا بنا کر پیش کیا جاتا ہے جن کی کنہ تک عقل انسانی گویا پہنچ ہی نہیں سکتی
لیکن دوسری طرف آپ کے ان لا محدود کمالات کی کل کائنات یہ بتائی جاتی ہے کہ صرف ایک شخص
صرف ایک انسان ہاں صرف ایک فرد کے ماسوا آپ کے فیض سے کسی شخص کو یہ درجۂ نبوت ملا
ہی نہیں۔ اور اس طرح آپ کی بے نظیر قوت قدسیہ پر ایسا بدنما داغ لگا دیا گیا ہے جس کے تصور
سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی کمالات نبوت کا ثبوت ہے یا دنیا میں
کسی بھی استاد کی کامل استادی کی یہ دلیل ہے یا کسی کے کمال کا معیار ہے کہ ۱۳ سو سال کی لگا
تار کوشش سے صرف ایک ہی شاگرد امتحان میں بمشکل کامیاب ہو سکے۔ اور دوسری طرف
اربوں کھربوں شاگرد رستے میں ہی فیل ہو ہو کر رہ جاویں اور مر کھپ جاویں۔ اور کوئی بھی
۱۳ سو سال میں کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی صحیح الدماغ انسان
کسی ایسے استاد کے سب سے بڑھ کر لائق ہونے کا قائل ہو کر اس کی تعریف کر سکے۔ خدا کی قسم

اگر اسی بات کا نام لائقی ہے تو دُنیا میں پھر اس سے بڑھ کر کسی نالائقی کا بھی وجود نہیں اور ثبوت نہیں۔ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قدر تعلی دکھائی جاتی ہے کہ آپ نے اُستادی کا ایسا اعلےٰ درجہ حاصل کر لیا۔ کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں (یعنے نبوت کے امتحان میں) پاس کرا سکتے ہیں" اور گذشتہ انبیاء کی مانند آپکا کوئی معمولی مدرسہ نہیں بلکہ کالج تھا۔ لیکن اُس اُستاد کی کاملیت اور اُس کالج کی رفعت شان کا نتیجہ یہ دکھایا جاتا ہے۔ اور نمونہ یہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۳ سو سال میں فقط ایک شاگرد کی کامیابی کے ماسوا کوئی شخص اس کالج سے باہر ہو کر نکلا ہی نہیں۔ واہ سبحان اللہ کامیابی کا سہرا ہو تو ایسا ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلےٰ استادی کا ادعا کیا کرتا ہے اور پھر مدرسہ کی بجائے رفیع الشان کالج کیا کرتا ہے اور نتیجہ امتحان کیا کرتا ہے۔ کہ ۱۲-۱۳ سو سال میں اربوں شاگرد خاک چھانتے چھانتے چل بسے۔ مگر بقول میاں صاحب کسی کو کامیابی کا مُونھ دیکھنا نصیب نہ ہُوا۔ آخر کار جب دُنیا کا کارخانہ ہی بدلنے کو آیا تو مرمر کر ایک شاگرد کو نبوت ملی۔ کیا کہتے ہیں اس کامیابی کے اور پھر اس کامیابی پر جس سے بڑھ کر واللہ کوئی ناکامی نہیں بغلیں بجانے والوں کے۔ یہ تو وہی عیسائیوں کی سی منطق ہوئی۔ کہ ایک طرف تو حضرت مسیح کی شان کو تہنا بلند کیا کہ انسانوں سے نکال کر خدا بنا دیا اور دوسری طرف عاجز یہودیوں کے ہاتھ سے طمانچے کھانے والا بھی مان لیا۔ پس یہ جائے شرم و غیرت ہے نہ جائے فخر و مباہات۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ الغرض یہ وُہ خطرناک حملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر کیا گیا ہے۔ کہ آج تک اُمید نہیں کسی غیر مسلم کی قلم سے بھی نکلا ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کالج کی اعلےٰ جماعت میں مثلاً ایک سو طالب علم پڑھتے ہوں تو امتحان کے موقع پر اگر اُن میں سے فقط ایک ہی طالب علم کامیاب نکلے۔ تو کوئی بھی عقلمند انسان اس کالج کو یا اُسکے مدرسین کو سراہ نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی غیر تمند مدرس اس کامیابی پر خوشی کا اظہار کر سکتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایسا مدرس اگر کوئی غیرتمند انسان ہوگا۔ تو اس شرمندگی کے مارے ڈوب مر جائے گا۔ کہ اس سے بڑھ کر اُس کے لئے کوئی بدنامی نہیں پس اے خدا کے بندو اس رفیع الشان خدا کے محبوب کے ساتھ تمسخر نہ اُڑاؤ اور اُس پر نالکام رہنے کا بیہودہ اور خلاف واقعہ الزام

بے فروغ و صبہ مت لگاؤ۔ کہ اس سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی ہتک نہیں اور دین اسلام ہرگز ایسا
گردہ مذہب نہیں جیسا کہ آپ لوگوں نے سمجھا۔ بلکہ یہ وُہ مذہب ہے۔ کہ اپنی شاندار کامیابیوں
کے لحاظ سے فی الواقعہ بے نظیر ہے۔ اور حضرت آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک اور آنحضرت
کے بعد قیامت تک کوئی بھی مذہب اس کا لگا نہیں کھا سکتا۔ اس کے اندر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ
پانیوالے مجازی یا ظلی اور بروزی نبی اس کثرت سے ہیں کہ خدا کی قسم ان کا شمار نہیں اور مسیح
سے بڑھ کر شان رکھنے والوں کی بھی ہرگز کوئی کمی نہیں۔ مگر میرا کہنا تو شاید کسی کو باور نہ ہوگا۔
اس لئے میں حضرت صاحب کی تحریرات سے ہی اس کا ثبوت دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت صاحب
چشمۂ معرفت کے صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹ پر یُوں فرماتے ہیں کہ وُہ اس پوشیدہ طاقت سے لوگ بالکل بےخبر
ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ اگر چاہے تو ایک دم میں ہزار مسیح ابن مریم
بلکہ اُس سے بڑھ کر پیدا کر دے۔ چنانچہ اُس نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کو پیدا کر کے ایسا ہی کیا۔ مگر یہ اندھی دُنیا اس کو شناخت نہ کر سکی وُہ
ایک نور تھا جو دُنیا میں آیا۔ اور تمام نوروں پر غالب آگیا۔ اُس کے نور نے ہزار ہا دلوں کو
منور کیا۔" کیوں حضرت آپ نے تو صرف ایک ہی مسیح موعود کو مسیح ناصری سے افضل ہونے کیوجہ
سے حقیقی نبی اللہ بنانے کی ٹھان لی۔ مگر حضرت صاحب کے ان الفاظ کو جو جلی کر دیئے گئے ہیں ذرا
غور سے مطالعہ فرما دیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ اس اُمت محمدیہ میں ایسے مسیح سے بڑھ کر
شان رکھنے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ پس ان ظالموں کے لئے یہ رونے کا مقام ہے۔ جنکے
نزدیک مسیح موعود کے ماسوائے کوئی دوسرا اس مرتبہ کو نہیں پہونچا۔

قولہ ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں۔۔۔۔۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ حضرت
مسیح موعود کو چونکہ ظلی نبوت ملی اس لئے آپ کا معاملہ پہلے نبیوں سے مختلف ہے۔ نہیں ایسا
ہرگز نہیں۔ آپ کو نبوت حقیقی اس لئے نہیں ملی کہ اب براہِ راست موہبت کی ضرورت نہ
تھی۔ بلکہ دنیا میں وُہ اُستاد ظاہر ہو چکا تھا جو اپنے علم اور عقل کے زور سے اعلےٰ اعلےٰ امتحانوں
میں لوگوں کو پاس کرا سکتا تھا۔ اقول ظلی اور بروزی نبوت کے گھٹیا یا بڑھیا ہونیکی نسبت
تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت میں مفصل بحث کی جائے گی۔ مگر یہاں پر بھی انشاء اللہ اس قدر

تو ثابت کرو دیگا کہ یہ کوئی علیحدہ ہستی رکھنے والی نبوت نہیں اور نہ اُس کا کوئی الگ وجود ہے بلکہ
اُسی نبوت اصلیہ حقیقیہ مستقلہ کے یمن و برکت کا نام ظلی و بروزی نبوت ہے جس کو استعارتاً یا تجوزاً
نبوت یا فیض یا ظل یا عکس یا بروز کے مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اسی کو جزوی یا
غیر حقیقی نبوت بھی کہتے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ گھٹیا اور کس جانور کا نام ہے۔ غور فرمائیے حضرت
مسیح موعود نزول المسیح میں اسی کے مطابق یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اُس کا رسول یعنے
فرستادہ ہوں (دیکھیے یہاں پر بھی حضرت نے لغوی معنوں کو نظر انداز نہیں کیا)۔ مگر
بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے" (اگر حضرت صاحب فی الواقعہ
نبی ہوتے تو ایسا کیوں فرماتے کہ "بغیر...... نئے دعوے اور نئے نام کے" پھر جب آپ کا کوئی
نیا دعوے نبوت نہیں اور نہ اُس کا کوئی علیحدہ یا نیا نام ہے جس کو نبوت کہیں تو بتاؤ وہ کیسی
نبوت ہے۔ ان الفاظ نے تو مدعیان نبوت مسیح موعود کے سارے منصوبے کو خاک میں ملا دیا
فھل من مدکر۔ پھر فرمایا کہ) "بلکہ اُسی نبی خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور
اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں (یعنے جس طرح صوفیا فنا فی اللہ ہو کر ایک ایسی حالت میں چلے جاتے
ہیں کہ انا الحق پکارنے لگتے ہیں۔ مگر کوئی صحیح العقل آدمی ان کو فی الواقعہ خدا نہیں سمجھ سکتا اُسی
طرح ہم نے فنا فی الرسول ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت میں محو ہو کر اُنہی
کا نام پالیا ہے اور جس طرح صوفیاء کے اپنے نفس کا درمیان میں اُس وقت دخل نہیں ہوتا بلکہ
وہ اپنی ہستی کو بالکل نیست و نابود کر کے مظہر الوہیت بن جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی اپنی
ہستی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا کر دیا ہے۔ اور جب کلی طور پر دوئی کا پردہ
درمیان سے اٹھ چکا تو میں اُسی کا مظہر بن گیا) (حاشیہ) "یہ قول اُس حدیث کے مطابق
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح میرا اسم پائے گا۔ اور
کوئی نیا اسم نہیں لائے گا" (یعنے الگ طور پر کوئی جداگانہ نبی نہ ہوگا۔ مگر آج کل کے [illegible] حضور
اقدس کو ایک جداگانہ حیثیت سے نبی ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش میں مشغول ہیں کہ گویا معاذاللہ
آپ بھی کوئی جداگانہ نبی تھے) "جیسے اُس کی طرف سے کوئی نیا دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں
ہوگا...... بلکہ وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے پر لے گا" (یعنی فنا فی الرسول ہو کر

اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے خواص پیدا ہو جائیں گے)" اور اپنی زندگی
اسی کے نام پر ظاہر کرے گا...... تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے یا علیحدہ رسول آیا"
(کیوں حضرت ثابت ہوا یا نہیں کہ یہ نبوت کوئی جداگانہ ہستی نہیں رکھتی پس میں نہیں سمجھ
سکتا۔ کہ پھر کس بناء پر حضرت اقدس کو ایک علیحدہ وجود کے ساتھ نبی بنایا جاتا ہے)" بلکہ
بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا مگر ظلی طور پر...... نگ وہ نبی اس میں نہیں آیا"
(مگر جب ہمارے دوستوں نے حضرت اقدس کو آنحضرت کے بعد ایک دوسرا نبی مانا جیسا کہ اللہ
کوئی اس اُمت میں نہ ہوا تو بتاؤ" وہ نبی جس کی حضرت صاحب نے نفی کی ہے خواہ مخواہ
قائم ہوئی یا نہ)......" اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنے باعتبار نئی شریعت
اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں باعتبار ظلیت کاملہ کے" (یعنے
فنا فی الرسول ہو کر پرتوہ نبوت مجھ پر پڑتا ہے ورنہ فی الحقیقت نبی نہیں ہوں)" میں وہ آئینہ
ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اگر میں کوئی علیحدہ شخص
نبوت کا دعوے کرنے والا ہوتا۔ تو خدا تعالے میرا نام محمد اور احمد اور مصطفے اور مجتبے
نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھکو خطاب دیا جاتا بلکہ میں علیحدہ کسی
نام سے آتا" (کیا کوئی خدا کا بندہ ایسا ہے جو اس عبارت میں خدا ترسی سے غور کرے اور حضرت
صاحب کو ناحق انبیاء مستقل کی فہرست میں داخل نہ کرے کہنے کو تو کہدیا جاتا ہے کہ ہم انکو مستقل
نبی نہیں مانتے۔ لیکن جب رسلہ میں داخل سمجھا تو بتاؤ مستقل نہ سہی۔ تب بھی اُن کی مانند تو
ضرور سمجھتے ہو۔ حق کا خون نہ کرو۔ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ" اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت
کا دعوے کرنے والا ہوتا تو میرے یہ نام محمد اور احمد وغیرہ نہ رکھے جاتے۔ بلکہ میں علیحدہ کسی نام
سے آتا۔ مگر ہمارے سخن شناس بھائی حضرت صاحب کو علیحدہ شخصیت کے رُو سے نبی بنا رہے ہیں)
لیکن خدا تعالے نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا" صفحہ ۲ و ۳ و ۴ نزول
المسیح (یعنے میرا وجود ہر ایک بات میں وجود محمدی میں داخل ہو کر اُسی کی جزو بن گیا ہے۔ نہ کہ
علیحدہ کوئی شخصیت نبوت قائم ہوئی۔ پس آپ اس حساب سے بھی جزوی نبی ہوئے یا نہیں؟
(نوٹ)۔ اس تمام حوالہ میں میرے نوٹ بریکیٹ کے اندر ہیں۔ پھر مزید برآں حضرت صاحب

کی اصل تحریر پر میں نے خط بھی کھینچدیا ہے بس اس طرح سے ہر ایک شخص میرے نوٹوں اور حضرت صاحب کی اصل عبارت میں بخوبی تمیز کر سکتا ہے۔ تاہم میں نے مکرر طور پر بتا دیا ہے۔ کہ کسی کو مغالطہ نہ لگے۔ بلکہ میرے اس سارے مضمون میں یہی طرز رکھی گئی ہے۔ کہ جہاں حضرت صاحب کی عبارت کی مزید تشریح کی ضرورت سمجھی گئی ہے۔ اُس کو میں نے ہر جگہ ان ( ) بریکٹوں کے اندر رکھا ہے۔ اور حضرت صاحب کی عبارت کو باہر رکھ کر اُن پر حوالہ کا باضابطہ نشان لگا دیا ہے شروع میں اس طرح (") اور اخیر پر اس طرح (")۔

باقی رہا آپ کا یہ فرمان (یعنی میاں صاحب کا) کہ مسیح موعود کو چونکہ ظلی نبوت ملی ہے اس لئے اُس کا معاملہ دُوسرے نبیوں سے مختلف نہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ بھی ایک دعوے بلا دلیل ہے۔ جس کی تردید اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ کہ حضرت صاحب خود اپنی نبوت کو اُس نبوت سے مختلف تسلیم کر رہے ہیں۔ تو آپ کی اس سفارش کی یہاں ضرورت کیا؟ جیسا کہ فرمایا کہ:" کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے سے دھوکا نہ کھاوے۔ میں بار ہا لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے"۔ پس جب آپ کی وُہ نبوت نہیں جو گذشتہ زمانوں میں مستقل انبیاء کو مستقل طور پر ملتی ہے تو پھر ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی نبوت اور گذشتہ انبیاء کی نبوت میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اگر آپ کی نبوت دیگر انبیاء کی نبوت سے مختلف نہ تھی تو یہ کیوں فرمایا۔ کہ اس سے کوئی دھوکا نہ کھاوے۔ یہ وُہ نبوت نہیں ہے یعنے اُس قسم کی نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ (براہین پنجم صفحہ ۱۸۸) اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر یوں فرمایا کہ:" بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعوے کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں"۔ (یعنے میرا دعویٰ اس نبوت کا نہیں ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملا کرتی تھی پس اگر آپ کی نبوت کا معاملہ گذشتہ انبیاء کی نبوت سے مختلف نہ تھا۔ بلکہ ایک ہی سا تھا تو یہ کیوں فرمایا۔ کہ ایسا خیال کرنے والے غلطی پر ہیں۔ ناقل) اور براہین پنجم صفحہ ۱۸۲ پر یوں فرمایا کہ:" جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا عیسےٰ اُمتی ہے تو کلام الٰہی میں اُسکا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے جو ایک

مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں (بتائیے معاملہ مختلف ہؤا یا نہیں؟) بلکہ اسجگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا اُس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔" (یعنے صرف لغوی معنوں کے رُو سے اُس کو نبی کہا جائے گا ورنہ درحقیقت جیسے مستقل انبیاء ہوتے ہیں وُہ ویسا نبی نہ ہوگا۔ پھر اِس عبارت سے ایک اور مطلب بھی حل ہوگیا۔ وُہ یہ کہ پہلے انبیاء کے نبی کہلانے کی صرف یہی وجہ نہ تھی کہ اُن کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل تھا۔ بلکہ اُن کی نبوت کے معنے ماسوا اِس کے کچھ اور بھی تھے۔ ورنہ آپ یہ کیوں فرماتے کہ اسجگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا اُس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ کیونکہ اِسی کا تو آپ کو بھی دعوےٰ تھا پس جب اُن کی نبوت سے مراد بھی صرف مکالمہ مخاطبہ ہی تھا۔ اور آپ کا بھی یہی مُعاملہ تھا تو آپ کا یہ فرمانا (اسجگہ صرف یہ مقصود ہے) سراسر فضول امر تھا۔ مگر نہیں فی الواقعہ بات یہی ہے۔ کہ مسیح موعود کی نبوت تو صرف مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے محض لغوی معنوں کی نبوت ہے اور دیگر انبیاءِ سابقہ کی نبوت کے اسباب ماسوا اِس کے اور بھی بتیرے تھے جنکا مفصّل ذکر ہم شروع مضمون میں کر چکے ہیں پس ثابت ہؤا۔ کہ مسیح موعود کی نبوت کا اور انبیاء سابقین کی نبوت کا معاملہ یکساں ہرگز نہیں ہے)

پھر آپکا یہ کہنا۔ کہ آپکو نبوت حقیقی اِس لئے نہیں ملی کہ اب براہِ راست موہبت کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ دُنیا میں وہ اُستاد ظاہر ہوچکا تھا۔ جو اپنے عِلم اور عقل کے زور سے لوگوں کو اعلےٰ اعلےٰ امتحانوں میں پاس کرا سکتا تھا۔" یہ بھی ایک من گھڑت بات ہے ورنہ اُس کا کیا ثبوت ہے جو آپ کہتے ہیں؟ بات تو فی الواقعہ اِسی طرح ہے کہ اب براہ راست نبوّت یا نبوت تامہ کاملہ حقیقیہ کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ دین من کل الوجوہ کامل ہوچکا تھا۔ اور سب سے آخری نبیؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی خاتم الانبیاء ہوکر آچکا تھا۔ پس سوائے اس کے کہ تجدید دین کے لئے غیر حقیقی انبیاء یا مجدّدین کا سلسلہ قائم کیا جاتا۔ اور کیا ضرورت تھی کہ حقیقی انبیاء بھیجے جاتے چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور جس قسم کی نبوت کا اُستاد کامل کے ذریعہ سے ملنے کا آپ اشارہ کرتے ہیں۔ وہ تو ہمیشہ ہر زمانے میں تمام انبیاء کے متبعین کو ملتی رہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شہادت دی کہ قَدْ کَانَ فِیْمَنْ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رِجَالٌ یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ۔ کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل

میں ایسے بہتیرے آدمی ہو چکے جن کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل تھا۔ حالانکہ وہ نبی نہ تھے اور حضرت صاحب کا بھی اس سے بڑھ کر کوئی دعوٰے نہ تھا۔ تو پھر کس واسطے اِس لغوی معنوں کی نبوت کو نبوت حقیقۃ شرعیہ تصور کیا جاتا ہے؟ اور بے فائدہ بار بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نرالی قسم کا اُستاد بنا کر خیال خام ثابت کیا جاتا ہے۔ پھر یہ استادی بھی عجیب قسم کی پیش کی جاتی ہے کہ ۱۳ سو سال کے عرصہ میں کروڑوں شاگردان محمدی سر پٹک پٹک کر مر گئے۔ مگر سب بیرنگ واپس کئے گئے اور کسی کو بھی فیض محمدی نے دستگیری کر کے نبوت کے امتحان میں ڈگری نہ دلائی۔ اور کسی کو بھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ (معاذ اللہ منہا) کیا یہ امر کچھ کم باعثِ ننگ وعار اسلام ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ کوٹ بن کر اتنے شاگردوں میں سے اتنے عرصہ کی لگاتار کوشش کے بعد صرف ایک متنفس کی موہوم کامیابی پر اس قدر شادیانے بجائے جاتے ہیں جو ایک منقد کی نگاہوں میں نہایت ہی عجیب حرکت ہے۔ کیا کوئی سلیم الفطرت یا صحیح الدماغ انسان اُس کو کوئی کامیابی تصور کر سکتا ہے؟ اس سے بڑھ کر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی ہتک نہیں اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی ناکامی کی دلیل ہے۔ پس خدارا ان مذلت آفرین خیالات کی اشاعت سے باز رہنا چاہئیے ہاں! یوں کہو کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جامع کمالات ہیں کہ اُن کے فیض نے ہزارہا بندگانِ خدا کی ایسی دست گیری کی کہ وہ نبی بنائے گئے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کمالات ہونے کی ایک بیّن دلیل ٹھیرے۔ اور ۱۳ سو سال میں کوئی ایسا زمانہ خالی نہ گیا جس میں متعدد ایسے انبیاء ظلی نبوت پانے والے پائے نہ گئے ہوں۔ ورنہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرنے والے ٹھیرو گے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

قولہ۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس نے کالج میں پڑھ کر امتحان پاس کیا وہ اُس سے ادنےٰ ہے۔ جس نے پرائیویٹ طور پر امتحان پاس کیا؟

اقول۔ اس من گھڑت کا تو میں قائل نہیں جو کہ سراسر لغو اور قیاس مع الفارق ہے نبوت حقیقی ایک محض موہبت الٰہی ہے۔ جو کسی کالج میں تعلیم پانے سے نہیں ملتی اور نہ پرائیویٹ طور پر پڑھائی کرنے سے ملتی ہے پس اس کے متعلق ایسا خیال سراسر قرآن وحدیث کے

برخلاف ہے۔ سُنت اللہ جو خدا تعالےٰ نے عطاء نبوت حقیقیہ کے متعلق ابتدا سے مقرر کر رکھی ہے۔ وہ وہی ہے جو ہم بتصریح پیچھے درج کر چکے۔ جس سے روز روشن کی طرح یہ امر ثابت ہے کہ ایسی نبوت محض بلا محنت اور بلا واسطہ عطا ہوا کرتی ہے۔ پس یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے قانون قدرت کے بر خلاف کرے۔ اگر اس طرح کرنے لگ جائے۔ تو سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے۔ اُس نے صاف لکھدیا ہے کہ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ (سنت اللہ جو خدا کے رسولوں کی اُن میں جاری رہ چکی اُس میں تغیر نہ پاؤ گے) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (تیرے رب کے کلمات تمام ہو چکے یعنے اُن کا ایک قانون بندھ چکا) کوئی اُس کے کلمات کا بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سننے اور جاننے والا ہے (یعنے ان میں اگر کوئی من گھڑت چلائے گا یا سیدھی طرح سے اُن پر عمل کرے گا۔ تو ہم سُننے اور جاننے والے ہیں ہم کو معلوم رہے گا) سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (خدا تعالےٰ کی سنت گذشتہ لوگوں میں جاری رہ چکی۔ تم ہرگز اُس کی سُنت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے) مگر آج ان دنیوی مکتبوں پر قیاس لگا لگا کر خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ قانون پر خاک ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور انہی من گھڑت ترکیبوں سے گویا نبوت کے تقسیم کرنیکا ٹھیکہ لیا جاتا ہے مگر یاد رکھو کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ وہ اپنی رسالت کے لئے بہتر انتخاب جانتا ہے۔ **قولہ** ہمارے اعتقاد کے مطابق مسیح موعود کی ظلی اور بروزی نبوت کے صرف اتنے معنے ہیں کہ آپ کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی اور اطاعت میں ملی ہے اور پہلے نبیوں کو بلاواسطہ ملتی تھی اور اُس کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ آپ کی نبوت کوئی آنریری خطاب تھا جس کی کوئی اصل یا حقیقت نہیں اور جس سے وُہ حقوق حاصل نہیں جو نبیوں کو حاصل ہوتے ہیں“ **اقول** جو نبوت کسی پیغمبر کی اطاعت اور شاگردی میں ملا کرتی ہے وُہ صرف لغوی معنوں کی نبوت ہُوا کرتی ہے اُس کو نبوّت حقیقیہ شرعیہ قیاس کرنا سراسر غلطی ہے اُس نبوّت کے اور معنے ہیں اور اِس نبوّت کے اور۔ پس جب یہ دونوں نبوّتیں

اپنی کیفیت اور معنوں کے لحاظ سے جدا جدا ہیں۔ تو جو صرف لغوی معنوں کی نبوت ہے اُس کو نبوت حقیقیہ شرعیہ کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے اور اُس کو وُہ حقوق کب حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو نبوت حقیقیہ شرعیہ کو حاصل ہوتے ہیں؟ میں بار بار حضرت صاحب کی تحریرات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت کر چکا ہوں کہ ایک اُمتی کی نبوت کے وُہ معنے نہیں جو مُستقل انبیاء کی نبوت حقیقیہ کے ہوتے ہیں۔ پس یہ سراسر دھوکا ہے جو آنجناب کو لگ رہا ہے۔ حضرت اقدس براہین پنجم صـ۱۸۲ پر صاف تحریر فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا جیسے اُمتی ہے۔ تو کلامِ الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا اُن معنوں سے نہیں ہے۔ جو ایک مُستقل نبی کے لئے مُستعمل ہوتے ہیں"

پس میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس سے بڑھ کر کسی عقلمند کے لئے بشرطیکہ وُہ سچے دِل سے خدا تعالےٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جزا و سزا پر بھی یقین رکھتا ہو۔ اور کیا وضاحت اور کیا تصریح ہو سکتی ہے۔ یُوں نہ ماننے کو تو بہت سی خلقت خدا تعالیٰ کو بھی نہیں مانتی۔ اور محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم جیسا عظیم الشّان نبی اور قرآن کریم جیسا کامل ہدایت نامہ اور دِل ربا کتاب بھی اُن کے لئے کافی نہیں ہوئی مگر اس نہ ماننے سے اس کا نہیں۔ بلکہ خود منکروں کا ہی نقصان ہوُا۔ اور ماننے والوں نے قرآن کے نزُول سے بھی پہلے بعضوں نے مان لیا۔ پس ایک خدا ترس دل کے لئے حضرت صاحب کی صرف یہی تحریر کافی سے بڑھ کر موجب ہدایت ہو سکتی ہے جو قرآن و حدیث کے بھی بالکل مطابق ہے مخالف نہیں۔ مگر میں تو حیران ہو رہجاتا ہوں۔ جب آپ کے اُن خیالات کو پڑھتا ہوں جن میں آپ نے مسیح موعود کی نبوت کو بھی جو کہ ایک اُمتی شخص ہے ویسی ہی نبوت سمجھ رکھا ہے۔ جیسی مُستقل انبیاء کی نبوت تھی۔ مہربانِ من جو نبوت کسی نبی کی اطاعت سے ملتی ہے وُہ شئے دیگر ہے اور نبوت اصلیہ حقیقیہ شئے دیگر صرف نبوت کے نام سے دھوکا کھانا کوئی عقلمندی نہیں۔ دیکھئے میں ایک مثال عرض کئے دیتا ہوُا غور فرمائی جاوے۔ ایک تنکا بھی شئے ہے۔ اور خدا تعالےٰ بھی ایک شئے ہے

توکیا اس اسمی مساوات کی وجہ سے کوئی عقلمند خدا تعالےٰ کو اور تنکے کو برابر سمجھ سکتا ہے یا کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ (ہر ایک شے تباہ ہونیوالی ہے) کا فتوےٰ اُس پر بھی دے سکتا ہے (معاذ اللہ منھا) اِسی طرح سمجھ لینا تھا۔ کہ جب خاتم النبیین (حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام) سلسلۂ موسویہ کا آچکا ہے پس اُس نظیر سے ہی دیکھ لو کیا اُس کے بعد اُس کے سلسلہ کا کوئی اسرائیلی نبی آیا یا نہ آیا۔ اگر اُس مختص القوم خاتم کے بعد کوئی دُوسرا نبی ہوکر نہیں آیا تو سرور دو جہاں اگلوں اور پچھلوں سب کے خاتم کے بعد کوئی اصلی معنوں میں کیونکر نبی ہوکر آسکتا ہے۔ مگر شاید میرے کہنے سے کسی کو مسیح ابن مریم کے خاتم الانبیاء سلسلہ موسوی ہونے کا یقین نہ آئے گا۔ اِس لئے ایسے دوستوں کو میں تحفہ گولڑویہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں " اسے غور سے پڑھیں " پھر آپ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت کوئی آنریری خطاب نہ تھا۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جب اُن کی نبوت کے وُہ معنے ہی نہیں جو مستقل انبیاء کی نبوت کے ہوتے ہیں تو پھر وُہ آنریری خطاب نہ ہُوا تو اور کیا ہُوا حضرت صاحب براہین پنجم صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں کہ " یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے " تو بتاؤ آنریری خطاب اور اعزازی نام میں فرق کیا ہُوا۔ **قولہ** اِس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کو ایک لاکھ روپیہ کوئی بڑا امیر دیدے اور ایک شخص اپنی محنت سے ایک لاکھ روپیہ کما وے ..... یہ دونوں ایک ہی درجہ کے سمجھے جاویں گے **اقول** اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے کہ نبوت کسی بشر کے عطا کرنے سے ملجاتی ہو۔ خدا تعالےٰ نے تو فرمایا ہے۔ کہ ہم جسے چاہیں نبوت دیں۔ جیسا کہ فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ خدا بہتر جانتا ہے جسے اُس نے رسالت دینی ہے۔ اِس کام کے واسطے اُسکا کوئی ایجنٹ نہیں جو امیروں کے ٹکے پیسے کی مانند خدا کی نبوت لوگوں کو تقسیم کرتا پھرے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (کیا یہ خدا کی رحمت کو تقسیم کرنے والے ہیں؟) یعنے کوئی اُس کی رحمت کو تقسیم کرنے یا بانٹنے کا مجاز نہیں ہے اور ایک اور جگہ فرمایا کہ وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ پ ۲۰۔ تیرا رب پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے

نہیں ہے اور بتوں کو کوئی اختیار۔ وُہ پاک ہے اُن سے جن کو شریک ٹھیراتے ہیں۔ دوم یہ
کسب و محنت سے بھی پیدا ہونے والی چیز نہیں خدا تعالیٰ نے جا بجا قرآن کریم میں
اُس کو اپنی رحمانیت کے ماتحت بلا محنت و بلا دخل انسانی پیدا ہونے والی چیزوں کی
شابہت دے کر سمجھایا ہے۔ کہ یہ چیزیں انسانی محنت سے پیدا ہونے والی نہیں ہیں
(جیسے بارش اور دُودھ اور شہد وغیرہ وغیرہ اشیاء جن میں کسی بشری محنت کا قطعًا
تعلق ہی نہیں) پس یہ مُعاملہ بھی دِگرگون ہے۔ جس پر آپ کی مثال صادق آسکتی ہی
نہیں۔ پھر آپ کی اِس مثال سے تو تمام انبیاءِ سابقین کی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی داخل ہیں صریح ہتک ٹپک رہی ہے۔ کیونکہ اِس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ تمام انبیاء نے تو مشقت اور محنت سے نبوت کو پیدا
کیا اور مرزا صاحب کو بلا محنت پکی پکائی مل گئی تو بتاؤ جس کو بلا محنت مراد حاصل ہوئی
وہ اُن سے تو جنہوں نے محنت سے پائی۔ بہرحال بہتر اور افضل ٹھیرا نہ کہ مساوی درجہ پر؟
حالانکہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ چاکر ہیں۔ چہ جائیکہ وُہ اُن کے
مدمقابل ہوں یا اُن سے بڑھ کر ہوں۔ پھر اگر یہی صحیح ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نعوذ باللہ مدمقابل یا اُن سے بڑھ کر تھے۔ تو خاتم النبیین بھی پھر مرزا صاحب
ہوئے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم؟ خدا کے بندو تم نے کسی راستباز کو نہ چھوڑا اور
اپنی من گھڑت تجویزوں سے کسی خدا کے پیارے کی عزت کو برقرار نہ رہنے دیا اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں خدا تعالیٰ سے دُعاء کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود
کی جماعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اُمت کو ان کفر خیز اور گندے عقاید
سے بچاوے مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔
جسے خدا تعالیٰ ہدایت بخشے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ بنادے
اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ قولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے
سردار تھے۔ وہ نبی ہی نہ تھے بلکہ نبی گر تھے۔ اقول اچھے نبی گر آپ نے ثابت کئے کہ
۱۳ سو سال میں ۱۱ صرف ایک فرد نبی بنا۔ اور کروڑوں جان نثار کورے کے کورے واپس

پھر آپ نے خوب ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی جبکہ ایک غلام نے ہی اُٹھ کر وُہ ساری فضیلت آپ سے چھین لی۔ اور آپ کے بالمقابل مُدعی نبوت بن گیا۔ حالانکہ آپ خاتم النبیین ہو کر آئے تھے۔ مگر شاگرد نے کہا کہ نہیں خاتم النبیین آپ نہیں۔ بلکہ میں ہوں (خدا کی ہزار لعنت ایسے گندے عقیدے پر) کہنے کو تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر یہ جُبّہ پوش کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے کب مرزا صاحب کو خاتم النبیین مانا۔ مگر عیسائیوں کی مانند عقل کو کچھ ایسا چکر آگیا ہے۔ کہ خود اپنے ڈھکوسلوں کی تہ تک بھی نہیں پہونچ سکتے بھلا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو ایک دُوسرا نبی مانا۔ تو بتاؤ وہ خاتم النبیین ہُوا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم؟ **دوسرا جواب۔** جیسے نبی کریم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے ویسے نبی کریم تمام انبیاء ہو گذرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتب اور کیا قوت قدسیہ اپنے اندر رکھتا ہے جس کی پیروی کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے اُن کی آنکھیں نہ کھولے (براہین پنجم صفحہ ۱۸۳ له) پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ سابقہ انبیاءِ کرام اِس قسم کی قوت قدسیہ سے محرُوم ہوں۔ جس سے اُن کے متبعین کو یہ مکالمہ مخاطبہ والی نبوت (یعنے لغوی نبوّت) نہ ملی ہو پھر صفحہ ۱۳۹ پر فرمایا کہ "وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وُہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے اِنسان خدا تعالےٰ سے اِس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا۔ کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے"۔ پس اگر وہ ایسے نبی کریم نبی نہ تھے تو بقول حضرت صاحب وُہ صادق کیونکر ٹھیرے؟۔ اور نبی کیونکر ہوئے؟ لہٰذا اگر وہ خدا تعالےٰ کے صادق نبی تھے تو بالضرور اُن میں بھی یہ علامت موجود ہوگی۔ ورنہ سرے سے اُن کی نبوت سے ہی انکار کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ "ایک اُمتی کو اِس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"۔ تو جب یہ سچے دین اور سچے نبی کی ایک لازمی نشانی ہے کہ ایک اُمتی کو ایسا نبی بنا دے تو یہ بالکل غیر ممکن ہے

له چشمۂ مسیحی صفحہ ۲۴ پر فرمایا کہ نبی کا کمال یہ ہے۔ کہ وُہ دُوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے۔ ...... اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں +

کہ خدا کے سچے نبی اس نشانی سے معرا ہوں پس ثابت ہؤا کہ گذشتہ انبیاء میں بھی یہ علامت موجود تھی۔ اور جیسا کہ ہم پیچھے بھی اس امر کو اچھی طرح سے ثابت کر آئے ہیں۔ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی اس قسم کی نبوت ملتی رہی۔ یہی قوت قدسیہ تو اُن کی سچائی کا معیار ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان الفاظ میں اس کی شہادت دیدی کہ قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَنْبِيَاءَ۔ اور اسی کا نام لغت نے نبوت رکھا۔ لہذا یہ کہنا بالکل درست نہ رہا۔ کہ اس قسم کے نبی گو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ **قولہ** مسیح موعود کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ سے ملی ہے۔ پھر اگر کوئی شخص اس نبوت کو پہلی نبوتوں سے ادنےٰ قسم کی نبوت خیال کرتا ہے تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ جو پانی کے گلاس پر..... اعتراض کرتا ہے۔ وہ دراصل کوئیں پر اعتراض کرتا ہے۔ **اقول** جناب من اس طرح تو ساری مخلوقات خدا تعالےٰ کے خزانۂ قدرت سے نکلی ہوئی ہے۔ تو کیا اس حساب سے تمام مخلوقات خدا مان لوگے؟ پھر کیا پانی کا گلاس اور کنوآں ایک ہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ **قولہ** جو شخص اُس موتی کی قیمت جو موتیوں کے کھیت کے اعلےٰ موتیوں میں سے ہے کم لگاتا ہے۔ وہ درحقیقت اُس موتیوں کے کھیتﷺ کی قیمت کم لگاتا ہے جس سے وہ نکالا گیا۔ **اقول** اوّل تو جب آپ کے نزدیک اس امت محمدیہ میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی ہی نہیں ہؤا اور کوئی بھی آپ کا اس عہدہ میں شریک نہیں تو اُن پر یہ موتی والی مثال صادق ہی کب آسکتی ہے۔ کہ اُن کو موتیوں کے کھیت کا ایک موتی سمجھا جاوے پھر بقول آپ کے اِن کی جنس کا تو انبیاء میں سے بھی کوئی نہیں تو پھر وہ کسی کل کے جز کیونکر ہوئے۔ دوم آپ نے قطعہ سمندر کا نام جس سے موتی نکلتے ہیں۔ استعارتاً موتیوں کا کھیت رکھ لیا ہے تو کیا یہ خدا تعالےٰ پر ہی حرام ہے کہ اس طرح مجازاً اور استعارہ کے طریق پر کسی غیر نبی کا نام نبی یا رسول یا محمد یا احمد وغیرہ رکھ لے نہیں حرام تو نہیں۔ بلکہ درحقیقت جسطرح آپنے قطعہ سمندر کا نام کھیت رکھ لیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے بھی بعض مشابہتوں کی وجہ سے انکا نام نبی اور رسول

ﷺ یہ لفظ استعارہ کے طور پر اُس قطعہ سمندر پر اطلاق پاتا ہے جہاں موتی نکلتے ہیں +

اور محمد اور احمد اور موسےٰ اور عیسےٰ وغیرہ رکھ لیا ہے۔ اور اسی طرح حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ "جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا کہ آنے والا مسیح اسی اُمت میں سے ہوگا پھر اگر خدا تعالےٰ نے اُس کا نام نبی رکھ لیا تو حرج ہی کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اُسی کا نام اُمتی بھی تو رکھا گیا۔" چونکہ اُمتی کی نبوت کوئی جداگانہ نبوت نہیں ہوتی۔ اس لئے بار بار اُمتی کے لفظ کا تکرار فرما کر حضرت صاحب نے اُس وہم کا ازالہ کر دیا۔ کہ یہ کوئی فی الاصل نبوت نہیں ہوتی جس سے کوئی حرج واقعہ ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور براہین پنجم کے ص۱۳۳ پر یُوں فرمایا کہ "ایک اُمتی کو عیسےٰ قرار دینا اس کے یہ معنے تھے۔ کہ وہ اس اُمت کا آخری خلیفہ ہوگا۔ اور یہود اس اُمت کے اوپر بھی حملے کریں گے۔ اور اُس کو قبول نہ کریں گے۔ مگر ایک پیغمبر کو اُمتی قرار دینے میں کون سی حکمت ہے...... بات صاف تھی کہ جس طرح یہوُد کے سلسلۂ خلافت کے خاتمہ پر عیسےٰ آیا تھا۔ جس کو انھوں نے رد کیا اور قبول نہ کیا اُسی طرح مقدر تھا۔ کہ اسلام کے سلسلۂ خلافت کے آخر پر ایک عیسےٰ خلیفہ پیدا ہوگا۔ جس کو مُسلمان رد کریں گے اور قبول نہ کریں گے اور اسی وجہ سے وُہ عیسےٰ کہلائے گا۔ کہ وُہ خاتم الخلفاء ہے۔ اور نیز عیسےٰ کی طرح رد کیا گیا ہے....پس بات تو ایک معمولی تھی۔ ہر ایک شخص ایسی مشابہت کے وقت ایسا نام رکھدیتا ہے۔ خواہ مخواہ بات کا تبنگڑ بنایا گیا۔" اس عبارت میں حضرت صاحب نے اپنے عیسےٰ نام رکھانے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ جس طرح حضرت عیسےٰ سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ تھے اسی طرح میں بھی سلسلہ محمدیہ کا خاتم الخلفاء ہوکر آیا ہوں۔ اس لئے اس مشابہت کی وجہ سے میرا نام عیسےٰ ہوُا۔ اور جس طرح حضرت عیسےٰ کو یہوُدیوں نے قبول نہ کیا بلکہ رد کیا اسی طرح میرے لئے بھی مقدر تھا۔ اس وجہ سے بھی میرا نام عیسےٰ ہوُا۔ اور فرمایا کہ بات تو معمُولی تھی۔ ہر ایک شخص ایسی مشابہت کی وجہ سے ایسا نام رکھ دیا کرتا ہے۔ لیکن خواہ مخواہ بات کا تبنگڑ بنایا گیا۔ یعنے مجھ کو حقیقی نبوت کا مُدعی سمجھا گیا۔ اور پھر ساتھ ہی اصوُلی رنگ میں یہ بھی بتا دیا۔ کہ کوئی پیغمبر یعنے صاحب نبوت تامہ کاملہ حقیقیہ اُمتی نہیں ہو سکتا۔ پس اگر حضرت صاحب فی الواقعہ ویسے ہی پیغمبر تھے جیسے کہ گذشتہ انبیا تو کوئی

انصاف سے ہمیں بتلائیے کہ اس طرح آپ نے کیوں لکھا پھر غور کر لیجیئے کہ اس سے ثابت ہوا یا نہیں۔ کہ جس طرح آپ نے قطعہ سمندر کا نام موتیوں کا کھیت ایک مشابہت کی وجہ سے رکھ لیا۔ اُسی طرح سے مسیح موعود کا نام بھی عیسےٰ اور نبی رکھا گیا؟ فتدبروا۔ **قولہ** پھر مسیح موعود کی نبوت کو ایسی نبوت قرار دینے والا کہ وہ ایک آنریری عہدہ ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتا ہے۔ گو ممکن ہے کہ وہ خود بھی نہ سمجھتا ہو کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ **اقول** یہ حملہ تو سب سے پہلے بقول آپ کے مسیح موعود نے خود کیا جہاں صفحہ ۱۸۱ براہین پنجم پر فرمایا کہ "یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے" پھر اگر انھوں نے ایسا کہکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ تو کوئی دوسرا اُن سے بڑھ کر ہمیں آنحضرت کی عزت کرنیوالا ابھی آج تک نظر نہیں آتا۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر قدم مارنے والے کو کوئی سچا احمدی سچا نہیں سمجھ سکتا۔ **قولہ** اُسی طرح جو شخص نئی قسم کی نبوت جس میں سارے ولیوں اور بزرگوں کو شامل کر لیتا ہے جنکو خدا تعالیٰ نے نبی نہیں کہا ایجاد کر کے اُسے مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ ایک طرف تو مسیح موعود کے درجے کو کم کرتا ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حملہ کرتا ہے۔ **اقول** جناب والا یہ کوئی ہماری نئی قسم کی ایجاد کردہ نبوت نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہی نبوت ہے۔ جو قدیم سے ہر پیغمبر کے زمانہ میں امتیوں کو ملتی رہی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے اس قسم کی نبوت پانے والے ذرا کم لوگ ہوا کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ چونکہ سب انبیاء سے بڑھی ہوئی تھی۔ اس لئے اُن کے زمانہ میں بے شمار بندگان خدا نے پائی۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی ہتک نہیں ہوتی بلکہ عزت ہوتی ہے ہتک تو اُس صورت میں ہوتی ہے جو آپ نے من گھڑت طریق پر پیش کی ہے کہ سوائے ایک فرد واحد کے ۱۳ سو سال کے عرصہ میں کروڑوں اور اربوں شاگردان جانبازان محمدی میں سے کسی کو بھی یہ درجہ نصیب نہ ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیض کسی کی بھی دستگیری نہ کر سکا۔ پس یہ حملہ آپ لوگوں کی طرف سے ہے اور بڑا خطرناک حملہ ہے۔ ہماری طرف سے نہیں۔ اور دوسرے اولیاء اُمت کو اس نبوت میں صرف ہم لوگ ہی شریک نہیں سمجھتے بلکہ خود حضرت مسیح موعود بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔ چنانچہ الوصیت صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر فرمایا کہ خدا تعا

نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف بعض ایسے افراد کو عطا کیا۔ جو فنا فی الرسول کی حد تک اتم درجہ تک پہونچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا... بلکہ اُن کی محبت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الہیہ نبیوں کی طرح اُن کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا" مگر افسوس کہ آپ لوگوں نے حضرت صاحب کے اِس صریح ارشاد کو بھی پس پشت ڈال کر یہ عذر لنگ پیش کر دیا۔ کہ اس جگہ حضرت صاحب نے یہ سب کچھ اپنے متعلق فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ اندھوں کو بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے یہاں پر اپنا نام تک بھی نہیں لیا۔ پس یہ کیسی نامنصفانہ کارروائی ہے کہ انسان خواہ مخواہ ایک لایعنی بحث اپنی طرف سے لگا کر کچھ کا کچھ بنا دے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ یہودی بنی اسرائیل ہی ہوتے ہیں۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ من تشبہ بقوم فھو منھم جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔ پھر کیا اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ولا الضالین کے مصداق بننے والے احمدی نہیں ہو سکتے۔ گویا خدا تعالیٰ سے پروانہ لکھا لیا۔ کہ ہم خواہ کچھ ہی کریں پھر بھی ہم اولیاء اللہ ہی بنے رہیں گے۔ اوروں کو تو یہ الزام دیا جاتا ہے کہ تم کوئی نرالی قسم کی نبوت اپنی طرف سے ایجاد کر کے مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہو۔ حالانکہ نئی وہ ہوتی ہے جس کا نمونہ پہلے موجود نہ ہو۔ تو اگر ہم کسی نئی قسم کی نبوت کے قائل ہوتے تو اُس کی نظیر نہ پیش کر سکتے۔ مگر جبکہ ہم نے ثابت کر دیا۔ کہ اس قسم کی نبوت ہمیشہ اور ہر زمانہ میں جملہ انبیاء کے متبعین کو ملتی رہی ہے۔ تو پھر وہ نئی قسم کی کیونکر ہوئی؟ دوسری طرف اپنا حال یہ ہے کہ جس قسم کی نبوت مسیح موعود کی طرف سے منسوب کرتے ہیں۔ اُس کی تمام صفحۂ ہستی پر آدم سے لے کر قیامت تک کوئی بھی نظیر نہیں بتلا سکتے۔ کیونکہ مستقل نبیوں میں سے بھی کوئی اُمتی نبی نہیں گنا۔ اور اُمتیوں میں سے تو خود کہتے ہیں کہ نہ گذشتہ زمانہ میں کوئی ایسا نبی ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کسی کو آج تک ایسی نبوت ملی۔ اور آئندہ تو ملتی ہی نہ ہوگی۔ کیونکہ مرزا صاحب خاتم الخلفاء ہیں۔ جو ہوگا وہ اُن سے نچلے درجہ پر ہی رہے گا۔ مگر پھر بھی

نئی قسم کی تصور نہیں کیا جاتا۔ اور اُلٹا دُوسروں کو یہ بہرہ دیا جاتا ہے کہ تم نئی قسم کی نبوت بناتے ہو۔ بندگان خدا کچھ خدا کا خوف کرو جو کام خود کرتے ہو وہ دوسروں پر کیوں ناحق تھوپتے ہو کیا وُہ خدا تعالےٰ کا فرمان یاد نہیں آتا۔ کہ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (جس نے خود کوئی خطا کی یا گناہ کیا۔ پھر اُس کو ناکردہ گناہ بری کے سر تھوپا تو لاریب اُس نے بہتان باندھا اور فاش گناہ کیا) قولہٗ۔ مسیح موعود پر دو زمانے گذرے ایک تو وہ زمانہ تھا۔ کہ آپ کو جب اللہ تعالےٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا۔ تو آپ اس عقیدہ کی بناء پر جو اُس وقت مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنے کر لیتے۔ کہ نبی سے مراد ایک جزوی نبوت ہے..... اور بعض دُوسرے انبیاء پر جو مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ بھی ایک جزوی فضیلت ہے.... لیکن بعد میں اللہ تعالےٰ کی متواتر وحی نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور اپنے پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا....... پہلے آپ کا اپنے نبی ہونے کے متعلق اور کسی نبی پر فضیلت کے متعلق اور مذہب تھا۔ بعد میں خدا کی وحی نے اُس کو بدلا دیا

اقول کیوں حضرت یہ بھی کوئی سنت ماموریں ہے کہ خدا تعالےٰ تو اُن کو حقیقی معنوں میں نبی کہے اور وُہ پندرہ سال تک اپنے آپ کو غیر نبی ہی سمجھتے اور اعلان کرتے رہیں اور عوام کے عقاید کے تبع بنے رہیں۔ ایسے لوگوں نے دُنیا میں اصلاح کیا خاک کرنی ہے۔ جن کی یہ حالت ہو کہ خدا تعالےٰ کے الہام کے معنے ہی پندرہ سال تک صحیح طور پر سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے ہوں اور الہام بھی کوئی معمولی الہام نہیں بلکہ وہ الہام جس پر کفر و ایمان کا دارو مدار ہو۔ یوں تو اس فیصل کو احتیاط انبیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مگر اس کی نظیر کسی ایک نبی میں بھی پیش نہیں کی جاتی جس کو پندرہ سال تک اپنا دعوےٰ ہی سمجھ میں نہ آیا۔ کہ میں ہوں کیا نبی ہوں یا غیر نبی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ پندرہ سال تک قرآن و حدیث کی تاویل بھی اسی بنا پر غلط کرتے رہے۔ اور لوگوں کو معاذ اللہ بہنایوں ہی بہکاتے رہے۔ کیونکہ جو کچھ اُنھوں نے الہام الٰہی کے غلط معنے سمجھ رکھے تھے۔ اُنہی کی تائید میں آیات و احادیث کے حوالجات بھی بکثرت پیش کر کے لوگوں کو اطمینان دلاتے رہے کہ قرآن و حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم

کے بعد کوئی حقیقی معنوں میں نبی نہیں آسکتا۔ حالانکہ بقول آنجناب خدا تعالےٰ نے خود اُن کو ہی حقیقی نبی بنا کر بھیجا ہوا تھا۔ مگر ناحق گویا کھینچ تان کر قرآن و حدیث سے بھی غیر نبی کا ہی مفہوم نکالتے رہے۔ آخرکار جب وفات کا زمانہ قریب آگیا۔ تب جا کر گویا اُن کو ہوش آئی۔ کہ ہم سراسر غلطی کرتے رہے اور خدا کی بعد کی کسی متواتر وحی نے آکر جگایا واہ سبحان اللہ مسیح موعود ہو تو ایسا ہو۔ کیا ایسی فہم و ذکا کی بنا پر اُس کی تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں؟ مگر ہم کہتے ہیں کہ جس شخص کی پندرہ سال کی... کارگذاری کا یہ عالم ہو اُس کے بعد کی متواتر وحی کے صحیح مفہوم تک پہونچنے کی کیا گارنٹی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جس طرح پندرہ سال تک خدا تعالےٰ کی وحی سے اُس کو کچھ ہاتھ پلے نہ پڑا اُسی طرح اس متواتر وحی کو بھی نہ سمجھ سکا ہو؟۔ پھر یہ بھی تو کوئی بتائے۔ کہ وہ بعد کی متواتر وحی کون سی ہے جس میں کوئی نرالی قسم کا نبی کا خطاب آپ کو ملا ہے۔ جو پہلے کبھی نہ ملا ہو؟ پھر نبی کو سب سے پہلے اپنی نبوت پر آپ ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ تو جب پندرہ سال تک مسیح موعود نے اُس کو سمجھا ہی نہیں تو کیا اتنے عرصہ تک وہ غیر مومن ہی رہے[ف]۔ پھر جب سنہ سے لیکر اُس متواتر وحی کی بنا پر آپ کے مذہب اور عقیدہ دربارہ نبوت میں تبدیلی واقع ہو چکی تھی تو تقریر لاہور مندرجہ ۲۰ مئی سنہ ء میں یہ کیوں فرمایا کہ "آج کوئی نئی بات نہیں چوبیس برس سے یہ الہام ہے جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ" پر یہ کیوں فرمایا کہ ؎

أَنَتْرُكُ قَوْلَ اللّٰهِ خَوْفًا مِنَ الْوَرٰى ✣ أَنَخْشٰى لِئَامَ الْحَيِّ جُبْنًا وَّنَخْذَرُ

(کیا ہم خدا کے قول کو لوگوں کے ڈر کے مارے چھوڑ دیں کیا ہم بزدل ہو کر لئیم لوگوں کے قبیلہ سے ڈر جائیں)

وَمَا كَانَ لِيْ اَنْ اَتْرُكَ الْحَقَّ خِيْفَةً ✣ اَنَا الْمُنْذِرُ الْعُرْيَانُ لِلّٰهِ اُنْذِرُ

(اور نہیں ہے لائق واسطے میرے کہ میں حق کو خوف کے مارے چھوڑ دوں میں منذر عریاں ہوں خدا کے واسطے ڈراتا ہوں)

[ف] یہاں تک یہ تمام تصویر اس فرضی مسیح موعود کی ہے جسکو صاحبزادہ صاحب الایمان کے انصار پیش کرتے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا یہ ہرگز اُس خدا کے سچے مامور مسیح موعود کا نہیں ہے جسے ہم نے مانا۔ وہ ان تمام لغویات سے پاک تھا۔ کوئی احمق ہمیں اصلی مسیح موعود کا مخالف نہ سمجھے وہ ہرگز ایسا نہ تھا۔ خاکسار مرزا عبد الکریم تاجر

ب بقول آپ کے حضرت مسیح موعود کی حالت کا یہ نقشہ تھا جو اُوپر درج ہوا تو بتاؤ وہ مخلوق
ؤ دوسرے کس طرح نہیں؟ مگر نہیں واللہ یہ سب جھوٹ ہے جو آپ پہ تھوپا جاتا ہے۔ وہ ہرگز
ے نہ تھے۔ باقی رہا فضیلت بر مسیح کا سوال تو یہ تو کوئی بڑی بات نہیں حضرت صاحب
تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو پیدا کرکے خدا تعالٰے نے بہتیروں کو
ج سے بڑھ کر بنایا جیسا کہ فرمایا کہ "اُس پوشیدہ قدرت سے لوگ بالکل بےخبر ہیں جسکے
نۂ قدرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ اگر چاہے تو ایک دم میں ہزار مسیح ابن مریم بلکہ اُس
ے بڑھ کر پیدا کر دے۔ چنانچہ اُس نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلّم کو پیدا
کے ایسا ہی کیا"۔ پس جب وہ دوسرے لوگ باوجود مسیح سے بڑھ کر ہونے کے پھر
، حقیقی نبی نہیں بن سکتے۔ تو مسیح موعود کیونکر بن سکتے ہیں۔ اور اگر مسیح موعود اس وجہ سے
قیقی نبی بن سکتے ہیں تو لامحالہ اُن دُوسرے لوگوں کو بھی حقیقی نبی ماننا پڑے گا۔ بات
اصل یہ ہے کہ مسئلہ نبوت کے متعلق نہیں بلکہ مسئلہ فضیلت علے المسیح کے متعلق بالضرور آپکے
یدہ میں تغیر آیا۔ کہ پہلے آپ مسیح ابن مریم پر اپنی معمولی سی فضیلت سمجھتے تھے لیکن بعد میں
، سے زیادہ فضیلت کے قائل ہوئے۔ آپ اُس اصل مقام کو حقیقۃ الوحی سے نکالکر دوبارہ
ڑ لیں جو وہاں عقیدۂ نبوت کی تبدیلی کے متعلّق ہرگز کچھ بحث نہیں ہے۔ بلکہ صرف اپنی
یلت پر مسیح کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اوائل میں اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر
نا تو میں اُس کو ایک جُزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالٰے کی وحی بارش
طرح مجھ پر نازل ہوئی تو اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا جس کو آپ لوگوں
، تبدیلی عقیدہ نبوت سمجھ لیا۔ حالانکہ نبی کا لفظ تو جیسا ابتدا سے آپ کی وحی میں موجود
ا ویسا ہی بعد میں بھی موجود رہا۔ پس نبوت کا تو معاملہ ہی جوں کا توں رہا۔ اِس میں تبدیلی
ونکر ممکن تھی؟ ہاں عقیدہ نبوت میں تبدیلی کا ہونا تب سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ پہلے آپ کو وحی
ی میں یہ لقب کبھی نہ ملا ہوتا۔ لیکن ایسا تو نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ سے آپ کو نبی کہا جاتا تھا تو
کوئی وحی تبدیلی عقیدہ نبوت کا باعث ہی کیونکر ہو سکتی تھی۔ پس ایسا قیاس سراسر غلط
ے۔ قولہ آپ کو خدا تعالٰے کی طرف سے معلوم ہوا۔ کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل

(کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ اقول تمام شان میں مسیح سے افضل ہونے
کے یہ معنے تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ آپ کی نبوت بھی مسیح ابن مریم کی کاملہ تامہ مستقلہ نبوت
سے افضل ہے۔ بلکہ آپ کی فضیلت کے یہ معنے ہیں کہ بلحاظ خدمات دین اور کارگذاریوں کے
آپ مسیح ابن مریم سے ہر طرح سے بڑھ چڑھ کر ہیں نہ اس وجہ سے کہ وہ کوئی مجازی نبی تھے
اور آپ حقیقی نبی ہیں۔ اس لحاظ سے تو خود مسیح موعود مجازی نبی ہیں۔ وہ مجازی نہیں۔
غور کیجئے حضرت صاحب خود اپنی فضیلت کی وجہ بیان کرتے ہیں فرمایا: "حضرت عیسیٰؑ کو
اتنی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں۔ جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی
تھیں تو بلا شبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے ہونگے ...... اس امت مرحوم کی فطرت
عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو
اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے۔ اور خواص کے مدارج خاصہ اسی سے قیاس ہو
سکتے ہیں..... خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو
اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۴ تا ۱۵۵)
پس ثابت ہوا کہ یہ فضیلت بلحاظ نبوت نہیں بلکہ بلحاظ کارناموں کے ہے۔ یعنی حضرت مسیح
ابن مریم چونکہ ایک مختص القوم رسول تھے۔ اس لیے ان کی تبلیغ کا دائرہ بھی صرف بنی اسرائیل
تک ہی محدود تھا اور انہی کی اصلاح کے اندازے کے موافق ان کی طاقت تھی جس کی وجہ
سے ان کے کارناموں یعنے دینی خدمات کا دائرہ بھی اسی قدر وسیع نہ ہو سکا جتنا کہ امت
محمدیہ کے خاص خاص لوگوں کا ہے۔ پس اسی وجہ سے خدا اور رسول نے بھی آخری زمانہ کے
مسیح کو افضل قرار دیا۔ پس اس سے زیادہ مسیح موعود کی فضیلت کے کوئی معنے نہیں۔ یونہی
ناحق بات کا بتنگڑ بنایا گیا۔ پھر یہ امر بھی تو غور طلب ہے کہ کلیات کے اندر کچھ مستثنیات بھی
تو ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے تو کوئی عقلمند
نہیں کہہ سکتا۔ کہ چونکہ وہ قادر مطلق علٰی کل شئ قدیر ہے تو اپنے ساتھ کا ایک دوسرا خدا
بھی پیدا کر سکتا ہے۔ یا وہ علٰی کل شئ قدیر ہونے کی وجہ سے جسمانی مردوں کو بھی اسی دنیا
میں دوبارہ زندہ کر کے زندگی بخش سکتا ہے۔ یا قرآن کریم کے بعد بھی کوئی صاحب شریعت نبی

بھیج سکتا ہے۔ مگر ایسا کیوں نہیں کر سکتا۔ اس کی یہی وجہ تو ہے۔ کہ یہ تمام باتیں اُسکے قانون کے برخلاف ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کسی نبی کامل و مستقل سے کسی اُمتی شخص کے افضل ہونے کے بھی یہ ہرگز معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ اُس کی نبوت بھی نبی کامل کی نبوت تامہ کاملہ مستقلہ سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ امر بھی ویسا ہی قانون الٰہی۔ یا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ امور متذکرہ بالا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے خود بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ " حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا عیسےٰ اُمتی ہے۔ تو کلام الٰہی میں اُس کا نام نبی رکھنا اُن معنوں سے نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں " (براہین پنجم صفحہ ۱۸۳) بھلا آپ یہ تو فرماویں کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے یہ تو بیشک بتلایا۔ کہ تم مسیح سے افضل ہو لیکن یہ کہاں فرمایا کہ آپ کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں " اور حقیقت شرعیہ کے رُو سے آپ فی الواقعہ نبی ہیں؟ کوئی ہے جو اس من گھڑت کا ثبوت دے؟ - قولہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نے فیصلہ

کر دیا ہے کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ بعد کی وحی نے اُس سے آپ کو بدلا دیا۔ اقول جناب والا نبوت کے متعلق نہیں۔ بلکہ فضیلت بر مسیح کے متعلق جو خیال آپ نے تریاق القلوب میں ظاہر فرمایا تھا اُسکو بعد کی وحی نے بدلا دیا۔ اُس کو تبدیلی عقیدہ نبوت سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اور اس میں اور اُس میں سیکڑوں کوسوں کا فرق ہے۔ تبدیلی عقیدہ نبوت ایک بڑا خطرناک معاملہ ہے لیکن تبدیلی عقیدہ فضیلت ایک معمُولی سی بات ہے۔ قولہ اگر کوئی کہدے کہ نبی تو وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے یا کسی دُوسرے نبی کی اتباع سے اُسے نبوت نہ ملے...... تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بیشک عوام میں یہ عقیدہ پھیلا ہُوا ہے۔ لیکن .... خدا اور قرآن کریم کی اصطلاح میں یہ شرائط لازمی نہیں " اقول ا- یہ بات ہرگز صحیح نہیں۔ کہ نبوت کی یہ تعریف عوام میں پھیلی ہوئی ہے۔ یا اُسی کے مطابق اُن کا اعتقاد ہے۔ بلکہ ان بیچاروں کو تو کچھ معلوم ہی نہیں۔ کہ نبوت کس چیز کا نام ہے۔ آپ خواہ مخواہ اُن کی

وکالت کرکے ایک ایسی بات اُن کی طرف منسُوب نہ کریں۔ جس کا قطعاً اُن کو کچھ علم ہی نہیں
۲۔ یہ کہ تعریف نبوّت خود قرآن کریم نے اسی طرح بیان فرمائی ہے۔ جس کو کسی قدر تفصیل
کے ساتھ میں پیچھے بیان کر آیا ہوں۔ پس یا تو آنجناب قرآن و حدیث کے رُو سے اُس کی
تردید شائع فرمائیں۔ ورنہ حلف اُٹھا کر بیان کر دیں کہ یہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ پھر خدا
تعالےٰ جو سچائی کا حامی ہے خود اِس بات کا فیصلہ کر دے گا۔ **قولہ** اگر مسیح موعود کے دعاوی
کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبُور ہونگے کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اِس سے بھی بڑھ
کر یہ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ظلّی نبی ہونا تھا۔ **اقول** معلوم ہوا۔ کہ آنجناب کو
ظلّی نبوّت کی کیفیت و معنے بھی معلُوم نہیں۔ اسی وجہ سے اِس کو نبوت سے بڑھ کر کوئی درجہ
تصوّر فرما رہے ہیں۔ سو عرض ہے کہ ظلّی نبوت۔ نبوّت سے بڑھ کر ہرگز کسی چیز کا نام نہیں
ہے۔ بلکہ نبوّت اصلیہ حقیقیہ کے فیوض و برکات رُوحانیہ کا نام ہی ظلّی نبوت ہے۔ اسکو
تو عین نبوّت بھی نہیں کہہ سکتے۔ چہ جائیکہ نبوّت سے بڑھ کر کوئی چیز سمجھا جائے۔ غور
فرمائیے حضرت صاحب خود اِسی طرح ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں کہ " میری نبوت
سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلّی
طور پر محمد ہوں صلّے اللہ علیہ وسلّم پس اِس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمّد
صلّے اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت محمّد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی
نبی رہا نہ اور کوئی۔ ۔ ۔ جب کہ بروزی طور پر میں آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم ہوں۔ اور
بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی بنوّت محمدیہ کے میرے آئینہ میں منعکس۔ تو پھر
کون سا الگ انسان ہو جس نے علیحدہ طور پر نبوّت کا دعوےٰ کیا " پھر آگے چل کر فرماتے
ہیں۔ کہ بروزی طور پر محمّد اور احمّد نام رکھے جانے سے دو محمّد اور دو احمّد نہیں ہوگئے
۔۔۔۔ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں ۔۔۔۔۔ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز
کا مقام اِس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ ؎ من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم
تو جاں شدی ۔ تاکس نہ گوید بعد ازیں۔ من دیگرم تو دیگری " اس خط کشید عبارت کو
غور سے پڑھیئے۔ اِس سے روز روشن کی طرح ثابت ہُوا کہ نہیں کہ ظلّی نبوّت کوئی الگ نبوّت

نہیں اور نہ ظلی نبی یا بروزی نبی کوئی علیحدہ دُوسرا نبی ہوتا ہے؟ پس جب ظلی نبوت یا نبی ظلی کوئی علیحدہ وجۂ نہیں رکھتے۔ تو یہ کونسا حساب ہے۔ کہ ظلی نبوت کو نبوت اصلیہ کے بھی بڑھ کر کوئی چیز سمجھا جاوے۔ بے ادبی معاف۔ یہاں مجھے ایک حکایت یاد آگئی ہے جو امید ہے۔ کہ ناظرین کے لئے موجب دلچسپی ہوگی۔ اور خاص کر معرفت سے چاشنی رکھنے والوں کے لئے زیادہ باعث نصیحت ہوگی :۔ **حکایت**:۔ کہتے ہیں کسی گذشتہ زمانہ میں ایک شخص بڑا ممبر کبیر تھا۔ اور ساتھ ہی عقل و دانش اور تقوے و طہارت میں بھی شہرۂ آفاق تھا۔ جب اُن کے دن پُورے ہوئے تو ناگہاں بیمار ہوگیا۔ ہر چند کہ علاج و معالجہ بھی بہتیرا کچھ کرایا۔ لیکن وہی مثل صادق آئی کہ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی جب وہ زیست سے بکلّی نا امید ہوگیا۔ تو اپنے بیٹوں کو بلا کر وصیت و نصیحت کرنے لگا کہ بیٹا اب چونکہ مجھے زیست کی کوئی امید نہیں رہی۔ اس لئے میں نے تم کو بلایا ہے کہ تم کو کچھ نصیحت کردوں۔ الغرض جو کچھ اُس کا جی چاہا اُس نے اپنے بیٹوں کو نشیب و فراز زمانہ سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا۔ کہ اگر بالفرض میں مر ہی جاؤں تو دیکھو بیٹا میں ایک عزت دار آدمی ہوں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد ماتم پرسی کے لئے جو لوگ تمہارے پاس آویں اُن کو کوئی نکتہ چینی کا موقعہ ملے۔ اگر ایسا ہُوا تو نہائت بُری بات ہوگی۔ وہ مجھے نہایت ذلیل آدمی خیال کریں گے۔ اس لئے بہت ضروری امر ہے۔ کہ جو لوگ ماتم پرسی کے لئے آویں اُن کی اچھی طرح سے خاطر و مدارات کرنا اور حتی المقدور اُن کو اوپچی جگہ بٹھانا۔ اور خود اُن سے نیچے ہو کر بیٹھنا۔ دوم یہ کہ ایسے ماتمداری کے موقعوں پہ یہ ہرگز مناسب نہیں ہوتا۔ کہ انسان اس موقعہ پہ بھی ویسا ہی بانکا اور خوش پوش بنا ٹھنا رہے۔ اس لئے یاد رکھنا اس موقعہ پر اپنے فاخرہ لباس کو اوتار کر کوئی معمولی سا موٹا سوٹا لباس پہن لینا۔ ورنہ لوگ تم کو نہایت شرمندہ کریں گے۔ کہ دیکھو ایسے نالائق ہیں۔ کہ باپ مرنے کا بھی ان کو کوئی غم پیدا نہیں ہوا بدستور اکڑ خان بنے پھرتے ہیں۔ سوم یہ کہ جب کوئی شخص میری بیماری وغیرہ حالات کے متعلق کچھ دریافت کرے تو نہایت شیریں کلامی سے پیش آنا اور کسی قسم کی ترش رُوئی کسی سے نہ کرنا۔ خاص کر میرا فلاں دوست

جو اِس موقعہ پر اتفاقاً یہاں موجود نہیں ہے۔ مبادا کوئی نالائق حرکت اُس کے نفس سے
سرزد ہو۔ آخر کار اجل آن پہنچی اور وہ بیچارا تو یہی باتیں کرتا کرتا سدھار گیا۔ تو محلہ اور
وغیرہ نے ملجُلکر اُس کی تجہیز وتکفین وغیرہ کرکے دفن کر دیا۔ اُس کا دوست جس کی بابت خاص
طور پر مرنے والے نے بیٹوں کو تاکید کی تھی دوسرے دن وہ بھی آن پہنچا اور اپنے دوست
کی وفات کا حال سُن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوا۔ اور ماتم پرسی کے لئے اپنے رفیق کے بیٹوں
کے پاس آیا اور بہت کچھ رنج وملال کا اظہار کرکے اُن سے پوچھنے لگا میرے رفیق کو کیا ہوا
کِس بیماری میں مبتلا ہوا اور کس حکیم کا علاج کرایا تو صاحبزادگان عالی دماغ نے بجائے اسکے
کہ اُس کی کسی بات کا جواب دیں یہ مناسب خیال کیا۔ کہ پہلے ان کو کسی اُونچی جگہ بٹھالیں
تو پھر بعد میں جو ہوگا سو ہوگا۔ چنانچہ اُنھوں نے اُس کے بٹھلانے کے واسطے مکان کا ایک
خوب اُونچا سا طاقچہ پسند کیا اور جھٹ چچا جان کو اُٹھا کر طاقچہ میں رکھدیا۔ خیر وہ ایک
عقلمند اور شریف آدمی تھا۔ اُس نے یہ خیال کرکے کہ شاید ان کے یہاں یہی رسم ہوگی خاموش
رہا اور پھر بدستور سلسلہ کلام اُن سے شروع کر دیا۔ مگر دیکھے تو سب صاحبزادگان اُسکے
پاس سے اُٹھ کر مختلف کمروں میں جا گھسے اور کوئی دری کا پُرانا ٹکڑا اپنے اوپر اوڑھ کر
لے آیا۔ اور کوئی پھٹے پرانے غلیظ چیتھڑے اپنے اوپر لپیٹ لایا۔ اور کوئی ٹاٹ کی پُرانی
بوری پہنکر آن حاضر ہوا۔ اسی طرح جو چیز کسی کے ہاتھ میں گندی سے گندی اور کثیف سی
ہاتھ میں آئی وہی اوڑھ اوڑھ کر آن موجود ہوا۔ تب بھی اُس شخص نے حسن ظنی سے کام لیکر
کسی کو کچھ نہ کہا اور پھر پوچھنے لگا۔ کہ صاحبزادو سُناؤ تو سہی ہمارے دوست کے ساتھ کیا
گذری۔ کیا ہوا کیا نہ ہوا۔ تو ایک صاحب بولے کہ جناب قلاقند دوسرے بولے۔ کہ نہیں
مصری اور کھانڈ۔ تیسرے صاحب نے کسی اور مٹھائی کا نام سُنا دیا۔ چوتھے نے کسی اور
میٹھی چیز کا علٰی ہذا القیاس اپنے باپ کی نصیحت کی خوب تفسیر بیان کی۔ وہ مہمان بیچارہ
ہکا بکا رہ گیا۔ اور آخر سمجھ گیا۔ کہ بس یہاں تو یہی حال رہیگا۔ اس لئے ناچار دو گھڑی
کے بعد خاموش اُٹھ کر چلا آیا۔ سو خدا ایسے مفسروں سے بچائے۔ قولہ جہاں آپنے نبوت
سے انکار کیا ہے انہی معنوں سے انکار کیا ہے جو لوگوں میں غلط طور پر رائج ہیں یہ کہ

نبی صرف وہ ہو سکتا ہے جو شریعت لائے یا پہلے کسی نبی کی اتباع سے اُسے نبوت نہ ملے چنانچہ آپ اِس عقیدہ کو باطل قرار دے کر نبی کے حقیقی معنے براہینِ پنجم میں یوں تحریر فرماتے ہیں "یہ تمام بدقسمتی دھوکا سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا اور شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اُس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو"

اقول سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔ حضرت عالی یہاں پر حضرت صاحب لغوی معنوں میں نبوت کے حقیقی معنے بتلا رہے ہیں۔ کیونکہ لغت میں صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ (جس کے اندر اظہار امرِ غیب بھی ہو) کا نام ہی نبوت ہے اور کسی کے صاحب شریعت یا غیر صاحب شریعت۔ یا مطاع یا مطیع ہونے کی قطعاً کوئی قید نہیں۔ پس حضرت کا فرمان بالکل بجا و درست ہے آپ ہی کچھ اُلٹ سمجھ رہے ہیں۔ مگر شریعت اسلام کے رو سے حضرت صاحب نے ہرگز یہ معنے کہیں نہیں کئے بلکہ وہی کئے ہیں جو میں پیچھے شروع مضمون میں درج کر آیا ہوں۔ پس آپ جب تک اُن تمام شرائط مندرجہ بالا کا غلط ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر دیں تب تک یہ لغوی معنے شرعی اصطلاحِ اسلام تصور نہیں ہو سکتے۔ پھر اسی مقام پر حضرت صاحب کے یہ الفاظ آپ نے نہیں دیکھے کہ "ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا۔۔۔ سچے دین کا متبع۔۔۔۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو سن سکتا ہے۔ سو ایک اُمتی کو اس طرح کا نبی بنا ملنا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" کیا ان الفاظ سے یہ کہیں ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ وہی نبوت ہے جو پہلے زمانوں میں انبیاءِ کرام کو ملتی رہی؟ یا اِس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کوئی دُوسری قسم کی نبوت ہے جس کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کہتے ہیں؟ ایسا نبی اور اس طرح کا نبی کہکر حضرت صاحب نے صاف بتلا دیا ہے کہ یہ وہ نبوت ہرگز نہیں ہے جس کو نبوت شرعیہ حقیقیہ اصلیہ مستقلہ یا تامہ کاملہ نبوت کہتے ہیں پھر آپ کے اعتقاد میں تو یہ نبوت سوائے مسیح موعود کے اُمت کے کسی فرد کو بھی نہیں ملی۔ مگر حضرت صاحب تو اس کو عام بتلا رہے ہیں۔ پھر آنجناب یہ تو فرمادیں کہ آپ کے نزدیک تو حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں حقیقی نبی سے مراد ہمیشہ صاحب شریعت نبی سے ہوتا

کرتی ہے۔ مگر یہاں تو حضرت صاحب نے آپ کے اس ڈھکو سلے کا بھی قضیہ پاک کر دیا کیونکہ آپ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے صاحب شریعت ہونے کو نبوت کے حقیقی معنوں میں داخل نہیں کیا۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے اس بات کو کیونکر تسلیم کر لیا!
العجب ثم العجب۔

نوٹ:۔ اس سے آگے چل کر جناب صاحبزادہ صاحب نے حضرت صاحب کی ایک ڈائری کی نقل دی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ اس ڈائری کی بعض عبارات کی کسی قدر تشریح کر دی جاوے تاکہ سمجھنے والوں کے لئے آسانی ہو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "ہمارا دعوے ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ در اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی بکثرت ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں (اس جگہ بھی حضرت صاحب نے لغوی معنوں میں ہی نبوت کی تعریف بیان کر کے اسی کے مطابق اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ کیونکہ لغت ایسے ہی شخص کا نام نبی رکھتی ہے جس کو مکالمہ مخاطبہ الہیہ حاصل ہو جس میں اظہار امر غیب بھی ہو پس اس میں کیا شک ہے کہ آپ ان ہی معنوں کے رُو سے نبی تھے۔ راقم) ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف پیشگوئیاں کرتے تھے یہی حال اس سلسلہ میں ہے (کیا مطلب کہ پیشگوئیاں کرنے کے لحاظ سے میری اور ان کی نبوت کا ایک ہی حال ہے۔ گر یہ نہیں فرمایا۔ کہ تشریعی ہونے کے لحاظ سے ان کی اور میری نبوت ایک ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ صاحب شریعت تو نہ تھے مگر وحی بھی پانے کے لحاظ سے تو وہ تشریعی ہی تھے اور تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گذشتہ انبیاء کرام میں سے خواہ کوئی صاحب شریعت ہوا یا غیر صاحب شریعت۔ سبھی تشریعی نبی تھے۔ راقم) بھلا ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ (معلوم ہوا کہ نبی کا نام آپ نے دوسرے موجود

زمانہ کے عام ملہموں سے اپنا امتیاز ثابت کرنے کے لئے باذن الٰہی اختیار فرمایا تاکہ آپ موجودہ عام معمولی ملہمین سے ممتاز نظر آویں۔ اور خدا کے خاص الخاص ملہمین میں سے شمار کئے جائیں جنھیں بسبب کثرت مکالمہ و مخاطبہ مشتمل بر امور غیب حاصل ہونے کے اِستعارۃً اور مجاز کے طور پر نبی کہنا بھی جائز ہے۔ اور یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ اطلاق اسم الشیٔ علٰی مایشابہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جائز حسن ہے (کسی چیز کا نام کسی ایسی چیز پر استعمال کر لینا جو اُس کے ساتھ اکثر باتوں میں مشابہت رکھتی ہو جائز اور بہتر ہے) پھر حضرت صاحب بھی اسی لحاظ سے نبی کہلاتے رہے جس کو حقیقت پر حمل کرنا کسی طرح جائز نہیں) ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس مذہب میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مُردہ ہے (معلوم ہوا کہ یہ وہی نبوت ہے جس کا سلسلہ ہر نبی کے زمانہ میں عام طور پر خواص اُمت میں جاری رہا۔ اور اُمت محمدیہ میں بھی اُن سے بڑھ چڑھ کر یہ سلسلہ جاری ہے۔ لیکن بقول صاحبزادہ صاحب اگر یہ نبوت صرف مسیح موعود تک ہی محدود رہی ہے۔ اور دوسرا کوئی بھی اس معاملہ میں اُمت محمدیہ میں سے اُن کا شریک نہیں ہوا تو بتاؤ وہ سلسلۂ نبوت کہاں ثابت ہوا جسکا قائم ہونا حضرت صاحب ایک سچے مذہب کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اور جس کے بغیر کسی مذہب کے زندہ ہونے کا کوئی ثبوت ہی نہیں؟) ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے..... اس لئے ہم نبی ہیں۔ (اگر حضرت صاحب کے ان الفاظ سے کہ "وحی نازل ہو رہی ہے" آپ کی نبوۃ کو حقیقی سمجھتا ہے۔ تو اُس کو یاد رہے کہ ایسی غیر تشریعی وحی پہلے زمانوں میں عورتوں پر بھی نازل ہوتی رہی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ واوحینا الٰی ام موسٰی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (پ ۲۰)۔ (یعنے ہم نے موسیٰؑ کی ماں کی طرف وحی کی۔ کہ اِس کو دودھ پلا۔ پس جب تو اِس پر خوف کھائے (کہ دشمن مار نہ ڈالے) تو دریا میں ڈال دیجو۔ اور کوئی غم فکر نہ کیجو۔ ہم اِس کو تیرے ہی پاس پھر لوٹا دیں گے اور اُس کو اپنا رسول بنائیں گے) اور مسیح کے حواریوں کی نسبت فرمایا کہ

اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی و برسولی یعنے ہم نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول یعنے عیسے ابن مریم پر ایمان لاؤ۔ پھر حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت عیسے علیہ السلام پر بھی وحی ہوئی۔ جیسا کہ فرمایا کہ ارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرًا سویًّا یعنے ہم نے مریم کی طرف جبرئیل کو بھیجا جو اُس کے لئے ہو بہو آدمی بن گیا۔ پھر شہد کی مکھی کی طرف بھی خدا تعالےٰ نے وحی کی۔ جیسا کہ فرمایا کہ اوحی ربك الی النحل الخ یعنے تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی کی۔ الغرض مجرد وحی غیر تشریعی سے کسی کی نبوت حقیقیہ اصلیہ کا ثبوت نہیں ملتا۔

قولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت احمد تھی نام احمد نہ تھا۔ ... آپ کا نام درحقیقت احمد نہ تھا۔ **اقول** نجم الہدیٰ صہ۲ پر حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "اُس رسول امی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں نام اُس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اول یہی دو نام پیش ہوئے تھے۔ کیونکہ اس دنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علت غائی ہیں اور خدا تعالےٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں۔ اور بباعث اس کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے۔ اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا۔ آپ کو عطاء ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھیرے۔" پھر آگے چل کر یوں فرمایا کہ "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا۔ اور جو کچھ اُن کو ملا اُسی چشمۂ فیض و عطا سے ملا۔ پس دُوسروں کے دل حمد الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آسکے جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا۔ کیونکہ اُن کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولی تھا۔ پس اس وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا۔ ...... اور اُن کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی ہوئی تھی ...... پس کامل طور پر

بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی احمد ہے؟ کیوں حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی ابتدا سے احمد تھا یا نہیں؟ اور سنیئے اربعین ۴ صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ...... ذالک مثلھم فی التوراۃ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے۔ اگر آنجناب معہ اپنی جماعت کے سرکردوں کے اس بات سے قطعی انکاری ہیں۔ اب یا تو حضرت صاحب سچے ہیں اور بالضرور وہی سچے یا آپ جیسا کسی کا ایمان ہو سمجھ لے) .... جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر آپ نے اس آیت کو حضرت مرزا صاحب پر حقیقی طور پر چسپاں کیا۔ پھر فرمایا کہ "آپ نے جلالی نمونہ دکھانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نمونہ مقرر فرمایا ... پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا۔ اور کوئی شخص ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے۔ اس لئے خدا تعالے نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا ... سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسے کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنیوالا ہے اور خدا تعالے نے تمہیں اس عیسے صفت کے لئے بطور انصار کے بنایا .... تم اسم احمد کے مظہر ہو" صفحہ ۸۲۔ کیوں حضرت انصاف سے کہنا احمد صفت کس کی تھی حضرت مسیح موعود کی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ کچھ خدا کا تو خوف کیا کرو ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن

پھر فرمایا "ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شان محبوبیت بھی تھی جس کا نام محمد مقتضی ہے .... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محبیت بھی تھی جس کا نام احمد مقتضی ہے صفحہ ۱۶ ۔ پھر ایک جگہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۳ میں فرمایا کہ "آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اسکا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا" لیکن آپ معہ اپنے مخلصین کے مسیح موعود

کا یہ نام اصلی اور نہ یہی بتلاتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہونے سے کسی کو یہ وہم ہو کہ چونکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر تھے۔ اس لئے ضرور ہے کہ آپ نبی ہوں تو یاد رہے کہ اس طرح تو اُن ہم اوپر درج کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے اتباع کو بھی کہا ہے کہ تم اسم احمد کے مظہر ہو تو کیا سب احمدی نبی و رسول بن گئے ہیں؟ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت صاحب نے خدا تعالے کا مظہر اتم لکھا ہے تو کیا وہ بھی خدا بن گئے تھے اور بشیر نہ رہے تھے دیکھو اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۳۔ فرمایا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جلشانہ کے مظہر اتم ہیں۔ لہذا خدا تعالے نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوق کے عطا فرمائے۔ پھر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظل ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی حقیقی نبوت کا وہم ہو تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے سب کو آنحضرت کا ظل بننے کی تاکید کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ تم کس طرح سچے احمد یا حامد ٹھیر سکتے ہو جبکہ اُس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں (۱) رب العالمین . . . (۲) رحمان . . . . (۳) رحیم . . . . (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا سو احمد وہ جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے۔ قولہ۔ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ بھی وہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ اقول ہم پیچھے کئی جگہ حضرت صاحب کی تحریرات سے یہ امر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ مسیح موعود چونکہ ایک اُمتی شخص ہے اُس کی نبوت کے وہ معنے نہیں جو ایک مستقل نبی کی نبوت کے ہوتے ہیں دیکھو براہین پنجم ص۱۸۳ دوم اس قسم کی ظلی نبوت تمام سابقہ انبیاء کاملین کے وقت میں بھی اُمتیوں کی ملتی رہی ہے۔ گو اب اُن کا دور زمانہ ختم ہو جانے کی وجہ سے اُن کا اضافہ روحانیہ بھی بند ہو چکا ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ جب تک خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوئے اُن میں اس قسم کی ظلی نبوت پانے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ایک سچے مذہب اور سچے نبی کی صداقت کا معیار ہی یہی ہے کہ اُنکے زمانہ میں اُسکے متبعین کو اس قسم کی نبوت جسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کہتے ہیں ملتی رہی۔ اُن کے بعد اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اب لوگوں کو جو کچھ فیض ملسکتا ہے اسی نبی کی اطاعت میں

بن سکتا ہے اور کسی کی اطاعت میں نہیں بن سکتا چنانچہ اس نمبر ۵ سوال کے نیچے لکھا ہے کہ قرآن
خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے دو قسم کی ظلی نبوت کو پایا ہے تو آپکی امت پاتے رہینگے
پس اگر گذشتہ انبیاء کے متبعین ایسی نبوت پاکر حقیقی نبی بن گئے تھے تو امت محمدیہ میں بھی بن سکتے ہیں۔
نہ صرف ایک آدمی اور اگر وہ نہیں بنے اور امت محمدیہ میں اور بھی با سوائے مسیح موعود کے حقیقی معنوں میں کوئی شخص
نہیں بن سکا تو یقیناً یقیناً یاد رکھو کہ مسیح موعود بھی حقیقی نبی ہرگز ہرگز نہیں ہیں پس جبکہ مسیح موعود کی وہ نبوت
ہی نہیں جو مستقل انبیاء کی تھی تو اس کے حقوق بھی وہ حقوق نہیں ہیں جو مستقل انبیاء کی نبوت کے تھے **قولہ**
جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے ... "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا
و رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشگوئی موجود ہے"؟ **اقول** میں بار بار لکھ
چکا ہوں کہ جب مرزا صاحب کی نبوت کے وہ معنے ہی نہیں جو مستقل انبیاء کی نبوت کے ہوتے ہیں تو پھر
قرآنی احکام جو مستقل انبیاء کے منکروں کی نسبت ہیں وہ مرزا صاحب کے منکروں پر کب چسپاں ہو سکتے
ہیں؟ دیکھو براہین پنجم صفحہ ۱۸۴۔ باقی رہا حضرت صاحب کا یہ فرمان کہ "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں
مانتا الخ" یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں جس سے حضرت صاحب کی نبوت حقیقیہ پر استدلال ہو سکے کیونکہ ایسا
کلمہ تو خدا تعالے کی ہر ایک ادنی سے لے کر اعلےٰ نافرمانی تک سب کے ارتکاب پر بولا جا سکتا ہے مثلاً کہہ سکتے
ہیں کہ جو عمداً جھوٹ بولتا ہے وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ خدا و رسول نے اس سے منع کیا ہے جو نماز
و روزہ کا پابند نہیں وہ بھی خدا و رسول کو نہیں مانتا کیونکہ خدا و رسول نے ان کا پابند ہونے کی تاکید کی ہے اور
جو دھوکا دیتا ہے وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من غشنا
فلیس منا جو ہمیں دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب چور چوری کرتا ہے
تو مومن نہیں رہتا جب زانی زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا جب شرابی شراب پیتا ہے تو مومن نہیں رہتا الغرض ایسے
کلمات کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ کامل مومن نہیں نہ کہ قطعاً مومن ہیں۔ علی ہذا القیاس اسکی مثالیں بے شمار ہیں (اگرچہ پچھلے خط
نا تمام پر جو سند جدید المہدی نمبر ۳ میں ہم اس پہلو پر کچھ لکھ بھی چکے ہیں۔ لہذا فی الحال اس سے زیادہ لکھنے کی
کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی) پس اسی طرح حضرت مسیح موعود کے منکروں کی نسبت بھی ایسا لکھنا بالکل جائز ہے کہ
جو انکو نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ وہ خدا و رسول کی پیشگوئیوں کا خلاف کرتا ہے مگر اسکے
یہ معنے تو ہرگز نہیں ہو سکتے کہ وہ خارج از اسلام کافر ہو گیا۔ مگر گذشتہ انبیاء کا منکر خواہ وہ کسی نبی کا بھی انکار
کرے اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اب میں اس مضمون کو اسجگہ ختم کرتا ہوں کیونکہ بقیہ باتوں کے جواب کو غیر ضروری
خیال کرتا ہوں۔ اسکے بعد صاحبزادہ صاحب کی چند غلطیوں کی ازالہ کا نمبر آئیگا پھر میاں محمد سعید صاحب کے مضمون مندرجہ
تشحیذ بابت فروری ۱۹۱۵ء اور حقیقۃ النبوۃ پر میری نظر ثانی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان
عرضداشتوں کو جو طالبان حق کیلئے لکھی گئی ہیں طالبان حق کیلئے مفید بنائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ فقط

خاکسار مرزا محمد اکرم تاجر عفی اللہ عنہ از ...

اطلاع

رسالہ المہدی کے متعلق
ہر ایک قسم کی خط وکتابت بنا
میجر اخبار پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس لاہو

ہونی چاہیئے